

سُورَةُ هُودٍ عَلَيَّ السَّلَام

رابطہ | سورہ ہود کو سورہ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط نامی۔ سورہ یونس میں جس طرح مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی شرک فی التصرف، شرک فی العلم، اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تک اس کو اسی انداز سے بیان کر دے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلہ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ **قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ اِلَّا بِالْخِطَابِ اِنْ تَقُولُ اِلَّا اَعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مَّوْمَعْنٰی رَبِّطْ** جس کی تین تقریریں ہیں۔

(۱) سورہ یونس کے آخر میں فرمایا **اَتَّبِعْ مَا يُّوحٰی اِلَيْكَ** اب سورہ ہود کی ابتدا میں فرمایا **اَحْكِمْتَ اٰیٰتِهٖ ثُمَّ فُصِّلَتْ** یعنی وہ مایوْحٰی یہ کتاب حکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورہ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورہ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو حاجتا میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورہ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورہ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورہ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورہ یونس میں دعویٰ توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورہ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعویٰ توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ | سورت کی ابتدا میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعویٰ — صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ خَالِصَةً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ **اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ** دعویٰ نبوت ہے یہ جملہ مضمر ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ **(اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ)** کے لئے نذیر و بشیر بن کر آیا ہوں۔ **یُمَتِّعُکُمْ مَّتَّعًا حَسَنًا** الخ بشارت نبوی و اخروی ہے۔ **وَلَا تَوَلَّوْا اَخِیًّا فِیْ اَخَافُ** — **نَا** — **وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ — اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَّا اِلٰهَ اِلَّھُمْ یَشْنُوْنَ صُدُّوْهُمْ — **نَا** — **کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ**۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جاننا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ **وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْاُولٰٓئِیَّ وَ اَرْضَ الْاُولٰٓئِیَّ** الخ جب ساری کائنات کا خالق و مالک ہی وہی ہے تو پھر اس سے کیا چیز مخفی ہوگی؟ **کَیْفَ یَقُوْلُ الْکٰذِبُیْنَ کَفَرُوْا** اور **کَیْفَ یَقُوْلُ مَا یُحِبُّ** شکوے ہیں **اَلَا یَوْمَیْآتِیْہُمْ** الخ جواب شکوی ہے۔ **وَلٰکِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ** — **نَا** — **اِنَّہٗ لَفَرِحَ فَخُوْرٌ رَّجِبٌ** **اَلَا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا** الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعویٰ — مایوْحٰی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضُ مَا یُّوحٰی — **نَا** — **وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ** (۲۴) جب آپ مسئلہ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلہ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں مشرکین اپنے خبیث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استقامت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ توحید کی کما حقہ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ **اَمْ یَقُوْلُوْنَ اَفْخَرٰہُ** (۲۵) یہ شکوی ہے اور **قُلْ خَالِفُوْا بَعْثًا مِّنْہُمْ** الخ جواب شکوی ہے۔ اگر قبول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں جیلج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سوئیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ **فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ** الخ متعلق بجواب شکوی **مَنْ یَّجِدِ الْحَیْوةَ الدُّنْیَا** — **نَا** — **وَبَطِلْ** **مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ** (۲۶) زجر مع تخویف اخروی۔

چوتھا دعویٰ — مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَ یَتْلُوْہُ — **نَا** — **وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ** (۲۷) مسئلہ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ عقلی دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب **تورات** جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہذا مسئلہ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض ضد اور بہت دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

کَذٰلَکَ اَظْہَرْنَا لَکُم مِّنْ اٰیٰتِہٖ — **نَا** — **فِی الْاٰخِرَةِ هُمْ اَلَا خٰسِرُوْنَ**۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تخویف اخروی ہے۔ **اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ** الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں

جو پہلے تین دعوؤں کے ساتھ بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت جو پچھلے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ — متعلق بدعویٰ اولیٰ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (۳۶) تَا ————— ثُمَّ يَمُشُّ مُمْسِكًا عَذَابَ آلِ يَمُشُّ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ قوم کے مطاعن و اعتراضات، مَا تَزَالُ اِلَّا بِشِرَارٍ مِّثْلَا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب یَقُوْمُ اَرَاٰیْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰی بَرٍّ مِّنْ تَرَابِیْ اِلٰہِ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۤئِنُ اللّٰہِ (۳۷) شکوی و جواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمْ یَقُوْلُوْنَ اِفْتَرٰہُ پھر وَاصْنَعِ الْفُلَکَ بِاَعْيُنِنَا (۳۸) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوح عرق آب کرنے اور کشتی نوح کو صحیح سلامت جو دی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال و جواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْکَ مِنْ اَنْبِیَآءِ الْغٰیْبِ نُوْحٍ مِّنْ اٰیٰتِکَ اَلَمْ یَسْمَعْ اَنْ خَضِرْتُ صٰلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ — نیز متعلق بدعویٰ اولیٰ

وَ اِلٰی عَادٍ اٰخَاھُمْ هُوْدًا (۴۰) تَا ————— اَلَّا بُعْدَ اِلَیْہِمْ قَوْمٌ هُوْدٌ (۴۱) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے یَقُوْمُوا عِبَادَ اللّٰہِ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٗ اَلَمْ یَقُوْمُوا اَسْتَغْفِرُ وَاَرْبَکُمْ مِّنْ شَرِّ تَوْبُوْا اِلَیْہِ (۴۲) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک و کفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا یہ ہود ما جِئْتَنَا بِبَیِّنٰتٍ اَلَمْ یَقُوْلُوْا اِنَّا لَنَعْلَمُکَ بِغَضِّ اِلٰہِیْنَا بِسُوْءٍ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تنہائی و بربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ — نیز متعلق بدعویٰ اولیٰ

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اٰخَاھُمْ ضَلْعًا تَا ————— اَلَّا بُعْدَ اِلَیْہِمْ قَوْمٌ هُوْدٌ (۴۳) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا یَقُوْمُوا عِبَادَ اللّٰہِ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٗ اَلَمْ یَقُوْمُوا اَسْتَغْفِرُ وَاَرْبَکُمْ مِّنْ شَرِّ تَوْبُوْا اِلَیْہِ (۴۴) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال و جواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ — متعلق بدعویٰ ثانیہ

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰہِیْمَ بِالْبَشْرِی تَا ————— اَتِیْہِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (۴۵) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کی خوشخبری دینے کیسے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیسے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کر کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹھنے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا اور نہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کر رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا انہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ — نیز متعلق بدعویٰ ثانیہ

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیِّئًا (۴۶) تَا ————— وَمَا هِیْ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ (۴۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلاف فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصران کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا اور حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

سباتواں قصہ — متعلق بدعویٰ ثالث

مختصر خلاصہ

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ ردعوں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے
وَلَقَدْ آتَيْنَا نُوحًا مِنْ قَبْلِهِ (ع ۳۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ دوسرا قصہ
حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے يَقُوْمِ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ تیسرا قصہ
حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا (ع ۶۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے يَقُوْمِ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ چوتھا قصہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِاَلْبَشَرِ الْاِيْمَانِ (ع ۷۶) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب
نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکارتی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئَیْءًا بِهَذَا الْحَمِیْمِ (ع) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔
 چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَرَآلِیْ مَدَیْنَیْنِ آخَاھُمُ شُعَیْبًا (۸۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے یَقُوْذِرُ اَعْبُدْ وَاَللّٰهُ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ سَاۡتُوْا
 قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِآیٰتِنَا الْحَمِیْمِ (ع) ۹ یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضہ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَاَلَّا تَتَذٰکُرْ فِیْ مَرْیَیَہٖۤ ۙ فَمَا یَعْبُدُ هٰؤُلَاءِ (ع) ۹ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج
 کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ اَنْتَبٰنَا مُوْسٰی لِنُکْتِبَ فَاٰخِذًا فِیْہِۙ اَوْ رَوٰکُمْ لَا یَکْلِمُہٗۙ نَسَبًاۤ لَّہٗ (ع) ۱۰ دونوں سوالات مقدمہ کے جواب ہیں وَرَآلِیْ مَدَیْنَیْنِ آخَاھُمُ شُعَیْبًا
 تخیل خدای ہے۔ فَاسْتَفِمْۤ اٰہِلَۤہٗۤ اَمْرًاۙ مِّنْہُمْۚ وَلَا تَطْغَوْۤا فِیۤ اَمْرًاۙ مِّنْہُمْۚ وَلَا تَرْکَبُوْاۤ اَمْرًاۙ مِّنْہُمْۚ وَآٰتِہِۭ الصَّلٰوۃَۙ چوتھا امر متفرع یعنی امر صلح نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْۢ بِاَیۡہِۭ
 اَمْرًاۙ مِّنْہُمْۚ وَمَا کَانَ رَبُّکَ لَیۡہَۤ اِلَآفَ الْاٰخِرِۙ تَخْوِیۡفِ دِیۡوٰیۙ ہُوَ وَقَدْ لَدِیۡنَیۡنِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اَلْحَمْدُ لَہٗ جَمْعُ تَخْوِیۡفِ دِیۡوٰی۔ آخری آیت میں چاروں دعوؤں کا اعادہ ہے۔
 وَلِلّٰہِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْحَمْدُ دُوسرا دعویٰ۔ فَاَعْبُدْکَۤ اٰہِلَۤہٗۤ اَمْرًاۙ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَیۡہِ تَیۡسِرًا دُعاویٰ۔ اور وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّاۤ تَعْمَلُوْنَ چوتھا دعویٰ۔

پہلا دعویٰ — صرف اللہ ہی کو پکارو

۳۔ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلہ تمہید ہے۔ کتاب مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ہذا کتاب اور کتاب کی تینوں تعلیم کیلئے یہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتون فیہ المتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱۱ ص ۱۱۲) احکمت ایتہ، کتب کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی خوبوں سے آراستہ ہے (روح)، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی نسخہ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم یستخفها کتاب بخلاف التورۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۱۲) ثم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاض قسم کے آباد مرقی پر کر اس کے حقے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید، احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کال عقد المفصل بالفرائد التي تجعل بالذلالی وجہ جعلها كذلك اشتغالها على دلائل التوحید و الاحکام و المواعظ والقصاص (روح ج ۱۱ ص ۱۱۲) و مدارک ج ۲ ص ۱۱۱ امام ازہلج، ابن جریر، فرار اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور آلا تعبد و آلا الا الله فصحت سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ۴۔

یہ بھی کتاب کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفوں کا پرتو ہیں المعنی احکامها حکیم و کھا ای بینہا و شہدھا خبر عا لم بکیفیات الامور ففی الایۃ اللف والنشر المرتب (روح ج ۱۱ ص ۱۱۲) و کذا فی الکبیر ۵۔ یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ آج سے پہلے حرف جار محذوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور فرار کے نزدیک اصل میں بآلہ تھا اور جار مجرور فصحت کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے ثم فصلت بالاعتقاد والا

مبتدا محذوف اصل مضمون ۱۲ ص ۱۲۱ تعقیب ذکر کیلئے ہے ۱۲ ص ۱۲۱ سورت کا ابتدائی پلاؤ ۱۲

روح ج ۱۱ ص ۱۱۲ دعویٰ اللہ کے سوا کوئی عالم نہیں ہے

ہود ۱۳

۴۹۴

يعتذرون ۱۱

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

سورة هود

منزل ۳

اللہ وحدہ لا شریک لہ و تخلعوا الالہۃ والانداد (ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۱۲) قال لکسائی والفرع ای بالاً۔ ای احکمت ثم فصلت بالاعتقاد والا الله ائتنی لکم صئۃ الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۲) امام ازہلج فرماتے ہیں ان سے پہلے لام تعلیل یہ مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبد والا الله (قرطبی) یعنی قرآن کو فتح الرحمن ۱۔ مترجم گویدی تو ان گفت پیچیدہ سینہ عبارت از آست کہ فکر ہائے ناصواب و بشبہات و اہیہ دل خود را اطمینان دہد و عقائد حقہ را فراموش سازد زیرا کہ صدور ایجاب معنی علوم صدور آمدہ است ۱۲۔

محکم اور مفصل اس لئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت لاجل الاتعبد والا لا اللہ، واقول هذا التاویل يدل على انه لا مقصود من هذا الكتاب الشريف الا هذا الحرف الواحد فكل من صرف عمره الى سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۱ ص ۱۷۸) اننی لکم منہ الخ ای قل یا محمد للناس (ابن جریر) ۷۷ یہ اور ثم توبوا دونوں آلا تعبدوا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا سچے دل سے عزم کرو۔ یمتنعکم

ممتنعاً الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہو گے تو تا زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے قال لزوجا ج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کہا استأصل اهل القرى الذین کفروا (روح ج ۱ ص ۱۷۸) ویؤت الخ یہ یمتنعکم پر معطوف ہے اور صراح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا دینا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ ۷۷ یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تار تخفیفاً ساقط ہو اصل میں ان تنو کوا متھار عداوک ج ۲ ص ۱۷۸ وروح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فار جزائیہ کے بعد لفظ قل محذوف ہوگا ای فقل یا محمد انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۱۷۸) اکی اللہ کر جو حکم الخ تحویل انروی ج ۲۔

دوسرا دعویٰ

اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

۷۷ یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنی تھے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر

پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفة من المشرکین قالوا اذا اغلقت ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشينا ثيابنا وثنینا صدورنا علی عداوة محمد فكيف یعلم بنا دیکو ج ۱ ص ۱۷۸، وہ اپنے سینوں کو دھڑا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں کو موضع قرآن و جہاں غیظ ہے بہشت و دوزخ جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اس کی سودنیا میں۔

فتح الرحمن و یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید مستودع جائی است کہ بغیر اختیار آنجا نگاہداشتہ ہوندا مانند رحم مستقر جائی است کہ باختیار خودی مانند مثل خانہ ۱۲۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

۴۹۵

ہود ۱۱

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رُخْصًا

اور کوئی نہیں ہے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ

اور جانتا ہے جہاں وہ مستقر ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے

مُبِينٌ ۶ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

کھلی کتاب میں و ہ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں سٹہ اور بٹھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو

أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَعْبُوثُونَ

کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے

مِنْ بَعْدِ السَّوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا

مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں

إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۷ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ملے ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو

إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۸ إِلَّا يَوْمَ

ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روکے یا عذاب کو سنتا ہے

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس پر

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۹ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا

کھٹے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں سٹہ آدمی کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَكُونُ

رحمت پھر وہ پھین لیں اس سے تو وہ نا امید

منزل ۳

کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیار کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استغفار، جماع اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری) ۴۹۰

اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ **وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا** اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا ۱۲ ۴۹۶ ۱۱ ہود

كُفُورٌ ۱۱ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرِّ آءٍ مَسْتَكِينٍ

ناشکر ہوتا ہے اور اگر ہم چلے جائیں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچتی تھی سو

لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَكَفَرٌ فَخُورٌ ۱۲

تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے تو اترا لے والا شیخی غور ہے

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

مگر جو لوگ صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۱۳ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا

بخشش ہے اور نواب بڑا سو کہیں تو حجاب چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیزیں

يُوْحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا

ہیں سے جو وحی آتی تیری طرف اور تنگ ہو گا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ

لَوْلَا أَنْزَلْ عَلَيْهِ كُنُزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا

کہتے ہیں کیوں نہ آئے اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۱۴ أَمْ يَقُولُونَ

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ

افْتَرَاهُ قُلُوبُهُمْ قُلْ أَبَعَثَرُ سُوْرًا مِثْلَهُ مُفْتَرِيَةً

بنا لایا ہے قرآن کو کھلے کہہ دے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ

اور بلاؤ جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم

صَادِقِينَ ۱۵ قُلْ لَيْسَتْ جِبُوبُ الْكُفْرِ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

سچے ہو جا پھر اگر نہ پورا کریں مٹے تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن

أَنْزَلَ بِعِلْمِ اللَّهِ ۚ إِنَّ لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ

تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں دن یارات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد ہے (خازن) کُلُّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ہر چیز کتاب مبین میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الہی مراد ہے قَالَ لِرَجُلٍ الْمَعْنَى أَنَّ ذَلِكَ ثَابِتٌ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ دَكْبِيرٌ ۱۱

۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ماضی معنی حال ہے اور عرش کا پانی پر ہونا کمال قدرت اور استغناء تمام سے کنایہ جو یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے قادر رہی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی کا معنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فیہ دلالة علی کمال القدرة من وجوه الاول ان العرش مع کونہ اعظم من السموات والارض کان علی الماء فلولا انہ تعالیٰ قادر علی امساك الثقیل بغیر عمد لما صح ذلك (کبیر ج ۱، ص ۱۵) ۱۱ یہ شکوی ہے ان مشرکین کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں بسحق قُلُوبُیْن۔ یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں وہ بمعنی باطل اور کذب ہے اسی غرور باطل لبطلان السحر عندہم (قرطبی ج ۹، ص ۱۵) ای باطل مبین (کبیر ج ۱، ص ۱۵) ۱۲ یہ بھی شکوی ہے منکرین معاندین پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار پر انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ ۱۳ بَابُ تَهْدِیْهِ الْجَوَابِ شکوی ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں اور وہ اپنی بد اعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و مسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ ۱۴ یہ زجر ہے اور الانسان کو مشرک انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فرائض عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

بشارت اخذ ہے
سورت کا تفسیر
دلای ما یجوز
مسئلہ توفیق کی کتب
میں کوئی نام نہ نہ ہونے
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مَنْزِل ۲

فتح الرحمن ۱۱ تخت بدہ سورہ محمدی واقع شد چوں اذان عاجز شدند بیک سورہ محمدی فرمود ۱۲۔

اسی طرح سورہ حم السجدہ (۶۷) میں فرمایا۔ لَا يَسْمَعُ إِلَّا نَسْأَنُ مِنْ دُعَاءِ الْخَائِدِينَ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَتَقَرَّبَ قِيَوْمٌ فَتَقَرَّبَ إِلَيْهِمْ رَحْمَةً مِّنَّا مَنْ تَبَعَدَ نَسْرَاءَ مَنَسْتَهُ لِيَقُولَنَّ هَذَا لِي أَلَيْتَ -
یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہو جاتا ہے اس کے بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کر کے اسے راحت کی زندگی سے بہرہ ور کر دیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں گا تو میری مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور مجھ پر بھلے دن آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۷۱ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بمعنی نکلن ہے یعنی وہ ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر مصائب و شدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے اور اللہ کی عبادت و پکاریں لگے رہتے ہیں۔ یعنی المؤمنین مدحہم بالصبر علی الشدائد... ای نکلن الذین صبروا و عملوا الصلحۃ فی حالتی النعمۃ و المحنۃ (قرطبی ج ۹ ص ۱۷۱)۔ اِنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوا فِی الْمِحْنَةِ وَ الْبَلَاءِ (وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) وَ شَكَرُوا فِی النِّعْمَةِ وَ الرِّخَاءِ (مذکر ج ۲ ص ۱۳۹)

تیسرا دعوی

ایو جی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے
 ۱۵۱ یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ قوجیدیان
 کرنے پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں
 تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ
 کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا
 کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں

آیا جو لوگوں میں اسکی صداقت کا اعلان کرتا پھرے۔ ایسا نہ ہو کہ انکی باتوں سے آپ متکدل اور آزرده خاطر ہو کر مایوسی الینک (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ انکے مطامع و اعتراضات کی پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں انکے آگے آگے کہیں کہیں ذمہ داری اور ڈیوٹی صرف تبلیغ و انداز ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے واللہ علی کل شئ وکیل، کیونکہ اللہ تعالیٰ انکے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی کئیس علیک الانذار بما یوحی الیک ولا علیک شیء ان ردوا وافرحوا واولوا انت بقرآن غیر هذا فما بالک تترك بقولهم (وکیل) محفوظ ما یقولون فیجاء یحییٰ مظلومی جہد صحتہ ان مصدر یہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ ضرائق کیمتعلق ہے ای من اند یقولوا اولان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف

موضح قرآن و گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمن ۱۰ یعنی ثواب صدقہ و صلہ رحم کہ از کفار بوجود می آید و در دنیا میسر دهند بتو سبع رزق و صحت بدن ۱۲ و ۱۳ یعنی کرام کاتبین ۱۲ -

وما من دابة^{١٣}

٢٩٢

هوذا

مُسْلِمُونَ ﴿١٣﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

حکم مانتے ہو جو کوئی چاہے دنیا کی زندگیوں اور

زَيْنَتَهَا نَوْفٌ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا

اس کی تربیت بھگتنا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں

لَا يُجَسُّونَ ⑮ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كُتِبَ لَهُمُ فِي الْآخِرَةِ

کچھ نقصان نہیں وا۔ -ہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں

إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطِلَ مَا كَانُوا

آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب کیا جو

يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ

کہا یا تھا مہلا ایک شخص جو ہے نہ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے

شَهِدَ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَى إِمَامًا وَ

ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ بھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلائی اور

رَحْمَةً ۖ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ ۚ

جسواں (اوروں نے برابر ہے) پہیوں کوں ماسے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے

فرقوں میں سے سو روز جہے ٹھکانا اس کا سو تو مت رہ شہ میں اس سے

[illegible]

اِنَّهٗ اَحَقُّ عِنْدَ رَبِّكَ وَلٰئِنْ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ

يَعْرِضُونَ عَلَى رَبِّهِمْ وَيَقُولُ أَلَا شَهِادَةٌ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ
رَوَوْا عَنْ نَبِيِّهِمْ وَقَالُوا بَلَى سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ

مَنْزِل ۳

ہے اُنہی کہ اہلکۃ اَنْ یَّقْبُولُوْا (قرطبی ج ۹ ص ۱۲)، اس صورت میں ضائق کا مفعول نہ ہوگا۔ ۱۵ یہ شکوی ہے مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعویٰ کہ اللہ کے یہاں کوئی شیفع غالب نہیں، تو مانتے نہ تھے اور الظاکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاَنْتَوُا الَّذِیْنَ یُجَابِ شَکْوِیْ ہِے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لو اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ حکم کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور قَا عَلِمُوْا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقد اعلموا یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرمادیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پر داختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَ اَنْ لَاَ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا حکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے مدعوئے مددگار اور شرکار تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَ اِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِیْہَا الْکُفَّارُ وَلَمْ یُعِیْنُوْکُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنْکُمْ اَنْزَلْتُمْ بِعِلْمِ اللّٰہِ وَاَنہٗ لَیْسَ مِفْتَیْ عَلَی اللّٰہِ بل ہوا نزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم دھازن ج ۳ ص ۱۹۹، ۲۰۰ زجر مع تحریف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورہ نبی اسرائیل ۷ میں وارد ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَ تَخَلَّفْنَا لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ مَا صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدہ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اعراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔

یعنی و بطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال البر (و بطل ما کانوا یعملون) لانہ لغیر اللہ دھازن ج ۳ ص ۲۰۰، ۲۰۱ یہ چوتھا دعویٰ ہے بے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہوا علی برہان من اللہ و بیان ان دین الاسلام حق و ہود لیل للعقل (مدارک ج ۲ ص ۲۰۱) و یثبوتہ موضوع قرآن و گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خیر حق.... خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یاد دہانی کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ و یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے سن آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ و یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

مآزل ۳

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۱۲ ۳۹۸ ۱۱ ہود

کَذَبُوا عَلٰی رَبِّہُمْ ۱۸ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۱۹ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ یَبْغُوْنَہَا عِوَجًا ۲۰ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کَفِرُوْنَ ۱۹ اُولٰٓئِکَ لَمْ یَکُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ ۲۱ اَحْزَرَ ۲۲ مَسْکُوفٌ ۲۳ وَہ لوگ نہیں ہیں تمہارے لئے کٹھن زمین میں فی الارض و ما کان لہم من دون اللہ من اولیاء ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴

ای ویلحقہ ویتبعہ اور شاہد سے مراد قرآن ہے اور منہ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے اسی منہ اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک) وَمِنْ قَبْلِهِ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے یہاں من کا جواب مخدوف ہے اسی ایبقی لہ موضع شہادت یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولَئِكَ

سے مَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں انکا کٹھن ضد و عناد پر مبنی ہے۔ ۱۲ یہ معاندین کے لئے تحریف اخروی ہے فَلَا تَكُ فِيهِ ذَمٌّ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم و تفہیم دونوں کی مقصود ہے کیونکہ آپ سے شک و شبہ کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گزرنہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد و انکار پر اڑے رہیں۔ ۱۳ زجر جمع تحریف اخروی تا هُمْ اَوْحَسُّوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل و نقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو عند اللہ شفع غالب کہنا وغیرہ۔ بآن نسب الیہ مالا یلیق بہ کقولہم الملائکۃ بنات اللہ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً و قولہم لا لہم ہم ہوا و شفعاؤنا عند اللہ (روح ج ۱۲ ص ۱۳) یہ کفار و شرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الا شہاد سے فرشتے مطلقاً یا حفظاً کراما کا تبین، انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افتراء کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افتراء کیا کرتے تھے

۱۲
۱۳

۱۴
۱۵

هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۲۳ وَلَقَدْ

آرسلنا نوحًا إلى قومه نأني لكم نذير مبين ۲۴

أَنِ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ طرانی اَخاف علیکم عذاب

یوم الیم ۲۵ فقال الملائکۃ الذین کفروا من قومه

ما نربک الا کبشرا مثلنا وما نربک اتبعک الا

الذین هم اراذلنا بادی الرای وما نری لکم علینا

من فضل بل نطکم کذبین ۲۶ قال یقوم اریتم

ان کنت علی بینه من ربی واتنی رحمۃ من

عندہ فعمیت علیکم انزل مکسوها و انتم لہا

کرہون ۲۷ و یقوم لا اسئلکم علیہ ما لا ط ان اجری

الا علی اللہ وما انا بطار الذین امنوا اسئلم

منزل ۳

اشہاد گواہوں کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے مہلکانے کی کوشش کرتے ہیں و یجھونہا عوجاً اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے ان کو ایمان و توحید اور طاعت و عبادت سے روک کر شرک و معاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انہم کما ظلموا انفسہم بالہزام الکفر و الضلال فقد اضافوا الیہ المنع من الدین الحق و القاء الشبہات و التعویج الدلائل المستقیمۃ (کبیر ج ۱ ص ۱۲۷) اسی بعد لون بالناس عنہا المشرک و قرطبی ج ۹ ص ۱۲۷ دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کار ساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ یضعف لہم العذاب اب اب آخرت میں انہیں دو گنا عذاب دیا مو صبح قرآن و ادھر کی عقل سے یعنی پہلی نظریں۔

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ جن مہجودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ) من الالہمة وشفاعتہا دروح ج ۱۲ ص ۲۵۷ دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش ہنسیوں میں مبتلا رہے اور جن مہجودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ ۲۷ یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے

ہود ۱۱

۵۰۰

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

مُلْقُوا رَبِّهِمْ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿۲۹﴾

ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور
یَقُولُ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتَهُمْ أَفَلَا
لے قوم کون بچھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم

تَذَكَّرُونَ ﴿۳۰﴾ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ
دھیان نہیں کرتے اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مُلْكٌ وَلَا
اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ملکہ اور نہ

أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ
کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ

خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا كَلِيمٌ
بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں

الظَّالِمِينَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا إِنُّوْهُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَكُتِرَتْ
بے انصاف ہوں تو بولے لے نوح صلوٰۃ تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت

جَدَلْنَا فَاتَّبَعْنَاهُ نَآئِبَةً أَنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۲﴾
جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنَا
کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ

بِمُعْجِرِينَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ
تمہارا کون سا کون بھلا کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت کچھ جو چاہوں کہ

أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ
تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

منزل ۳

مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۲۷ یہ دونوں فریقوں یعنی مشرکوں اور مومنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الہی کو سننا چاہتے ہیں نہ دلائل آفاق و انفس کو نظر غائر دیکھ کر غیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور عبارت اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسی طرح مومن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل قدرت کو ملاحظہ کر کے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں جو پہلے تین دعویوں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

پہلا قصہ

۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعویٰ سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ اپنی قوم کے سامنے دعوت الہی پیش کی اِنِّي كُنتُ نَذِيرًا مُّبِينًا اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ میں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا میں ان مفسرہ ہے اور اَرْسَلْنَا يَا نَذِيرًا کے متعلق ہے یا ان مصدر یہ ہے اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (سماوح) اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے طور پر کہیں اول مَا تَزِدُّكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَكَ تم ہماری مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں کریں دوم وَمَا تَزِدُّكَ اِلَّا بَشَرًا اور پھر جو لوگ

مذکورہ سوال

یعنی تعریف و تہلیل

تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں ارادوا اتبعك احسانا ونا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۷) ہم ایسے شرفار نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تدر برو تفکر محض اوپر سے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعك فی بادی الدرای ای بلا فکر اد فی لظاہر لا فی الحقیقۃ قالہ ایشخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم موضح قرآن و کافروں نے مسلمانوں کو ذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور ذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کما فی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو و لا وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے اہل ہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بد قسمتی سے ان دلائلِ براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بناؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ ۱۳۵ ہا ضمیمہ کلمہ توحید یا البینۃ یا رحمۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مخدوف ہے شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وقیل الہاء ترجع الی الرحمة وقیل لی البینۃ ای تلزکم قبولہا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵۷) یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمہ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوالیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے لہذا استفہام معنہ انکار ای لا نکادای لا اقدر علی ذلک والذی اقدر علیہ ان ادعوکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لا لزومہا قومه ولكنہ لم یملک ذلک (فازن ج ۲ ص ۲۳۷) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متنصر و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متنصر ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ ۱۳۶ میری قوم! اس تبلیغِ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کر رہا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غریبوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِمْ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کروں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیئشکونخی الیہ ان طردتہم

مرجید معتز ضمیمہ بطور
شکوہ ۱۵
جواب شکوہ ۱۶

وَالْيَهُ تَرْجِعُونَ ۖ (۳۲) أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے پٹ کیا کہتے ہیں کہ بنالایا ہے قرآن کو کہہ دے اگر میں بنالایا ہوں

فَعَلَىٰ أَجْرَاهِ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا بُعِثُ مَوْلَانِ (۳۵) وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تمہیں گناہ کرتے ہو وہ خدا اور حکم ہوا اس کی طرف

نُوحِ اَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

سو غمگین نہ رہ۔ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بننا چاہتے

بَاعِیْزَنَا وَحَبِیْنَا وَلَا تَخَاطِبْنِیْ فِی الدِّیْنِ ظَلَمُوا

یہ بے شک عرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا کلمہ اور جب گزرتے اس پر

سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو تم سے

تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ت اب جلد

تَعْلَمُونَ لَكُمْ سَاتِرٌ عَنِ الْخُبْيَةِ وَحِلٌّ عَلَيْهِ

جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر
عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۳۹﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ

عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا منہ اور جوش و ارتعاش

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ

ہا ہم سے پڑھا ہے کسی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے ہرے بول

منزل ۳

ردارک ج ۲ ص ۱۴) یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقررین بارگاہ الہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا اطردھم ولا ابعدهم عن مجلسی لانہم من اهل لؤلؤ لمقدرون عند اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۸) مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور فیہانہ باتیں کرتے چلے مار رہے ہو۔ وَلَیَقُوْرُ مَنْ یُنْصُرُنِیْ بِمَا وَاْدَّ اُكْرِس تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے لباس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔

موضع قرآن وہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ملے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ و حضرت لوح کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ و وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں عرق کا پکاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پہ ٹھری ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

فتح الرحمن و! اس جملہ زیادہ کردہ شدور وسط قصہ قوم لوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین مکہ بحال قوم حضرت لوح ۱۲ و! یعنی تنور غضب الہی ۱۲۔

یہ تمہارے معبود تم بہاریوں کے کام نہیں آسکتے تو میرے کس کام آئیں گے افلاتن کروں کچھ تو عقل سے کام لو اور نصیحت و عبرت حاصل کرو۔ ۵۳۲ یہ تین سوالات مفقودہ کے جوابات ہیں۔ مشرکین کہتے اگر نوح علیہ السلام، سچا پیغمبر ہے تو اسکے پاس دولت کے خزانے کیوں نہیں اور وہ غیب کی خبریں اور پوشیدہ امور ہمیں کیوں نہ بتاتا نیز وہ بشر ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جواب دیا بیشک اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا کام تبلیغ و انداز ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں کہ جوابات چاہوں اور جب چاہوں جان لوں اور نہ میں فرشتہ اور مافوق البشر ہونے کا مدعی ہوں۔ بلکہ میں بشر اور انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال انسانیت کے بلند ترین مقام (نبوت) پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے اور سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ ۵۳۳ حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لا جواب ہو کر قوم کے لوگ بول اٹھے کہ اسے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ جھگڑا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ اِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِكُفْرٍ مِّنْ قَبْلِكُمْ لَا تَأْمِنُ بِرِجَالِهِمْ لَآ تَأْمِنُ بِهِمْ وَهُوَ كَذَّابٌ ۚ اِنَّ يَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللّٰهِ لَآ اَمْنٌ ۚ اِنَّ يَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللّٰهِ لَآ اَمْنٌ ۚ اِنَّ يَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللّٰهِ لَآ اَمْنٌ ۚ

ہود ۱۱

۵۰۲

دکھانہ ۱۲

اَلَا مَنۡ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَا اٰمَنَ

مَعَهُ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰ وَقَالَ اَرْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ فَجَرَّهَا

مَعَهُ اس کے ساتھ مگر مٹھوڑے ط اور بولا اے سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہو چکا چلتا

وَمَرَسَهَا ط اِنَّ رَزْنِيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ وَهِيَ تَجْرِيْ

اور مٹھنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی

بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَاِجْبَالٍ وَّنَادَىٰ نُوْحٌ اِبْنَهُ وَكَانَ

ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا

فِیْ مَعْرِزٍ يَّبْنِيْ اَرْكَبُ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ

معا کنارے لے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ

الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاوِيْكَ اِلَىٰ جَبَلٍ يَّعَصِمُنِيْ مِنَ

کافروں کے بولا نہ جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچائے گا مجھ کو

الْمَآءِ ط قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنۡ

پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے لے مگر جس پر

رَّحِمَةٌ وَحَالٌ بَيْنَهُمَا السَّوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳

وہی رحم کرے اور حائل ہو مٹی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں و

وَقِيلَ يَا رِضْ اَبْلَعِيْ مَآءَكَ وَلِيْسَمَاءُ اَقْلَعِيْ وَغِيْضُ

اور حکم آیا اے زمین لے نکل جا اپنا پانی اور لے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا

الْمَآءُ وَفُضِيَ الْاَمْرُ وَاُسْتُوتِ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيلَ

پانی اور ہو چکا کام اور کشتی مٹھری جو دی پہاڑ پر اور حکم ہوا

بَعْدَ الْاَلْقَوْمِ الظَّٰلِمِيْنَ ۝۴۴ وَنَادَىٰ نُوْحٌ رَبَّهُ فَقَالَ

کہ دھور ہو قوم ظالم و اور پکارا نوح نے لے اپنے رب کو کہا

مازل ۳

کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کہ ان میں اب کوئی بھی ایسا شخص نہیں پیدا ہوگا جو راہ راست پر ہو اور توحید کو قبول کرے کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے وقت کہا تھا اِنَّا نَدْعُكَ لِيُصَلِّىَ عَلٰى عِبَادِكَ وَلَا يَلِدُ وَاَلَا فَاجِرًا كَفٰرًا اِنّٰی اے اللہ اگر تو اس قوم کو اب ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے ہی کا موقع ہے اور تو نور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا کہ جب اس نور سے پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ و اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے کہ بلند پہاڑ کا پچاؤ نہ تھا۔ و چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلتا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جو دی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔

فتح الرحمن و یعنی زن نوح و کنعان پسر نوح ۱۲

کی کوشش کریں گے اور ان کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا مگر یہ استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے اعتنائی اور بے خبری کا نتیجہ ہے حضرت نوح علیہ السلام عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی انہیں اس کی اطلاع دی تھی جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں اس کی صراحت موجود ہے ﴿وَإِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُ لَنَنْزِلَنَّ الْكِتَابَ وَتُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ﴾ یعنی ہماری حفاظت میں اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی تیار کرو اور ان مشرکین کے بارے میں اب دفع عذاب یا مہلت دینے کی ہرگز سفارش نہ کرنا کیونکہ انہیں غرق کرنے کا فیصلہ حتمی اور قضا مہم ہے۔ ﴿لَعَنَ يَصْنَعُ﴾ کان مخدوف کی خبر ہے۔ حذف کان مع بقا خبر کلام عرب میں جائز ہے تو اور ان کے بعد کان کا حذف مشہور و معروف ہے یحذ فونہا ویبقون الخ بعد

لو وان کثیرا اشتہر (الفیہ ابن مالک) مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان سے استہزاء کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا استہزاء کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں اس سے محفوظ ہیں۔ ﴿تَنُورُ﴾ تنور سے یا اس کا حقیقی معنی مرلو ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیسا کہ جمہور کی رائے ہے والممداد من التنور تنورا الخ بعد عند الجمہور روح ج ۱۲ ص ۵۵، تنور سے پانی کا ٹپکنا طوفان کی علامت تھی۔ یا یہ غضب الہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ ﴿وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ الْيُسُفُوفُ﴾ کوئل رکھا اور اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا دل آزرہ نہ ہو۔ ﴿يُسُفُوفُ﴾ یسوف اللہ میں بار امتحانات کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی امانت و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صحیح و سالم منزل مقصود پر پہنچ کر نکلے گا۔ ﴿وَهُيَ تَجْرِي الْخَوَاسِرُ﴾ اس سے پہلے اندماج سے یعنی تمام مومنین اور حضرت نوح علیہ السلام کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار ہو گئے، طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح ٹپھاڑ ایسی بلند و مہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گزر رہی تھی کہ پسے دو حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ گئی۔ یہ بیٹا کنگان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ لقمہ طوفان نہ خور۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم

بولسا بیان مکتوب
فی کرم علی الدن
علیہ وسلم ۱۲

ہود ۱۱

۵۰۳

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

رَبِّ إِنْ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ ﴿۳۵﴾ قَالَ يَبْنَوحُ إِنَّهُ

اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ﴿۳۵﴾ فرمایا اے نوح شک نہ ہو

لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا

نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت

تَسْأَلُنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعْظُكَ أَنْ

پوچھ مجھ سے جو مجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں مجھ کو کہ

تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ﴿۳۶﴾ بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری

أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي

اس سے کہ پوچھوں مجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو

وَتَرْحَمَنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۳۷﴾ قِيلَ يَبْنَوحُ

اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ﴿۳۷﴾ حکم ہوا اے نوح کہ

اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ

اتر آ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو

مَعَكَ وَأَمْرٌ سَمِيعٌ لَّهُمْ ثُمَّ يَمْسُرُهُمُ

تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو

مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۳۸﴾ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ

ہماری طرف سے عذاب دردناک ﴿۳۸﴾ یہ باتیں مبہم غیب کی خبروں کے ہیں مجھ کو

نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ

کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر سنتی اور نہ تیری قوم کو

مَنْزِل ۳

تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس بولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل ایمان دہ لافہ کلن ینافقہ فظن انہ مؤمن واختارہ کشیر من المحققین کا لما تریدی وغیرہ وقیل کان یعلم انہ کافر لای ذلک الوقت لکنہ علیہ السلام ظن و لا یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آچکی اب چاہے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہے نجات میں۔ ﴿۳۷﴾ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیے۔ یہ کام ہے موضع قرآن جابل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ﴿۳۸﴾ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے نہ کہ کو کیا مقدر ہو چاہیے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ﴿۳۹﴾ حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ پھر سارے نوح انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہوں گے۔

وَمَا مِنْ دَآئِبَةٍ ۝ ۱۳ ۝ ۵۰ ۝ هُوَ ۝ ۱۱

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

مع مشتی! متصل

اس سے پہلے سو تو صبر کر البتہ انجام بخلا ہے ڈرنے والوں کا

اور عاد کی طرف سے ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بنو کی کہو اللہ کی

کوئی مہاراجہ ہم نہیں سوا کے اس کے ہم سب جھوٹ کہتے ہو

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

وَيُزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَغَيَّرْ بِآيَاتِ اللَّهِ عَنِ (٥٢)

قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي

إِلَيْهِ نَكُونُ ۖ وَمَا كَانَ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۖ ﴿٢٠﴾

کتابت شد: ۱۴۰۲/۱۰/۱۰

گواہ کرتا ہوں اللہ کو شہادہ اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

مَنْزِل ۳

وكان ابنه يسوع الكفر ويظهدا ليمان الخ (قرطبي ج ٩ ص ٥٢٢) فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ کا خبر اللہ تعالیٰ نوحاً بما ہو منفید بہ من علم الغیوب ای علمت من حال ابنک ما لم تعلمہ انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قبری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لاسکے اور نہ عذاب الہی سے اسے بچا سکے۔ ۵۲۵ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِذَا اَصْلٰمٌ مِّنْ اَنْتُمْ لَا تَخْلُوْنَ كُوْلَامٍ مِّنْ اَدْغَامٍ كَرِّ دَاغِيَا۔ ۵۲۶ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور زولِ برکات

مِنْ دُونِهِ فَاكِيدُ وُنِيْ جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظَرُونَ ﴿۵۵﴾

اس کے سوا سو بڑائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر مجھ کو مہلت نہ دو

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَزَوْنِيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ

میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا سوئی نہیں زمین پر چلنے والی

الَّا هُوَ أَخَذَ بِنَاصِيَّتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ

دھرنے والا اگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اسکی وہ بے شک میرا رب ہے سیدھی

مُسْتَقِيمٌ ﴿۵۶﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ

راہ پر سیدھی و قیامت پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا ہوں تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا

بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَزَوْنِيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ

تَضُرُّوْهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّيْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

لگاڑ سکو گے اللہ کچھ تحقیق میرا رب ہے ہر چیز پر نگہبان و

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَحْنُ خَيْرُنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا

اور جب پہنچا ہمارا حکم ہوتا تھا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے

مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾

اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے قہر

وَتِلْكَ عَادُ جَحْدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ

اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو

وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۵۹﴾ وَاتَّبَعُوا فِي

اور مانا ان کے حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو

هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةُ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا إِنْ عَادَا

اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

مَنْزِل

کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہو چکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اتر دو تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی بائی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے ۵۵ جملہ مترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعہ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتاتا جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

فَاَصْبِرْ الْخَيْرَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّكَ لَمِنَ الرُّسُلِ ﴿۵۶﴾

تسلیم ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا

اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ ۵۷ یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں

اپنی قوم کو یہ پیغام دیا يٰٓقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَوْمٌ فَاسِقُونَ ﴿۵۸﴾

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

دعا کرتے ہوئے ان کو مقرر کیا کہ اے قوم! اللہ سے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔

یعنی وحد و اللہ ولا تشركوا معه شَيْئًا فِي الْعِبَادَةِ ﴿۵۹﴾

مَنْزِل

ج ۱۲ ص ۱۵۵، ۱۵۶ یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا وہ چونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے بجاویں پر خوش ہو کر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہو کر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توبین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر (عیاذ باللہ) تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو۔ اعتزال اصابتك بعضا لہتنا بسوء بیجنون و خبل (مدل رک ج ۲ ص ۱۸۱) بسوء ای بیجنون لسبک ای ہا عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۹ ص ۵۸) انك شتمت بوضع قرآن و یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے۔ و گاڑھی ماروئی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی مالک اور ص ۱۲ یعنی حکیم است ۱۲۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

یہ اونٹنی ہے اللہ کی جتنے تہمائے لئے نشانی سوچو اور دواس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

میں نے معبودانِ باطلہ کو
تو حید ہے،

لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معبود فی الذہن کی لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ **۱۷** انبیاء علیہم السلام کی پیروی کو جہلائے کی ترغیب دیتے تھے۔ **وَ اتَّبِعُوا فِي هَذِهِ الدِّينِ** موضح قرآن و یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ و

لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں برس پہلے قوم عادتِ باہ و برباد ہو چکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کو باوجود ثلاث سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب کمیت سے سوال ہوگا مَاتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معبودی الذہن کی طرف ہے وَ عَصُوا أَرْسُلَهُ اِیکَ رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ اِنَّہٗ اَنْبِیَاۤءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دیتے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَ اَتَّبِعُوا فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَتَہٗ اَللّٰہِ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ اِنَّہٗ یَتِمِیْرُوْنَ موضح قرآن و یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ و اَتَّبِعُوا فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَتَہٗ اَللّٰہِ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ اِنَّہٗ یَتِمِیْرُوْنَ

گئے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ تَعْبُدَاۤىٕ عَنِ النَّعْبَدِ — مَا يَعْبُدُ مَوْصُولَهٗ سے مراد معبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ النَّوَٰحِدِ مدارک ج ۲ ص ۱۷۹، یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک و شبہات ہیں۔ ۱۵۹ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو یعنی میں اللہ کا پیغمبر بھی ہوں، اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچاؤ گا۔ فَمَا تَزِيْدُوْكَۤى غٰیْرَ تَحْسِيْرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ۱۶۰ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر سے ایک اونٹنی نکالیں تو وہ انہیں سچا بنی مان لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر بننا پیٹ بھرے گی تم اس سے تعرض مت کرو اور نہ فوراً اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَّرُوْهَا مَّكْرُوۡدَ

۱۲ فیہ ۱۱

۱۲۔ اوردو و سادہ الفاظ
میں مشغول ہے۔

5-2

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۝۱۳

اور مت ہمت لگاؤ اس کو بُری طرح پھرتو آہکڑے گاتم کو عذاب بہت جلد و

بمهر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن

یہ وعدہ ہے تو جھوٹا نہ ہوگا

ہم نے صباغ کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی

رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا

ان ظالموں کو ہولناک آواز لے پھر صبح کو رد گئے اپنے گھروں میں

اوندھے پرے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سن لو نمود

مسلمہ کے اپنے رب سے سن لو پھر کاربے مود لوف اور البتہ اچھے ہیں سلم

ہم سے نیچے ہوئے ابراہیم کے پاس کو مجبوری نکلیں ہوئے سلام وہ بولا

آلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

Figure 1. The effect of the concentration of the solution on the adsorption of the dye.

مَنْزِلٌ

باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں غَلُوْا مَكْذُوْبٍ اٰی فِیْہِ (روح)، جب

موضع قرآن حضرت صالح نے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح

ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھوٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم لوٹا پر جاتے تھے ہلاک لے کر اول حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو بنی بنی سے بیشانہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لے آئے ۱۲ منہ رحمہ۔

ہمارے عذاب کا عین وقت آپہنچا تو ہم نے صراحت اور اس کے مومن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچا لیا وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا النَّارَ اور ظالم (مشرک) لوگ ایک ہی آسمانی چٹخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہو گئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۵۳ یہ جو تھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور

هُود ۱۱

۵۰۸

وَمَاصِنَ دَانِيَةً ۱۲

خَيْفَةً ۱۱ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ ۱۲

ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی

وَأَمْرَاتِهِ قَائِمَةً فَضَحِكْتُمْ فَبَشِّرْنَهَا بَأْسَ الْحَقِّ لَئِنْ

اور اس کی عورت کھڑی تھی مکتہ تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحق کے

وَرَأَى اسْحَقُ يَعْقُوبَ ۱۳ قَالَتْ لِيُؤْيِلَنِي آلُ دَاوُدَ وَأَنَا

پیدا ہونے کی اور اسحق کے بھیجے یعقوب کی فت بولی ہٹ اے خرابی کیا میں بچہ جنوں کی اور

عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا ۱۴ إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ ۱۵

بڑھپلا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ۱۶

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۱۶ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۱۷ فَلَمَّا ذَهَبَ

تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب جاتا رہا

عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعَ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِي

ابراہیم سے ڈر عجب اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوطٍ ۱۸ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَكِيمٌ ۱۹ وَأَهْ مِنْبٍ ۲۰

قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ۱۹ حکم والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۲۱

اے ابراہیم پھوڑ یہ خیال وہ تو آجکا حکم تیرے رب کا

وَأَنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۲۲ وَلَمَّا جَاءَتْ

اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹا یا نہیں جاتا اور جب پہنچے ۲۲

رُسُلَنَا لُوطًا سَئِيًّا بِهِمْ وَصَاقٍ بِهَمٍّ ذُرْعًا وَقَالَ لَهُذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

منزل ۳

بسبب تلك المشاركة فقد الصلح ومعاذ التأخير كبره واقعہ سورۃ زاریات میں واقعی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ زاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجہ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشِّرْهُ بِالْعِلْمِ عَلِيمٌ كَأَقْبَلَتْ أَمْرًا إِنَّهُ فِي صَرْفٍ فَصَحَّتْ وَجْهَهَا الْآيَةُ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔

فلان کے ساتھ جو عذاب تھا اس کا ذکر پڑا ان کے دل پر ۱۲ مندرجہ اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں ۱۲ موضع قرآن منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فت حضرت لوط انہی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پر عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ مندرجہ۔

فتح الرحمن ۱۲ منترجم گوید یعنی سبب خوشخبری ازاں ملک قوم لوط واللہ اعلم ۱۲

زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم بآن شان غلت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ تکرہ ۱۲ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں در نہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرنے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ گھر کس لئے جا رہے ہیں۔ قَالَ لَطِيفِي لَوْ عَرَفْتُمْ بَأْسَ تَهْمُ ملائکہ لم یخبروا بیدایہم الطعام (روح ج ۱۲ ص ۹۷) ۱۳ جب انہوں نے تے ہوئے بچھڑے کا دسترخوان اپنے ”مہمانوں“ کے سامنے لا کر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دسترخوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ بڑے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا راوا الضیف یا کل ظنوا به شرًا (قرطبی ج ۵ ص ۵۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۱۴ فَضَحِكْتُمْ فَبَشِّرْنَهَا قَبَشْرُهَا فار دونوں میں تعجب زکری کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فَبَشِّرْنَهَا فَضَحِكْتُمْ یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑی ان ہذا علی التقدير والتاخير والتقدير وامراته قائمه فَبَشِّرْنَهَا بِأَسْحَقِ فَضَحِكْتُمْ سَمِعًا

۱۱ اسی قلمنا یہاں ص ۱۲ پر یہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے

يَوْمَ عَصِيبٍ ۝۷۷ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَ

دن بڑا سخت ہے دابہ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم تھکے دوڑتی تھے اختیار اور

مِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَقُومُ

آگے سے کر رہے تھے بڑے کام بولا اے قوم

هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا

یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت

تَخْزَوْنَ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ شَنِيدٌ ۝۷۸

رسوا کرو مجھ کو میرے بہانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن کا

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۝۷۹

بولے تو تو جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ عرض نہیں اور

إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا تُرِيدُ ۝۸۰ قَالَ كَوْنِي بَيْنَ يَدَيْكُمْ قُوَّةً

مجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا

أَوْ أَوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝۸۱ قَالُوا يَا لَوْ لَوْ طِئْنَا رُسُلُ

یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں بہان بولے لے لو طمٹے ہم بھیجے ہوئے ہیں

رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرَبَ أَهْلُكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سولے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ

الْبَيْلِ وَلَا يَلْتَفِتُ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا تَكُنُ إِلَيْهِ

رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو

مُصِيبُهُمَا مَا أَصَابَهُمَا إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ

پہنچ کر رہے گا جو ان کو پہنچے گا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح

أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝۸۲ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا

کیا صبح نہیں ہے نزدیک پھر جب پہنچا اسے حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے

مَنْزِلٌ ۱۲

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ قَالُوا إِنَّا أُرْسِنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝۷۷ (ذاریات ۲۷) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سن کر بہت حیرت و تعجب کا اظہار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ سن ایسا میں داخل ہو چکی تھیں اور اس عمر میں ان کے بیٹا پیدا ہونا خلاف توقع تھا پھر اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بھی اس کی متقاضی نہ تھی بقول حضرت مجاہد حضرت سارہ کی عمر ننانوے برس تھی اور بقول بعض نوے برس جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو پچیس سال یا بقول بعض ایک سو سال تھی (قرطبی) ۷۷۸ فرشتوں نے حضرت سارہ کا تعجب دیکھ کر کہا کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں اور اسکی قضاء و قدرت پر حیران ہوتی ہیں؟ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں

اے اہل بیت نبوت! یہ تم پر اللہ کی رحمت و برکت ہے إِنَّهُ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ وہ صفات جمالیہ و نفوت جلالیہ کا مالک ہے وہ رحمت و برکت بھی دیتا ہے اور سرکشوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ آیت وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْوَعْدِ الْعَزِيزُ الْمُجِيدُ فَكَانَ لِمَا يُرِيدُ کی مانند جامع صفات باری تعالیٰ ہے۔

۷۷۹ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری مل گئی تو اب فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ اِنَّا كُنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو یحیٰی دُنَا فِی قَوْمٍ لُّوطِ انہوں نے ہم سے قوم لوط کی سفارش کرنا شروع کر دی کہ اللہ! ان کو کچھ اور مہلت دی جائے شاید وہ سمجھ جائیں۔

قصے کی واقعی ترتیب سورہ ذاریات میں ہے کہ اَمَّا اِبْرَاهِيمُ فَهَيْهَاتَ وَهَيْهَاتَ وَتَمَرَّتْ اَبْرَاهِيمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بہت توصلے والے، نرم دل اور اللہ کی طرف انابت و رجوع کر نیوالے تھے انہی اوصاف کی بنا پر قوم لوط کو مہلت دینے کی سفارش کرنے لگے۔ ۷۸۰ اس سے پہلے قلنا عذوب ہے جب کسی گذشتہ واقعہ میں صیغہ امر کا ذکر ہو تو اس سے پہلے قلنا عذوب ہوتا ہے۔ ہم نے ابراہیم سے کہا اس بات کو جانے دو اور ان کی سفارش نہ کر دو کیونکہ ان کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے اب وہ ہمارے عذاب سے

لا محالہ تباہ و برباد ہوں گے اب ان سے ہمارا عذاب ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ یعنی ان العذاب الذی نزل بہم غیر مصری و ف عنہم و لا مد فوع عنہم (مازن ۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفع غالب نہیں جو اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات منوائے۔ ۷۸۱ یہ پانچواں واقعہ ہے اور دوسرے دعوے ہی سے متعلق

ہے جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یاد دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذرا ع کے معنی اصل میں فراتی کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے گناہ ہے۔ ضاق بھو ذرعا ای طاقت و موضع قرآن اور قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ

تبعائے و ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید یعنی ایشان امار و خوش روی بودند و عادت قوم معلوم بود پس خوف پیدا شد و اللہ اعلم ۱۲۔

جہنم (روح ج ۱۲ ص ۱۱۸) وضاق بہودرعا ای ضاق صدرہ بمعنی عہد و کسرہ (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۸) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ لے حضرت لوط علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يَقُولُ كُنْزٌ كُنْزٍ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو معقول طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا نادانوں!

ہود ۱۱

۵۱۰

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا مِّنْ سَمُومٍ

وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کسکے

مَنْزُورٍ (۸۲) مَسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ

نہ بستی نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی

الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ (۸۳) وَ إِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو

قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ وَلَا

بولائے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سولے اور

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ مُّجْبِرِينَ

نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ (۸۴) وَيَقَوْمِ

ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیرنے والے دن کے اور اے قوم

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا

پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو

النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (۸۵)

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد

بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ وَمَا

جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے ہو اور میں نہیں

أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيفٍ (۸۶) قَالُوا يَشْعِبُ أَصْلُوكَ

ہوں تم پر نگیں بولے اے شعیب لے کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو

تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَأَنْ تَفْعَلَ

یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں کرنا

اور انہیں لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔

یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال و طیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل و فہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر بغیر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدی ان المراد ببناتہ علیہ السلام امتہ ... لان کل نبی اب لامتہ وبہ قال مجاہد سعید بن جبیر روح قرطبی یا حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیش کش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن فضل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا۔ من الروح والقرطبی وغیرہما۔ لے وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالَ كُونْ لِی بِكُمْ قُوَّةٌ حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہو یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب و اضطراب دیکھا تو بلبل اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل و عیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہے دیکھو اَمْرًا تَكُنْ لَّیْسَ بِأَهْلًا لَّكُمْ سے استثناء ہے یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلْیَسَّ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ہلاکت کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر ہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ جب عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سَجَّیل جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَنْزُورٌ تہ بستی۔ مَسْوَمَةٌ ان پتھروں پر خاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس کی ہلاکت مقدر تھی موضح قرآن و نقل ہے کہ امانت کے روپے کتر لیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

منزل ۳

فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَا تَتَّخِذُ الْحِلْمَ الرَّشِيدَ ۝۸۹

جو کچھ کہہ کر تے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن و

قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّي وَ

بولے اے قوم دیکھو تو کچھ اگر مجھ کو سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَزَقْنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكُمْ

نے روزی دی مجھ کو نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

إِلَىٰ مَا أَنهَكُم عَنْهُ طَرِيقًا أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

أَسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

إِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۹۰ وَيَقَوْمُ لَا يَكْرُمُكُمْ شِقَاقِي آبُ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے اور اے قوم میں نہ گمان میری ضد کر کے یہ کہ

يُصِيبُكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝۹۱ وَاسْتَغْفِرُوا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشو اور

رَبِّكُمْ ثُمَّ تَوَبُّوا إِلَى اللَّهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۹۲ قَالُوا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے ہر مان محبت والا بولے

لِشُعَيْبٍ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا قَالُوا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرُّكَ

لے شعیب کچھ ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِيْنَا ضَعِيفًا وَلَوْ لَاحِظُوكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہونے تیرے بھائی بند تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر دیتے اور ہماری

۵۸۹ یہ چھٹا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ پہلا دعویٰ چونکہ مقصودی ہے اس لئے اس پر شاذ کا اعادہ کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یَقُومُوا عِبَادُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوتاہیوں سے ان کو منع کیا۔ ۵۹۰ یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق مار لیتے تھے اس لئے فرمایا تجارت سے جو نفع ہو اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے بچ رہو وہ اس طرح کی بددیانتی کی کمائی سے بہتر ہے اور زیادہ بابرکت ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ کیونکہ ایمان کے بغیر کسی چیز میں خیر و برکت نہیں ای مَا يَبْقِيَهُ اللَّهُ لَكُمْ بَعْدَ إِيفَاءِ الْحَقِّ بِالْقِسْطِ

اکثر برکتہ واحد عاقبتہما تبقونہ انتم

لا نفسکم من فضل التطفیف بالتجبر

والظلم (قرطبی ج ۹ ص ۹۷) ای بشرط ان توفعوا

اذمع الکفر لا خیر فی شیء اصلًا (روح ج ۱۱)

۵۹۰ مَا يَعْبُدُ مَعْبُودَانِ بَاطِلٌ أَنْ تَفْعَلَ فِی أَمْوَالِنَا

یہ مَآ یَعْبُدُ پر موقوف ہے یا اس کا عطف اَنْ تَفْعَلَ

پر ہے اس صورت میں حرف نفی مقدر ہوگا۔ ای

اصْلُوتُک تَأْمُرُکَ أَنْ لَا تَفْعَلَ لَمْ تَنْتَ الْحَلِیْمُ

الْزَّانِثُ بَطُورًا استہزاء کہا یا حقیقت میں بھی وہ حضرت

شعیب علیہ السلام کو حلیم و رشید و بردبار یادانا اور سوچہ

بوجہ والا سمجھتے تھے یعنی تو تو بڑا دانا اور سوچہ بوجہ والا ہے

اور پھر ہمیں آباؤی دین سے روکتا ہے اور اپنے اموال میں

اپنی مرضی سے تصرف کرنے سے منع کرتا ہے۔ ۵۹۱ نَرُّکَ

حَسَنًا نبوت و حکمت مراد ہے۔ مدارک و روح ہمیں

تمہیں شرک اور بددیانتی سے اپنی مرضی سے نہیں روکتا

ہوں بلکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم سے ایسا کرتا

ہوں۔ اور میرے پاس توحید کے حق میں اور شرک و بددین

کے رد میں واضح دلائل بھی موجود ہیں۔ میں کوئی بات بے

دلیل نہیں کہتا۔ اور جن کاموں سے تمہیں منع کر رہا ہوں

اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں تو ان سے منع

کروں لیکن خود ان کاموں کا ارتکاب کر لوں۔ مفسرین

کرام نے عام طور پر یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ لیکن اس

صورت میں اس کا تعلق مسئلہ توحید سے نہیں رہے گا

کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دوسروں کو شرک سے

منع کرنا اور عیاذ باللہ خود اس کا ارتکاب کرنا امر محال ہے

جس کا ان کے بارے میں وہم بھی نہیں ہو سکتا البتہ

ناپ تول سے دوسروں کی حق تلفی سے اس کا تعلق ہوگا

یعنی میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں تم کو تو دوسروں کی حق تلفی

اور بددیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اَلَا قَدْ آتَيْنَاكُمْ حَالًا هُوَ اِیْ حَالِ کَوْنِی دَاعِیَا اِلٰی

مَا آتَيْنَاكُمْ یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے، شرک اور بددیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت نہیں بلکہ میں تو حق الواسع تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا

ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس کے ارادے ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

موضع قرآن و احادیث کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو نیکیں چڑانے ہی حصلت ہے کفر کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و فی حصلت ہے خدا کے لوگوں

فتح الرحمن و یعنی حلال چگونہ سخن شمارا شنوم ۱۲ و یعنی نیک خواہم کہ بکار نیک بفرمایم و خود نکم ۱۲۔

بھروسہ اسی پر ہے اور تمام ہمت میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخ رحمہ اللہ کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مسئلوں سے متعلق ہو جائے گی۔ ۵۷ میری قوم تم میری مخالفت میں اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ۔ میری مخالفت تمہیں قوم نوح قوم ہنوح قوم صالح اور قوم لوط کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر و غضب کا مستحق نہ بنا ڈالے۔ واستغفر ربکم لکم لکم سرکشی نہ کرو اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کر لو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ ۵۸ حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور ازراہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم

ہود ۱۱

۵۱۲

دکھان دآیت ۱۲

عَلَيْنَا بَعَزِيزٌ ۹۱ قَالَ يَقَوْمِ اَرَهِيْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنْ

نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں بولا اے قوم نہ کہ میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے

اللّٰهِ وَاَتَّخِذُ شُؤْمُكَ وَاَرَاكُمۡ ظٰهِرِيَّا اِنَّ رَبِّيۡ بِمَا

اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو

تَعْمَلُوْنَ حٰجِيْطٌ ۹۲ وَيَقَوْمِ اَعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ

میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ

اِنِّیۡۤ اَعْمَلٌۭ سُوْفَ تَعْمَلُوْنَ مِّنۡ يَّآتِيْهِ عَذَابٌ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لو گے کس پر آتا ہے عذاب

يُخْرِیْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَّاَرْتَقِبُوْا اِنِّیۡۤ اَمْعَمٌ

رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيْبٌ ۹۳ وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَحْنُ شَعِیْبًا وَالَّذِیْنَ

تاک رہا ہوں وہ اور جب پہنچا لمحہ ہمارا حکم پہنچا ہم نے شعیب کو اور جو

اٰمَنُوْا مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آپکڑا ان ظالموں کو

الصَّیْحَةَ فَاَصْبَحُوْا فِیۡ دِیَارِهِمْ جَثَمٰیۡنَ ۹۴ كَاۡنُ لَمْ

سرکک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اونارھے پڑے ہوئے گویا کبھی

یَغْنُوْا فِیْهَا اِلَّا بُعْدًا لِّلْمَدِیْنِۨیۡنَ كَمَا بَعْدَتْ ثَمُوْدُ ۹۵

وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکا رہے مدین کو جیسے پھٹکا رہی تھی ثمود کو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰیۡۤ اٰیٰتِنَا وَسُلٰطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۹۶ اِلٰی

اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو لکھ اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَآٓئِیْہٖۡ فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَا اَمْرُ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

منزل ۲

انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تمہارا مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے ہو اگر تمہیں تمہارا قبیلہ کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر دیتے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان دھطہ من اهل ملتہم فلذلک اظہر و الامیل الیہم و الکراملہم (مدارک ج ۲ ص ۲۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلہ کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے ہو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنِّیۡۤ اَعْمَلٌۭ سُوْفَ تَعْمَلُوْنَ مِّنۡ یَّآتِیْہٖ عَذَابٌ مُّجِیْطٌ مگر یاد رکھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر بر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَيَقَوْمِ اَعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ ۵۸ آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گردبار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ ۵۹ یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذا میں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورہ اعراف ۲۰ تا ۲۴ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

۵۸

ساتواں قصہ ہے اور تیسرا دعوے سے متعلق ہے

طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذا میں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورہ اعراف ۲۰ تا ۲۴ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

فَرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۹۶ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ

فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن لٹے پھرنے کا

النَّارَ وَبِئْسَ لِرُودِ الْمُرُودِ ۹۷ وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

ان کو آگ پہ اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةُ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ طِبْسُ الرَّفْدِ الْمَرْفُودِ ۹۹ ذَلِكِ

لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا یہ

مِنْ أَنْبَاءِ الْفَرَى نَقْصُهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَ

کھوٹے سے حالات ہیں سمجھ لیتوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے ایک ناکامی اور

حَصِيدٌ ۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

بعض کی جڑ کٹ گئی اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا جسے ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

پھر کچھ کام نہ آئے ان کے بٹھا کر (معبود) جن کو بلکارتے تھے سوائے

اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَبَّأْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُهُمْ إِلَّا

اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے

تَنْبِيٍّ ۱۰۱ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْفَرَى وَ

بلک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور

هِيَ ظَالِمَةٌ ۖ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۱۰۲ إِنَّ فِي

وہ ظلم کرتے ہوئے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی اس بات

ذَلِكَ لَا يَبِيحُ لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ط ذَلِكِ يَوْمِ

میں نشانہ ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہو جس

مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمُ مَشْهُودٍ ۱۰۳ وَمَا

میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

منزل

۵۸۳ تخویفِ اخروی ہے قیامت کے دن فرعون

جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس

جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے

یعنی نار جہنم۔ وَأَتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی

پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت

سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا

ہے۔ ۵۸۴ یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف

اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں

کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور

خود ساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی

اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ

سورہ احقاف میں ہے فَلَوْ لَا كُفِّرُوهُمُ الَّذِينَ

الْمُتَحَدِّثِينَ دُونَ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ يَرْجِعُ

معارضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ ۵۸۵ ان قوموں

کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں

نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر

جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں اپنا کارساز سمجھ کر

پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ

آیا۔ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ الْخَيْرِ تَخْوِيفِ دُنْيَا

ہے اِنکے فی ذلک لآیۃ الخواتم گذشتہ کی تباہی

میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت

ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے

جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی

غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضع قرآن

ف قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ يَأْتُكُمُ النَّفْسُ النُّجْوَى اور جب اسے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَاَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا نُفُوسَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ فِي دَنَائِهِمْ فَسَأَلُوكَ الْمَلَائِكَةَ لِمَ أَجَعْتَهُمْ لِقَاءَ رَبِّهِمْ قَالَتْ لَوْ هُمْ إِذْ بَنَوا بُيُوتَهُمْ لَمْ يُخْلِقُوا بَيْنَهُمْ حُكْمًا وَكَلَّامًا لَفُتِنَ بِهِمْ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَوْ هُمْ فَعَدَلُوا لَفُتِنَا بِهِمْ أُولَئِكَ لَهُمْ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ہود ۱۱

۵۱۴

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

نُفُوسُهُمْ فِي يَوْمٍ ذُو عِلَّةٍ يُنْفِثُهَا رُوحُ رَبِّهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ الْمَصْرُورُونَ

نَفْسُ الْإِنْسَانِ لَا بِذُنُوبِهِ قَبِيحٌ شَقِيحٌ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا

الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زُفِيرٌ وَسَنَاقِبٌ خِلْدَانٌ

فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ

إِنَّ رَبَّكَ فَاعْلَمُ لِمَا يُرِيدُ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فَفِي الْجَنَّةِ خِلْدَانٌ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ

إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُوذٍ

فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ مَا يَعْبُدُونَ

إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّا لَنَسُوهُمُ

بَنِينَ غَيْرِ مَنْقُوصِينَ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

فَاخْتَلَفَ فِيهِ فَاكْفَرُوا لَكُمُ الْكَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَى عِندِ رَبِّكَ لَدُنْ

مَوْضِعٍ قَرَّانٍ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْذُفْرِ الْمَكْنُونِ

فَتُفْرَقُ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَتَكُونُ السَّمَاءُ كَالْذُفْرِ الْمَكْنُونِ

فَتُفْرَقُ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَتَكُونُ السَّمَاءُ كَالْذُفْرِ الْمَكْنُونِ

نَفْسُ الْإِنْسَانِ لَا بِذُنُوبِهِ قَبِيحٌ شَقِيحٌ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا

الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زُفِيرٌ وَسَنَاقِبٌ خِلْدَانٌ

فَفِي الْجَنَّةِ خِلْدَانٌ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ

إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُوذٍ

فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ مَا يَعْبُدُونَ

إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّا لَنَسُوهُمُ

بَنِينَ غَيْرِ مَنْقُوصِينَ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

فَاخْتَلَفَ فِيهِ فَاكْفَرُوا لَكُمُ الْكَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

کانت یعنی سواھا یہ قول امام زجاج، فرار اور بھاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ

جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے

واللہ اعلم سوی ما شاء ربک من الزیادۃ السی لا

آخر لہا روح ج ۱۲ ص ۱۳۷ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا بھگت رہا ہو اور دوسرا

عمر قید بامشقت ۵۸۸ یہ بشارت اخروی ہے ما دامت السموات والارض اور الا ما شاء ربک کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۵۸۹ یہ

چوتھے دعوے سے متعلق ہے مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیے

ما یعبدون انما یشرکون کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودان باطلہ کو کار ساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس

ہے۔ ۵۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ مونی علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے امن بہ قوم و کفر بہ قوم کما اختلف فی القرآن وھو تسلیۃ لرسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدارک ج ۲ ص ۵۸۷

۵۹۱ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر تم نہیں مانتے تو ہمارا مؤخرہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤخرہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت پہ آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

موضع قرآن ۱ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پرچا ہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہاں کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات بھی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ۱ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در جہم کسی نمی

اعتبار کنند حاصل بیان دوام است بالغ وجوہ ۱۲۔

۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَأَنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ قَرِيبٌ ۝۱۱ وَإِنَّ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور ان کو اس میں شک ہے کہ تم میں سے کون کون نے دینا دل اور جتنے

كَلَّا لَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ مَّرْثُكَ أَعْمَالُهُمْ إِنَّا نَكُنَّا بَيِّنَاتٍ لَّهُمْ

لوگ ہیں کہ جب وقت آیا پورا دیکھا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ

خَبِيرٌ ۝۱۲ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا

کریں ہیں تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ۱۲ اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا إِنَّا كُنَّا بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۳ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا جسے

مِنْ أَوْلِيَاءٍ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝۱۴ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کرو نماز کو لگے دونوں طرف

النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ السَّيِّئَاتِ

دن کے اور کچھ نیکوئیوں میں رات کے اچھے نیکوئیاں دور کرتی ہیں بُرائیوں کو

ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ ۝۱۵ وَأَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

یہ یاد گاری ہے یاد رکھنے والوں کو اور صبر کر لیتا اللہ ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۶ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكَ

ثواب نیکو کرنے والوں کا سو کیوں نہ ہوتے تھے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

أُولَٰئِكَ يَتْلُونَ كِتَابَكَ وَيَتَّبِعُونَ آيَاتَكَ وَمَا يَنفَعُهُمْ

ایسے لوگ جن میں اثر نہیں رہا ہو کہ منع کرتے رہتے رہا کرتے رہے ملک میں مگر حق تو ہے

فَمَنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ وَاللَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أَتَوْا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں ہمیشہ سے

منزل ۳

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جا چکے ہوتے۔ ۱۱۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) کلام اسم ان اور لہما کی شرط محذوف ہے ای بیعتہم اور کیو قبیہم
جزا ہے اور شرط و جزا مجموعہ ان کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) کیو قبیہم شرط اور ان کے بعد تَعْمَلُونَ
خبر ہے اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا ان کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ ۱۲۔ سورت میں ابتداء سے یہاں تک چاروں
دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ جس طرح آپ کو اور ایمان والوں
کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے

عمل پیرا رہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سر مو

انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ يَظْلُمُونَ

اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی

طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے

ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَقَالَ كُمْ

مِن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءٍ جملہ فتمسککم کی ضمیر منصوب سے

عال ہے والوا للخال من مفعول فتمسککم التار

مظہر ہے جہ ۱۳ ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے

تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اس وقت اللہ کے سوا

تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۱۴۔ یہ امر چہارم ہے

یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طرہ کی

النہار سے صبح ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زُلفًا

مِّنَ اللَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی (مظہر و روح) اِتِّبِ

الْحَسَنَاتِ يَذْهَبُ السَّيِّئَاتِ۔ الحسنات اعمال حسنة

نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں

وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو

صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔

فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بذلھا ای فی یومھا اذا

اجتنبت الکبائر فی ذلک الیوم روح ج ۱۲

۱۔ تخویف اخروی

۲۔ مضامین سابقہ

۳۔ قرآن مجید سورہ ہود

۴۔ احوال ہے

۵۔ امر دہم

۶۔ امر سوم

۷۔ امر چہارم

۸۔ امر پنجم

۹۔ امر ششم

۱۰۔ امر ہفتم

۱۱۔ امر ہشتم

۱۲۔ امر نہم

۱۳۔ امر دہم

۱۴۔ امر یازدہم

۱۵۔ امر بیستم

۱۶۔ امر ثلثون

۱۷۔ امر اربعون

۱۸۔ امر خمسون

لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اہل شرف و فساد کی جڑ ہے۔ بقیۃ اہل اصحاب طاعة و دین و عقل و بصیر (قرطبی ج ۱۱) اَلَا قَلِيلًا استثنائے منقطع ہے یعنی

البنیۃ بہت تھوڑے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۱۶۔ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں مہمک

تھے اس لئے انہوں نے ان محدود و چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ ۱۷۔ تخویف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضع قرآن و یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا یہ کہ دنیا میں صبح اور چھوٹ صاف نہ ہو ۱۲۔ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و

نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے بُرائیوں کی چھوڑے اور جس ملک میں

نیکوں کا رواج ہو وہاں ہلاکت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابون ۱۲۔ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کر رہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے آیا۔ ۹۸
 اُمّہٌ وَاَحَدٌ کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مَعَدَّۃً ۚ وَكُوْنُتُمْ اَللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّلًا وَّاَحَدًا وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ اَلّٰہِ یعنی اگر اللہ چاہتا تو
 سب لوگوں کو ایک ہی دن (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلا و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہوتا حالانکہ جبری ایمان
 مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کیساتھ دلوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر جزا و سزا مبنی ہے۔ ۹۹

ہود ۱۱

۵۱۶

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اَوْ

فِيْهِ وَاَكَاوَا جُرْمِيْنَ ۝۱۱۶ وَاَمَّا كَانَ رَبُّكَ لِيْمْلِكَ الْقُرْءِ

رہے تھے خدا اور تھے گنہگار ۱۱۶ اور تیرا رب محض ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بسطیوں کو

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْطٰحُوْنَ ۝۱۱۷ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر دالتا لوگوں کو ظلم

اُمّۃٌ وَّاَحَدۃٌ وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝۱۱۸ اَلَا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ

ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں ۱۱۸ مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاۤ اَمْلٰنَ جَهَنَّمَ مِنْ

اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ جہنم دوزخ

الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ اٰجَمِيْنَ ۝۱۱۹ وَكَلَّا تَقْصُصْ عَلٰیكَ مِنْ

جنوں سے اور آدمیوں سے اگتھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں تلخ ہم تیرے پاس

اَنْبَاۤءِ الرُّسُلِ مَاۤ اُنْشِئْتَ بِهٖ فَوَاۤدِكُ وَجَآءُكَ فِیْ هٰذِہٖ

رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں

الْحَقِّ وَمَوْعِظَہٗ وَذِكْرٰی لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۰ وَقُلْ لِلَّذِيْنَ

تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو تلخ

لَاۤ يُؤْمِنُوْنَ اَعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عَمِلُوْنَ ۝۱۲۱

ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر تلخ ہم بھی کام کیتے ہیں اور

اَنْتُمْ تَنْظُرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۲۲ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ

انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور

الْاَرْضِ وَالْبَحْرِ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّہٗۤ اِلَیْہٖ فَاعْبُدْہٗ وَتَوَكَّلْ

زمین کی تلخ اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سوا اسی کی بندگی کرادے اسی پر

عَلَيْہٖ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۳

بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

منزل ۳

تمام دعویٰ کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْبَحْرِ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّہٗۤ اِلَیْہٖ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر متصرف
 صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعْبُدْہٗ کا اعادہ دعویٰ اولیٰ جب عالم الغیب اور قادر متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَكَّلْ عَلَیْہِ
 اعادہ دعویٰ ثالثہ مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَتَوَكَّلْ عَلَیْہِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادہ دعویٰ رابعہ۔ اے
 مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔
 موضح قرآن و یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔
 فتح الرحمن و یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔

لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا
 گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق
 پر ہو گا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی
 توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول
 دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ
 اِی للاختلاف اور ابتداء اور اللہ نے اختلاف یا
 امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار
 سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کو
 مطابق جزا و سزا ہوگی۔ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّكَ الْحَقُّ فَضَارَ و
 قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں
 سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا
 ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر
 ہے۔ تلخ یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلام
 مبدل منہ، مَاۤ اُنْشِئْتَ بِهٖ بدل اور میں اَنْبَاۤءِ الرُّسُلِ
 مَاۤ اُنْشِئْتَ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے
 ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا
 ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کھٹن سے کھٹن وقت کا
 صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد
 و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت
 میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں الْحَقُّ توحید و
 رسالت کے دلائل، مَوْعِظَۃٌ اقوام سابقہ کے انجام
 بد سے عبرت آموزی و ذِکْرٰی اعمال صالحہ اور آخرت
 کی ترغیب۔ درازی، قرطبی، تلخ زجر مع تحویف نبوی
 دلائل توحید، ام سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب
 و ترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان
 بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے
 تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و
 دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے
 منتظر ہیں۔ ۱۲۳ اس آخری آیت میں سورت کے

۱۰

سورہ ہود آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ————— تا ————— عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۔ اَلَّا يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِلٰهًا غَيْرًا ————— تا ————— مَلٰٓئِكًا فِيْ سَمٰوٰتٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔
- ۳۔ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۝ اِلٰهًا اَحَدًا ۝ اَلَّذِيْ اَخْلَقَ عَلٰیكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ ۝ اِلٰهًا يَوْمَ لَا يَلِيْكُمْ ۝ اَعْلٰنِ توحید از نوح علیہ السلام۔
- ۴۔ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ ————— تا ————— وَلَا اَقُوْلُ اِلٰی مَلٰٓئِكٍ ۝ نفی شرک فی التصرف والعلم۔
- ۵۔ قَالُوْا اِنُّوْهُمۡ قَدْ جَدَلْتَنَا ————— تا ————— وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام۔
- ۶۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَبَّهُ ۝ اَنْ اُخْرِجْنِيْ مِنْ هٰذَا ۝ اِنِّیْ اَعْتَدْتُ لِنَفْسِیْ شَفَاعَةً ۝ نفی اختیار و تصرف و نفی شفاعت قہری از حضرت نوح علیہ السلام۔
یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۷۔ تِلْكَ مِنْ اَنْبِیَآءِ الْغٰیْبِ ————— تا ————— اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ نفی علم غیب و ماضی و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸۔ لَیْقُوْا عَذَابَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۝ اَعْلٰنِ توحید از حضرت ہود علیہ السلام۔
- ۹۔ قَالُوْا اَیْہُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ ————— تا ————— بَعْضُ الْمَقٰتِلِ ۝ (۵۶، ۶۱) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔
- ۱۰۔ وَکَلَّمَا جَاۤءَاۤ اٰمُرُنَا فَجِئْنَا هُوْدًا ————— تا ————— مِنْ عَذَابٍ عَلٰیظٍ ۝ (۶۲) حضرت ہود علیہ السلام بھی پہنچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔
- ۱۱۔ قَالَ لَیْقُوْا عَذَابَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۝ اَعْلٰنِ توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔
- ۱۲۔ قَالُوْا اِیْطٰلِحُ قَدْ کُنْتَ ————— تا ————— اِلٰہَیْہِمْ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔
- ۱۳۔ نٰکِرُہُمْ ۝ اَوْ جَسَّ مِنْہُمْ ۝ (۶۴) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
- ۱۴۔ وَکَلَّمَا جَاۤءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ————— تا ————— هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۝ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔
- ۱۵۔ لَیْقُوْا عَذَابَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۝ اَعْلٰنِ توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔
- ۱۶۔ قَالُوْا اِیْشَعِیْبُ اَصَلُوْا تَفِ ————— تا ————— الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔
- ۱۷۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِیَآءِ الْقُرْاٰی نَقُصُّہٗ عَلَیْكَ مِنْہَا قٰرِئُوْهُ وَحٰصِدُوْہٗ ۝ (۹۶) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۱۸۔ فَمَا اَعْنَتْ عَنْہُمْ اِلٰہُہُمْ ————— تا ————— غَیْرُ تَنْتِیْبٍ ۝ نفی تصرف از معبودانِ باطلہ۔
- ۱۹۔ فَلَا تَنْفِیْ فِیْ مَرِیْہِ ————— تا ————— غَیْرُ مَنْقُوْصٍ ۝ (۹۷) معبودانِ باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔
- ۲۰۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ————— تا ————— عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (۱۰۶) عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورہ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک و آخر
والصلوٰۃ والسلام علی سولہ دایمہ ابدًا و علیٰ سائر عبادہ الصالحین لیلًا و نهارًا۔

سورۃ یوسف

ربط | سورۃ یوسف کو سورۃ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ ہود کا دوسرا دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں۔ اب سورۃ یوسف میں اس دعویٰ پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۃ ہود کا مقصود دعویٰ تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعویٰ چونکہ پہلے دعویٰ کے لئے بمنزلہ علت و دلیل ہے اور علت و دلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت و استحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعویٰ کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۃ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعویٰ ذکر کیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۃ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر کا باپ پیغمبر، دادا پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ وہ غیب جانتے تھے نہ متصرف و مختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند اجداد کی جدائی میں عرصہ دراز تک غمگین و آزرده رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہو سکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ | سورۃ یوسف میں چار دعویٰ مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک و کار ساز اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح و ظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعویٰ — عالم الغیب و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعویٰ ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں **وَآلْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ** تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعویٰ کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ **الر — تِلْكَ اَنْفُسُ الْغَافِلِينَ** تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال - **اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيهِ** — تا — **اِنَّكَ لَلنَّاسِ اِلٰهٌ** (۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ہدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال - **اِذْ قَالَ لَوِ اُكُوْسُفُ** (۲۶) — تا — **وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ** (۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تاویل کے بعد قبول کر لیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جا کر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈال دیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور لات کوروتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتے ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہو سکا۔

تیسرا حال - **وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ** (۲۷) **فَارْسَلُوْا اَوْدَ اَرَدَ هُمْ** — تا — **وَكَانُوا فِیْہِ مِنَ الْاٰهِدِیْنَ** (۲۷) دوسرے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جا کر فروخت کر دیا مگر فرزند کی اس نقل و حرکت حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال - **وَقَالَ الَّذِیْ شَتَرَكَ مِنْ مَّصْرَ** — تا — **وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ** (۲۸) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور یوسف کو ان سے حسن سلوک اور اعزاز و کرام سے پیش آئینگی ہدایت کی۔

پانچواں حال - **فَلَمَّا بَلَغَ اَشَدَّ کَانَ اَتْبَعَتْہُ حُكْمًا وَّعِلْمًا** — تا — **اِنَّکَ کُنْتَ مِنَ الْخٰطِبِیْنَ** (۳۶) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر زہر فتنہ ہو گئی اور انہیں درغلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچالیا۔ اسی اثنا میں عزیز مصر بھی گھر پہنچا اور حقیقت حال جاننے کے بعد اس نے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال - **وَقَالَ یَسُوْفُ فِی الْمَدِیْنَةِ** — تا — **لَیْسَ بِجُنْدٍۙ حَتّٰی جِئَیْکُمْ** (۴۶) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدعتی سے درغلانے کی کوشش کی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کر کے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہو گئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوا دیا۔

ساتواں حال - **وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتٰیْنِ** — تا — **فَلَمَّثَ فِی السِّجْنِ بِضَعِّ سِنَیْنِ** (۵۶) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۃ ہود کے پہلے دعویٰ کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

اٹھواں حال - **وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ** — تا — **وَفِیْہِ یَعْصُرُوْنَ** (۶۶) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کر سکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی جو درباری

الزام سے بری ہو کر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً اجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا، انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اَتُونِي بِهِ۔ تا۔ وَكَانُوا يَتَّقُونَ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برائت سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو درغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنالیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا محکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تخت جگر کی جدائی کے غم میں گھریاں گن کر وقت گزار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال۔ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ۔ تا۔ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس و پیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال۔ وَكَتَبْنَا لَهُ مِنْ حَيْثُ أَصْرَهُمْ أَبُوهُمْ (ع ۸)۔ تا۔ اِنَّا اِذَا الْغُلَامُونَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہویں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیما نہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کر نیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شہرہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیما نہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال۔ فَلَمَّا اسْتَبَسُّوْا مِنْهُ خَلَصُوْا اِجْتِیًّا۔ تا۔ اِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُوْنَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مابوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکر آئے ہیں اس لئے وہ تو مہرتی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کر دو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال۔ فَكَلَّمَا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا۔ تا۔ وَاتُّونِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجیئے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پردہ دہائیوں سن کر توجسج گئے اور اپنے کوفابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل و عیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال۔ وَكَتَبْنَا فَصَلَّتْ اَلْعِيْرُ۔ تا۔ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۱) جب فرزند ان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہہ دوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکھر سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال۔ فَكَلَّمَا دَخَلُوا عَلٰی يُوسُفَ۔ تا۔ وَآخُفِيْ بِاَلْصُّلَحِيْنَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر اتارا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بحال آئے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ — آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورہ یوسف میں فرمایا۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْعَنَبِيْنَ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعہ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

اَفَاَمِنُوْا اَنْ يَّاتِيَهُمُ الْحُكْمُ (ع ۱۲) تحویل دینی ہے۔ قُلْ هٰذِهِ سَبِيْلِيْ اِلٰہِ طَرِيقِ تَبْلِيْغِ ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا بِرِوَايَةِ مُشْرَكِيْنَ

کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيُراَوْا تَاْوِيْلَ دُنْيَايَ هِيَ بِهِيَ مَذْمُوْنِ
کا حال دیکھو ان کا کیا حشر ہوا اور ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو۔

چوتھا دعویٰ — تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

یوسف ۱۲

۵۲۰

وَقَامِنْ ذَا آيَاتٍ ۱۲

وَقَامِنْ ذَا آيَاتٍ ۱۲

سورۃ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۱ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ

یہ سہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ۳

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۴ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں تھے جس وقت کہ

یُوسُفُ لَا یُبَیِّنُ لَیْلًا اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كُوبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو تھے اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَاٰیْتُھُمَا لِمِیْۤیۡۃٍ ۵ قَالَ یٰبُنَیَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے

لَا تَقْصُصْ رُءُیَاكَ عَلٰی اِخْوَتِكَ فِیْ كِبٰرٍ ۶ وَاَلَمْ یَكُنْ

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے اطمینان کے قریب

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۷ وَكَذٰلِكَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن اور اسی طرح کہ

یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

منزل ۳

حَتّٰی اِذَا اسْتَنْشَسَ السُّرُّسُ اَنْبِیَا رَاقِبِیْنَ عَلَیْھِمْ السَّلَامُ
کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا
پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے
دشمن غائب و خاسر ہوئے۔ ۵ یہاں سے لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ
تک تمہید ہے الْکِتَاب سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت
جیسا کہ ارشاد ہے صُحُفًا مَّكْرَمَةً فِیْہَا کُتِبَ قِسْمٌ
دالینہ یہاں کُتِبَ صحیفوں کے حصوں کو فرمایا۔ اَلْمُبِیْنِ
یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔
قُرْاٰنًا اَحَالَ مَوْطِئًا عَرَبِیًّا لِّئَلَّا یَعْلَمَ بِہِ حَالُہِ
اس کی صفت ہے (مظہری) ۳ علماء یہودی نے مشرکین سے
کہا کہ محمد سے پوچھو آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی او
حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت
نازل ہوئی و بیضاوی، حضرت سعد بن ابی وقاص سورت
ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ
آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ
نے سورۃ یوسف نازل فرمائی (دخان) اَحْسَنَ الْقَصَصِ
اس قصہ کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دنیاوی
اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب
نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری
مخلوق اس کی قضا و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس
ہے و قادات اند لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ و لا فاعل
من قدر و انہ سبحانہ اِذَا قَضٰی لَاسْنٰنَ یُخِیْرُوْ
مکرمۃ فلان اهل العالم اجتمعوا علی دفع
ذٰلک لہم یقدر وادروح ج ۱۲ ص ۱۷۱ یا احسن القصص
اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن
ادار سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا غیر توں،
نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص
ہے۔ کو نہ احسن القصص لما فیہ من العبر و

النکت والحکم والعجائب لہی لیست فی غیرہا کہیر ج ۱۸

۱۷۱ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اسکی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ اور ضمیر شان مخدوف ہے ان مخففة من المثقلة و
اللام فارقة بینہا و بین النافیۃ یعنی وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱) یہاں سے قصہ کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ طرف ہے
جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ یعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذ کو مقدر مانتے ہیں
اذ کو تو کہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصۃ مفعول مقدر ہوگا اِی اذ کہ القصۃ اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو
معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے
موضع قرآن و لا یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

وَمِنْ دَابَّةٍ ۱۲

۵۲۱

یوسف ۱۲

اور پورا کرے گا اپنا انعام۔ جُتھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے۔

میرے باپ داداؤں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحق پر البتہ تیرا رب

جبردار ہے حکمت والاف البنتہ میں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں

پڑھنے والوں کے لیے باب چھٹے کے اہم نکتے اور اس کا بھاری زیادہ پیارا ہے

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا نَالِ الْغَاثِ وَالْفَاطِثِ

مارڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص ہے تم پر جو جہاں ہے باپ کی

اور جو رہتا اس کے بعد نیک لوگ ہوا اک بولنے والا ان میں سے

لَا تَقْتُلُوا يَوْسُفَ وَالْقَوْهَ فِي حَبِيبٍ أَجْبَ يَنْبَغِي

بَعْضَ السَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿١٠﴾ قَالُوا إِنَّا نَا

وہی سہرا کہ اس کو میرا ہے جو ہے اپنے باپ سے

کیا بات ہے سنا کہ لو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم لو اس کے خیر خواہ ہیں

بہرچ اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھلے اور ہم تو اس کے

منزل ۳

۱۱۔ دوسرا حال

کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ دغازن، مدارک، روح علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب
موضح قرآن چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ **فل** نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمائے کو کہا پوچھو کہ
 ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورۃ اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا
 اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کے خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ **فل** یعنی ہم وقت پر کام
 آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگاسگام تھا اور سب سوتیلے۔

سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل التوحید فهو اشارة الى الشبوح وقطبی ج ۹ ص ۱۲۹ اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ یہاں وصل لہم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الآخرۃ ای جعلہم انبیاء فی الدنیا و ملوگ و نقلہم عنہا الی الدرجات العلیٰ فی الجنۃ مدارک ج ۲ ص ۲۷۱ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کر نیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل و اولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَقَامِنْ دَآئِبَةٍ ۱۲

لِحِفْظُون ۱۲ قَالَ اِنِّي لَيَحْزُنُنِي اَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَ

نگہبان ہیں و بولا مجھ کو غم ہوتا ہے کہ تم اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور

اَخَافُ اَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُونَ ۱۳

ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر ہو

قَالُوا لَیْنُ اَكْلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا

بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو تو ہم نے

لَخَسِرُون ۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاَجْمَعُوا اَنْ يَجْعَلُوهُ

سب کچھ گنوا دیا بھر جب لے کر چلے اس کو تھلے اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

فِي غُيْبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ

اگم نام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتنا بگڑاں گان کو ان کا یہ کام

هَذَا وَاَوْهَمُوهُ لَاشْعُرُوْنَ ۱۵ وَجَاءُ وَاَبَاهُ عِشَاءً

اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا ہے

يَبْكُونَ ۱۶ قَالُوا يَا بَنَا اِنَّا ذَهَبْنَا لَسَبَقُ وَتَرَكْنَا

روتے ہوئے کہنے لگے ہاں ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا

يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكْلَهُ الذِّئْبُ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ

یوسف کو اپنے اسباب کے پاس بھر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور تو باور نہ کرے گا

لَنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ۱۷ وَجَاءُ وَعَلٰی قَمِيصِهِ بِدَمٍ كٰذِبٍ

ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر ہونگا کرا جھوٹ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْ رَاَیْتُمْ اَمْ رَاَیْتُمْ

بولے یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات تھ اب صبری بہتر ہے اور

اَللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۱۸ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ

اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ایک اور آیا ایک فافلہ تھ

منزل ۳

یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا ہر در گرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم موضوع قرآن واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں برا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈال دیا کناے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدمی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلادے گا ان کا کام۔ ۱۳ یعنی کرتے پر لہو وای تھا ان کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

الذئب

الذئب

ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا ہر در گرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم موضوع قرآن واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں برا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈال دیا کناے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدمی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلادے گا ان کا کام۔ ۱۳ یعنی کرتے پر لہو وای تھا ان کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں باہر سیر و تفریح سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصه بالذکر لان الارض علی ما قیل کانت مذنبۃ (روح ج ۱۲ ص ۱۹) قَالُوا لَآ اَنۡجِیَکَ الْاَیُّوۡبٰیوۡنَ نے جواب دیا ہم دس جوانوں کی ایک طاقت و رجاعت ہیں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہو گیا تو پھر ہم تو کمزور اور بزدل ٹھہرے۔

۱۴ آجَمَعُوْا یٰۤاِیُّوۡسُفَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذہبوا پر معطوف ہے اور

لَمَّا کَانَ جَزَارٌ مَّذُوۡفٌ ہُوَ اٰی فَعَلُوْا بِہٖ مَا فَعَلُوْا مِمَّنۡ

الذِّیۡنَ (مدارک ج ۲ ص ۱۷۲) وَ اَوْحٰیۡنَا اِلَیۡہِ الْاِحۡمَیۡنَ عِبَادَ ضَحَاکٍ اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت

یوسف علیہ السلام کو صغیر ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد

لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَ اَوْحٰیۡنَا رَجُلًا

اِلَی النَّحْلِ (قرطبی و روح) ۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ

کرنے لگے کہ ہم دور رہے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا

کھا چکا تھا۔ وَ جَاءُوْا عَلٰی قَمِیصِہِ الْاِخۡ کَذِبًا یَّکۡذِبُ فِیۡہِ

اِذۡ ذِیۡ کَذِبٍ اور بد مذہب میں باز تعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا

کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے

لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ بچھاڑنا بھول گئے۔ (مدارک، قرطبی) ۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ

دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیے نے نہیں کھا یا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔

بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قال سعید بن جبیر

لَمَّا جَاءُوْا عَلٰی قَمِیصِہِ بَدَمَ کَذِبٍ وَّمَا کَانَ مَتَّخِضًا

قَالَ کَذِبَہُمۡ لَوَ اَکَلَہُ الذِّئْبُ لَخَدَّقَ قَمِیصِہُ الْاِخۡ

موضع قرآن و کنوئیں میں حضرت یوسف ڈول

میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا منہ دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت کو بچے گا اور اللہ خوب جانتا

ہو اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤں کے۔ نو بھائیوں نے دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صریحاً ایک بیچنا فرمایا پردہ

پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ۱۷ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح

رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت و مجلس تبارک و انشاہ

سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدا کی پور پوری رہنمائی رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گروا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ۱۸ حکم دینے والے عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم اللہ کا دین۔

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَمَامِنْ دَابَّةٍ ۱۲

فَاسۡسَلُوْا وَاٰرِدۡہُمۡ فَاَدۡلٰی دَلُوْہُ قَالَ یٰۤاِبۡشٰرِیۡ ہٰذَا عَلِمۡ

بہر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے ٹکایا اپنا ڈول کھنے لگا کیا خوشی کی بات ہے اسے ایک لڑکا

وَ اَسۡرَوۡہُ بِضَاعَۃٍ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ۱۹ وَ شَرَوۡہُ

اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں و اور بیچ آئے ہلکو

بِثَمَنِ الْبَحۡسِ دَرَاهِمَ مَعۡدُوۡدَۃٍ وَ کَانُوْا فِیۡہِ مِنَ

الزَّٰہِدِیۡنَ ۲۰ وَقَالَ الَّذِیۡ شَاتَرۡہُ مِنْ مِّصۡرَ لَا مَرَاتَ

بیسزارف اور کہا جس نے خرید کیا اس کو شتہ مصر سے اپنی عورت کو

اَکۡرَمٰی مَثَوٰہُ عَلَیۡہِ اَنۡ یَّنۡفَعِنَا اَوْ یَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ۱

آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور

کَذٰلِکَ مَكَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الْاَرۡضِ وَلِنُعَلِّمَہٗ مِنْ

اِسۡی طسرح جگہ دی ہم نے یوسف کو قلعہ اس ملک میں اور اس اسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ

تَاوِیۡلَ لِّاَحَادِیۡثِ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمۡرِہٖ وَلٰکِنۡ اَکْثَرُ

ٹھکانے پر چھانا باتوں کا اور اللہ طاقت ور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر

النَّٰسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۲۱ وَ کَتَبَّا بِکَ اَشَدَّ اَتِیۡنَہٗ حٰکِمًا

لوگ نہیں جانتے قلم اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو قلعہ دیا ہم نے اس کو حکم

وَعِلْمًا ۲۲ وَ کَذٰلِکَ فَجَّرۡنَا لِمُحۡسِنِیۡنَ ۲۳ وَ رَاوَدَتۡہُ

اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو قلم اور چھسلا یا اس کو قلعہ

الَّتِیۡ هُوَ فِیۡ بَیۡتِہَا عَنۡ نَّفۡسِہِ وَ غَلَقَتِ الْبَابَ وَقَالَتُ

اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیے دروازے اور بولی

ہَیۡتَ لَکَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیۡ اَحۡسَنُ مَثَوٰی

شتمانی کر کہا خدا کی پناہ سہ وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہو چھلکو

۱۲ چوتھا مال ۱۲

۱۲ چوتھا مال ۱۲

فَتَحَ الرِّجۡلَیۡنِ ۱۲ یعنی حیانت اور تواءم کردہ ۱۲۔

دکیر ج ۸ ص ۱۳۱) مَا تَصِفُونَ اِیٰ عَلٰی اِحْتِمَالٍ مَا تَصِفُونَ یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم و اندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب والے تھے۔ سخت جگر چند سیلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷۔ یہ قصہ کا تیسرا حال ہے۔ یٰ بُشْرٰی اِصْلٰی میں یٰ لبشر اے تمہاری ہلاکت کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین جمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چپٹا ہوا دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی دَاسْتُورُکُمْ بِضَآءٍ

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا

اِنَّهٗ لَا يَفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۝۳۱ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا

بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں اور البتہ عورت نے فکر کیا اسے اس کا اور اچھا فکر کیا

لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۝۳۲ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهٗ السُّوءَ

عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی قضا یونہی ہوا تاکہ بٹائیں ہم اس سے بُرائی سے

وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۳۳ وَاسْتَبَقَا

اور بے جہائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ۝۳۴ اَلْفَيَّ سَيِّدَهَا

دروازہ کو اور عورت نے حیرتِ الہیہ سے اور دونوں مل گئے عورت کے خوف سے

لَكَ الْبَابُ ۝۳۵ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوءًا اِلَّا

دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں بُرائی مگر

اَنْ يُسَجَّنَ ۝۳۶ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۳۷ قَالَ هِيَ رَاوَدْتَنِيْ عَنْ

یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک یا یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کرنے

نَفْسِيْ وَشَهِدَ شَآءُهَا مِنْ اَهْلِهَا ۝۳۸ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قَدْ

مقاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے علیہ اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذٰبِيْنَ ۝۳۹ وَاِنْ كَانَ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيْصُهٗ قَدْ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۴۰

کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے

فَلَمَّا رَا قَمِيْصَهٗ قَدْ مِنْ دُبُرٍ ۝۴۱ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيِّدِكُنَّ اِنْ

پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كَيِّدِكُنَّ عَظِيْمٌ ۝۴۲ يُّوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اسْكُنْ

تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

منزل ۳

۱۷۔ یہ پانچواں حال ہے اُس کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباسؓ نے تینتیس سال سے اس کی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک بھی راجح ہے دکیر ج ۸ ص ۱۳۱) مُحْكَمًا وَعِلْمًا مُحْكَمًا سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے عن ابن عباسؓ ان المحكم النبوة والعلوم الشرعية (روح ج ۲ ص ۲۴۲) وقال حجاج هذا لعقل والفهم والنبوة۔ ۱۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال میں یگانہ روزگار موضع قرآن و یعنی اسکے ناموس میں کیونکر جُل کرے۔ ۱۹۔ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ ۲۰۔ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ۲۱۔ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دو دھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمن و یعنی صورت یعقوب حضرت شدائست را بدندان گرفتہ ۱۲۔

اَسْتَغْفِرِيْ لِدَنِّبِكَ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ۲۹ وَ

عورت تو بخشتا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور

قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ

کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں غلیظ عریز کی عورت خواہش کرتی ہے

فَتَهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرَاهَا

اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں

فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

اس کو صریح خطا پرکھ پھر جب سنا مسئلہ اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا

اَلِيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لِهِنَّ مِهْكًا وَاَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرِجِيْنَ عَنْ هٰذَا اِنَّكُمْ اَنْتُمْ اَكْبَرُ

ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر گئیں

وَقَطْعَنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا اللہ ہمیں یہ شخص آدمی

اِنَّ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۳۱ قَالَتْ فَاِنَّكَ مِنَ الَّذِي

یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ بولی یہ وہی ہے مسئلہ کہ

لَمُتَنِّ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدَتْهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاَسْتَعْصَمَ

طعن دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھریں نہ تھا اور

وَلٰكِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امَرَ اَلَيْسَ جَنًّا وَّكَيْفَا مِّنَ

اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہوگا

الصَّغِيْرِيْنَ ۳۲ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

بے عزت ہے یوسف بولا اسے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جسکی

مانزل

اور کتنا زمانہ تھے عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں گناہ پر اسٹیں لگ گئی عَنْ نَفْسِهِ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعا (مدارک ج ۲ ص ۱۱۱) عَلَّقَتْ الزَّجُوَابَ گھر کے تمام دروازے بند کر لئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْئَتُكَ یہ اسم فعل ہے یعنی تعالٰی واسرع یعنی جلدی کر۔ ۲۲ مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعود معاذ اللہ۔ سُرِّی سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔ اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر برسان فرمایا کہ کنوس سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ ۲۳ زلیخا چونکہ بڑے کام کا پختہ ارادہ کر چکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لاہم اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعل بد کا ارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمت خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کر چکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہان رب نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے۔ امام ابو عبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے کَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهِمْ شرط مؤخر ہے اور ھَلَّ بِهَا جزاء مقدم ہے قال ابو عبیدہ لہذا علی تقدیم والتاخیر کا نہ ارادہ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ دَوْلَا ان رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ لَهَمَّتْ بِهَا (قرطبی ج ۷ ص ۱۲۲) برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخا نے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعل بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو اس بے حس و بے شعور خدا سے شرماتی ہے تو میں اپنے عظیم و خیر خدا سے کیوں نہ شرمادوں اس لئے انہوں نے بڑے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہو کر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں

برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرمادیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ ۲۵ لَنَصْرَفَنَّكَ کا متعلق محذوف ہے ای کذلک ثبتنا کہ لنصرف یعنی ہم نے یوسف کو یوں ثابت قدم رکھا تا کہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشاء زنا مدارک (انک من عبادنا الْمُفْلِصِيْنَ جملہ تعلیل برائے ماقبل۔ ۲۶ حضرت یوسف نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

موضع قرآن و یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا و چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہو گئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے و ان کے ربور یہ بات ہی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کہنا پکڑ لیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر پہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھ کر زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر سوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قاتل ہی راودہ یعنی زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدینتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلتا تھا۔ ۲۷ یہ شاید چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہر میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عمرہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہد یوسف شیر خوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سدی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چھوٹا بچہ تھا قال الحسن وعمرہ وقتادہ وعبادہ لم یکن صبیاً ولکنہ کان رجلاً حکیماً ذارعی وقال ہوا بن عم المرأة فحکم دھان ومعلم بہ ۲۸ اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسف بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگتا تھا زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھ پائی میں یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شہد یہاں بمعنی حکم ہے۔ وحکم حاکم دھان ومعلم ۲۸ عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پابڑ بیتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصور دار ہو ایک تو تم نے برے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برارت اور پاکدامنی کا اعلان کر دیا۔ ۲۹

دعائے آج ۱۲ ۵۲۶ یوسف ۱۲

يَدْعُونِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبَأَ إِلَيْهِنَّ
 طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کر لیا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤ لگا لگا
 وَأَكُنُّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۳۰ کاستجاب لہ ربہ فصرف عنہ
 طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس
 كَيْدَهُنَّ ط إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۳۱ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ
 ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ہے پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو
 مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا الْأَيِّتِ لِيَسْبَحَنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۳۲ وَ
 ان لٹانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت کا اور
 دَخَلَ مَعَهُ السَّجَنَ فْتَنِينَ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي
 داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں
 أَعْصِرُ خُمْرًا ۳۳ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمَلُ فَوْقَ
 پھوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے
 رَأْسِي خَبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبْنَاءُ بَنَاتِي ۳۴ وَإِنَّا
 سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم
 نَرِيكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۳۵ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِ
 دیکھتے ہیں مجھ کو نیکی والا ہے بولا نہ آنے پائے گا تم کو کتہ کھانا جو ہر روز تم کو ملے گا
 إِلَّا نَبَأَ لَكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكَ مِمَّا مَسَّا
 مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ
 عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
 مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر
 وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۳۶ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي
 اور آخرت سے وہ لوگ مستکبر ہیں اور پکڑائیں نے دین اپنے باپ داداؤں کا

منزل ۳

موضح قرآن قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہیے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے! اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ۳۰ جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ ۳۱ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبرا دیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔ فتح الرحمن ۱۰ مترجم گوید یعنی مشورت کر دند کہ یوسف را بزند ان باید کرد تا نزدیک مردمان برارت زلیخا ظاهر شود واللہ اعلم ۱۲۔

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام

لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكُمْ مِنْ

ہمیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ

فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنْ

فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝۳۸ يَصَاحِبِي

بہت لوگ احسان نہیں مانتے اے رفیقو ۳۸

السَّجْنِ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمَّا اللَّهُ

قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ

الْوَّاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

اکھلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے

إِلَّا أَسْمَاءَ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ

مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ

نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی

إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكُمْ

اسی سوائے اللہ کے اس نے فرمادیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے

الرَّيِّينَ الْقِيَمَ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا

راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ۝۴۰ يَصَاحِبِي السَّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمْ

جانتے اے رفیقو قید خانے کے ۴۰ ایک جو جو تم دونوں میں

پندرہ احوال میں سے چھٹا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو چکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبُّكَ یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبہ شغاف قلبہا حتی وصل الی الفؤاد مدارک ج ۲ ص ۱۶۸، کھٹی ضلیل قہیلین وہ نری بے عقل اور مرتج غلطی میں ہے۔ ۳۷ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے۔ نیز اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انہما لما سمعت انہن یلمنہا علی تلک المحبة المفرطة ارادت ابداء عذرہا فالتخذت مائدة ودعت جماعة من اکابرہن الخ کبیر ج ۱ ص ۱۲۷

زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ بجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکیے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو چانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیچہ حسن و جمال چہرے کو دیکھا تو اس بافتہ اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اُکْبَرَتْهُ اعظمندہ وہبندہ۔ ابن عباس (قرطبی) یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن و جمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفین منہ البشرية لغرابۃ جماله واثبتن له المملکیۃ و تسبتن بہا الحکم لما رکز فی الطباع ان لا احسن من المملک الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) والمقصود من هذا اثبات احسن العظیم المفطر لیوسف لانه قد رکز فی النفوس ان لا شیء احسن من المملک (خازن ج ۲ ص ۱۶۸) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و برات کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن و جمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بین الجمال

ایسی عورتیں

الرائق والکمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائکۃ (مظہری ج ۵ ص ۱۵۸) ۳۷ زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور ارتجائی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ کیا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئی ہو اور وہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدَتْهُ اِسْ میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلانے کی کوشش کی ہے قَالَتْ لَعَنَهُ لَیْکِنْ وَهَافٌ بَیْکَ گیا ہے اور گناہ سے محفوظ و معصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَ لَکِنْ لَمْ یَفْعَلْ اِسْتَعَصَمَ لَیْکِنْ یَا لَیْکِنْ یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو وضع قرآن و یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سبب قلع کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

کو ایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ ۵۳۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی رغبت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کی محتاج تھے۔ قَاتِلْجَاوِبَ لَهُ رَبُّهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچالیا ثُمَّ كَبَدَ الْهَمُّ الْخَمْرَ یہ قصہ صرف عَدْنُہٗ كَيْدًا لِّہُنَّ کا بیان ہے عزیر

یوسف ۱۲

۵۲۸

وَمَا مِنْ دَآئِلٍۭ ۱۲

فَيَسْقِي رَبِّهٖ خَمْرًا ۚ وَآمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ

سو پلانے کا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جوچے سو سولی دیا جائیگا

فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَاسِهٖ قُضِيَ الْأَمْرُ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام

الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۚ وَقَالَ لِلَّذِي

جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس

ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ

کو گمان کیا تھا تم کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس

فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي

سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

السَّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۚ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي

قید میں کئی برس و اور کہا بادشاہ نے میں

أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں مونی ان کو کھاتی ہیں سات

عِجَافٌ وَسَبْعٌ سُتَبَلَاتٍ خُضِرٌ وَأَخْرَجَ يَسْبِغٌ

گائیں دہلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رَأْيِي أَمُ

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر

كُنْتُمْ لِلرَّأْيِ تَعْبُرُونَ ۚ قَالُوا

ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے

أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

منزل ۳

دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں (روح و قرطبی وغیرہ) ۵۳۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توجید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے ماپس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذَلِكُمْ مَّا عَلَّمَنِی رَبِّیْ

موضع قرآن ۱ فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اس کو نہ کہا کہ توبہ یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اس کو اٹکا کہہ دیجئے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں ہو سکتی بلکہ یہ سونیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سہی کی کہ میرا ذکر کر یو بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

ملیہ آغواں مل بہ ۱۲

۵۱۵

یہ تعبیر کا علم ان علوم و معارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّخِيْمٍ مَّا قَبْلَہٗ لَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ خَصْلَہٗ بِہِذَا الْعِلْمِ لَہٗ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ الْخَمِیْسُ (قرطبی ج ۹ ص ۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم و معارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین و ملت ابتداء ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۳۵ اور میں اپنے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیرو اور متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے توحید شایانان شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔

وَمِنْ دَآئِبِہٖ ۱۲

۵۲۹

یوسف ۱۲

اَزْ حَلَامٍ یُّعْلِیْنُ ۳۴ وَقَالَ الَّذِیْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو نے

نَحَا مِنْہُمَا وَاذْکُرْ بَعْدَ اُمِّیْ اَنَا

بہا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آگیا اس کو مدت کے بعد میں

اَنْبِیْکُمْ بِتَاوِیْلِہٖ فَارْسِلُوْنِ ۳۵ یُوسُفُ

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو مگر جا کر کہالے یوسف

اٰیہَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اے چچے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

یَمٰنٍ یَّآ کُلْہُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ وَ سَبْعُ

موٹی اور ان کو کھائیں سات ڈبلی اور سات

سُنبُلٰتٍ خُصْرِ وَاٰخِرَیْلَیْسَ لَعَلِّیْ

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَرْجِعُ اِلَی السَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ ۳۶

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَآبَّآ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر لے سو جو

حَصَدُکُمْ فَذَرُوْکَ فِیْ سُنْبُلِہٖ اِلَّا قَلِیْلًا

کا لٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

فِمَّا تَاکُلُوْنَ ۳۷ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ نِّشَادٍ یَّآ کُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَہُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

منزل ۳

یہاں اندمان ہے
یعنی بادشاہ نے اسے
یوسف علیہ السلام سے
پرسچا تو اس نے
ان کے ملاقات کی
ان کے ساتھ کیا

ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ الْخَمِیْسُ یہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثر ہم لایشکرون اللہ علی ہذا النعمہ الّٰہی انعم بہا علیہم لایستحقون ان یُشکروا عباد دتہ و عبد و اخیرہ (غازن ج ۲ ص ۲۸۵) ۳۶ اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت نہ کرے اور جن کے سامنے سر نیاز مندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاصر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھی یا ایک قادر و توانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰہِ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم کار ساز اور متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آباؤ اجداد کے خود ساختہ ہیں۔ ہم لوگوں نے ان کو بلا دلیل و حجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ اِی سَمِیْعٌ مَّا لَا یَسْتَقِیْقُ اِلَّا لَہِیْمَۃُ اِلَہِۃٌ ثُمَّ طَفَیْقَمَ تَعْبُدُوْنَ وَنَہَا مَدَارِکَ ج ۲ ص ۱۸۱) اِنْ اِلٰہَکُمْ اِلَّا اللّٰہُ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اِی مَا اِلٰہَکُمْ فِی شَآءِ الْعِبَادَةِ الْمُتَفَرِّعَةِ عَلٰی تِلْکَ التَّسْمِیَةِ وَفِی صَحْہَا اِلَّا اللّٰہُ دروح ج ۱۲ ص ۲۸۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمْرَ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِلٰہَکُمْ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور

کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار سے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَتِیْمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط و محکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثَّابِتُ الَّذِیْ ذَلَّتْ عَلَیْہِ الْبِرَہٰہِیْنَ الْعَقْلِیَّةُ وَ النَّقْلِیَّةُ دروح ج ۱۲ ص ۲۸۵) ۳۷ دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساتی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت ہو صحیح قرآن و معنی نیری قدر معلوم ہو۔

فتح الرحمن ص ۱۲ پس بسوئے یوسف فرستادند و ملاقات کردہ ۱۲

نہیں ہو سکے گا۔ لیکن دوسرا یعنی شاہ کا باورچی مجرم ثابت ہوگا اس لئے اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوح کھائیں گے۔ قُضِيَ الْأَمْرُ أَنَّهُ تَمَّارَہے خوابوں کی جو تعبیر میں نے بیان کی ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ تعبیر وحی سے بیان کی تھی یا علم تعبیر کی بنا پر۔ آپ چونکہ نبی تھے اس لئے آپ کی تعبیر اٹل تھی انہما لَمَّا سَأَلَاہُ عَنْ ذَلِكَ الْمَنَامِ صَدَّقَا فِيہِ اَوْ كَذَّبَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى اَوْحَى اِلَیْہِ اَنْ عَاقِبَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْہُمَا تَكُونُ عَلٰی الْوُجْہِ الْمَخْصُوصِ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحٰی بِذَلِكَ الْغٰیْبِ عِنْدَ ذَلِكَ السَّوَالِ وَقَعَ فِی الظَّنِّ اَنَّهُ ذَكَرَہُ عَلٰی سَبِيلِ التَّعْبِيرِ (دکبر ج ۱۸ ص ۱۲۳)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍۭ ۙ۲۰ ۵۳۰ یوسف ۱۲

اَلَا قَلِيْلًا مِّمَّا تَحْصُوْنَ ۙ۲۱ ثُمَّ يَأْتِي مِنْۢ بَعْدِ

مگر محض اسیسا جو روک رکھو گے بیچ کے واسطے پھر آئے گا اس کے

ذٰلِكَ عَامٌۢ فِيْہِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْہِ يَعْصُرُوْنَ ۙ۲۲

پھر ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس پھوٹیں گے وادیاں

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِہِ ۙ فَلَمَّا جَاءَہُ الرَّسُوْلُ

اور کہا بادشاہ نے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی

قَالَ اَرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْأَلْہٖ مَا بِالِالسُّوْۃِ

کہا کہ لوٹ جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے کہ ان عورتوں

الَّتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیْہُنَّ اِنَّ رَبَّنٰی بِکَیْدِہُنَّ عَلِیْمٌ ۙ۲۳

کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے کہ

قَالَ مَا خَطْبُکُمْ اِذَا رَاوُدُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ

کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے

نَفْسِہٖ ۙ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ

نفس کی حفاظت سے بولیں حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ

سُوْۤءٍ ۙ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْغَنِّ حَضْرَۃُ

برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی

الْحَقِّ زَانَا رَاوُدُّہٗ عَنْ نَفْسِہٖ وَارْتَبَ

سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ

لَیْسَ الصِّدِّیْقِیْنَ ۙ۲۴ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَا اَخْنُہٗ

سچا ہے کہ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لے کہ میں اس کی دوستی

بِالْغَیْبِ ۙ۲۵ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۙ۲۶

کی چھپکرت اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا

۵۳۸ ظن بمعنی علم و یقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعہ وحی

بیان کی گئی تھی۔ ۵۳۹ یہ آنکھوں حال ہے۔ شاہ مصر

نے خواب میں دیکھا کہ سات دہلی پتی گائیں دوسری سات

موتی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات ترو

تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ

گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے

علماء کا ہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا

خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔

قَالُوْۤا اَصْنَعْتَ اَحْلَمَ اَنْ مِّنْ سَمٰیۃٍ سَمِیۡحَہٗ

میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ

کر مثال دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے

ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۵۳۷ امة

مدت طویلہ مراد ہے بعد مدۃ طویلۃ الخ

(مدارک ج ۲ ص ۲) ساقی جب الزام زہر خورانی سے

بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف

علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس

پر ایک عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا

معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے

عاجز ہو گئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد

آئے اس نے کہا ٹھہر اس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا

ہوں قَا رَسُوْلُوْنَ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے

کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۵۳۸ اس سے پہلے

اندر ماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف

علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا

خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای

فارسلوہ فاتاہ فقال یا یوسف الخ

(روح ج ۱۲ ص ۲۵۴) اَیُّہَا الصِّدِّیْقُ اے بہت ہی سچ

بولنے والے۔ ساقی قید خانے پہنچا تو حضرت یوسف

علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں

ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۵۳۹ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضع قرآن فلا رس پھوڑنا واسطے شراب ساز کے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے فل وتی نقص

یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے فل یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس

کی مددگار تھیں اور فریب وانی کا نام نہ لیا تو پرورش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمن فل بادشاہ ابن تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برات ذمہ اٹل ظاہر گرد و در ۱۲ فل یعنی مشہادت بر اقرار

زیلجا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو بلکہ بے شک جی تو سکھاتا ہے بُرائی

إِلَّا مَا رَجَعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ رَبِّيَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۵۲ وَقَالَ

مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا

الْمَلِكُ اتُّوْنِي بِهِ اسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَمَهُ

بادشاہ نے اے آؤ مجھے اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں جہالت چیت کی

قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝۵۳ قَالَ

اس سے کہہ ملکہ کہو اُمّی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ملکہ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝۵۴

مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر منصف میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں

حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا

جہاں چاہتا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور

نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۵۵ وَلَا جُرْأُولَ الْأُخْرَىٰ خَيْرٌ

ضائع نہیں کرتے ہم بدل بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے

لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۵۶ وَجَاءَ أَخُوهُ يُوسُفَ

ان کو جو ایمان لائے اور ہے پرہیزگاری میں قیام اور آئے بھائی یوسف کے

فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝۵۷ وَ

پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے تھے اور

لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِآخِ لَكُمْ

جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب سفر کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ اگاؤ گے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کر لینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کھڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ شہادتِ الٰہی پھر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کر ڈالو گے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے۔ خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں مدتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہو جائے۔ ۵۲ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال

ہے ساتی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مصر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت

شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیے اور اس کے علم و تدبیر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرنا چاہیے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا وَاَتُوْنِي بِهِ لَمَّا سَأَىٰ مِنْ عِلْمِهِ وَفَضْلِهِ وَاجْبَارَهُ عَمَّا لَا يَعْلَمُ إِلَّا اللَّطِيفُ

الخبر (روح ج ۱۲ ص ۲۵۴) ۵۳ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برائت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ

وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشی ان یخرج وینال من المملک مرتبہ و یسکت عن امر ذنبه صغفا فیراک الناس بتلافی العین ابداً ویقولون هذا الذی راود امرأۃ مولای فاراد

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یبیت براءتہ ویحقق منزلتہ من العفۃ و الخیر و حینئذ یخرج للاحطاء و المنزلۃ و قرطبی ج ۲ ص ۵۵۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

موضع قرآن فل اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا فل انہوں

نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی فل یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور بھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا ہما سے حضرت کو فل جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھائی نے باندھ کر بولی اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر کر دیا کسی کو ایک ونٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں غلطی تھی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خرید کر۔

فتح الرحمن فل یعنی وقابلیت و شناخت ۱۲ فل مترجم گوید بعد ازاں قحط اوفتا و دور جمع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف متوجہ شدند ۱۲ واللہ اعلم۔

اس بیان میں انما ہے یعنی جب قحط ہوگا تب شاہ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کی قابلیت کا پتہ پوچھتا ہے

میرے سوال کا جواب

ہے جنہوں نے مجھے گناہ میں پھنسانے کے لئے مکر کئے تھے وہ اب کیا کہتی ہیں۔ قَالَ مَا خَطْبُكَ جہانچہ شاہ نے ان عورتوں کو اور عزیز مصر کی بیوی کو بلا کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسف کو درغلانے کی کوشش کی تھی تو کیا تم نے اپنی جانب اس کا کچھ میلان پایا تھا ہل وچل تن فیہ میلان الیکن (روح) قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ تُو سب بول اٹھیں حاشا وکلا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی اور اس نے ہماری طرف ادنیٰ رغبت اور میلان بھی نہیں کیا۔ قَالَتْ امْرَأَةُ الْعَزِيزِ اِنْ اب زلیخا بھی بولی کہ اب تو حق بات واضح ہو چکی ہے اس لئے اب چھپانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قصور میرا ہی تھا، میں ہی نے یوسف کو درغلایا تھا وہ اپنی بات کا سچا اور کیر کڑ کا پختہ ہے۔ ۵۳۶ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امرأۃ العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہ، حسن اور حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی لِيَعْلَمَ كَافَعَلِ بَادِشَاهِ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مرچکا تھا۔ قَالَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَارْسَلِ الْمَلِكَ إِلَى النِّسْوَةِ إِلَى امْرَأَةِ الْعَزِيزِ وَكَانَ قَدَمَاتِ الْعَزِيزِ (قرطبی ج ۹ ص ۱۸۷) لِيَعْلَمَ الْمَلِكُ اِنْ لَمَّا اخَذَهُ بِاَلْغَيْبِ رَكْبِيرِ ۱۸۷

یوسف ۱۲

۵۳۲

وما ابرئ ۱۳

مِّنْ اٰیٰتِكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْ اُوْفِی الْکَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ

باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں باپ اور خوب طرح

الْمُنْزِلِیْنَ ۵۳۷ ۵۳۷ قَانَ لَمْ تَأْتُوْنِیْ بِہٖ فَلَا کَیْلَ لَکُمْ

اتارنا ہوں ہمانوں کو پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۵۳۸ ۵۳۸ قَالُوْا سَلِّ اَوْ دَعْنٰہُ اَبَاہُ

میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آئیں بولے ہم خواہش کر چکے اس کے باپ سے

وَاِنَّا لَفَاعِلُوْنَ ۵۳۹ ۵۳۹ وَقَالَ لِفَتٰیہِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَہُمْ

اور ہم کو یہ کام کرنا ہے اور کہہ دیا اپنے خدمتکاروں کو کہ دو ان کی پوجی

فِیْ رَحٰلِہُمْ لَعَلَّہُمْ یَعْرِفُوْنَہَا اِذَا انْقَلَبُوْا اِلَیْ

ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں

اٰہِلِہُمْ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ۵۴۰ ۵۴۰ فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلَیْ اٰہِلِہُمْ

اپنے گھر شاید وہ پھر جانیں ق و پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس

قَالُوْا اٰیَا بَا نَا مَنِعَ مِّنَّا الْکَیْلُ فَارْسَلْ مَعَنَا اَخَانَا

بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بیچ بھالے ساتھ ہمارے بھائی کو

نَکْتَلُ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۵۴۱ ۵۴۱ قَالَ هَلْ اَمْسَکْتُکُمْ عَلَیْہِ

کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر

اِلَّا کَمَا اَمْسَکْتُکُمْ عَلَیْ اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ فَاَللّٰہُ خَیْرُ

مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے

حِفْظًا ۵۴۲ ۵۴۲ وَہُوَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِیْنَ ۵۴۳ ۵۴۳ وَلَمَّا فَتَحُوا

نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب کھولی اپنی

مَتَاعَہُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَہُمْ رُدَّتْ اِلَیْہِمْ قَالُوْا

چیز بستی لے پائی اپنی پو بجی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے

مَنْزِل

فورا میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنا لوں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کر دوں۔ اِیْ اَحْلَہْ خَالِصًا لِّلنَّفْسِ اَفَوْضَ اِلَیْہِ اَمْرَ مَمْلَکَتِیْ (قرطبی ج ۹ ص ۱۸۷) جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے دہم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ ذُو مِکَانَةٍ وَمَنْزِلَةِ اَمِیْنٍ مَّؤْتَمَنٍ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ دمدارک ج ۲ ص ۱۸۷ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا موضوع قرآن و سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سکا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا و ل جو قیمت لائے وہ چھپا کر ان کے پو جھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔

فتح الرحمن و ل یعنی بسبب دادن طعام و برفتن سرمایہ دیگر بار طبع کنند ۱۱۔

کوئی حکمہ ان کے سپرد کرے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے کو ایک ایسے حکمہ کے لئے پیش کر دیا جس کا براہ راست تعلق پہلک سے تھا تا کہ متوقع قحط کے زمانے میں مخلوق خدا سے پوری پوری ہمدردی ہو سکے اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے اور قحط کے زمانہ میں غلے کی حفاظت اور اس کے خرچ کا انتظام درست رہے۔
انہ علیہ السلام علم بالوحی انہ سبھصل لقحط والضیق الشدید الذی رہبما افصى الی ہذا الخلق العظیم قلعلہ تعالیٰ امرہ بان یدبر فی ذلک ویأتی بطریق لاجلہ یقل ضرر ذلک القحط فی حق الخلق (کبیر ج ۸ ص ۱۳۸) ۱۳۸

خانی سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصر ان کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں جائیں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ وَلَا جَزَاءُ الْاٰخِرَةِ اِلَّا خَيْرٌ لِّمَنْ یَّجِدُ یَوْمَئِذٍ زَبْرًا ۚ اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ وارفع ہے۔ ۵۲ یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندماج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزان الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمیں کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد قحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسف اس قدر بلند و بالا مرتبہ پہنچ جائے گا۔ ۵۳ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں، پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ فَاِنْ لَّکُمْ تَاوُنٌ بِیْہِ الْاَمْرِ اِنَّکُمْ لَعِنَیْہِمْ لَآؤُکُمْ ۚ تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا قَدْ اَسْرَأُوْا وَاَدْۤیٰہُمْ لَہُمْ ۚ کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ ۵۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی پوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور ازراہ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ

یوسف ۱۲

۵۳۳

دوم آبروی ۱۳

یَا بَانَ مَا نَبْغِیْ ہٰذِہٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَآ ۚ وَ

اے باپ ہم کو اور کیا چاہیے یہ پونجی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب

نمیر اھلنا و نحفظ اٰخانا و نرد اذکبل بعیر ذلک

جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خیر داری کرینگے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیوس بھرتی ایک

کبل یسیر ۵۵ قَالَ کُنْ اُرْسِلْہٗ مَعَکُمْ حَتّٰی تَوْتُوْا

اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ ۵۵ یہاں تک کہ دو مجھ کو

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰہِ لَتَاُنْتَنِیْ بِہٖ اِلَّا اَنْ یُّحَاطَ بِکُمْ ۚ

۵۵ عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب ۵۵

فَلَمَّا اتَوْہٗ مَوْثِقُہُمْ قَالَ اللّٰہُ عَلَیْ مَا نَقُولُ وَکَیْلٌ ۚ

پھر جب دیا اس کو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے و

وَقَالَ یٰۤبَنَیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا

اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا

مِنْۢ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۚ وَمَا اَغْنٰی عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ

کئی دروازوں سے جدا جدا اوڑیں نہیں بچا سکتا تم کو ۵۵ اللہ کی

مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَحْکَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَیْہِ

کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر

فَلِیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۚ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ

بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنے والوں کو ۵۵ اور جب داخل ہوئے جہاں سے ۵۵

اَمَرُہُمْ اَبُوہُمْ مَا کَانَ یُغْنٰی عَنْہُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ

کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی

شَیْءٍ اِلَّا حَاجَہٗ فِیْ نَفْسِ یٰعْقُوْبَ قَضٰہَا وَاِنَّہٗ

بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

مَنْزِل ۳

مہر آئیں۔ ۵۵ جب وہ واپس والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بنیامین کا حصہ تو ہم سے روک لیا گیا ہے جب تک وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا اس وقت تک ہمیں اس کے حصے کا غلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ قَالَ هَلْ اٰمَنْتُکُمْ عَلَیْہِ الْخضر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح میں نے یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا اسی طرح بنیامین کے بارے میں تم پر اعتماد کروں یعنی تم ایک بار میرے اعتماد کو غور کر چکے ہو لیکن اچھا خدا حافظ ہے اور وہ ہرمان ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ پر جدائی کی دو مصیبتیں مسلط نہیں فرمائے گا۔ فَارْحَبُوْا اِنْ یَنْعَمَ عَلَیْکُمْ بِحِفْظِہٖ ۚ وَاجْمَعِ عَلَیْ مَصِیْبَتَیْنِ دِمَارِکَ ۚ ۵۶ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ بھی واپس اس میں موجود ہے تو کہنے لگے اباجان! موضح قرآن ک ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ پر رکھا۔ یہی حکم ہے ہر کسی کو کہ یہ لوگ کا بچاؤ تیار۔ پھر بھروسہ اللہ پر کیا، لوگ لگتی غلط نہیں اور اسکا بچاؤ گزارا ہے۔

ہمیں اور کیا چاہئے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آگیا والمعتدی شیئ نطلب وراء هذا وفي لنا الكيل ورد علينا الثمن وقربى جہ صلت، وَمَقْبُرُ أَهْلِنَا وَنَحْفُظُ أَرْحَامَهُمْ دُوبَارَہ جاکراہل وعیال کے لئے غلہ لائیں گے، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ ۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دو گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابِ إِحْدَاهُمَا

یوسف ۱۲

۵۳۴

وما ابڑی ۱۳

لَذُوْعِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو

لَا يَعْلَمُونَ ۵۸ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَىٰ إِلَيْهِ

خبر نہیں دے اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس تھے اپنے پاس

أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو

يَعْمَلُونَ ۵۹ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِمِيزَاتِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ

انہوں نے کئے ہیں وہ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا لٹہ رکھ دیا اپنے کھانا

فِي رُحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ مُؤَدِّنَ آيَتِهَا الْعِيرَ إِلَيْكُمْ

اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اسے قافلہ والوں کو ابھارتا

لَسَارِقُونَ ۶۰ قَالُوا أَوْاقِبُوا عَلَيْنِهِمْ مَاذَا اتَّفَقُوا

چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی

قَالُوا انْفِقْدُ صَوَاعَ الْمَلِكِ وَلَيْسَ جَاءَ بِهِ حِمْلُ

بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے بلکہ اس کو ایک بوجھ

بَعِيرٍ وَأَنَّا بِهِ زَعِيمٌ ۶۱ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا

اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن بولے قسم اللہ کی قسم تم کو معلوم ہے ہم

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۶۲ قَالُوا

شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے

فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ۶۳ قَالُوا جَزَاؤُهُ

پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم نکلے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ

مَنْ وَجَدَ فِي رُحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۶۴ كَذَلِكَ نَجْزِي

جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں

۱۲

میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بدنہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت و طاقت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وَاغَا مَرَهُمْ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ خَافَ عَلَيْهِمُ الْعَيْنِ لَا يَهْمُكَ نَوَاقِدُ أَطْعَامٍ وَلَا وَقُوتٌ وَامْتِدَادُ قَامَةِ الْخِزَانِ جِزْمٌ ۵۸ میں تقدیر الہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنْ كُنْتُمْ اِغْلِبْتُمْ اِلَّا لِلّٰہِ۔ قضا و قدر اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں نے تو محض ایک جیل کے طور پر یہ کہا ہے۔ ۵۹ یہ گیارہواں حال ہے۔ لہذا کا جواب محذوف ہے۔ اِی وَقَعَ مَا قَضٰی اللّٰہُ مُخْتَلَفٌ دُرُوْزُوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کر دی۔ اِلَّا حَاجَةً مُّشْتَبٰی مُنْقَطِعٌ ہے۔ الا بمعنی لیکن ہے اور حاجت سے پہلے فعل آظہر مقدر ہے قَضٰیہا جس کی تفسیر ہے۔ قَضٰیہا اِی اَظْهَرُهَا فَوْصٰی بِہَا (مظہری ج ۵ ص ۷۷) جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بنا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ ہونا روا سلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجو اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ ۶۱ جب بھائیوں کو غلہ دیکر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال و متاع تیار

کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آٹھ بچا کر سفایہ دیا فی پنیے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے، بنیامین کے سامان میں خود رکھ دیا یا کسی نوکر سے مَوْضِعُ قَرَأَن اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ ۶۲ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حذر لگا، اس سفر میں اس کو ہر بات پر چھڑکتے اور طعنہ دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی دی ۶۳ باسن بادشاہ کے پیٹے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سہا ہوا اناج اپنے کا اور گھوڑے اس میں پنیے، حضرت یوسف نے ان کو جو رکھلوا یا جھوٹ نہیں حضرت یوسف کو باپ کی پوری سے بیچ ڈالا۔

فَتَحَّ الرِّجْلُ ۶۴ یعنی اور غلام گیر بند ۱۲۔

بوقوع آمده بود ۱۲-

منزل ۳

خ الرحمن ^{سید بن احمد} ازین بعد ما درین درجه درین مآثر کثرت اسم بارگاه یا سببه این سه پیری که سبب است از بهر سبب درین
بوقوع آمده بود ۱۲-

علیہ السلام نے یہ واقعہ دیکھ کر شرم سے سر جھکا لئے اور کہنے لگے اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ بنیامین کے بھائی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی چوری کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بچپن میں پھوپھی نے پرورش کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس رہتے تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کی پھوپھی انہیں بہت چاہتی اور ان سے والہانہ محبت کرتی تھیں وہ ان کی واپسی پر راضی نہ تھیں اس لئے انہوں نے یوسف کو اپنے پاس رکھنے کا ایک حیلہ نکالا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا منطقہ جو انہیں

یوسف ۱۲

۵۳۶

وفا ۱۳

فَلَمَّا اسْتَايَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ

پھر جب ناامید ہوئے اس سے ۱۹ اکیلے ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنْ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوَدَّةً

کہا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِيْ يُوسُفَ ۚ فَلَنْ

اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز

اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يٰۤاٰذِنَ لِيْ اَبِيْ ۤاَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ

نہ سرکوں گا اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکا دے اللہ میری طرف اور

هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۚ ۱۰ اِرْجِعُوْا اِلٰى اٰبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا

وہ ہے سب سے بہتر چکائے والا اول پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو

يٰۤاَبَانَا اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا اِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا

اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی نہ

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۚ ۱۱ وَسَّالَ لِقَرْيَةٍ اَلَّتِيْ

اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا ۱۱ اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ اَلَّتِيْ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۚ ۱۲

ہم تھے نہ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْ رَاطِصًا ۚ جَمِيْلٌ

بولا کوئی نہیں بنائی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے

عَسَی اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهُمْ جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

شاید اللہ نے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار

الْحٰكِمِمْ ۚ ۱۳ وَتَوَلٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسْفٰى عَلٰى يُّوسُفَ

حکمتوں والا کہ اور اٹھا پھر ان کے پاس سے لے اور بولا اے افسوس یوسف پر

منزل ۳

با عزت راہ نکال دے۔ یعنی عزیز مصر بنیامین مجھے واپس دے دے اور میں اسے لے کر واپس چلا جاؤں۔ اِرْجِعُوْا اِلٰى اٰبِيْكُمْ الخ تم سب واپس جاؤ اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑ لیا گیا۔ جو کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ اصل حقیقت کا نہیں موضع قرآن چوری کی خبر نہ تھی، یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق، نہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہے ۱۲۔ پہلی بار کی بے اعتباری سے اب کے بھی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی گفتن جزاء من وجد فی رملہ فہو جزاء ۱۲۔

سید احمد علیہ السلام

وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٣﴾ قَالُوا

اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا دل کھٹے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتَوُا تَذَكَّرُ يُوْسُفَ حَتَّىٰ تَكُوْنَ حَرَضًا

قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ عمل جائے

أَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا

یا اللہ ہو جاوے مردہ و بولا میں تو کھولتا ہوں

بَنِيَّ وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٥﴾

اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے لکھ اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

يَبْنِيَّ أَذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ

اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی لکھ اور اس کے بھائی کی

وَلَا تَأْيِسُوا مِنْ رُّوحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنْ

اور ناامید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک ناامید نہیں ہوتے

رُّوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ ﴿١٦﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا

اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے

عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَكْنَا الصُّرُ

اس کے پاس لکھ بولے اے عزیز ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی

وَجِئْنَا بِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

اور لائے ہیں ہم بلوچہ نا قص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ

خیرات کریم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو کہہ

هَلْ عِلْمُكُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ

کچھ تم کو خبر ہے لکھ کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ لکھ آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کر لیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرمائیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ قَالُ بَلْ سَوَّلَتْ لَنَا اس سے پہلے اندام ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہو کر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا نہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو صبر ہی ہے یہ دکھ میرے لئے مفید رہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب دال نہ تھے کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

۱۳ بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کراہت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم یوسف علیہ السلام تازہ ہو گیا وَاَبْيَضَّتْ عَيْنَاكَ غَم فراق یوسف میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں فَهُوَ كَظِيمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج و حزن کا اظہار بقافانے بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم و اندوہ کے موقع پر وہ اپنے کو قایوم میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ وِجْزُوا لِلْبَنِي عَلَيْهِ السَّلَامُ ان يبلغ به المجرع ذلك المبلغ لان الانسان مجبول على ان لا يملك نفسه عند الحزن فلذلك حمد صبره الخ مدارك ج ۲ ص ۱۸

۱۴ حَرَضًا قَرِيبَ الْمَوْتِ یا جسمانی اور روحانی لحاظ سے ہیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسف کو نہیں بھلاتے وہ نہ اجانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جوا دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسف کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ ۱۵ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں اپنا غم و اندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ ہی غمزدہ اور اندوہ گیس لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً تم سے ملے گا اور میں اور تم سب اس کے سامنے سجدہ بجالائیں گے۔ معنایا واللہ اعلم

میرے بھائیوں کا حال

ان روایا یوسف حق و صدق دانی و انتہا سنسجد لہ و غازی ج ۳ ص ۱۲ یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آنے رہتے ہیں لیکن آخر میں آرام و راحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسف کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلا کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

۱۶ غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا درد آتی مدت دبار کھانسی کا کام ہے سوا پیغمبر کو اس بیٹے کے جانے سے، پھر یوسف موضع قرآن کا غم تازہ ہوا اس یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے در دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ ۱۷ قوط میں سب اسباب گھر کا بگ گیا۔ اب کی بار اون اور بنیامین اور ایسی چیزیں لائے تھے انان خریدنے کو، یہ حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

۱۷۷ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سب کو ناپائیدار نہیں کرتی۔ ۱۷۸ یہ تیرہواں حال ہے فرزند ان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اسے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مُزَحَّجًا مَعْمُولًا نَاقِصًا، بہت تھوڑی سی بیضاعتہ درخت کا سداقہ لا تنفق فی الطعام

یوسف

۵۳۸

وفا ابی ۱۳

جَاهِلُونَ ۱۹ قَالُوا آءِ إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ

سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا

أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا آخِي زَكَرِيَّا قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ

میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ

مَنْ يَشَاءُ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۲۰

جو کوئی چاہتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکو والوں کا

قَالُوا إِنَّا لَنَرِيكَ لَقَدْ أَثَرُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَطِئِينَ ۲۱

بولے قسم اللہ کی عیبتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تجھے جو کئے دے

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَ

کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشتے اللہ تم کو اور

هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۲۲ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقَوَّةُ

وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتہ میرا ہے اور ڈالو اسکو

عَلَى وَجْهِ أُمِّي يَأْتِ بِصِدْقٍ وَأَتُوْنِي بِأَهْلِكُمْ

منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا

أَجْمَعِينَ ۲۳ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي

سارا قافلہ اور جب جدا ہوا قافلہ دیکھ کہا ان کے باپ نے میں

لَأَجِدُ رُبَّ يُوسُفَ لَوْ لَا أَنْ تُفِيدُونِ ۲۴ قَالُوا

پاتا ہوں یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا ہو گیا لوگ بولے

تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۲۵ فَلَمَّا أَنْ حَبَاءُ

قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے پھر جب پہنچا

الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۲۶ قَالَ

خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا بولا

مَنْزِل

الابتجوز من البائع وخازن ج ۳ ص ۱۱۷

۱۷۷ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل و عیال کی

تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام

بے اختیار ہو گئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا

کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی

بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا

مَسْتَنَّاكَ أَهْلُنَا الظُّرُورُ وَتَضَرَّعُوا إِلَيْهِ وَطَلَبُوا مَنَّا

ان یتصدق علیہم ارفضت عیناہ ولم یتمالک

ان عرفہم نفسہم مدارک ج ۲ ص ۱۱۷ قَالُوا آءِ إِنَّكَ لَم

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا

تھا وہ ایک راز تھا جسے ان کے اور یوسف علیہ السلام کے

علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے یہ یوسف

ہی ہے اور بول اٹھے کیا تم یوسف ہی ہو؟ قَالَ آتَنَا

يُوسُفُ الْحَمُّ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور

یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل

جہدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملا دیا حقیقت یہ ہے کہ جو

شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ

تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۱۷۸

اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری

اور فوقیت و فضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف

کر لیا۔ قَالَ لَا تَثْرِيبَ لَكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَ

نے کوئی سرزنش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کر دیا

کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں

اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں

معاف فرمادے۔ ۱۷۹ حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور

محترم ابا جان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی

میں جو نقص واقع ہو گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا اور تمام

کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قَالَ الْمُحَقِّقُونَ ان علم یوسف بأن القاء ذلك القميص على وجه يعقوب بوحب رد البصر كان بوحی اللہ الیہ ذلک وخازن ج ۳ ص ۱۱۷ ۱۷۹ فرزند ان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہو جائے گی۔ کوڑا کا جواب مخدوف ہے ای لتعلمون ذلک حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام موضع قرآن ص ۱۱۷ جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہوا اور گھبراہٹ سے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطائے حق یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ہے ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ انہیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے جنگی ہوئیں، یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔

تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انه تعالیٰ اوصل تلک الرائحة الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الرائحة الیہ من هذه المسافة البعيدة امر من اقض للعادة فیکون معجزة الخ (کبیر ج ۸ ص ۲۸۵) ، قالوا تالله الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا دادا اباجان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزو مند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ ۵۳۹ البشیر خوشخبری دینے والا مراد یہود ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ ۵۴۰

۵۳۹ دما ابری ۱۳ یوسف ۱۲

الْمَاقِلُ لَكُمْ اِنِّي اَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾

میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

قَالُوا يَا بَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿۹۷﴾

بولے اے باپ! لے بخشو ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۹۸﴾

کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا

اَبُو يَسْفِیْہُ وَقَالَ اَدْخُلُوْا عَلٰی یُوسُفَ اَوْی اِلَیْہِ ﴿۹۹﴾

مہربان پھر جب داخل ہوئے ۵۴۰ یوسف کے پاس مگر دی اپنے پاس

اَبُو یَسْفِیْہُ وَقَالَ اَدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِیْنِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے

وَرَفَعَ اَبُو یَسْفِیْہُ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا ۝

اور اونچا بٹھا یا لکھ اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور

قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا اَوْیْلُ رُءُیَاۤی مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلْنَا

کہا ۵۴۱ اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے

رَبِّیْ حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِّیْ اِذَا خَرَجْنِیْ مِنَ السِّجْنِ

رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر ۵۴۲ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے

وَجَاءَ بِکُمْ مِنَ الْبَدُوِّ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ تَزْعُمُوْا الشَّیْطٰنُ

اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان

بَیْنِیْ وَبَیْنِ اِخْوَتِیْ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّہٗ

مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک

ہُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ﴿۱۰۱﴾ رَبِّ قَدْ اَتٰیْتَنِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَ

وہی ہے خبردار حکمت والا ۵۴۳ اے رب تھے تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

حال ہے در پندرہواں

مَنَزَل ۳

وجہ سے تو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آچکے ہو۔ ۵۴۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلہ قبلہ تھے اور لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔

موضع قرآن ۱۰۱

حضرت یوسف نے کرتہ، سواری اور خرچ بھی اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے اگر کرتہ منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں۔

۱۰۱

سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ ۝ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدم کے وقت ہوا ہے۔

المعنى خروا لشكر الله سجداً ويوسف كالقيد للتحقيق رؤيا وسوى عن الحسن رحمه الله قريبي ج ٢ ص ٢٢٤) يا سجد حضرت يوسف عليه السلام هي كوتها كيونك ان كى شريعت ميں غير الله كو تعظيمى سجدہ جائز نہيں ہوا۔ دونوں سجدوں ميں فرق صرف نيت كا ہے اگر سجدہ كو نفع و نقصان كا مالك و مختار اور مافوق الاسباب متصرف و كار ساز سمجھ كر سجدہ كرے تو يہ سجدہ عبادت ہے جو اللہ كے سوا كسى كے ليے كبھی جائز نہيں ہوا اور اگر مذكورہ نيت سے نہ ہو تو وہ سجدہ تعظيمى ہے جو پہلى شرايح ميں جائز نہيں مگر شريعت محمدية على صاحبها الصلوة والسلام ميں حرام كر ديا گيا ہے۔ سجدہ تعظيمى كى حرمت احاديث نبويه ميں صراحت سے مذكور ہے۔ امام

يوسف ١٢

٥٢٠

و كا ايدى ١٣

وَعَلَّمَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝١٠١ ذَلِكُمْ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا

اور سكھا يا مجھ كو كچھ پھيرنا باتوں كا اے پيدا كرنے والے آسمان اور

الارض انت ولي في الدنيا والآخرة ۖ توفني

زمين كے تو هي مير كا ساز ہے دنيا ميں اور آخرت ميں موت دے مجھ كو

مسلماً و ألحقني بالصلحين ۝١٠١ ذلك من أنباء

اسلام پر اور ملا مجھ كو نيك بختوں ميں ۝١٠١ يہ خبر ميں

الغيب نوحيه اليك ۖ وما كنت لديهم إذ أجمعوا

غيب كى ہم پھيچتے ميں تيرے پاس علم اور تو نہيں تھا ان كے پاس جب وہ بھرانے

أمرهم وهم يكررون ۝١٠٢ وما أكثر الناس

لگے اپنا كام اور فریب كرنے لگے ۝١٠٢ اور اكثر لوگ نہيں ہيں يقين

لو حرصت بمؤمنين ۝١٠٣ وما تسألهم عليه من

كرنے والے اگر چہ تو كتنا هي چاہے ۝١٠٣ اور تو مانگتا نہيں ان سے اس پر كچھ

أجر إن هو إلا ذكر للعالمين ۝١٠٤ وكأين من

بدلا يہ تو اور كچھ نہيں مگر نصيحت سارے عالم كو اور بہت سيري

آية في السموات والأرض يكررون عليها وهم

نشانباں ہيں آسمان اور زمين ميں ۝١٠٤ جن پر گزر رہا ہے ان كا اور

عنهم معرضون ۝١٠٥ وما يؤمن أكثرهم بالله

ان پر دھيان نہيں ديتے اور نہيں ايمان لاتے بہت لوگ اللہ پر

إلا وهم مشركون ۝١٠٦ أفأمّنوا أن تأتيهم غاشية

مگر سامنے هي شريك بھي كرتے ہيں ۝١٠٦ كيا نہر ہو گئے اس سے كہ آڈھائے ان كو ايك لٹ

من عذاب الله أو تأتيهم الساعة بغتة وهم

اللہ كے عذاب كى غف يا آپہنچے قياست اچانك اور ان كو

مَنْزِل ٢

احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے

لا يصح لبشر ان يسجد لبشر يعني كسى بشر كے ليے جائز

نہيں كہ وہ كسى بشر كو سجدہ كرے۔ اس طرح صحيح ميں حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے كہ حضرت بنی كويم صلی اللہ

عليه وسلم نے فرمايا لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا

قبور انبياءهم مساجد (مشكوة ص ١٢) و مسلم از ابو ہريره

آوردہ مرفوعاً مسلم از ابن عباس مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابى

شيبہ از عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدہ تعظيم

آوردہ وابن ابى شيبہ از معاذ وعائشہ وجابر رضی اللہ عنہم

مرفوعاً آوردہ۔ و در مسلم اني انما كره عن ذلك

(قال الشيخ رحمه الله تعالى) امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ

بن جبل سے اور ابو داؤد نے حضرت قيس بن سعد سے

روایت كيا كہ رسول خدا صلی اللہ عليه وسلم نے فرمايا اگر

غير الله كو سجدہ كرنا جائز ہوتا تو ميں عورتوں كو حكم ديتا كہ وہ

اپنے شوہروں كو سجدہ كيا كریں لو كنت امر احد ان

يسجد لاحد لامر النساء ان يسجدن لاذوا جہن

بما جعل الله لهن عليهن من حق ومشكوة شريف ص ١٢

تفسير فاذن ومعالم ميں آن المساجد للہ كے تحت سجد

بن جبر سے نقل كيا ہے لا تسجد والخير الله دھان و

معالم ج ١ ص ١٢) يعنى غير الله كو سجدہ مت كرو۔ وكذا فى الكبير

حضرت مولانا شاہ عبدالغنى زى تفسير غزيرى ميں فطر ازہيں۔

۝١٠٤ احاديث متواترہ سجدہ تعظيم منع است۔ تفسير غزيرى ص ١٢

شيخ عبدالحق شتعللمعات ج ١ ص ١٢ ميں فرماتے ہيں۔ در

شرح شيخ ابن حجر عسقلانى كى در شرح حديث لعن الله اليهود

والنصارى اتخذوا قبور انبياءهم

مساجد كفته است كہ بر تقدیرى است كہ نماز گزارو

بجانب قبر از جہت تعظيم دے كہ ان حرام است باتفاق۔

اسی طرح شاہ عبدالغنى زى فتاوى غزيرى ميں سجدہ تعظيم كى

حرمت پر اجماع كا ذكر كيا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب

سجدہ تعظيم كے حاميوں كے دلائل كا جواب ديتے ہوئے فرماتے ہيں۔ دريس تقرير سراسر غفلت از اجماع قطعى است بر تحريم سجدہ فتاوى غزيرى ج ١ ص ١٢ تمام فقہانے

سجدہ تعظيم كى حرمت كا اور بعض نے اس كے كفر ہونے كا فتوى ديا ہے۔ فتاوى عالمگيرى ج ١ ص ١٢ ميں ہے من سجد للسلطان على وجه التحية او قبل الارض بين

بد يہ لا يكفر ولكن يا شتم لا ركاب لك يا هو المخذنا اور البحر الرائق ج ٨ ص ١٢ ميں ما يفعل من السجود بين يدي السلطان فخره والفاعل والراضى به

يا عثمان وقال شمس لا ثمة السخري السجود لغير الله على وجه التعظيم كفر كفر فتاوى عالمگيرى ميں جواب افلاطى سے اور رد المحتار ميں شمس الائمہ سے سجدہ تعظيم كا كفر

موضح قرآن و علم كا بل پايا، دولت كا بل پائى۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے كے مراتب كا حضرت يغوب كى زندگى تك رہے دنيا كے كام ميں پچھ اپنے اختيار سے چھوڑ ديا۔ ۝١٠٥ يعنى يہ

مذكور توريت ميں اور پہلى كتابوں ميں بھی نہيں ۝١٠٥ يعنى منہ سے سب كہتے ہيں كہ خالق و مالك سب كا دہي ہے پھر اوروں كو كہتے ہيں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ امر بمخ کردن سجده فرمودہ وجواز سجده تعظیم در بیج کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در بیج کتاب حدیث نیامدہ۔ دکتوبات و فتاویٰ ص ۱۷۷ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے بدن گھٹے

۱۲
سید تنویر زینوی

مذہبِ اربعہ الی تقدیر

مذہب تو یہ تھا دعویٰ ہے

ہم کان بعض ماضی
نہیں بلکہ محض کلیمہ
ربط ہے

۱۶
اضافی کے لئے ہے۔
۵۔ علی استغراق

یوسف ۱۲

521

وَمَا اَبْرَىٰٓ

لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠٤﴾ قُلْ هَذَا سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ

خبر نہ ہو کہ اے میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ لو جو کہ

﴿۱۰۸﴾ اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِي وَتِلْكَ اِلَٰهِي وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ہیں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّرَبِّهِمْ

اور جتنے پیچھے ہم نے گنجد سے پہلے لکھ وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کو

نستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سہری ملک کی کہ دیکھ لینے کیسا

ہوا۔ انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے

چہ بڑے کمزور کرنے والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے

رسول ﷺ اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کیا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد پھر کچا دیا

جن کو ہم نے جہانم سے اور پھر مابین عذاب ہمارا قوم کھنکار سے ف

البتہ ان کے احوال سے ہمارے اپنا حال قیاس کرنا بے عقل والوں کو کچھ بنائی ہوئی

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ

بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

منزل ۱۲

ولم يصدقوه فيه (مدارك ج ٢ ص ١٨٤)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخطوب بما لا یلزم کا تادمہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے ذمہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیسا کہ فرمایا وَطَنَکَ اَنْ لَّنْ نَقْدِرَ عَلَیْکَ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گو یا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہو گئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزام فرمایا۔

فَظَنَ اَنْ لَّنْ نَقْدِرَ عَلَیْکَ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزام فرمایا اَوْ کَھُتُّوْا مِنْ اِلٰھِ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کا ملکہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رسل علیہم السلام پر غم و تأسف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ ۹۴

مَنْ نَشَاءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تھا ہی انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچ لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ۹۵ کَانَ کَا اِسْمِ قُرْآنِ ہے۔ تَفْصِیْلُ کُلِّ شَیْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلِّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (ل) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحتہ خواہ بحوالہ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا اَتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَهُوْا اُنکی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ کُلُّ شَیْءٍ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ فِی الدِّیْنِ وِیَدَارُکُ ج ۲ ص ۱۸، علامہ قرطبی رقمطراز ہیں ہما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام۔ امام بنوئی فرماتے ہیں ہما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامور والنہی ومعالم ج ۲ ص ۲۲، اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای ہما یحتاج الیہ فی الدین وروح ج ۲ ص ۱۸، وَهٰذِیْ وَرَحْمَةُ الْاٰلِیْہِ قُرْآنِ انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سُورَةُ يُوسُفَ مِائَاتُ تَوْحِيدٍ وَاسْكَى خُصُوصِيًّا

- ۱۔ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ (۲۴) نفی استعانت از غیر اللہ۔
- ۲۔ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ — تا — إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۳۔ إِنْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ — تا — وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی۔
- ۴۔ وَمَا أَعْطَىٰ عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ — تا — وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (۸) نفی شرک فی التصرف۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔
- ۵۔ رَبِّ قَدْ أَنْتَبَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ — تا — وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۵ (۱۱) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔
- ۶۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (۱۳) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔
- ۷۔ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي — تا — وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۵ (۱۴) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے شرک سے بیزار ہیں۔

آج بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت ۶:۱۰ بجے سورۃ یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ و آئمہ اہلہ و علی جمیع عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔ سجاد بخاری،

سورہ رعد

ربط | سورہ رعد کو سورہ یوسف کے ساتھ ربط اسی یہ ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر کو چھنے والوں کو پہلے مسئلہ توحید سمجھایا اور بعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور رعد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورہ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی فرشتہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کار ساز نہیں۔ سورہ یوسف تک یہ دونوں دعویٰ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعویٰ اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعوؤں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورہ رعد میں گیارہ لائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

خلاصہ | سورہ رعد میں مذکورہ بالا دونوں دعوؤں یعنی غیب داں اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، ہر طور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ و دو وحی اور ایک دلیل نقلی مؤمنین سابقین سے۔

پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ — تَا — اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (۱۶) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کار ساز اور متصرف و مختار ہونے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ اَلْاَرْضَ حَتّٰی اَخْبَتَ فِیْهَا سُلٰمٰتٍ مِّثْلًا لِّمِیْنٍ، پہاڑوں، دریاؤں، میوؤں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و سفلی میں متصرف ہے وہی سب کا حاجت روا اور کار ساز ہے۔ وَ اِنْ تَجْحَبْ تَحْجَبْ قَوْلُکُمْ لَہُمْ اَنْہُمْ مِنْکُمْ بَعْدَ وَشْوٰرٍ مِّنْ شَکْوٰی ہے۔ وَ کَیْسَتُ عَجَلُوْکُمْ بِالسَّیِّئَةِ زَجْرٌ ہے۔ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یہ شَکْوٰی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ لِّاَلْحِ جَوَابِ شَکْوٰی۔ آپ کا کام پیغامِ ہدایت پہنچانا اور نہ ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ برائے نفی علم غیب از غیر خدا۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی — تَا — وَ سَاوَدَ بَیِّنًا لِّہَا اَمْرٌ ۚ مَا دَہِیْہِ فَرِیَادُہَا کَالَاِیَاقُورَا، ناقص یا کامل یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے۔ کوئی چھپ کر بات کرے یا علانیہ کرے اسے سب کچھ معلوم ہے۔ لَہٗ مُعَقَّبَاتٌ خُمُوفٍ اُخْرٰوٰی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُبْرِیْکُمُ الْبَرْقَ — تَا — وَهُوَ شَدِیْدُ الْحَالِ ۝ (۲۶) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جَوْدِ فَضْلِہِ آسمانی، میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیا پر مومل فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کار ساز بھی وہی ہے۔ لَہٗ دَعْوٰۃٌ اَلْحَقُّ یَسْتَجِیْبُہَا سُبْحٰنَ عِلّٰی تِیْنُوْنَ عقلی دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہذا ادعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ اِلٰہَیْہِ شُرَکَیْنِ کَیْ مَبْعُوْدِیْنِ باطلہ کے عجز اور ان کی بیچاریگی کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و در ماندہ ہیں۔

چوتھی عقلی دلیل۔ وَ لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ — تَا — بِالْعُدُوِّ وَالْاَصْحٰلِ (۲۶) اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق تکوینی طور پر اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے اور کائنات کی چیز اس کے زیر تصرف و اقتدار ہے اس لئے سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّہٗ مُشْرِکِیْنَ بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس کے سوا کوئی کار ساز بھی نہیں ہو سکتا۔ قُلْ اَفَا تَتَّخِذُوْنَ دُوْنِہِ اِلٰہَیْہِ دُوسرا ثمرہ ہے۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کار ساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ زَجْرٌ ہِیْ ہِیْ۔

چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں مہود حق اور مہود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مہود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہونیوالا اور غیر مفید ہے جبکہ مہود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ لِّلَّذِیْنَ اٰسَمٰہُ الْاِلٰہَیْہِمُ الْحُسْنٰی بشارت اخروی۔ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَسْتَحْیِیْہِ الْاِلٰہُ الْاٰخِرِیْہِ خُوفِہِ اخروی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ الْبَیِّنٰتُ وَ تَحْوِیْفٌ بِطَوْرِ لَفٍ وَ شَرٌّ مِّنْ تَمْرِعٍ ہے۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ الْاٰخِرِیْنَ جو شخص بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے یہ بشارت پر متفرع ہے گمکن ہوا غلطی یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دل کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تحویف پر متفرع ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْفٰوْنَ الْاٰخِرِیْنَ جماعت بشرہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عُقُبٰتٌ اَلْدَّارِ — تَا — فَنِعْمَ عُقْبٰتُ الدَّارِ (۳۶) یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ اَمْرَہُمْ عَذَابِ جَمَاعَتِ کے ذکر کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ اللّعْنۃُ وَ لَہُمْ سُوْءُ الدَّارِ اس کا اعادہ اخروی۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہذا وہی کارساز ہے۔ وَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا (۴۶) یہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم ضدی اور معاند ہو تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِينَ آمَنُوا انْجِبُوا بَشَارَتِ بَرَاءِ الْمُؤْمِنِينَ۔

[illegible]

آٹھویں عقلی دلیل۔ اَقَمْنٰهُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ اللہ تعالیٰ ہر ہر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْاِلهِ زَجْرًا لِّمَنْ هَرَبَ اِلَيْهِمْ مِنْ عَذَابِ الْيَوْمِ۔ کُفُّوا عَنِ اللّٰهِ وَلِأَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا عَلِيمًا۔ بخوفِ دنیوی و اخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ہ بشارتِ اخروی۔ دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مومنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَوْلَادًا لَا يَمْلِكُوْنَ اَنْ يَنْفَعُوْهُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّبَنِي اٰدَمَ۔

دوسری دلیل وحی قُلْ إِنَّمَا أَمُوتُ الْخَمِيرُ پر اللہ کی وحی آئی ہے اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور صرف اسی کو کارساز سمجھ کر مہائب و صحابہ میں پکاروں اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کروں وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ الْخَمِيرُ کمال کے لئے ہے یعنی قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو یوں ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کر کے واضح کر کے بیان کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ وَكَذَلِكَ اتَّبَعَتْ أَهْوَاءَهُمْ۔ یہ زجر ہے جو تمام دلائل مذکورہ پر متفرع ہے۔ یعنی مذکورہ بالا دلائل عقلیہ و نقلیہ اور دلائل وحی اور تمثیلات کے ذریعہ مسئلہ توحید کے واضح ہو جانے کے بعد بھی اگر آپ مشرکین کے خیالات باطلہ کی طرف میلان کریں گے تو پھر ہمارے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الْخَمِيرَ۔ جواب سوال مقدر نمبر ۱۷ ہے۔ مشرکین کہتے غیب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا پہلے انبیاء علیہم السلام بھی بیوی بچوں والے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وَمَا كُنَّا لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ الْخَمِيرِ۔ جواب سوال مقدر نمبر ۱۸ ہے۔ مشرکین کہتے ہم تم پر ایمان لے آئیں گے آپ ہمیں منہ مانگا معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا معجزہ لانا پیغمبر کا کام نہیں۔ معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر تب ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ۔ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۱۹ ہے۔ معاندین ازراہ عناد کہتے جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ فرمایا عذاب ضرور آئے گا۔ مگر اپنے مقررہ وقت پر کیونکہ ہمارا ہر کام باضابطہ اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے۔ يَكْفُوهُمُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ۔ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۲۰ ہے۔ یعنی عذاب آکر ہی رہے گا تو ماننے کا فائدہ فرمایا نحو وثبات ہمارے اختیار میں ہے جس طرح معاندین کے لئے عذاب مقدس اسی طرح ماننے والوں کے لئے عذاب سے نجات مقدر ہے اس لئے جو لوگ مان لیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَرَأَيْنَا تَرْبَاتٍ كَتُوفُهُنَّ بِخُيُوفٍ دُيُوتِ۔ آپ کا کام تبلیغ ہے جو آپ نے سرانجام دیدیا۔ معاندین جو خواہ مخواہ شبہات ڈالتے ہیں اور مانتے نہیں ان کو ہم سخت عذاب دیں گے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد۔ أَوْ كَمْ يَكْرِؤُا أَكْثَارًا تَنْزِيلًا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ تَخْوِيفٌ دُيُوتِ۔ وَبَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْخَمِيرُ شَكْوَى۔ قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا الْخَمِيرُ۔ جواب شکوی ہے یعنی میری رسالت پر تو خود اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور علماء اہل کتاب اور فرشتے بھی میری صداقت کے معترف ہیں۔

مختصر خلاصہ

سورہ رعد میں سورۃ یوسف کے دونوں دعویوں (اللہ کے سوا کوئی عیب داں اور کار ساز نہیں) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کار ساز اور متصرف و مختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل - اَللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُوتَ - تا - اَذْيَتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (ع ۱) دوسری عقلی دلیل - اَللّٰهُ يَعْصِمُ مَا تَحْكُمُ - تا - وَ سَارِبًا بِآلِهَامَا رَبِّهِمْ عَلَى دِيلٍ - هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرَقَ - تا - وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۝ ان تینوں دلیلوں کے بعد کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ سے مثال دیکر معبودان باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل - وَلِلّٰهِ كَسْبُ الْجَنَّةِ وَ الرَّحْمٰنِ فِي السَّمُوتِ وَالْاَرْضِ ۚ نَحْنُ - قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمُوتِ وَالْاَرْضِ ۙ نَحْنُ جب تم اللہ ہی کو زمین و آسمان کا خالق و مالک مانتے ہو تو کار ساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ اَخَاتُخَذْتُمْ سے دوبارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل - معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لازوال ہے۔ اس کے بعد لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِحُجَّتِهِ ماننے والوں کو بشارات اخروی اور وَالَّذِينَ كَفَرُوا كَيْسَتْ حَبْلُهُمْ اَلْحَمْدُ سے نہ ماننے والوں کو تحذیر اخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر اَفَمَنْ يَعْلَمُ كَوْلْفٍ و نشر مرتب کے طور پر بشارات اخروی اور تحذیر اخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد الَّذِينَ يُولُونَ اَلْحَمْدُ سے مستحقین بشارت کے اوصاف اور بشارات اخروی کا اعادہ کیا گیا اور وَالَّذِينَ يَفْقَضُونَ سے مستحقین عذاب کے اوصاف اور تحذیر اخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل اَللّٰهُ يَكْسِبُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ اَلْحَمْدُ اس کے بعد كَذَلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اُمَّةٍ اَلْحَمْدُ سے پہلے دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل اَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ اَلْحَمْدُ اس کے بعد وَالَّذِينَ اتَّيْتَهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ مُؤْمِنِينَ اہل کتاب سے دلیل نقلی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ اِنْهِيَ اَمْرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اَللّٰهُ اَلْحَمْدُ سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَقَدْ اَرْسَلْنَا - تا - وَ عِنْدَكَ اَمْهُ الْكِتَابِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زجریں، بشاراتیں اور تحذیریں مذکور ہیں۔

۲۷ حروف مقطعات تشابہات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الخ تمہید مع ترغیب۔ تِلْكَ سے اشارہ اس سورت کی طرف ہے اور الْكِتَاب سے قرآن مراد ہے۔ وَالَّذِي الخ موصول مع صلہ مبتدا اور الْحَقِّ اس کی خبر ہے خبر کی تعریف مفید حصہ ہے ای ہوا الحق (معالم) یہ سورت قرآن حکیم کی آیتیں ہیں اور وہ اس کتاب حکیم ہی کا ایک حصہ ہے اور جو قرآن ہم نے آپ پر نازل کیا ہے وہ حق ہے اور اس میں بیان کردہ عقائد و احکام استقل محکم، واضح اور ظاہر ہیں کہ ان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوا الحق الذی لا شک فیہ (خازن ج ۲ ص ۲۷) مگر اس کے باوجود ضدی اور معاند لوگ نہیں مانتے ای مع هذا البیان والجلال و

الوضوح لا یؤمن اکثرهم لما فیہم من الشقاق العناد والنفاق دا بن کثیر ج ۲ ص ۲۷، ۳ پہلی عقلی دلیل۔ سورہ یوسف میں مسئلہ توحید پر پہلو سے واضح ہو گیا اور سورہ یوسف میں دلیل نقلی تفصیلی سے ثابت کر دیا گیا کہ کار ساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مسئلہ اب بالکل بدیہی ہو چکا ہے۔ اب مسئلہ کو اور زیادہ کھولنے کے لئے سورہ رعد میں مزید گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ آٹھ عقلی، دو وحی اور ایک نقلی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ خبر کی تعریف مفید حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات و حصوں میں منقسم ہے علویات اور سفلیات علویات سے وہ عالم مراد ہے جو کرات عناصر سے ماورا ہے۔ آسمان، سورج اور چاند وغیرہ اور سفلیات سے کرہ ارضی کی مخلوق مراد ہے۔ یہاں بِلِقَاء رَبِّکُمْ تُؤَقِّنُونَ تک علویات کا ذکر ہے اور اس کے بعد لَا یُنِیْ لِقَوْمٍ یُعْقِلُونَ تک سفلیات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی پر اپنا کامل قبضہ و اقتدار اور مکمل تصرف و اختیار بیان کر کے واضح فرمایا کہ ساری مخلوق کا کار ساز اور ہر ایک کی پناہ گاہ بھی میں ہی ہوں میرے سوا اور کوئی کار ساز نہیں ہے یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذِکُمْ تَقْرَءُوْنَ اَنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ تِلْكَ الْاٰیَةُ الْوَحٰیةُ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر قائم رکھا ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ عَظِیْمِ طور پر تخت پر بیٹھنا مراد نہیں بلکہ سارے جہاں پر بلا شرکت غیر سے اقتدار و سلطنت مراد ہے استوی یا لا اقتدار و نفوذ السَّاطِطَانِ مدارک ج ۲ ص ۱۸، اس کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ ہو (حاشیہ نمبر ۲۷) وَ سَخَّرَ الشَّمْسُ الْقَمَرَ سَورج اور چاند کو اس نے جس کام پر لگا دیا ہے وہ باضابطہ اپنی دیوئی دے رہے ہیں اور قیام قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔

مرتبہ مع ترغیب
عقلی دلیل

الرعد ۱۳

۵۴۷

وما ابوء ۱۳

سورہ رعد کہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتٰبِ وَالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ

رَبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۱ اللّٰهُ

تیرے رب سے سچ ہے لیکن بہت لوگ نہیں مانتے اللہ وہ

الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی

ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا

عَلٰی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ لَکُلِّ یَّجْرِیْ لَاجِلٍ

عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت

مُسَمَّیْ یَدْبُرُ الْاَمْرَ فِیْ فِیْضٍ الْاٰیَةُ لَعَلَّکُمْ بِلِقَاءِ رَبِّکُمْ

مقرر پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے لٹا نیاں کہ شاید تم اپنے رب سے ملنے کا

تُؤَقِّنُونَ ۲ وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا

یقین کروں اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین سکھ اور رکھے اس میں

رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا وَ مِنْ کُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِیْهَا

لوہ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں

زَوْجِیْنِ اَشْنٰیْنِ یُغْشٰی لَیْلَ الْیَّهَارِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ

جوڑے دو دو قسم ڈھانکتا ہے دن پر رات کو اس میں

لَاٰیَةُ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۳ وَ فِی الْاَرْضِ قِطْعٌ مِّنْ مَّجْمُوٰتٍ

نشانیاں ہیں ان کے واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں دن اور رات میں شکیت ہر مختلف لکڑی سے متصل

منزل ۳

یَدْبُرُ الْاَمْرَ ساری کائنات کا نظام اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اس میں کوئی اور دخیل نہیں۔ ۳ یہ بھی پہلی دلیل ہی کا حصہ ہے اور اس میں عالم سفلی کا ذکر ہے مبتدا کے ساتھ خبر کی تعریف مفید حصہ ہے۔ کلام کے بعض اجزاء میں حصہ ہو تو باقی اجزاء بھی حصہ پر محمول ہوتے ہیں۔ زَوْجِیْنِ اَشْنٰیْنِ۔ اشنین، زوجین سے بدل ہے۔ پھلوں میں زوجین سے ذائقہ، رنگ اور حجم کے اعتبار سے اس کی مختلف اقسام و اصناف مراد ہیں مثلاً سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، چھوٹا بڑا اور سرد و گرم وغیرہ۔ اِیْ جَعَلَ مِنْ کُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْاَنْوَاعِ الثَّمَرٰتِ الْمَوْجُوْدَةِ فِی الدُّنْیَا خَضِرٰیْنِ وَ صَفْرِیْنِ اَمَّا فِی الْلَّوْنِ کَالْاَبِیْضِ وَالْاَسْوَدِ اَوْ فِی الطَّعْمِ کَالْحُلُوِّ وَالْحَامِضِ اَوْ فِی الْقَدَرِ کَالصَّغِیْرِ وَ الْمَوْضِعِ قَرَّانٍ قَسَمٌ کَابِلٌ قِسْمٌ نَاقِصٌ اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگ چمن بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔

الکبیر اور فی الکہف کالحد والبارد وما استنبه ذلک (روح ج ۱۳ ص ۱۵) یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے کہ زمین کے ساتھ ساتھ واقع ملکڑوں میں اس نے مختلف خاصیتیں ودیعت فرمادی ہیں کوئی زرخیز ہے کوئی بخر، کوئی سخت ہے اور کوئی نرم۔ صنوان، صنو کی جمع ہے جس سے مراد وہ درخت ہے جس کی تڑا ایک ہو اور اس سے بہت سی شاخیں پھوٹ نکلیں۔ یہ بھی قدرت الہی کا کرشمہ ہے کہ ایک ہی زمین میں پیدا ہونے والے کھجور کے درخت بعض شاخدار ہوتے ہیں اور بعض غیر شاخدار پھر سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کا پھل کم و بیش ہوتا ہے اور بڑا اور ذائقہ وغیرہ

الرعد ۱۳

۵۴۸

دعا ابڑی ۱۳

وَجَنَّتْ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٍ وَنَخِيلٍ صُنُوانٌ وَ

اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی

غَيْرُ صُنُوانٍ يُسْقٰۤی بِمَآءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضَ لِّ

بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے وں اور ہم ہیں کہ بڑھادینے ہیں

بَعْضُہَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تُعْجِبُ فَعْجِبْ قَوْلُہُمْ

ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے سے تو عجیب ہے ان کا کہنا

اِذَا کُنَّا تُرَابًا اَنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیدٍ ۝۵ اُولٰٓئِکَ

کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیانے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہُمْ ۝۶ اُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِہُمْ

جو مسکڑ ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں

وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝۷

اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے برابر اور

یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

بلد مانگتے ہیں تجھ سے بُرائی کو سے پہلے بھلائی سے اور

خَلَتْ مِنْ قَبْلِہُمْ الْمَثَلٰتُ وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب سے معاف بھی کرتا ہے

لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلُمِہُمْ ۝۸ وَاِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیدُ الْعِقَابِ ۝۹

لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے وں

وَيَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَلَوْ لَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ مِّنْ

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

منزل ۳

المستہزئین (روح ج ۱۳ ص ۱۵) باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تاہمین سے درگزر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تحویف اخروی ہے۔ ۵۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ضدی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ لِّمَنْ حَاجَّہُ اِلَیْہِ اَلَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّخَذَ اَصْحٰبًا مِّنْ دُوْنِہٖ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝۷

موضع قرآن وں دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں جھڑپے ہوئے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینے جاتے ہیں۔ وں بڑا ہی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پادیں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب دیے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلاً واحد سزا عذاب۔

میں بھی مختلف ہوتا ہے پہلی عقلی دلیل ختم ہوئی۔ دلیل کے تمام اجزاء میں حصر ہے یعنی یہ تمام امور صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ ۶۰ یہ شکوی ہے۔ عجب ای محب یعنی اسے پیغمبر اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کار ساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذا المشرکین مالا یضرہم ولا ینفعہم الہۃ یعبدونہا مع اقراہم بان اللہ تعالیٰ خالق السموات والارض وهو یضر و ینفع وقد راوا من قدرۃ اللہ وما ضرب لہم بہ الامثال ما راوا فاعجب قولہم (خازن ج ۴ ص ۵۷) اولئک الاغلل الخ تحویف اخروی برائے منکرین توحید و بعث۔ ۶۱ یہ شکوی۔ سنیہ سے عذاب اور سنہ سے عافیت مراد ہے اور قبل الحسنۃ حال ہے ای حال کو نہم جا علیہا قبل الحسنۃ یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزار کی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈرو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی کذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں کو ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرک کی مکہ کا نوا یطلبون العقوبۃ بدلہ من العافیۃ استہزاء منہم الخ (مظہری ج ۵ ص ۱۶) وَقَدْ خَلَتْ اَخْمَ جملہ حالیہ ہے والحال انہ مصنت العقوبات الفاضحۃ الناذلۃ علی امثالہم من المکذبین

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی

وَمَا اَبْرَىٰ ۙۛۛ

১২৭

الرَّعْدُ ۱۳

1- **מנהל**

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا اللہ

مانتا ہے نہ جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سبکڑتے ہیں پیٹ اور

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

اور ظاہر کا لے سب سے بڑا بہتر برابر ہے تم میں

جو آہستہ بات ہے اور جو ہے پرکار کر اور جو پھل پڑتا ہے

رات میں اور جو کلیوں میں پھرا ہے دن کو اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے

آگے سے تلو اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ تبارک و تعالیٰ

ہمیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب

عَلَيْكُمْ سَلَامٌ مِّنَ رَبِّكُمْ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ ذَٰلِكَ الصَّيْغَةُ الَّتِي كُنْتُمْ تُنَادُونَ

بَيْنَ وَائِلٍ - سَوَالِدِي يَرْكَبُ الْبَرِّي سَوَاقِي وَهَافِي

وَيَلْبِسُ السَّحَابُ النِّقَالَ (١٢) وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِ



منزل ۳

انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسبب ای یحفظونه من المصنار بسبب امر الله تعالى لهم بذلك (دوج ج ۱۳ ص ۱۳)، یحفظونه من اجل امر الله تعالى ای من اجل ان الله امرهم بحفظ مدارک ج ۲ ص ۱۳، پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ فرمائی اور معصیت کے وبال سے آگاہ فرمایا (روح، مَا يَقْوَمُ بِهِ مَا مَوْصُوفٌ بِهِ اور مراد نعمت و عافیت ہے۔ مَا بِأَنْفُسِهِمْ هُمْ فِيهِ ابھی مَا مَوْصُوفٌ بِهِ اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی موضح قرآن یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا دے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ و یعنی اللہ اپنی غیبیاتی اور مہربانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اس کی طرف سے لٹی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔

نعمت و برکت سے نوازا ہوا اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بد اعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا استحقاق ضائع نہ کر دیں۔ اور جب کسی قوم کی بد اعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے نہاہ و برہادر کرنے کا ارادہ فرمے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔
 ۱۴ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان خود فضا پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برساتا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے **خَوْفًا وَطَمَعًا** جب بجلی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے ملے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا

وما ابتری مس ۵۵۰ الرعد ۱۳

وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے لوگ بجلیاں

فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ

پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں

وَهُوَ شَدِيدُ الْحِجَالِ ۱۳ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ

اور اس کی آن سخت ہے اسی کا پکارنا حق ہے کھلے دل اور جن لوگوں کو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

کہ پکارتے ہیں اس کے سوا کہ وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی

إِلَّا كِبَاسِطٌ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کھینچ

بِأَلْيَغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۱۴ وَلِلَّهِ

پہنچنے کا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے اور اللہ کو

يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

سجدہ کرتا ہے کھلے جو کوئی ہے آسمان میں میں خوشی سے اور زور سے اور

ظُلُمًا هُمْ بِالْغَدُوِّ وَالْأَصْدَالِ ۱۵ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ

ان کی پرچھائیاں صبح اور شام و دن پوچھ کون ہے رب آسمان

وَالْأَرْضِ قُلْ لِلَّهِ قُلْ أَفَاتُخَذْتُ مِنْ دُونِهِ

اور زمین کا فلا کہہ دے اللہ ہے کہہ فلا کیا پھر تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا

أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ أَنْ نَفْعَهُمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ

ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے کہہ

هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تُسْتَوَىٰ

کہا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے

مَنْزِل ۳

ہے کہ کہیں بجلی گر کر تباہی نہ مچا دے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ **وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ** رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادل پر چل کر ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کر دیتا ہے۔ **وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ** انہیں شرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال و جبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا و یگانہ نہیں مانتے۔ ۱۴ یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے طرف کی تقدیم مفید ہے۔ دعوت الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ **دَعْوَةُ الْحَقِّ الْتَوَّابُ** قال ابن عباس شہادۃ ان لا اله الا الله اخازن ومعالم ج ۴ ص ۱۷، یعنی لائل بالاسے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف و رجاء میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل **دَعْوَةُ الْحَقِّ دَعَاؤُهُ عِنْدَ الْخَوْفِ** فانه لا يدعی فیہ الا رایا کہما قال **صَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ** **إِلَّا رَايَا** قال ماوردی و هو اشبه بسباق الاریة (قرطبی ج ۱ ص ۱۶) یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو حلاوت و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز

۱۳ ذلک دلائل مذکورہ
۱۴ مثال معبودان باطلہ
۱۵ یعنی عقلی دلیل متعلق باجوبی و تنفی
۱۶ یعنی پکارنا
۱۷ یعنی پکارنا
۱۸ یعنی پکارنا
۱۹ یعنی پکارنا
۲۰ یعنی پکارنا

کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت و حاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔
موضح قرآن جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ **وَالَّذِينَ يَرِيقُونَ** لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمن یعنی اور اس زد کہ بجناب اونیا ز کنند و مدعا طلبند و او اجابت فرماید ۱۲ کہ قرآن و منافقان ناخواہان سجدہ میکنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر و فرشتگان و مسلمانان خواہان ۱۲۔

الْظُّلُمُتِ وَالنُّورِ ۚ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا

انڈھیرا اور اجالا کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک نہ کہ انہوں نے کچھ

کَخَلَقَهُ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلْ لِلَّهِ خَالِقُ

پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش ان کی نظریں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۲۱ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

ہر چیز کا اور وہی ہے اکبر لا زبردست اتارا اس نے آسمان سے لکھ

مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ

رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حُلْيَةٍ

پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں لکھ آگ میں واسطے زیور کے

أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلَهُ طَٰكُذٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْ

باسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق اور

الْبَاطِلَ ۚ فَامَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَامَّا مَا

باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ طَٰكُذٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ

کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

الْمَثَالَ ۝۱۲۲ لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ الْخَيْرُ ۚ وَ

مثالیں واد۔ جنہوں نے اللہ مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے اور

الَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ

جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافَتْكَ دُبُرُهَا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور نو سو پے یوں اپنے بدلہ میں ان لوگوں کے لئے ہے

منزل ۳

وَقَادَ عَالِيَ الْكُفْرَيْنِ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَافِرُونَ كَاغِيرُ اللَّهِ كُوْبَارُنَا سِرْ سِرْ اِيْ هِيْ اُوْر اَلْكَلِيْه بِيْ سُوْد اُوْر اِيْ كَا هِيْ - ۱۷۰ یہ جو تھی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے فرشتے اور جن وانس سب اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھکتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مومنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار و مشرکین مجبوراً جب مصائب و شدائد میں گھر جائیں طوعاً یا بے املاً ملائکہ و المؤمنین و کرها یعنی ائمنا فقیین و الکافرین فی حال الشدۃ و الضیق مدارک ج ۲ ص ۱۸۹) اور ان کے سائے بھی صبح و شام اسی کے سامنے سرسجود ہوتے ہیں۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور سب اسی کے زیر تصرف و اقتدار ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کا

کار ساز بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۱۷۱ یہ پانچویں عقلی

دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اور یہ ماقبل سے

اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصم الشہادات ما یشہد

بالا اعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق

و مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلْ اَللّٰهُ يٰٰهَا عَمْرُوْهُ اسْتَفْهِمْ تَقْرِیْ

مخدوف ہے قُلْ اَللّٰهُ یٰٰعٰلِیْہِی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں

۱۷۲ یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ٹھہر ہے بطور زجر و

الزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ ساری

کائنات کا خالق و مالک اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ

ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور

اس کے بے بس بندوں کو کار ساز اور حاجت روا بنا

لیا جو تمہیں نفع و نقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے

نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل

کے اندھے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں

ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے آئینی

داندھے سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کو باوجود

توحید کو نہیں مانتے اور بصیرت بینا سے مراد موحد ہے

اسی طرح ظلمات سے کفر و شرک کے اندھیرے اور

نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ ۱۷۳ کیا انہوں نے

ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق

کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ

مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہبیت

سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق

اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے

ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے

کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہذا وہ معبود اور الہ ہونے کا

استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ۱۷۴ یہ تھپی دلیل عقلی ہے۔

اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی

گئی ہے یعنی معبودان باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو

ہو جائیں گے اور معبود حق باقی رہے گا۔ معبود حق کی مثال پانی اور سونے کی ہے اور معبود باطل کی مثال جھاگ کی ہے۔ جب بارش برستی ہے اور وادیوں سے سیلاب گذرتا

موضع قرآن

و یعنی آسمان سے دین حق اترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل ابھرتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین

میں بل کر بارو پے تانبے کو دھکا کر میل ابھرتی ہے۔ آخر جھاگ کو بنیاد نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔

آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق و باطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

فتح الرحمن ۱۲۱ یعنی لا بد است کہ در ہر جنس خیر و شر باشد بچنین لا بد است کہ در آدمیان نیکو کاران و بدکاران باشند لیکن نیکو کاران را مستقر می سازد و کار ایشان را

پیش می برد و بدکاران را ہلاک میکند ۱۲۔

مذہبی عقلی دلیل ہے
اور معبود حق اور معبود
باطل کی مثال ہے

دفعہ ثانی علیہ السلام

مبانیات اخروی ۱۷۱
مذہبی عقلی دلیل ہے

ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل پھیل اوپر آجاتی ہو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کارآمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین خبر بہما اللہ للحق فی ثباتہ والباطل فی اضلالہ (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳)

۲۲۲ وَهَآؤُا يُوَفِّدُوكَ خَيْرٌ مِّمَّا دَبَدَّ وَمِثْلُهُ

مبتدا مؤخر۔ مجازاً بیکار۔ ۲۲۳ بشارت اخروی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔ اجابالی ماد عامہ اللہ من التوحید النبوا (قرطبی) والذین کم یستحبون الخ نہ ماننے والوں کے لئے تحویف اخروی۔ ۲۲۴ یہ بشارت اور تحویف مذکور پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ سب ایا حق ہے۔ یہ بشارت پر متفرع ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تحویف پر متفرع ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ ۲۲۵ یہ اولوالالباب کی صفت ہے اور اس میں جماعت بشر کے اوصاف مذکور ہیں عہد اللہ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای مجید عہود اللہ وہی اوامرہ ونواہیہ التي وصی بہا عبیدک۔۔۔ (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳) حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ میں ودیعت ہیں۔ وعن القفال حملہ علی ما فی جبلتہم وعقولہم من دلائل التوحید والنبوات الی غیر ذلک (روح ج ۳ صفحہ ۱۳۰)۔ ابتغاء معمول لہ ہے وہ مصائب و ہلکات میں جزع و نزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار

سایہ مذکورہ بالا بشارت اور تحویف پر مرتب

مستحق بشارت جماعت کے اولاد

بشارت کا اعادہ

وما ابڑی ۳ ۵۵۲ الرعدا

سُوءُ الْحِسَابِ ۵ وَمَا أَوْهَمُ جَهَنَّمَ ۶ وَبِئْسَ

بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری

الْيَهَادُ ۱۸ أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ

آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے

رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَىٰ إِنْ شَاءَ تَذَكَّرْ

رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں

أُولَٰئِكَ الْأُولَٰئِ ۱۹ الَّذِينَ يُؤْفُونَ بَعْدَ مَا لِلَّهِ وَ

جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں عہد اللہ کے عہد کو اور

لَا يَنْقُضُونَ الْبَيْثَاقَ ۲۰ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ

نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا

بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ

طمان اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے

الْحِسَابِ ۲۱ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی مدد

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا زَكَاةً وَأَمْرًا سِرًّا ۲۲

اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور

عَلَانِيَةً وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ

ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے بدلے میں بھلائی ان لوگوں

لَهُمْ عَقِبَةُ الدَّارِ ۲۳ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا وَ

کے لئے ہے آخرت کا گھر عیشہ باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور

مَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جو روؤں میں اور اولاد میں

منزل ۳

جنت ہے۔ وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ ۲۲۶ یہ بشارت اخروی کا اعادہ ہے وَمَنْ صَلَحَ الخ مذکورہ بالا اقتیاد کے جو رشتہ دار بجالان ایمان و نیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات عطا فرمائے گا۔ صرحہ سے ایمان و تصدیق مراد ہے قال ابن عباس هذا الصلاح الايمان بالله والرسول (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳) معنی صلح صدق و امن و وحد (بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۳) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے یَقُولُونَ مقدر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی بطلب رضائی ۱۲۱۔

وَاللّٰیكَةِ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلَامٌ

اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۚ وَالَّذِينَ

تم پر بدلے اس کے تم نے صبر کیا سو خوب بلا عاقبت کا گھر اور جو لوگ

يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ

توڑتے ہیں اللہ کے عہد کا معنوب کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ

اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں

أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۚ اللَّهُ يَبْسُطُ

ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرَحُوا بِأَلْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

روزی ملے جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۚ وَيَقُولُ

اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا أَلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةً مِّنْ رَبِّهِ قُلْ

کافر ملے کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے وہ کہہ دے

إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَىٰ آلِهَةٍ مِّنْ أَبْنَاءِ

اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو تورات اور

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے سننے والے اللہ کی یاد سے

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں

مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں

مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں

مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں

۵۲ یہ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی

جماعت کی ضد ہے۔ اُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ الْخ

یہ تحریف اخروی کا اعادہ ہے۔ ۵۲۸ یہ ساتویں

عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا روزی رساں

اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار

میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو

یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے اس

پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وَفَرَحُوا بِالْخ

دنوی مال و دولت کی دہ سے وہ خوش ہیں اور

دولت کے غرور میں حق کا انکار کر رہے ہیں اور

آخرت کی پروا نہیں کرتے حالانکہ دنیوی سازو

سامان اور مال و متاع آخرت کے مقابلے میں

نہیں حقیر اور قلیل ہے۔ مَتَاعٌ كِی تَوْنِ تَقْلِيلِ

و تحقیر کے لئے ہے۔ ۵۲۹ یہ پہلے مذکورہ شکوی کا

اعادہ ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں

نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ

بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید

معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکارہ کی وجہ سے کرتے

تھے۔ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَجَوَابُ شَكْوٰی ہ یعنی ہمیں مزید

معجزہ دکھانے کو کوئی فائدہ نہیں تم ضدی اور معاند ہو

تم پھر بھی نہیں مانو گے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں

جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے

ہوں۔ ۵۳۰ یہ مَنْ اَنَابَ کی صفت ہے۔ اَمَّا

بِذِكْرِ اللَّهِ اذْغَالِ الْیٰ ہ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

الکھ بشارت اخروی ہے۔

موضع قرآن

ول یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لائے

یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے

کہ کوئی بچے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع

آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔

۳۱ یہ پہلی دلیل دی ہے اور کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی یہ ہمارا کمال ہے کہ ہم نے آپ کو ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا ہے جن سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو ہمارا وہ پیغام سنا دیں جو ہم نے ذریعہ وحی آپ پر نازل کیا ہے اور وہ پیغام یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اللَّهُ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ كُفْر سے کفران نعمت مراد ہے یعنی خدائے رحمان نے ان کے پاس پیغمبر بھیجا اور اس پر قرآن نازل کیا جس میں ان کی دنیوی اور دینی سعادت تھی مگر انہوں نے اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کیا اور انہیں نہ مانا (روح) یا کفر سے انکار مراد ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمن کا انکار کرتے ہیں

الرعد ۱۳

۵۵۴

وما آتوہ ۱۳

طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝۱۹ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ

خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا اسی طرح اللہ تجھ کو بھیجا ہم نے ایک

اُمّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

امت میں کہ گزر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ تم سنا دے تو ان کو

الَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ

جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمن سے

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

تو کہہ دے رب میرا ہے کسی کی ہندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی

مَتَابٍ ۝۲۰ وَاَنْ تَقْرٰنَا سَيِّرْتُ بِهِ الْجِبَالَ اَوْ

طرف آتا ہوں رجوع کرے گا اور اگر کوئی قرآن پڑھتا ہے کہ چلیں اس سے بھاڑ یا

قَطَعْتُ بِهِ الرُّحٰى اَوْ كَلِمَةٍ بِالْمَوْتِ اَبْلَسَ

ٹکڑے ہوئے اس سے زمین یا بولیں اس سے مُردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کا

الرَّحْمٰنُ جَمِيعًا اَفَلَمْ يَأْتِ السَّالِفِيْنَ اَمْثَلُ اَنْ تَقُوْا

اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا خاطر جمع نہیں ہے ایمان والوں کو اس پر کہ اگر

يَشَاءُ اللّٰهُ لَهْدٰى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ

چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا

كَفَرُوْا اَنْصِبُوْهُمْ مَّا صَنَعُوْا قَارِعًا اَوْ تَحُلَّ قُرْبًا

منکروں کو ان کی کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے

مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

گھر سے نزدیک بل جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا

الْمِيْعَادَ ۝۲۱ وَاَلْقٰ سُلَيْمٰنُ رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

اپنا وعدہ و اور ٹھٹھا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے

مَنزِل ۳

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مشرکین سے فرمایا رحمن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمن کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لہما للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسجد والرحمن قالوا و ما الرحمن فنزلت قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (قرطبی ج ۵ ص ۳۲) یہ ترجمہ ہے اور شکوی مذکورہ سے متعلق ہے لو کا جواب کَلِمَةٍ بِالْمَوْتِ کے بعد لَا يُؤْمِنُوْنَ محذوف ہے یہ کفار ضد وعناد اور تکبر کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سے ہمارا دل پڑے یا زمین میں شکاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ ہذا متصل بقولہ کَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیۃٌ مُّزَیِّنٰتٌ (قرطبی) ۳۳ یٰۤاٰیُّسَیِّمٌ بِمَعْنٰی یَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن عباس سے فرما دیا کہ کبھی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے اٰی اَفَلَمْ یَعْلَمُوْا (قازن و قرطبی وغیرہما) یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب سنیب کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان و ابتلا کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَهْدٰى النَّاسَ جَمِيعًا کے بعد وَلٰکِنْ لِّیَّبَلُوْکُمْ مَّقَدَّرَہٗ بِقُرْبٰنٍ وَلٰکِنْ لِّیَّبَلُوْکُمْ فِیْمَا اَنْتُمْ دَاۡئِمٌ عَمَّا ۳۴ یہ تخریف دنیوی ہے۔ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے کفار مراد ہیں مِمَّا صَنَعُوْا کفرو عناد اور انکار و طغیان کی وجہ سے قَارِعًا و بلا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اهل مکہ علی ما روی عن مقاتل تصیبہم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الکفر والتمادی فیہ ... قَارِعًا الوزیۃ الّٰتی تقرع قلب صاحبہا (روح ج ۳ ص ۵۷)

سلاسل دہلی دہلی

سبب تخریف دنیوی

تخریف دنیوی

تخریف دنیوی

موضع قرآن ول یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک مہر چھوڑ کر سے یہ کام ہوئے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر چاہتا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا ہم سارے عرب ایمان میں آجائیں وہ آفت ہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔ فتح الرحمن ملک مترجم گوید و آن کنایت است از شدتی کہ از دی خوف ہلاک بر ایشان مستولی شود و با خیرت نجات یابند و اللہ اعلم ۱۲۔

وما ابرئى منى

٢ الرعد ١٣

سوڈھیل دی میں نے مسکروں کو پھران کو پکڑ لیا سوکیسا

محبیامیرا بدلہ بھلا سہ جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر

جو کچھ اس نے کیا ہے ف اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو گے۔

یا اللہ کو بتلاتے ہو وہ جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کہے ہو وہ کسی

بائیں قلم یہاں تک کہ جیسے بھاڑیوں کے سحروروں کوں کے سرب

هَذَا (٣٣) كَيْفَ عَزَاكَ فِي الْحَمْدَةِ اللَّهُ شَاوِلَعَزَاكَ الْخ

اَسْتَقِمْ وَرَأَاهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٣٢﴾ مَثَلُ الْيَحْيٰى

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ بَحْرٍ مِّنْ مَّحْجَاهِ الْإِنهَارِ

الجهاد ائمة وظلها تلك عقبى الدين القوا

اور بدل منکے دل کا آگ ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب

منزل ۴

منزل ۳

دیکھو یہاں

دانشگاه تهران
کتابخانه مرکزی

یہ دیں فاضل و فاضلہ
ابن کتب

موضع قرآن و یعنی وہ ان کو تھوڑے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان تلوں کے ہو گا۔

فتح الرحمن ۱ یعنی اوصاف ایشانرا ذکر کنیبتا ہا و صاف خدا مقابلہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد و ۱۲ یعنی تقلید آہار می کنند و در سخن بے اصل ۱۲۔

یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اس لئے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ **۱۷۷** کاف بیان کمال کے لئے ہے یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے کہ لکھن اتبعہت آھو آھو آھو یہ زجر ہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپ کے پاس عقل و فہم اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم یقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو

دعا ۱۳ ۵۵۶ ۱۷۷

يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعض فرقے

مَنْ يُشْكِرْ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ

نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ ۱۷۸ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں

اللَّهُ وَلَا أَشْرِكُ بِهِ ط إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَابِ

اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف پرمیرا

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ

اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں ہے اور اگر تو چلے

أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ

ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا

مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّرَآئِي وَلَا وَاقٍ ۱۷۹ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیج چکے ہیں ہم

رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمُ آزْوَاجًا وَ

کتنے رسول تجھ سے پہلے لکھ اور ہم نے دی تھیں ان کو جو رومیں اور

ذُرِّيَّةً ط وَ مَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ

اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے

بِأَيَّةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط لِكُلِّ آجَلٍ كِتَابٌ ۱۸۰

کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا

يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ط وَعِنْدَكَ

مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے

أَمُّ الْكِتَابِ ۱۸۱ وَأَنَّ مَا تُشْرِيكَ بَعْضَ الَّذِي

اصل کتاب مٹا دے اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

مَنْزِل ۳

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

پھر ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر فرض محال آئے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی تو آپ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ **۱۷۷** دلائل و تمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدار اول کا جواب ہے مشرکین کہتے ہیں یہ عذاب نہیں ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی فرمایا آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مَا كَانَ لِرَسُولٍ الْخ یہ سوال مقدور دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لازم نہیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دیتا ہے۔ لِكُلِّ آجَلٍ رِکْتَابٌ یہ سوال مقدور سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں بتاتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پراڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر نہ آئے گا اَللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ یہ سوال مقدور چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لا محالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا محو واثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لو گے تو عذاب ٹل جائے گا۔ **۱۷۸** تخویف دہی ہے آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور حدود انکار پر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپ کی زندگی میں خواہ آپ کی وفات کے بعد۔ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ دشمنان اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا و آخرت میں تکذیب و انکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

موضع قرآن و دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعض اسباب ظاہر ہیں بعض چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی فکر سے مرنا ہے اور کوئی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اللہ ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبرم۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی جوں نقصان الہی بوجہی متحقق شود آندہ عالم ملکوت ثبت میگردند ۲۔ صورت عارضہ در عالم ملکوت خلق میفرماید بعد از ان اگر خوابد محو کند و اگر خوابد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنین باشد ہر زمانہ را شریعتی بہت نسخ میکند غلائی آنچہ میخواند و ثابت میگذارد و آنچہ خوابد و نزدیک اوست لوح محفوظ ۱۲۔

نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفِّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو امٹا لیویں لکھ سوتیرا ذمہ تو

الْبَلَّغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝۴۰ أَوَلَمْ يَرَوْا

پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

آتَانَا فِي الْأَرْضِ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا

ہم چلے آتے ہیں زمین کو سٹکھ گھٹاتے اس کے کناروں سے

وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقَّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کرے پیچھے ڈالے اس کا حکم اور وہ

سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۴۱ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ

جلد لیتا ہے حساب کا اور فریب کر چکے ہیں سٹکھ جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا يَعْلَمُ

ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب جانتا ہے

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ

جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر

لِمَنْ عِقَبِي الدَّارِ ۝۴۲ وَيَقُولُ الَّذِينَ

کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور کہتے ہیں

كَفَرُوا أَلَسَتْ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى

کافر تھے تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ

بِاللَّهِ شَهِيدًا أَبْيَنُ وَبَيِّنُكُمْ وَمَنْ

کا فی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو

عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝۴۳

تہر ہے کتاب کی قلم

منزل ۳

تخویف دینوی ہے۔ اَلَا مَرُضٌ سے ارض کفر و شرک مراد ہے۔ یعنی ارض الشمرک... قال اکثر المفسرین المراد منه فتح دار الشمرک فان ما زاد فی دار الاسلام فقد نقص فی دار الشمرک (خازن ج ۲ ص ۲۹) کیا مشرکین نہیں دیکھ رہے کہ دنیا میں توحید پھیلتی جا رہی ہے اور شرک و کفر مٹتا جا رہا ہے، مشرکین کے زیر قبضہ علاقے فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے ہیں اس طرح اہل اسلام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ سچے ثابت ہو رہے، کیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور محکم ہے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو سر بلند کرنے اور دشمنانِ بیغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و مغلوب کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے اس لئے ایسا ہو کر رہے گا۔

وقد حکمک ولا تباعک بالعدو والاقبال وعلی اعداءک ومخالفیک بالظہور والاذلال حسب ما یشاء ھذا ذووالابصار الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۱) ۵۵۷ امم سابقہ کے کافروں نے بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئی مکر و فریب کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا فللہ المکر جمیعاً یہ مکر و فریب کی سزا دینے سے کنا یہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکر معلوم تھے فللہ المکر جمیعاً ۵۵۸ فیہ ذلک بقولہ یعلم ما تکسب (مدارک ج ۲ ص ۱۹) یہ شکوی ہے۔ کفار مکہ محض عناد و مکاریہ کہتے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں حالانکہ وہ آپ کی صداقت کے دلائل قاہرہ اور آپ کی رسالت و نبوت پر معجزات واضحہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قُلْ کَفَى بِاللّٰهِ شَہِیدًا الخ وَمَنْ عِنْدَکَ عِلْمُ الْکِتَابِ سے علماء اہل کتاب یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اسلام لائے تھے۔ ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے کانت شہادۃ تہم قاطعة لقول الخصم وہم وھمؤمنا اھل لکتاب کعبہ اللہ بن سلام و سلمان الفارسی و تمیم الداری و الفجاشی و اصحابہ قالہ قتادۃ ۵۵۹ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما (تقریب ج ۱ ص ۲۲۵) یعنی اگر مشرکین مکہ آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپ فرمادیں تمہارے انکار سے کیا ہوتا ہے میری صداقت پر خداوند تعالیٰ شاہد ہے اور اہل کتاب کے وہ علماء جن کی باتوں پر تم اعتماد کرتے ہو وہ بھی میری رسالت و نبوت کے شاہد عدل ہیں۔ اس لئے اب تمہارے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تم محض عناد و عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے قرآن میں آپ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرمادئے ہیں۔ جیسا کہ

شکوی ۱۳

ج ۱۳

فرمایا لکن اللہ یشہد بما أنزل الیک أنزلہ بعلمہ الایۃ (نساء ۴۶) وَاخْرَجُوا نَا آتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ موضع قرآن کو مٹا دے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اتری ہے کتاب۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی روز بروز شوکت اسلام بزمین عرب منتشر می شود و اطراف آن عامہ مفسرین این آیت را مدنیہ دانند و نزدیک مترجم لازم نیست کہ مدنی باشد و مراد از نقصان دارا الحرب اسلام و غفار و جہینہ و مزینہ و قبائل یمن است پیش از ہجرت ۱۲ و ۱۳ یعنی احباب یہود و مدیانند کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معج است ۱۲۔

سُورَةُ رَعْدٍ آيَاتُ تَوْحِيدٍ رَأْسِي خُصُوصِيَا

- ۱۔ اَللّٰهُ يَعْزِمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثَىٰ — تا — سَا رَبِّ بِاَلَيْهِمْ اَرْنَىٰ عِلْمُ غَيْبِ اَزْ غَيْرِ اللّٰهِ۔
- ۲۔ وَ لَيْسَ بِحُجَّتٍ اَلرَّعْدُ بِحَمْدِهِ — تا — وَ هُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ — تا — وَ مَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ هِیْلٍ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی دشرک فی التصرف دشرک فی الدعار۔
- ۴۔ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ — تا — بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔
- ۵۔ كُلٌّ مِّنْ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ — تا — وَ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔
- ۶۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّسْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ يَقْدِرُ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ — تا — وَ اِلَيْهِ مَّآبِ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی دشرک فی الدعار۔
- ۸۔ وَ مَا كَانَ لِرَّسُوْلٍ — تا — لِيُحْلِلَ اٰجَلَ كِتٰبٍ (ع ۶) نفی تصرف داختیار از رسل علیہم السلام۔
- ۹۔ اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔
- ۱۰۔ اللہ کے سوا جن کو مشرکین کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارنا بے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔
- ۱۱۔ مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ اٹے عناد کی وجہ سے بے تکیے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔
- ۱۲۔ مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

د آج بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے
صبح سورہ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاد و آخراد الصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ دائماً ابداً

رابطہ معنوی - گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔ اس کے بعد سورہ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین بھر بھی نہیں مانتے اب سورہ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی و اخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈر سن کر راہ راست پر آجاتی ہیں۔ وقائع سے تحویفات دنیوی و اخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں دو مختصر اور ایک مفصل، ایک نقلی دلیل اجماعی از تمام انبیاء علیہم السلام و مؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ و اخرویہ کا بیان ہے۔ کتب انشؤ لہ الخ تمہید مع ترغیب یہ قرآن جو دلائل و وقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل و وقائع بیان کر کے لوگوں کو کفر و شرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں۔

[illegible]

دوسری عقلی دلیل - اَلْكَرَّاتُ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَحَدٍ (۳۶) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذرے ذرے کو توحید پر دلیل و شاہد بنایا ہے۔

تیسری عقلی دلیل مفصل۔ اللہ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (۴۵) زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع و اقسام کے پھل وہی پیدا کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تنہا منے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد و حساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود ہم شرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و جملہ مؤمنین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیْبَةً۔ تا۔ یَتَذَکَّرُوْنَ (۴۷) کلمہ طیبہ سے کلمہ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام و اِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ۔ تا۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعٌ الدُّعٰوِی (۴۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کار ساز نہیں۔

وقائع دنیویہ و اخرویہ

اس سورت کا مقصد وقائع دنیویہ و اخرویہ بیان کر کے لوگوں کو راہ راست پر لانا ہے اس لئے اس میں سات وقائع دنیویہ و اخرویہ مذکور ہیں۔
دو دنیویہ اور پانچ اخرویہ۔ وقائع سے تخویفات اور انعامات مراد ہیں۔

اول۔ اَلْكَوْبَاۤیَا۟ تَكْفُرُ بِالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ تا۔ مَحَلَّ تَجَنُّبًا عَنِیْی (ع ۳) یہ تخویف دنیوی اور خطاب اہل مکہ سے ہے فرمایا کیا تمہیں قوم نوح قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم کہ کس طرح ہماری پیغمبروں والوں و معجزات کے کران کے پاس پہنچے اور مسئلہ تو حیدان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قویں کٹ جتی اور مجادلہ پر تڑپیں اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گوناگون مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر و استقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ و برباد کر دیا۔ اقوام گذشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد و عناد سے باز آ جاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

دوم۔ مِنْ دَرَآئِهِ جَهَنَّمُ۔ تا۔ عَذَابٌ عَلَیْظٌ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیوی عذاب کے بعد آخرت میں انہیں دردناک سزا دی جائیگی جس کی ہولناکی اور درد انگیزی کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مشرکین کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوا۟ وَالْاِنۡفِکَارِ کفار و مشرکین کے اعمال ایسے ہیں جیسا کہ راگھ پڑی ہو اور تند و تیز ہوا کا طوفان اسے اڑا لے جائے اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اسی طرح مشرکین اپنے زعم میں یا فی الواقع جو نیک کام کرتے ہیں وہ بوجہ شرک سب باطل ہیں اور ان کا کچھ ان کو ہاتھ نہ آئے گا۔

سوم۔ سَرَّانٌ یَّشَآءُ یَذۡہِبُکُمۡ اِنۡحِ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

چہارم۔ وَبَرَزُوا۟ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (ع ۳۶)۔ تا۔ اِنَّ الظَّالِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ع ۴) یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تابعین اور منبوعین و مشرک لوگ اور ان کے راہنما، اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وَادۡخُلِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا۟ الْاِنۡحِ بشارت اخروی ہے۔

پنجم۔ اَلْكَوْبَرَاۤیَا۟ الَّذِیۡنَ۔ تا۔ بِئْسَ الْقَرَارُ (ع ۵۶) یہ تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کر کے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَجَعَلُوۡا لِلّٰہِ اُنۡدَادًا یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی امر مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلۡ لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُفۡضِلُوۡا الصَّلٰوۃَ الْاِنۡحِ۔

ششم۔ فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا۔ تا۔ وَافۡتَدٰیہُمۡ ہُوَآءُ (ع ۶) یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمال مشرکانہ و افعال مسرفانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ مُخَلَّفًا وَعَدُوۡہُ (سُورۃ) انہی یہ تخویف اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ اٰخِرِیۡنَ ہٰذَا اَبۡلَغُ لِّلنَّاسِ سَ تمام مذکورہ بالا دلائل و وقائع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض و غایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورہ ابراہیم کا مقصد وقائع اہم سابقہ اور ایام اللہ تعالیٰ کی تذکرے سے لوگوں کو راہ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اس سورت میں سات وقائع مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اللہ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) جب ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے تو کار ساز بھی وہی ہے۔
دوسری عقلی دلیل۔ اَلۡحٰقَرٰنَ اللّٰہُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِٖ لَكٰفٍ اُرْغٰوًا (۵۴) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا نظام عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کار ساز ہے۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام۔ فَخَرَّبَ اللّٰهُ كَلِمَةً طَيِّبَةً (۴۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصد زبردستی تھا۔
دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ وَمَاذَقَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ۔ تا۔ اِنَّكَ رَءِیُّ لَسَمِیْعٍ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (۵۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

وقائع اہم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تحویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تحویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔
اول دنیوی۔ اَلَمْ یَا تِكُمْ نَبِیُّ الدِّیْنِ (۲۴) معاندین اہم سابقہ کی بر بادی سے عبرت حاصل کرو۔
دوم اخروی۔ مِنْ ذٰلِكَ جَهَنَّمُ الّٰحِ (۳۴) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔
سوم دنیوی۔ اِنَّ یَکْشٰکُنْ هٰیكُمُ الْاَحْ (۴۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔
چہارم اخروی۔ وَیَرْزُوا اللّٰهَ جَمِیْعًا الْاَحْ (۳۴) آخرت میں تمام مشرکین (اتباع و متبوعین) کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔
پنجم اخروی۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا الْاَحْ (۵۴) مشرکین کی سزا جہنم ہے۔
ششم اخروی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا الْاَحْ (۴۴) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخَلِّفًا وَعْدَہٗ سَلٰکَ (۴۴) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو سواکن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ الْاَحْ یہ دلائل وقائع اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آجائے۔

وَمَا اَبْرَىٰٓ ۙۙۙ

پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ

پہن جن کے دلوں میں انا بت ہو ضدی اور معاند لوگوں کے

متعلق کتاب

فتح الرحمن و یعنی بشبہات ثابت میکنند کہ کج است ۱۲۔

۱۷ یہ تخصیص بعد تمہیم ہے اور یہ بھی ابتداء سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع اہم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے اور کہا اگر تم شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع اہم

ماضیہ یاد دلا کر ڈرائیں۔ ۱۷

یہ اصل میں تھا واذکر بیان موسیٰ

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ الْيَهُودِيَّةِ

علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے

وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ

تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے آپ

بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ يَهُودِيَّةِ الْيَهُودِيَّةِ

پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا مقولہ ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَهُودِيَّةِ يَهُودِيَّةِ

ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی

قوم کو یاد دلانے۔ ۱۷ یہ واقعہ

اوی ہے جو تحریف دنیوی پر مشتمل

ہے۔ یہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود

اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات

ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید

کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں

نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکریا

پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے

اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں

سے مطعون کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ

تعالیٰ کے عذاب سے تباہ و برباد

کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے

واقعات بیان کرنے سے مقصد

موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے

تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام

سے عبرت حاصل کر کے راہ راست

پر آجائیں۔ والمقصود منہ اند

علیہ الصلوٰۃ والسلام یدکرہم

بأمر القرآن الماضیہ والامم

الخالیہ والمقصود منہ حصول

تخصیص

ابراہیم ۱۳

۵۶۳

وما ابری ۱۳

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۳ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ

ہے زبردست حکمت والا اور بھیجا تھا ہم نے سہ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ

نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اچالے کی طرف اور یاد دلا ان کو کہ

بِأَسْمَاءِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۱۴

دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرے نیوالا ہے شکر گزار

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر

إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ كَيْسُ مَوْمُكُمْ سُوءَ

جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ وَيَذُبُّونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

عذاب اور ذبح کرتے تھے بچیوں کو اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۱۵ وَإِذْ تَأَذَّنَ

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنا دیا

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تمہارے رب نے اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کرو گے

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۱۶ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرُوا

تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کرو گے

أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے

حَسِيدٌ ۱۷ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

سب غویوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے سہ

منزل ۳

العبارة بأحوال من تقدمه وهلاكهم (خازن ج ۴ ص ۳)

موضع قرآن و کافر تھے تھے کہ اور بولی میں قرآن آتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لانا ہو اس کا یہ جواب ہے یاد دلاؤن اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمن و قال فی کہ از جانب او بودند ۱۲۔

۹ سرادوا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسل علیہم السلام نے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدت غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ فی قوله تعالیٰ فَرَدُّوا اَیْدِیَہُمْ فِیْ اَفْوَاهِہُمْ قَالِ عَصُوا عَلَیْہَا غِیْظًا رَّقِیْبًا ۱۵۵ یا سادہ و اکافعال کفار ہیں اور اَیْدِیَہُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِہُمْ کی ضمیر مجرور رسل کے لئے ہے

وما ابتری ۱۳ ۵۶۴ ابراہیمؑ

قَوْمٌ نُّوحٍ وَعَادٍ وَشُودَہُ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِہُمْ ۚ

قَوْمِ نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے

لَا یَعْلَمُہُمْ اِلَّا اللّٰہُ جَاۤءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو مل آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر

فَرَدُّوْا اَیْدِیَہُمْ فِیْ اَفْوَاهِہُمْ وَقَالُوْا اِنَّا

پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ڈال دیے اور بولے ہم

کَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا

نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا گیا اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جس

تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٌ ۙ ۱۰ قَالَتْ رُسُلُہُمْ اِنَّا لِلّٰہِ

کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو مصلحان میں ڈالنے والا بولے ان کے رسول اللہ کیا اللہ میں

شَکٌّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْکُمْ

شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ تم کو بلاتا ہے

لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُخْرِکُمْ اِلَیْ اَجَلٍ

تاکہ بخشے تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ

مُسَمًّی قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَرِّدُوْا

تک جو پھر چکا ہے کہنے لگے تم تو سلاہ ہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو

اَنْ تَصُدُّوْا نَاعِمًا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاتُّوْا

کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا سولاؤ

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۙ ۱۰ قَالَتْ لَہُمْ رُسُلُہُمْ اِنْ تَحْنُ

کوئی سند کھلی ہوئی ان کو کہا اللہ ان کے رسولوں نے ہم تو

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ

یہی آدمی ہیں جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

منزل ۳

یعنی کفار اپنے ہاتھ رسل علیہم السلام کے مونہوں پر رکھ دیتے تاکہ وہ توحید بیان نہ کریں۔ اِنَّہُمْ وَضَعُوْا اَیْدِیَہُمْ عَلٰی اَفْوَاہِ الرُّسُلِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ مَنَعًا لِّہُمْ مِنَ الْکَلَامِ رُوح ج ۱۳ ص ۱۹۳ ۱۵۵ مآ سے مسئلہ توحید مراد ہے یعنی جس مسئلہ توحید کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ اس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے اسے نہیں ملتے۔ مِمَّا تَدْعُوْنَآ یہاں بھی مآ سے مسئلہ توحید مراد ہے من الایمان باللہ والتوحید رد ارک ج ۲ ص ۱۹۳ ۱۵۵ یہ پیغمبروں کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے فی اللہ میں مضاف محذوف ہے ای فی توحید اللہ یعنی اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے اس کی توحید میں تو شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر شاہد ہے۔ استفہام معنایہ انکار ای لا شک فی اللہ ای فی توحید کا قالہ قتادۃ قرطبی ج ۹ ص ۲۴۶ ۱۵۵ اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمت دیکھو کہ وہ ہمارے ذریعے تم کو سچے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ تم اسے قبول کر لو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچالے۔ شہادتہ بعد ان اشیر الی الدلیل الدال علی تحقق ما ہم فی شک منہ نبہ علی عظم کرمہ ورحمتہ تعالیٰ فقیل یدعوکم الخ روح ج ۱۳ ص ۱۹۳ ۱۵۵ مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کوئی نفیست تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی۔ تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں ہمیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دے ہیں مگر مشرکین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناد مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلب کان بعد ان یتناہم علیہم السلام لہم من الایات الظاہرۃ والبیات الباہرۃ ما تحزله الجبال الصمۃ اقدہم علیہ العناد والکسار روح ج ۱۳ ص ۱۹۳ ۱۵۵ پس ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ ۱۵۵ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں فتح الرحمن فل یعنی عدد و صفات ایشان را ۱۲ فل یعنی از نہایت تعجب و انکار انکشت ہند ان گزیدند ۱۲۔

مع

معاہدہ سرسید

الشیخ

الشیخ

وَمَا اَبْرَىٰۤ آِ

کھنڈ کھنڈ پلتا جیسا کہ اوپر گول سے نہیں آتا، اس کے ان حالات میں یہ

مَنْزِلٌ ۳

گناہوں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ ۱۷۸۔ تو اللہ تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو طوفان ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذا میں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اڑ جائیں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نُنْزِلَ السُّورَةَ دینی اسرائیل ۲۷۔ ۱۷۹۔ ظالموں کو ہلاک کر کے ان کی جگہوں میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ۱۸۰۔ اس کا فاعل رسل علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری موضح قرآن یعنی سند دیکھ سے ایمان ہمیں آتا اللہ کے دینے سے آتا ہے۔

فیصلہ فرمادے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ يَا اس کافاعل مشرکین ہیں۔ مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہو جائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کر دے قال الرسول انہم کذبونی فافتح بینی و بینہم فتحاً و قالت الامم ان کان ہوا لاء صادقین فعد بنا وعن ابن عباس ایضاً نظیرہ اسْتَبْنَا بَعْدَ ابِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (قرطبی ج ۳ ص ۳۷۹) اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

دعا ابری ۳ ۵۶۶ ابراہیم

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ

موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيظٌ ۱۷ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِبْرَہِیْمَ اَعْمَالُہُمْ

عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا ایسا جو منکر ہوئے اپنے رب کے ایسے عمل ہیں

کَرَّمَادٍ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا

جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن

یَقْدِرُونَ مِمَّا کَسَبُوا عَلٰی شَیْءٍ ذٰلِکَ هُوَ الضَّلٰلُ

ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی گمائی میں سے یہی ہے بہک کر دور

الْبَعِیْدُ ۱۸ لَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جا بڑنا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ اَنْ یُّشَآئِدَ هَبْکُمْ وِیَاتٍ یَّخْلُقُ جَدِیدٌ ۱۹

جیسی چاہے اگر چاہے کو لے جائے اور لائے کوئی پیدائش نئی

وَمَا ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ۲۰ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِیْعًا

اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہوئے اللہ کے سارے

فَقَالَ الضَّعَفٰوُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا

پھر کہیں گے کمزور بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے

فَہَلْ اَنْتُمْ مُّغْنَوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ط

سو بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ

قَالُوْا لَوْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَهَدٰی نَکْمٌ سَوَآءٌ عَلٰی نَا

وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ کو اللہ ہم کو ہدایت کرتے اسد برابر ہے ہمارے حق

اَجْزَعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ۲۱ وَقَالَ

میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

منزل ۳

۲۲ تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تحریف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء قسمہ فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شئ وان جل وعظمہ (معالم ج ۴ ص ۳۸۰) ۲۳ وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آ رہا ہو گا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو فتح الرحمن میں یعنی اسباب موت بیاہش ۱۲ اعمال ایشان ہمہ ضبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

۲۴ یہ وقائع اخرویہ میں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت

اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم

کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن

پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارنا بھی مشکل

ہوگا۔ وَیَا نَبِیِّہِ الْمَوْتُ مَوْتُ سَبَابِ مَوْتُ

یعنی گونا گوں عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے

عذاب ہی عذاب ہو گا اور ہر عذاب ایسا شدید اور

المناک ہو گا کہ انسان کی موت واقع ہو جائے مگر کفار

جہنم میں اس عذاب سے مرے گئے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ

رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ اسی

اسباب الموت من کل جہۃ و هذا تقطیع

لہا یصیبہ من الارامای لوکان شمة

الموت لکان کل واحد منہا مہلکا مدارک

ج ۲ ص ۱۹۰ ۲۵ یہ مشرکین نیک اعمال کی مثال ہے

ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ

بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ مشرک تمام اعمال کو باطل کر دیتا

ہے۔ جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اوپر سے ہوا کا تیز و تند

طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑائے جائیگا اور

کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے

مشرکین کے اعمال صالحہ کا بھی حال ہے۔ اسرا د

بالاعمال الاعمال التي عملوها فی الدنیا واللہ کو

فیہا غیر اللہ فانہا لا تنفعہم لانہا صارت

کالوہاد الذی ذرتہ الریح وصارہباء لا ینفعہ بہ الخ

دخازن ج ۴ ص ۳۸۰ ۲۶ دوسری عقلی دلیل برائے

توحید۔ بِالْحَقِّ میں بار معنی لام ہے اور مجرور مضاف

مخذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ اسی

لاظہار الحق یا بار اپنے اصل پر ہے اور ملا بست

کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی

حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ

کی قدرت کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔

۲۷ تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تحریف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو

تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے

سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء قسمہ فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شئ وان جل وعظمہ (معالم ج ۴ ص ۳۸۰) ۲۸ وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آ رہا ہو گا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو

فتح الرحمن میں یعنی اسباب موت بیاہش ۱۲ اعمال ایشان ہمہ ضبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہل اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے ہمیں گے کہ تم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبز باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم ہمارے کسی کام آ سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ہی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قَالُوا كَذَبْتُمْ اَللّٰهُمَّ شَرِكُ رُؤسا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہِ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذاب الہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہر حال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا وَهٰذِهِ پيشوا اور قومی رہنما جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی باتیں سننے اور اللہ کی توحید کو ماننے سے استکبار کیا اور غرور و تکبر کے ساتھ حق سے اعراض کیا اور اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کو ایمان و توحید سے روکا استکبر و اعن عبادۃ اللہ وحدہ لا شریک لہ وعن موافقة السُّلَّسُل (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۵) وھو السّادۃ والرؤساء الذین استخودھم وھم وھم عن الاستماع الی الانبیاء علیہم السلام واتباعھم ودارک ج ۹ ص ۱۹۹) حاصل یہ کہ دنیا میں جن بُرے لوگوں کو اپنا راہنما بنایا آخرت میں ان کی پیروی کسی کام نہ آئی۔ ۵۵

کفار و مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو سب ابلیس پر لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کرو گے اور میری توحید کو مانو گے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہو ابھی تو یہ تمہارے معبودانِ باطلہ سفارش کر کے تمہیں چھڑالیں گے (روح) مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے

ماتحتوں کی طرف سے لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کرو گے اور میری توحید کو مانو گے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ

زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہو ابھی تو یہ تمہارے معبودانِ باطلہ سفارش کر کے تمہیں چھڑالیں گے (روح) مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قَضٰی اَمْرًا نَّالِہُ وَعَدَاکُمْ وَعَدَا الْحَقَّ

شیطان ۵۵ جب فیصل ہو چکا وہ سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ

وَعَدْتُکُمْ فَاخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِيْ عَلَیْکُمْ مِّنْ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ

سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاَسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُمُوْنِيْ

حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو

وَلَوْ مَّوَا اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَا اَنْتُمْ

اور الترام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم

بِمُصْرِخٍ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَا اَشْرَکْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

میری فریاد کو پہنچوں میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شرک بنا یا تھا اس سے پہلے

اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۲۱ وَاَدْخَلَ الَّذِیْنَ

البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک ۲۱ اور داخل کئے گئے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ یَّجْرٰوْنَ مِنْ تَحْتِہَا

ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک ۲۱ باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

اَلْاَنْهٰرُ یَّجْرِیْنَ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہُمْ ط تَحِیَّتُہُمْ فِیْہَا

نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں

سَلٰمٌ ۝۲۲ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَۃً

سَلٰمٌ ۲۲ تو نے نہ دیکھا کہیسی ۲۲ بیان کی اللہ نے ایک مثال بات

طَیْبَۃً کَشَجَرَةٍ طَیْبَۃً اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَفَرْعُہَا

سستی جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور پھلنے میں

فِی السَّمَآءِ ۝۲۳ تَوَاتٰی اُکْلُہَا کُلَّ حَیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّہَا ط

آسمان میں ۲۳ لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے

جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو محرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریاد سنی کر سکتا ہوں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّیْ کَفَرْتُ لَیْ طَرَفِ اَشْرَکْتُمْ مِّنْ قَبْلُ (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شرک بناتے رہے ہو اور میرے اقوال و افعال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں اس سے بری ہوں و معنی کفرہ بآشرک کہہ دینا کہ منہ و استنکار لہ و مدارک ج ۲ ص ۵۲۵۔ یہ ایمان والوں اور اعمال خیر مومنین قرآن و شیطاں کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت و تامل سے بری وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ ۵۷ دنیا میں سلام و علیق سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مبارک باد ہے سلامتی ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی وقتیکہ بہشتیان بہ بہشت در آیند و دوزخیان بدوزخ ۱۲۔

بجالاتیوں کے لئے بشارت آخری ہے پہلے روسا مشرکین، داعیان شرک، ان کے پیروؤں، ابلیس اور اس کے متبعین کا المناک انجام بیان کیا گیا یہاں اہل توحید کا نیک انجام بتایا گیا کہ آخرت میں ان کا ابدی اور دائمی ٹھکانا جنت میں ہوگا اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہوں گے اور فرشتوں کی طرف سے انہیں سلام کا تحفہ ملے گا۔ ۷۷ یہ توحید پر پہلی دلیل نقلی ہے اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و جملہ مؤمنین کلمہ طیبہ سے مراد توحید اور کلمہ خبیثہ سے مراد شرک ہے۔ توحید ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو نہایت مضبوط ہے جس کی جڑیں بھی محکم اور اس کی ٹہنیاں بھی پائیدار اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔

وما ابڑی ۱۳ ۵۶۸ ابراہیم ۱۴

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ منکر کریں
وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ

اور مثال گندہ بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا
مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو بٹھراؤ فلان مضبوط کرتا ہے
اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو مثلاً مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں
وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ

اور آخرت میں اور بھلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ
مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ

جو چاہے فلا تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدل کیا اللہ کے احسان کا
كُفْرًا وَآخَلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا

ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے دہل ہوئے انہیں
وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أُنْدَادًا لِيَضِلُّوا

اور وہ برا ٹھکانا ہے فلا اور بٹھرا لئے اللہ کے لئے لے مقابل کہہ کائیں لوگوں کو
عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِن مَصِيرَكُمْ إِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزا اللہ بھرتہ کو لوٹنا ہے طرف
النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ

آگ کے کہہ دے میرے بندوں کو مثلاً جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز
وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

منزل ۳

مشرکین کی بڑی

مشرکین کی بڑی

مشرکین کی بڑی

مشرکین کی بڑی

دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔ ۷۸ یہ بشارت دنیوی و آخری ہے۔ آخرت سے عالم برزخ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مؤمنین کو دنیا میں اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے ایسی تہمت بقاء علیٰ ذلک مدۃ حیاتہم تلبات ان کو ایمان پر قائم رکھتا ہے و فی الآخرة فلا یتلعمون اذا سئلوا عن معتقدہم هناك ولا تدهشہم الاھوال وروح جبرائیل اور قبر میں سوال و جواب میں گھبراہٹیں گے نہیں اس تقریر کے مطابق یہ آیت عذاب قبر کے ثبوت پر دلیل ہے۔ یا اس سے قیامت مراد ہے اس صورت میں اس کا متعلق محذوف ہوگا ایسی چیز ہے یعنی آخرت میں ان کو ثواب دے گا اس طرح یہ ترکیب علفہا تبنا و ماء بارد کے قبیل سے ہوگی۔ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے لالچ سے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ) ای عن حجتہم فی قبورہم کما ضلّوا فی الدنیا بکفرہم موضح قرآن و مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چمکتا ہے۔ اور کافروں کا دعویٰ جبر نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اس سے کچھ نور نہیں۔ فلا قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پائے گا اور جو کچلی بات کہے گا خراب ہوگا فلا کے کے سردار مراد ہیں کہ غریبوں کو گمراہ کیا۔

فتح الرحمن فل مترجم گوید یعنی شریعت حق و در ملکوت ثابت است و در دنیا ہر روز سے روایتی تازہ می یابد و مردمان منتفع شوند و ملت جاہلیت در ملکوت استقرار ندارد یکچند در میان مردم شائع شود باز بر ہم کردہ آید واللہ اعلم ۱۲ فل یعنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر و نیکو قبول حق گویا میسازد ۱۳ فل مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲۔

فلا يلقنهم كلمة الحق فاذا استلوا في قبورهم قالوا لا ندري الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۹) وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ) عن تشبیت بعض اضلال بعض الخیرین حسبما توجه مشیتہ ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلال میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ) ۲۹ پانچویں بار وقائع کا ذکر ہے۔ یہ تخویف آخر وی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اس طرح اپنی قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اَلَّذِينَ بَدَّلُوا نُصْرَهُمْ طَرَفًا لَّيَسَّرَ اللَّهُ لَهُمُ الشِّرْكَ وَالْكُفْرَ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۹) گزشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلَّذِينَ بَدَّلُوا نُصْرَهُمْ طَرَفًا لَّيَسَّرَ اللَّهُ لَهُمُ الشِّرْكَ وَالْكُفْرَ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ میں اَلَّذِينَ بَدَّلُوا نُصْرَهُمْ طَرَفًا لَّيَسَّرَ اللَّهُ لَهُمُ الشِّرْكَ وَالْكُفْرَ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ اس سے کفار کہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تور کویت سے روایت بصری مراد ہوگی والمراد مشرک و اقربیش وان الایة نزلت فیہم عن ابن عباس وعلی قرطبی ج ۹ ص ۳۶۹ مشرکین کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بعثت محمدی کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسکنہم اللہ حرملہ وجعلہم قوام بدیۃ واکرمہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکفروا نعمة اللہ الخ (بحر ج ۵ ص ۲۲۲) یہ زجر ہے اور لیقنہم انہوں میں لام عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحْلَوْا پرمعطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا لو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ ۱۳ دفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (بقیہ) یقیمو اصل میں صیغہ امر غائب ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ بقریہ قل کیونکہ پہلے امر کے قریب سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرضی امام کسائی اور

ان توحید و توحید
مکملہ

ابراہیم ۱۳

۵۶۹

وما ابرئ

اَنْ يَّاتِي يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلَالٌ ۝۲۱ اللّٰهُ الَّذِي

کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی و اللہ وہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الشَّجَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۝۲۲ وَ

پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے سے میوے اور

سَخَّرَ لَكُمْ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرٍ ۝۲۳ وَ

رکھنے میں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور

سَخَّرَ لَكُمْ الْاَنْهَارَ ۝۲۴ وَسَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَ

کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور

الْقَمَرَ دَآبِّیْنَ ۝۲۵ وَسَخَّرَ لَكُمْ الْاَيْلَ وَالنَّهَارَ ۝۲۶

چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو

وَاَنْتُمْ مِّنْ كُلِّ مَآسَا لَتَمُوْهُ ۝۲۷ وَاِنْ تَعْدُوْا

اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر جھٹلو

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تَحْصُوْهَا ۝۲۸ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے

كَفَّارٌ ۝۲۹ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۹ اس

اَلْبَكْدَ اٰمِنًا وَّاجْعَلْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۳۰

شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو وہ اس بات سے کہ ہم بوجھیں توں کو

رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ كَثِيْرًا ۝۳۱ مِّنَ النَّاسِ ۝۳۲ فَمَنْ

اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۱ بہت لوگوں کو ۳۲ سو جس

منزل ۳

زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذہب الکسائی والزجاج وجماعة الى انه مفعول ليقول وهو مجزوم بلا امر مقدرة اي ليقوموا وينفقوا الخ (روح ج ۱ ص ۲۲۲) یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی و آسمان، سورج، چاند، عالم سفلی زمین، دریا، سمندر، حجر و شجر، بحر و بر، اور فضا آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور پھل بھی وہی پیدا کرتا ہی سمندروں کو وضع قرآن و یعنی نیک عمل کہتے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی پسران بے واسطہ ص ۱۲۔

۵
۱۴
دوسری نشی
بیل تفصیل

میں بحری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، دریا اور ندیاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کار ساز اور مالک و مختار ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کروایا ہے۔ مگر یہ استدلال میرا باطل ہے اول اس لئے کہ کلمہ میں ضمیر خطاب ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ نسخ سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے

فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔ ۳۳ جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دنیا نہ دنیا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے۔

نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ٹپی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ ۳۴ وَاذْكُرْ اَنَّا كُنَّا نَقُومُ لِقَوْمٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ هَذَا الْبَلَدُ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اُمتاً نسبت کے لئے ہے ای ذالامن یعنی شہر مکہ کو پُر امن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَاَجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ مِمَّا يَشْعَبُ اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبِتْنَا عَلٰی صَاحِبِ الْاِيْمَانِ عَلِيْهِ السَّلَامُ وَصَلَّى وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ عَنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ فَالْاَنْبِيَاءُ مَعْصُومُونَ عَنْ الْكُفْرِ وَعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی رُوح ج ۳ ص ۲۳۷

۳۵ اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لَمَّا كَانَتْ سَبَبًا لِلاَضْلَالِ ضَاخًا لِّلْفِعْلِ لِيَهِنَ مَجَازًا وَقُرْطَبِي ج ۲ ص ۲۳۷، یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وَالْمَعْنَى اَنَّهُمْ ضَلُّوا بَعْدَهَا كَمَا تَقُولُ فَتَنَ تَهُمُ الدُّنْيَا اَيِ تَتَنَوَّجُهَا مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَلِ حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمعیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اُس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پہچے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چٹمہ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر مکہ میں نہ ہنچیں۔ وَلِ ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

تَبَعْنِيْ فَاِنَّهُ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۶ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الشَّرِّ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۳۷ رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نَعْلُنْ وَمَا يَخْفَىٰ عَلٰی اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ۳۸ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ زَمِنَ عَلٰی الْكِبَرِ سَمْعِیْلَ وَاسْحَقَ طَارِقًا رَبَّنَا لَسَمِیْعُ الدَّعَاۗءِ ۳۹ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۴۰

پیر دی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو۔ سختی والا
مہربان اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں
غیر ذی زرع عیند بیتک المحرم ربنا لیقیموا
کہ جہاں کھیتی نہیں کرتے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم
الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوی
رکھیں نماز کو ۳۶ سور کہ بعض لوگوں کے دل کہ مائل ہوں
الیہم وارزقهم من الشرب لعلهم
ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ
یشکرون ۳۷ ربنا انک تعلم ما نخفی
شکر کریں و اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے وہ جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر
وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شئ فی
اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کسی کو فی چھپنا
السماوات ولا فی السماء ۳۸ الحمد للہ الذی
زمین میں اور نہ آسمان میں و شکر ہے اللہ کا جس نے
وهب لی علی الکبر سمعیل واسحق طارقا
بخش مجھ کو اتنی بڑی عمر میں و اسمعیل اور اسحق بے شک
ربنا لسمیع الدعاء ۳۹ رب اجعلنی مقیم
میرا رب سنتا ہے دعاء کو و اے رب میرے کو کچھ کو قائم رکھوں
الصلوة ومن ذریئتی ربنا وتقبل دعاء ۴۰
نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا

منزل ۳

اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لَمَّا كَانَتْ سَبَبًا لِلاَضْلَالِ ضَاخًا لِّلْفِعْلِ لِيَهِنَ مَجَازًا وَقُرْطَبِي ج ۲ ص ۲۳۷، یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وَالْمَعْنَى اَنَّهُمْ ضَلُّوا بَعْدَهَا كَمَا تَقُولُ فَتَنَ تَهُمُ الدُّنْيَا اَيِ تَتَنَوَّجُهَا مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَلِ حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمعیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اُس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پہچے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چٹمہ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر مکہ میں نہ ہنچیں۔ وَلِ ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۳۱﴾

اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو شکہ اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہوگا
وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے لکہ ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف انکو تو
يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿۳۲﴾ فَأَمَّا طُعَيْنَ

ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پھرا جائیں گی آنکھیں دوڑتے ہوئے
مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ

ادھر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل
هَوَاءٌ ﴿۳۳﴾ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ

اڑتے ہوں گے دل اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب
فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ

تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک
تُجِبْ دَعْوَتَكَ وَتَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۚ أَوَلَمْ تَكُونُوا

کہ ہم قبول کر لیں تیرے بلائے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی کیا تم پہلے
أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلِ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ ﴿۳۴﴾ وَسَكُنْتُمْ

ہستم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ملنا اور آباد تھے تم
فِي مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

بستیوں میں اپنی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کیا
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْآمْتَالِ ﴿۳۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ

کیا ہم نے ان سے اور تباہی ہم نے تم کو سب فقے اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤد
وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ

اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤد اور نہ ہو گا ان کا داؤد کہ مل جائیں ان سے

منزل ۳

واغتروا بسببها (بحرہ ۵۳۱) ۳۱ لِيُقِيمُوا - اس کثرت کے متعلق ہے اور ربنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے
آباد کیا ہے تاکہ وہ تیرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تہنوی (آیہ ہم ای تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت
والفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرما دے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے آگائیں۔
واغتروا یكون المراد عمارۃ القرى بالقرب منها لتحصیل تلك الثمار منها (بحرہ ۵۳۲) ۳۲ یہ اسم اعظم ہے یعنی توسب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح
ان ربنا لتسبیح اللہ عا بھی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ
سورۃ بقرہ ۵۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں
ہے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنی تو ہی سب
کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن
کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی
اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت
توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ
کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے
وَمَا تَخَفْ عَلَیْكَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اِنَّہٗ یَا اَدْعَا اِلٰہِیْ ہِیَ
یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔
۳۳ تمام صفات کلا سازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص
ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے رو بیٹے اسمعیل اور اسحاق
عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ میرے
پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں
میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں
اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں
تقرب الہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔
۳۴ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الہی میں انتہائی تقرب
کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ
سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے
اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و
حوار علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں
تو یہ دعار ان کے ایمان سے مایوسی اور نئی ربانی سے قبل
کی ہوگی ای آدم وحواء اوقالہ قبل النہی و
الیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص ۲۰۴) ۳۵
آخر میں پھر وقائع آخر وہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت
کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا
ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال
سے باخبر ہے اس کے بعد تحویف آخر وہی بیان کی گئی۔

یہ تحویف آخر وہی
ذکر ہے

اِنَّہٗ یَاوُخِّرُہُمْ اِلَیْہِ وَہِ جلدی انہیں اس لئے نہیں بکڑتا کہ وہ قادر نہیں یا ان کے اعمال سے واقف نہیں بلکہ گرفت میں تاخیر اس لئے کرتا ہے تاکہ آخرت میں ان کو ان کے
اعمال کی پوری پوری سزا دے۔ کَشَّخَصَّ لَہِ قِیَامَتِہِ کے دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی فَہُطِعُوۡنَ دوڑتے ہوئے بلائے والے کی طرف جارہے ہوں گے
مُقْنِعِی رُءُوسِہِمْ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا یَرْتَدُّ اِلَیْہِمْ ان کی نگاہیں بھی اوپر ہی کو اٹھی ہوں گی اور وہ اپنی پلکوں کو نیچے نہیں کر سکیں گے۔
وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ان کے دلوں پر حیرت و دہشت طاری ہوگی اور فرط خوف و ہیبت کی وجہ سے عقل و فہم سے خالی ہوں گے۔ ۳۴ عذاب سے دیوی عذاب مراد
موضع قرآن فلا قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ
جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

وما أبرئ ع ۱۳

منزل ۳

فتح الرحمن ۱۱ یعنی مکر ایشان ضعیف است ۱۲ و قطران چیزی سیاه بدبو نیست که آتش در آن زور میگیرد و ۱۳ یعنی نازل کرده شده است برای تبلیغ ۱۴ -

کتابخانه معتمدیہ

خلاصہ | سورہ حجربیں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر اور تحریف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں مین گذشتہ قوموں کے اور دو کفار مکہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں۔ اَلَا تَذَكَّرُ اَيْتُ الْكِتَابِ الْخَمِيْدِ مَعَ تَرْغِيْبٍ رُبَّمَا يَوْدُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَهْـۤؤُلُوْا بِهٖ سُوْرَتِ كَا مَقْصُوْدِیْ حَصَّہٗ ہِے اعم سابقہ کے حالات تم نے سن لئے لہذا اب مان لو ورنہ ان کی طرح پچھتاؤ گے جب عذاب آئے گا تو کہیں گے کاش ہم نے مسئلہ توحید مان لیا ہوتا۔ وَمَا آهْلُكُنَّا مِنْ قَرِيْبَةٍ تَخْوِیْفٍ دنیوی۔ ہر قوم کو مہلت دی گئی اور پھر ضد و انکار کی وجہ سے مقررہ وقت سے پہلے اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ وَقَالُوْا يَاٰۤیُّهَا الَّذِیْ اٰنْخَشَكُوْیْ ہِے مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو دیوانہ کہتے اور فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ کرتے۔ مَا مِّنْ نَّذْلٍ اِلٰیكَ اِلَّا جَوَابٌ شَكُوْیْ ہِے فرشتے ہمارے خاص پر وگرام کے تحت نازل ہوتے ہیں ہر کس و ناکس کے مطالبے پر نازل نہیں ہوتے اِنَّا كُنْـۤهٗنْ نَزَّلْنَا الَّذِیْ نَخْوِیْفُ دنیوی کے لئے تمہید ہے جس طرح آپ پر ہم نے قرآن اتارا ہے اسی طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کئے مگر ان کی قوموں نے تکذیب کی اور مبتلائے عذاب ہوئے مشرکین مکہ بھی اگر قرآن کی تکذیب پر ڈٹے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا وَاِنَّا لَءِیْ كَافٍ حٰفِظُوْنَ۔ جملہ معترضہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلَیْہِ تَخْوِیْفٍ دنیوی ہے استہزار و تمسخر سے اللہ سے پیغمبروں کی توہین و تحریف کرنے والوں کے لئے۔ وَكَوَفَّحْنَا عَلَیْہِمْ بِآلِہِمْ زَجْرٍ ہِے متعلق بشکوی۔ فرشتے اتارنے کے بجائے اگر خود ان کو آسمانوں پر لے جائیں اور وہ سب کچھ دیکھ لیں پھر بھی نہیں مانیں گے۔

وَنَبِّئُهُمْ عَنْ صَنِيفِ ابْنِ اِهْدَمَ (۴) یہ نمونہ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ قَدْ اَخْطَا كَلِمَ الْاِنْجِيَةِ تَخْلِيفِ اِخْرُوٰی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکام خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بستی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ بھی دکھایا مگر ایسے ہمہ وہ انکار و عناد سے باز نہ آئے اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دلورز چنگھاڑ کی صورت میں عذاب نازل کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تینوں نمونے اقوام گزشتہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کی دوسری عقلی دلیل مذکور ہے۔

دوسری عقلی دلیل مختصر۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِأَحْسَنِ مَا نَظَرْنَا لَهُمْ لَئِي يُعَذِّبَ اللَّهُ الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ تَخْوِفُ الْخَرُوفِ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلِ تسلیہ اول برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ أَتَيْنَاكَ الْخُسْفَىٰ دَوْمَ۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ رَجْمَ مَتْلَقٍ بِتَسْلَىٰ دَوْمَ۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضْ حَزَنَكَ لِمُؤْمِنِينَ تَسْلَىٰ سَوْمَ۔ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ مجھ سے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انداز ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تحریف دیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

نحویف دنیوی کا چونا نمونہ۔ گمّا اَنْزَلْنَا عَلٰی الْمُقْتَسِبِ حَیْنِ الْمُقْتَسِبِ مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے دعا ذالہ (اللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

نفسی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱)، فَا صَفِّحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (۲)، وَلَقَدْ أَتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الْاِخ (۳)، وَلَا تَكُنَّ عَيْنُكَ الْاِخ (۴)، وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (۵)، وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (۶)، اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (۷)، وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يُضِيقُ صَدْرُكَ آخِرِينَ مفصودی مسئلہ کا بیان ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ بس اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہئے، اسی کو سجدہ کیجئے اور اسی کو صلوات میں غائبانہ بیکار رہیے **۱** یہ اصل مقصد کے لئے توطیہ و تمہید ہے اور اس میں ترغیبِ لائی گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سننا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا جس سورت کی ابتداء میں تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتَابِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے

بقدر مقام تورات و انجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورہ حجر میں الکتّاب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے الکتّاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تحوّل نبوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تحوّل نبوی کے آخری دو نمونے قال مجاہد وقتادۃ الکتّاب ہذا ما نزل من الکتب قبل القرآن الخ (روح ج ۵ ص ۳۳۷) ۱۷ تہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورہ ابراہیم میں وقائع اہم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو

ربما ۱۳ ۵۷۶ الحجر ۱۵

كَذٰلِكَ نَسْلُكُہٗ فِی قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ۱۲ اَلْیَوْمَیْنِ

اسی طرح بٹھا دیئے ہیں ہم اس کو دل میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے

بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۳ وَكُوَفَّتْ حُنَا

اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی و اور اگر ہم کھول دیں

عَلَيْہُمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْہِ یَعْرُجُوْنَ ۱۴

ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں

لَقَالُوْا اِنَّمَا سِکْرَتُ ابْصَارِنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ

تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ۱۵ ہم نہیں بلکہ ہم لوگوں پر

مَسْحُوْرُوْنَ ۱۵ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ

جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج تلہ اور

زَیْنًا لِّلْنٰظِرِیْنَ ۱۶ وَحَفِظْنٰہَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ

رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں و اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان

رَّجِیْمٍ ۱۷ اِلَّا مِّنْ اَسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعْہٗ شَہَابٌ

مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاسکا سواں گئے پھر پڑا انگارا

مُبِیْنٌ ۱۸ وَاَلْاَرْضُ مَدَدُ ذٰلِہَا وَاَلْقِیْنَا فِیْہَا رَوَاسِیَ

پھمکتا ہوا و اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ

وَاَنْبَتْنَا فِیْہَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنَ ۱۹ وَجَعَلْنَا

اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے و اور بنا دیئے

لَکُمْ فِیْہَا مَعٰیِشٍ وَّمَنْ لَّسْتُمْ لَہٗ بِزُرْقِیْنَ ۲۰ وَاَنْزَلْنَا

تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے

اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ

اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں تلہ اور اتارتے ہیں ہم

منزل

اور عذاب کے ڈر سے مسئلہ مان لو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کر لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھتے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۱۷ مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا یَسْتَنْخِضُوْنَ تک زجر اور تحوّل نبوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورہ ابراہیم کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع اہم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر مشرک سے توبہ کر لیں۔ اب تحوّل نبوی سنانی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر اڑتے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر ترقی سے خوب غافل ہو لیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو آبیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ ۱۸ یہ تحوّل نبوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کریں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوتج بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پاسکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمیٰ تک انکار و عناد پر اڑتے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ یہ خبر تعالیٰ اندہ ما اہلک قریۃ الا بعد قیام الحجۃ علیہا وانتہاء اجلہا واندہ

۱۲ و ۱۳ مشکوٰۃ مذکورہ

۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ مشکوٰۃ تفسیری

موضع قرآن و یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ و حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پچانک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ و فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جانتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاسکا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کو وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ و یعنی جانوروں کی روزیاں۔

فتح الرحمن و یعنی ہر نوع را صورتی و صفتی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۲۔ و یعنی غلامان و جانوران ۱۳۔

إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝۲۱ وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ

اندازہ مبین پر اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری

فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا

پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ بلایا اور تمہارے

أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۝۲۲ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ

پاس نہیں اس کا خزانہ قل اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے

وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۝۲۳ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ

اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے قل اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو اللہ

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝۲۴ وَإِنَّ رَبَّكَ

تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب

هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝۲۵ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

وہی اکٹھا کر لائے گا ان کو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے

الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝۲۶ وَ

آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے قل اور

الْحَيَّانَ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ تَارِ السَّمُومِ ۝۲۷ وَإِذْ

جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے قل اور جب

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ

کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا اللہ ایک بشر

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝۲۸ فَاذْأَسْوَيْتُهُ

کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے قل پھر جب ٹھیک کردوں اس کو

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝۲۹

وہک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے قل

منزل ۲

لَا يُؤْخِرُ حَتَّىٰ يَأْتِيَ هَٰؤُلَاءَ مِيقَاتَهُمْ وَلَا يَتَّقِدُونَ عَنْ مَدِّ تَرْتَمِدُ ۝۲۷ ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۷ یہ اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ انکار و عناد سے باز آجائیں ورنہ ان کا بھی ایسا ہی حشر ہوگا۔ وھذا تنبیہ لاهل مکة وارشا دلہم الی الاقلام عما هم علیہ من الشکر والعناد والاحاد الذی لیستحقون بہ الہلاک (ایضاً) ۷۷ یہ شکوی ہے۔ مشرکین ماننے کے بجائے الٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے اور آپ کو دیوانہ ہونے کا طعن دیتے اور پھر ازراہ عناد آپ سے مطالبہ کرتے کہ آپ کی تصدیق کرنے کے لئے فرشتے آپس جو باوازا بلند آپ کی صداقت و رسالت کا اعلان کریں۔ مَا تَزِلُّ الْمَلَائِكَةُ یہ جواب شکوی ہے۔ فرشتوں کا

اتارنا ہماری حکمت بالغہ کے ماتحت ہوتا ہے اور فرشتوں کے نازل نہ ہونے ہی میں تمہارا بھلا ہے کیونکہ جب فرشتوں کی آمد کے بعد بھی تم نہ مانو گے تو پھر فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور ہرگز مہلت نہ ملے گی۔ اِی لَو تَنَزَّلَت الْمَلَائِكَةُ تَشْهَدُ لَک فَکَفَرُوا بَعْدَ ذٰلِک لَعَنَظُرُوا۔ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) ۷۷ اِنَّا لَنَحْنُ نَزَّلْنَا۔ تا

سُئِلَ الْاَوَّلَیْنِ تَخْوِیْفِ دنیوی ہے۔ اَلَّذِیْ کُنتُمْ سَے قرآن مجید مراد ہے تَسْلُکُہ کی ضمیر منصوب استہزاء کی

طرف عائد ہے جو کِسْتِہْزُؤُن کے ضمن میں مذکور ہے یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم قیامت تک ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ قرآن

آپ اپنے پاس سے نہیں بنا کر لے آئے، مشرکین اسے ماننے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا آپ کو مجنون کہتے اور آپ سے استہزاء و تمسخر کرتے ہیں وَلَقَدْ اَدْسَلْنَا

انہ اور یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلی قوموں میں بھی ہم نے اپنے پیغمبر بھیجا اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کئے وَمَا یَا تِیْہُؤُا لَہُ اور ان قوموں کے سرکش و ضدی

لوگوں نے اسی طرح پیغمبروں سے استہزاء کیا گِذٰلِکَ تَسْلُکُہ لہ پیغمبروں کے ذریعہ مسئلہ توحید واضح اور

ہماری حجت تام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں ان کے دلوں پر ہم مہر جباریت ثبت کر دیتے اور ان میں کفر و شرک اور استہزاء و تمسخر کو جاگیریں

کر دیتے ہیں اس لئے وہ ایمان لانے کے بجائے ہنس دھرنی سے کام لے کر انکار کرتے اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں وَقَدْ خَلَقْتُ مُسْکِتَہُ الْاَوَّلَیْنِ اور پہلے منکرین

و معاندین کے بارے میں ہمارا دستور نافذ ہو چکا ہے کہ انہیں دنیا میں شدید ترین عذاب سے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس لئے مشرکین مکہ اگر ضد و عناد

اور کفر و انکار سے باز نہ آئے تو وہ بھی ایسے ہی انجام سے دو

چارہوں گے۔ مضمت طریقہم الہی سنہا اللہ فی اہل اکہم حین کذبوا رسالہ وھو وعید لاهل فکة علی تکن یہم (مدارک ج ۲ ص ۷۷) ۷۷ یہ ترجمہ

موضع قرآن کما فی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ قل مٹی پانی میں ترکی اور خمیر اٹھایا کہ کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ مندر ۷۷ یعنی لطیف آگ ہوا

۱۲ مندر ۷۷ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ مندر ۷۷ اپنی جان یعنی خاص

میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ مندر ۷۷۔

۷۷ ہوا ۱۲ مندر ۷۷ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ مندر ۷۷ اپنی جان یعنی خاص

میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ مندر ۷۷۔

جو انکوہ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین مکہ کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سموات کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم

الحجرہ ۱۵

۵۷۸

ربما ۱۳

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا ابْلِيسَ ط

تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر سجدہ

أَبَى أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝۲۱ قَالَ يَا بَلِيسَ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے

مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝۲۲ قَالَ لَمَّا كُنْتُ

کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہو سجدہ کرنے والوں کے

لَا سَجْدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمِإٍ

کہ سجدہ کروں ایک بشر کو جسے میں نے بنایا کھنکھاتے سنے ہوئے

مَسْنُونٍ ۝۲۳ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝۲۴

نکارے سے فرمایا تو نکل یہاں سے تجھ پر مار ہے

وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝۲۵ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا اے رب

فَاظْطَرَّنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝۲۶ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ

تو مجھ کو ڈھیل دے اے دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو مجھ کو

الْمُظْطَرِّينَ ۝۲۷ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝۲۸ قَالَ

ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا

رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

اے رب جس طرح میں نے گھوڑیاں بھی ان سب کو بہا رہی دکھلاؤنگا زمین

وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۲۹ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ

میں اور راہ سے گھوڑوں کا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے

الْمُخْلِصِينَ ۝۳۰ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝۳۱

بندے ہیں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی سیدھی

منزل ۳

پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آرہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لَقَالُوا لَافِرَطٍ

عناد ہم و غلو ہم فی المکابرة الخ روح ج ۱۲ ص ۱۲۷

جیسا کہ سورہ رعد ۶۴ میں مشرکین کے عناد و مکابرہ کو

بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَكَوَأَنَّ قُرْآنًا سُبُّوتٍ

بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةً مُمَوَّنَةٍ

ای لایؤمنون ۹ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا

تسکیر سے مراد ہے نظر بندی کرنا یعنی کسی چیز پر ایسا

اثر ڈالنا جس سے دیکھنے والوں کو وہ چیز اپنی حقیقت

کے خلاف نظر آئے مثلاً سی یا لالٹھی جو نظر بندی کی وجہ

سے تمام دیکھنے والوں کو سانپ نظر آئے۔ اور جادو سے

مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کی آنکھوں پر اثر ڈالاجائے

جس سے اس شخص کو مثل سانپ کے نظر آئے لیکن

باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئے۔ تو مطلب یہ

ہو کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے پھر ترقی

کر کے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ خاص ہم پر جادو کر دیا گیا ہے

یا سُبُّوتٍ أَبْصَارُنَا سے آنکھوں پر جادو کرنا اور

مَسْحُورُونَ سے عقل و فہم پر جادو کرنا مراد ہے یعنی

صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو

کر دیا گیا ہے کہ عیاذ باللہ یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں

ٹھوس اور واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں۔ و یحییٰ

قوله بَلْ لَّحْنٌ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ انتقا لا لی

درجۃ عظمتی من سحر العقل دجرج ۵ ص ۲۷۹

اور انکما سُبُّوتٍ میں اِنکما کا معنی ما انہیں بلکہ

یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں

تو مطلب ہو ما سُبُّوتٍ الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب

صحیح نہیں کیونکہ ابصارنا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح

احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

۱۰ وَلَقَدْ جَعَلْنَا قَا۔ مِنْ تَارِ الشَّمْسِ

توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے الا من استرق السمع متشبی منقطع ہے اس دلیل سے دودعوے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں

متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتداء دلیل سے وَتَحْنُ الْوَارِثُونَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملا اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر لیا

نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَمَنْ لَسْتُمْ

کے بزرگ ہیں وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق تم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ ۱۱ خرف غنی اور حرف

استثنا مفید حصر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت

موضح قرآن و شاید ہی مراد ہو کہ انکار ہے پھینکتے ہیں اور نکالنا زمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ منہ رح و

یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا ۱۲ منہ رح۔

غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَاَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ الْغَمَامَ ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے خوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوئی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّیْحَ حَوَالِیَ السَّحَابِ لَتَحْمِلَ السَّحَابُ فِیْ جَوْفِہَا (ملک ج ۲ ص ۲۷۷) وَمَا اَنْتُمْ اِلَّا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِہِ سب سے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاَنْتُمْ اِلَّا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِہِ پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام

خلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں تَحْنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ

دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم

ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور

کوئی نہیں۔ ۱۲۔ یہ دوسرا دعویٰ ہے یعنی سب کچھ

جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ

المستقدمین اور المستأخرون جمع ما کان

وما یکون سے کنایہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوگا کیونکہ

دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

انچ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی

حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کچر سے پیدا

کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش

کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا

اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے

بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی

پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش

سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شیاطین ابلیس کی ذریت

والاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے

اس کی پیروی نہ کرو۔ تمہیں عقل و فکر جیسی نعمتیں دی

ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے

ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید

ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارَ السَّمُومِ میں اضافت

بیانیہ ہے المسموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو

اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر

جائے۔ من نَارِ الْحَرِّ الشَّدِیدِ النَّافِذِ فِی الْمَسَامِیْحِ

دالو السعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفہ

ہے یعنی آتش سوزاں۔ ۱۳۔ اس قصہ سے آدم اور

اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی

پیرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم ان کو

دائمی خوف اندوزی

مذہبات اندوزی

۳۹

۳۹

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَن

جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو

اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۴۲) وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوْعِدٌ لَّہُمْ

تیری راہ چلا بہتے ہوؤں میں اور دوزخ پر حلقہ وعدہ ہے

اَجْمَعِیْنَ ۴۳) لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْہُمْ

ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے

جَزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۴۴) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنَّتٍ وَعِیُّوْنَ ۴۵)

ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا ہر ہیزگار میں باغوں میں اور چشموں میں قلعہ

اَدْخُلُوْہَا بِسَلَامٍ اٰمِیْنِیْنَ ۴۶) وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہُمْ

کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے نکال ڈالی ہم نے جو انکے جیوں

مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۴۷) لَا یَمْسُہُمْ

میں بھی تنگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے نہ پہنچے گی ان کو

فِیْہَا نَصَبٌ وَّمَا ہُمْ مِنْہَا بِمُخْرَجِیْنَ ۴۸) نَبِیٌّ

وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے

عِبَادِیْ اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۴۹) وَاَنَّ عَذَابِیْ

میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا ہر بان غلہ اور یہ بھی کہ میرا عذاب

ہُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۵۰) وَ نَبِّئْہُمْ عَنْ ضَیْفِ

وہی عذاب دردناک ہے نک اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے ہم انوں

اِبْرٰہِیْمَ ۵۱) اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ

کا لہ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا

اِنَّا مِّنْکُمْ وَحَلُوْنَ ۵۲) قَالُوْا لَا تَوْحَلْ اِنَّا نَبِیْرُکَ

ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے نک بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

۳ منزل

اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں

وضع قرآن ۱۔ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا

ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعض لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ ۱۲ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرمی نہیں یا سلام علیک

سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے

حضرت کے اصحاب ۱۲ الا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دیتے اور ایک پر پتھر برساتے تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفیں پوری ہیں بندے نہ دیر ہوں نہ آس توڑیں

۱۲ ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈر کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔

آدم کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نقوش اور اس کے اعضاء کو مکمل کر لوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجدی اللہ العادۃ بان یخلق الحیوة فی البدن مع ذلک الجسم حقیقۃ اضافۃ خلق الی خالق فالروح خالق من خلقہ۔ اضافہ الی نفسہ تشریفاً و تکرماً قرطبی ج ۱ ص ۱۰۷

۱۷ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس لئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اِنَّ ابْلِسَ مُسْتَشْنٰی مُنْقَطِعٌ ہُوَ

الحجرہ ۱۵

۵۸۰

ربما ۱۳

بِخَلْمٍ عَلَیْہِمْ ۝۵۳ قَالَ ابْشِرْ تَمُوْنِیْ عَلٰی اَنْ مَّسَّیْنِی الْکِبَرُ

ایک ہوشیار لڑکے کی بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا

فَلَمَّ تَبْشِرُوْنِ ۝۵۴ قَالُوْا ابْشِرْ نَّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ

اب کا ہے پر خوشخبری سناتے ہوٹ بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی ہے سومت ہو تو

مِّنَ الْقَنَیْطِیْنِ ۝۵۵ قَالَ وَمَنْ یَّقْنُطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّہِ

نا امیدوں میں بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے

اِلَّا الضَّالُّوْنَ ۝۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۷

مگر جو گمراہ ہیں بولا پھر کیا ہم سے تمہاری لگے اے اللہ کے بھیجے ہوئے

قَالُوْا اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ۝۵۸ اِلَّا اَلْاِلٰہُ لُوْطُ

بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہ کار پر مگر لوط کے گھر والے

اِنَّا لَمُنَجِّوْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۵۹ اِلَّا اَمْرًا تَہَ قَدْ رَاْنَا لِاٰتِہَا

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو مگر ایک اس کی عورت ہم نے بھڑا لیا وہ ہے

لَمِنَ الْغَابِرِیْنَ ۝۶۰ فَلَمَّا جَاءَ اَلْاِلٰہُ لُوْطُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۶۱

رد جانے والوں میں وہ پہنچا پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے

قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ۝۶۲ قَالُوْا اَبْلُ جُنْکَ بِمَا

بولا تم لوگ ہو ادھر سے بولے نہیں ہند ہم لے کر آئے ہیں تیرے پاس

کَا نُوْا فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ ۝۶۳ وَ اَتٰیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا

چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے وہ اور ہم لائے ہیں تیرے پاس سچی بات اور ہم

لَصِدْقُوْنَ ۝۶۴ فَاَسْرٰ بِاَہْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الْاَیْلِ وَ اتَّبِعْ

سچ کہتے ہیں سولے نکل اپنے گھروں کو کچھ رات رہے سے اور تو چل

اَدْبَارَہُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ وَ اَمْضُوْا حَیْثُ

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چل جاؤ جہاں

مزل ۳

خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تاقیامت اس کو ملعون و مغضوب کر دیا۔ ۱۷ بِمَا اَغْوٰی نَبِیَّیْنِیْ فِیْ مَآ مَصْرٰہِیْہِ۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تو نے مجھے راندہ بارگاہ تو کر دیا ہے اب میں بھی تیرے موضع قرآن کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ ۱۸ وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تفصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اُس سے نہ ہوسکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ ۱۹ یعنی ہم اوپر سے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔

کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا بیسیا کہ سورہ کہف ۷۷ میں ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہِ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تنسیباً اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اس طرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ کَانَ جَنًّا مَفْرَآ مَغْوَرًا بِالْوَفِّ مِنَ الْمَلَائِکَةِ فَحَدَّثَہُمْ تَعْلِیْمًا اَرْزَع تَعْلِیْمًا روح ج ۱ ص ۱۴۷ حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَا اَبْلِسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ اَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ (اعراف ۲۷) لیکن یہاں تعجب میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے جیسا کہ کوئی غلط کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توجید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کر دیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کر دیا گیا ہے۔ ۱۵ ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایان شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہر حال مٹی سے افضل دائی ہے۔ اراد ابلیس انہ افضل من آدم لان آدم طینی الاصل و ابلیس ناری الاصل و النار اَفْضَلُ مِنَ الطِّیْنِ دُخَانٌ ج ۱ ص ۱۴۷ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔

سورہ کہف ۷۷ میں ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہِ

۱۷

بندوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا اور میرے اعمال، ناجائز اور بے حیائی کے کاموں کو نہایت خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کروں گا کہ وہ خود بخود ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اِلَّا عِبَادَكَ الْخَالصِّينَ ان غلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا جن کو تو نے اپنی خالص عبادت و اطاعت کے لئے چن لیا ایک قرأت میں اَلْمُخْلِصِينَ بصیغہ اسم فاعل ہے یعنی جو خالص تیری رضا جوئی کے لئے نیک کام کریں گے اور ان کے اعمال جلی اور خفی شریک سے پاک ہوں گے۔ اِی الذِّین اَخْلَصُوا الْعَمَلَ لَكَ وَلَمْ یَشْرُوا مَعَكَ فِیْهِ اَحَدًا رُّوحٌ بِحَرْفِ اَمْتِ، ۱۵۸ ہذا سے اخلاص کی طرف اشارہ ہے

جو اِلمخلصین بصیغہ اسم فاعل کے ضمن میں مذکور ہے یعنی عبادت اور عمل میں اخلاص اور شریک و ریاکاری سے تبری ہی وہ سیدھی راہ ہے جو چھ تک پہنچا سکتی ہے اور جو ابلیس اور اس کی ذریت کے اغواء و اضلال سے میرے بندوں کو حفظ و امان میں رکھ سکتی ہے۔ اس صورت میں علی بمعنی الی ہوگا وقال الحسن معنی علی الی (بحرف ص ۵۵۵) قال الحسن معناه هذا صراط الی مستقیم (خازن ج ۳ ص ۱۷۱) والمعنی ان (المخلص طریق ۵) یؤدی الی کرامتی و منوالی (الضمیہ) سے مضمون مذکور کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ میرا دستور ہے جس کی میں رعایت کروں گا کہ تو میرے غلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا اور تجھے ان پر غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ معنی پہلی قرأت یعنی اِلمخلصین بصیغہ اسم مفعول کی صورت میں ہوں گے۔ والاشارۃ الی ما تضمنہ الاستثناء وهو تخلص اِلمخلصین من اغواء ابوالسعود ج ۵ ص ۱۸۱ یہ تخویف اخروی ہے۔ ابلیس، اس کی ذریت اور اولاد آدم میں سے جو ان کی پیروی کریں گے ان سب کا جہنم ہی ٹھکانا ہوگا۔ یعنی ابلیس ومن اتبعہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹) یہ شریک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اِذْ خُلُوْهُمُ الْاَخْلَاسُ سے پہلے یقال لہم عذوف ہے یعنی ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وَنَزَعْنَا مِّنْهُمْ دَرَمِیَانَ دُنْیَا میں جو لڑائی جھگڑے ہوئے اور ان کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایکدوسرے سے بغض اور ناراضی کے جو جذبات پیدا ہو گئے جنت میں ان کے دلوں کو ایسے تمام جذبات بغض و عداوت سے پاک و صاف کر دیا جائے گا اور وہ بھائیوں کی طرح

۱۵۸ حجرہ

۱۵۸ حجرہ

۱۵۸ حجرہ

۱۵۸ حجرہ

۵۸۱

ربما ۱۳

تَوَمَّرُونَ ۶۵ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ

تَمَّ کو حکم ہے اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ اُن کی جڑ

هُوَ آءٍ مَّقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ۶۶ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ

کئے گئے صبح ہوتے اور آئے شہر کے لوگ

كَيْسْتَبْشِرُونَ ۶۷ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ

خوشیاں کرتے تھے لوط نے کہا یہ لوگ میرے ہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنَ ۶۸ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرویت کھوؤ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا

الْعَالَمِينَ ۶۹ قَالَ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَعِلَاءِينَ ۷۰

جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے وہ

لَعَسَ كُفْرًا لَّهُمْ كَفَىٰ سَكْرَتَهُمْ يَعْلَهُونَ ۷۱ فَآخَذَهُمُ

قسم ہے تیری جان کی قسم وہ اپنی سستی میں مارتوش میں وہ پھر آپکڑا ان کو

الصَّبِيَّ مُشْرِقِينَ ۷۲ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

چنگھاڑنے سورج نکلنے وقت تھے پھر سر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ۷۳ إِنَّ فِي

برساتے ہم نے ان پر پتھر کھنگر کے تھے بیشک

ذَلِكَ لَا يَتْلُوهُنَّ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ۷۴ وَإِنَّهَا لَبَسِيلٌ مَّقِيمٌ ۷۵

اس میں نشانیاں ہیں وہ بیان کرنے والوں کو اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۷۶ وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ

الْبَيْتِ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو وہ اور تحقیق تھے ان کے ہستے

الْأَيْكَةِ لَظَلَمِينَ ۷۷ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمْ بِمَا

والے تھے گنہگار سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں

منزل ۳

آمنے سامنے بیٹھ کر پیار اور محبت سے باتیں کریں گے۔ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ دُنْیَا میں دنیا مومن کے لئے محنت و مشقت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے لیکن اس کیلئے جنت سرسبز آرام و آسائش اور سراپا عیش و راحت کا مقام ہوگا اور وہاں کوئی تکلیف اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نکلے نہیں جائیں گے۔ ۱۵۸ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ موضع قرآن و اللہ تعالیٰ حضرت کو فرماتے ہیں۔ قسم ہے تیری جان کی وہ قوم لوط اپنی مستی میں ان کی بات نہیں سنتے و کے سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔ فتح الرحمن تطبیق حال مشرکین کہ برحال قوم لوط و امثال ایشان واللہ اعلم ۱۲ و مترجم گوید این کلمہ در وسط قصہ حضرت لوط زیادہ کردہ شد تا تنبیہ باشد بر

ماریوس نہ ہوں اور مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید تر میں عذاب ہوگا۔ ۱۷ یہ ابتداء سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتداء سورت میں فرمایا مسئلہ مان لو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین اُمم سابقہ کی طرح بچھتاؤ گے اب یہاں سے تحویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جا رہے ہیں نین اُمم سابقہ سے اور دمشقین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ اِنَّا مَنَّكَمَّوَجَلُوْنَ سے پہلے ادا ج ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اُٹھ کر اندر چلے گئے اور مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کر کے اور تل کر

الحجره ۱

৫৮২

ربہا ۱۴

لَبِئْسَ مَا مِمَّا يَنْتَهِىٰ ۖ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ

واقفہ میں کھلے راستہ پر وا اور بے شک جھٹلایا ۲۵ حجروالوں نے

الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا

رسولوں کو ملے اور دیس ہم نے ان کو اپنی لٹانیاں سور ہے ان سے

مُعْرِضِينَ ۝۸۱) وَكَانُوا يُنَجِّتُونَ مِنَ الْجَحَالِ

منہ پھیرتے اور محفے کہ تراشتے محفے پہاڑوں سے

بَيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾ فَآخَذَ لَهُمُ الصَّيِّ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾

گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو بچھاڑنے صبح ہونے کے وقت

فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَالُهُمْ أَكَاثُ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٣﴾ وَمَا خَلَقْنَا

پھر کلام نہ آیا ان کے ساتھ جو کیا یا تھا اور ہم نے بنائے نہیں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

۳۔ آسمان ۵۲۹ اور زمین اور جو کچھ ان کے منہج میں ہے بغیر حکمت اور

إِنَّ السَّاعَةَ رَأَيْتَهُ ۖ فَاُصْفَحْ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿١٥﴾

قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کمر اچھی طرح کنارہ میں

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ أَتَيْتُكَ

تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا قبر دار اور ہم نے دی میں سمجھ کوں

سَبْعًا مِّنَ الثَّمَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٤﴾ لَا

سات آیتیں و خلیفہ اور مترآن بڑے درجے کا ولی مت

تَهْدِيَنَّ عَيْنُكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ

دُالِ اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے کھولیں

وَلَا تَخْزَنُ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾

کو اور نہ غم کھا لے ان پہر اور جھکا اپنے بازو سے ایمان الوں کے واسطے

منزل ۳

تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور غم کرو، یہ میرے ہمان ہیں اور ہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو پناہ دے کر ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ای عن اجازۃ احد منهم و حیلولتک بیننا و بینہم الخ (روح ج ۱۴ ص ۵۲۴) یہ ادخال الہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَنُکَ مبتدا ہے اور قسمی اس کی خبر جو با

موضح قرآن **۱** بن کے رہنے والے یعنی قوم ثعلیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ **۲** حجر والے فرمایا مثود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ **۳** پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہاں خالی نہیں پڑا سر پر ایک مدبر ہے ہر چیز کا تدارک کرے خواہ رات و دن آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا چکے اور کافر ضد پر آئے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

۵۴

۱۲

۲۰ شکر اعمال
۱۶ خیریت
۲۰ دد مری غافل
مختصر

پہلی اول باب
نقصت خطی اللہ
علیہ وسلم
پہلی دوم

میں نے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے

لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورہ ہود اور زاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالُوا بَشَرٌ نَّحْنُ بِالْحَقِّ الخ فرشتوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ ۵۲۲ قَالُوا قَبْلاً خُطِبَ كُمْ تَنَا — إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ مِّنْكُمْ (۵۲۳) یہ تخیف نبوی کا پہلا نمونہ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اپنی واقعی ترمیم کے ساتھ سورہ ہود میں مذکور ہے یہاں قصہ کی مختلف کڑیوں میں تقدیم و تاخیر ہے فَلَمَّا جَاءَهُ آلُ لُوطٍ لِّمَسْكَوْنٍ یہ قصہ کا ابتدائی حصہ ہے قَالُوا أَبِلْ جِئْنَاكَ الخ سے پہلے حذف ہے ای مَا جِئْنَاكَ لَضَرْكَ یعنی ہم تیرے پاس تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہم تیری سرکش قدم کے لئے وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس سے تم ان کو ڈراتے رہے ہو اور جس کی آمدیں وہ شک کرتے رہے ہیں قَالُوا سُبْحَانَ أَهْلِكَ لَئِنْ تَمَّ أَهْلُ وَعِيَالُ اور مؤمنین کو لے کر راتوں رات شہر سے باہر چلے جاؤ کیونکہ صبح ہوتے ہی اس سرکش قوم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ فرشتوں کا یہ جواب اور یہ کلام ترتیب قصہ میں متاخر ہے کیونکہ فرشتوں نے اس بات کا اظہار قوم کی شرارت کے بعد کیا تھا وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ الْخَبْرَ اذْهَبْ اِلٰہی ہے ۵۲۳ وَاوْمَلْنَا جَمْعَ كَ لَئِنْ هِيَ مِنْكُمْ هُيْوَ تَمَّ تَرْتِیْبِ واقفہ میں قَالُوا أَبِلْ جِئْنَاكَ الخ سے پہلے ہے۔ اَوَّلَمْ نَمْلِكُ عَنِ الْعَالَمِينَ جب فرشتوں کو خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں دیکھ کر قوم

کے ہدمعاش لوگ بری ہیئت کے ان کی طرف برے۔

خدا وف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کرم و محترم کوئی شخصیت پیدا نہیں فرمائی اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ما خلق اللہ تعالیٰ وما ذرأ وما بذرأ نفساً اکرم علیہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما سمعت اللہ سبحانه اقسماً بحیاء احد عن ذکا (روح) میرے پیغمبر مجھے تیری زندگی کی قسم وہ اپنی گمراہی میں مست اور سرگردان تھے یا یہ فرشتوں کا قول ہے اور حضرت لوط علیہ السلام سے خطاب ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا: مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ من حلف بغیر اللہ فقد أشرك (۲) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ مندرجہ ذیل مصرع میں بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع قسم بلب نے گون تو وزلف شبگون تو کہ تو محبوب دلربائی یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (۳) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ے

ثكلت بنیتی ان لم تروها
تشیرو النقم من طرفی كذا

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو کدرا پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے دیکھ کو فتنہ کرنے کے لئے کہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے، نہ دیکھو۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام کدرا پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہونا کہ حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ثكلت بنیتی کو قسم قرار دیا ہے۔ (۴) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں

تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے، اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَمْرُكَ اسی نوع کی قسم ہے ۵۸۳ ترتیب قصہ میں یہ مَثَلُ طَوْعٍ مُّصِيبٍ حَیْنُ کے بعد ہے۔ مُّشْرِقَیْنِ یہ آخِذٌ تَحْتِہُمِیں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سوز جھکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتداء صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ موضع قرآن یعنی تیرا کام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لادے تو غم نہ کھا۔ ۷ کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لیا گیا مگر وہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ ۷ یعنی موت کہ بے شک ہے فتح الرحمن ۷ مترجم گوید یعنی براہل کتاب کہ بعض آیات عمل میگردند و بعض نہ واللہ اعلم ۱۲۔

الحجرہ ۱۵

۵۸۳

ربما ۱۳

وَقُلْ إِنِّي أَنَا السَّيِّئُ الْمَسِينُ ۝۸۹ كَمَا

اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر و جیسا

أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۝۹۰ الَّذِينَ

ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر ۹۰ جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝۹۱ قَوْمِكَ

کیا ہے ۹۱ قرآن کو بوٹیاں دے سوشتم ہے تیرے رب کی

لَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۹۲ عَمَّا كَانُوا

ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ۝۹۳ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ

کرتے تھے ۹۳ سوسنادے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور

أَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝۹۴ إِنَّا كَفَيْنَاكَ

پروا نہ کر مشرکوں کی ہم بس ہیں تیری طرف سے

الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝۹۵ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ

سٹھٹھ کرنے والوں کو جو کہ بٹھراتے ہیں اللہ کے

اللَّهُ إِلَهًا آخَرَ ۝۹۶ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝۹۷

ساتھ دوسرے کی بندگی سوغت سرب معلوم کر لیں گے اور

لَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا

ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل تنگ ہے ان کی

يَقُولُونَ ۝۹۸ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ

باتوں سے سو تو یاد کر غریباں اپنے رب کی اور ہو

السَّاجِدِينَ ۝۹۹ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝۱۰۰

سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات

عاص بن ہشام، ابوقیس بن الولید، قیس بن الفاکہ، زبیر بن امیہ، ہلال بن عبد الاسود، سائب بن صیفی، نصر بن حارث، ابوالبحتر بن ہشام، زمعہ بن حجاج، امیہ بن خلف، اور اوس بن مغیرہ دروح ج ۱۷ ص ۱۷۸) ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا۔ جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ پنہال لینا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔ قال مقاتل والفراء ہوسستہ عشر رجلا بعثہم الولید بن المغیرۃ ایاہما موسما فاقستہما اعقاب مکة وانقاہما وخبأ جہا یقولون لمن سلکھا لا تغتروا بھذا الخارج فینادی علی النبوة فانہ محنون وربما قالوا لیسوا عرو ربما قالوا کماھن (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۷۸) ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ ۵۳۷ یہ المقتسبین کی صفت کا شفع ہے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فلنسألتھم یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ فاصدع بآئو ممر۔ صدع کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور بر ملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزاء و تمسخر کی پروا نہ کریں۔ یا یہ صدع الزجاجة سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح ٹیٹے کو توڑ کر اس کے اجزاء کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں (روح، ۵۳۵) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو تھی باری تہلی کا ذکر اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستہزئین سے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوزمعہ، اسود بن عبد یغوث (بحر ج ۵ ص ۱۷۸) مقتسمیں اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھینکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ کے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خبیثانہ کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پروا نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ بِہِ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ کے لئے صفت کا شفع ہے۔ ان بد بختوں نے صرف استہزاء پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انہم لم یقتصر وا علی الاستہزاء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل اجتذوا علی العظیمۃ الیٰھی الا شراک بہ سبحانہ (روح ج ۱۷ ص ۱۷۸) ۵۳۶ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزاء سے آپ آزر دہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ الْغَیْظِ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثنائیں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں، ہر قسم کی عبادت رزہانی، بدنی اور مالی، اسی کے لئے بجا لائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذرین منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰی یَاْمِئَکَ الْیَقِیْنُ الیقین سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخر میں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منہ واعبد ربک فی زمان حیاتک ولا تغفل لحظۃ من لحظات الحیاة عن ہذہ العبادۃ (کبیر ج ۵ ص ۱۷۸) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالا اختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔

سورۃ الحج میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ رَبِّمَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَكَاثُ الْأُمْسِلِينَ ۝ (ع ۱) خصوصیت سورت، وقائع اہم سابقہ سے عبرت حاصل کر کے مسئلہ مان لو ورنہ بھٹتا و گے۔
- ۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۖ تَـٰجِ تَـٰسَـٰرِ السَّمُورِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فی العلم۔
- ۳۔ إِنَّا مَنَعُكُمْ وَجُوهَكُمْ (ع ۳) نفی علم غیب از اہل ایم علیہ السلام۔
- ۴۔ إِلَّا مَنَـٰرًا كَذَٰلِكَ رَدَّيْنَاهَا لِمَنَ الْغَابِرِينَ (ع ۴) نفی تصرف و اختیار از لوط علیہ السلام۔
- ۵۔ قَالَ إِنَّا لَنَكُونُ لَكُمْ مَنَـٰرًا كَذَٰلِكَ رَدَّيْنَاهَا لِمَنَ الْغَابِرِينَ (ع ۵) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔
- ۶۔ فَمَا آغْنَىٰ عَنْهُمْ مَتَـٰكِفُهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (ع ۶) نفی اختیار و تصرف از معبودان باطلہ۔
- ۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۝ (ع ۷) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔
- ۸۔ قَسَبْنَاهُ بِمُحَمَّدٍ رَبِّكَ وَكُنُفَيْنَ السَّعِيدِينَ ۝ (ع ۸) وَاَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَبْرُكَ إِلَيْكَ الْيَقِينُ ۝ (ع ۹) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ۔ دعار، سجدہ، نذر و منت تمام اقسام و انواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
- ۹۔ اس سورت میں تخیلی و خیالی کے پانچ نمونے بیان گئے ہیں۔ تین اہم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔
- ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

د آج بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے
سورۃ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالجہد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و
صحبہ دائمہ ابداً

۵۸۷ سُورَةُ النُّحْلِ

ربط | سورہ نحل کو سورہ حجر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ اصحاب حجر قوم ثمود کا حال تم نے سن لیا کہ ضد و عناد اور تکذیب و انکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ اگر اصحاب حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آؤ نحل (شہد کی مکھی) کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہدایسی بنظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے جھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا اہم کام انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفت کا ایک ادنیٰ سامنہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کر لو اور مسئلہ توحید کو مان لو۔

معنوی ربط۔ سورہ ابراہیم میں وقائع اہم سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورہ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پھپھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے اب سورہ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعویٰ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد و عناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو لو عذاب الہی آیا سمجھو اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ | اِنَّا اَمْرُ اللّٰهِ الْخَمْسُ شروع میں سورہ حجر کے تعلق و ربط سے فرمایا سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی نہیں مانتے ہو تو تیار ہو جاؤ اللہ کا عذاب آگیا ہے اب جلدی نہ کرو۔ چنانچہ اہل مکہ اس کے فوراً بعد قحط کے شدید عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے جیسا کہ آخر میں اس کا بیان ہے وَصَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّكَ الْاِخ (۱۵۶) مضمون کے اعتبار سے سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر پہلا کائِثُ الْفَضْلُ (۱۵۶) تک ہے اور دوسرا حصہ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ سے لے کر كُفُّوْا رُءُوسَكُمْ (۱۵۶) تک ہے۔

پہلا حصہ۔ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف)

پہلے حصے میں تین بار دعویٰ توحید کا ذکر ہے۔ جسے نہ ماننے کی وجہ سے منکرین پر عذاب آیا اور توحید (نفی شرک فی التصرف) پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی قائم کی گئی ہے۔ اس حصے میں ضمناً بطور زجر و بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آگیا ہے اور مسئلہ توحید کی خاطر ہجرت کرنے کی فضیلت بھی مذکور ہے یُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوْحِ۔ تا۔ اَلَا اَنَّا فَاطِقُوْنَ میں پہلی بار دعویٰ توحید کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کار ساز اور متصرف و مختار نہیں لہذا مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو غائبانہ پکارو۔

حَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ صَلٰحُ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ زمین و آسمان کو اللہ ہی نے مسئلہ توحید کی خاطر پیدا فرمایا اور ان کو بھی اسی نے پیدا کیا پھر انسانوں کے آرام و آسائش کے لئے طرح طرح کا ساز و سامان مہیا فرمایا۔ چوپائے پیدا کئے جس میں انسانوں کے لئے بے شمار منافع ہیں کچھ چوپائے ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے اور ان سے گرم لباس بناتے ہیں اور کچھ چوپائے ان کی سواری اور بوجھ لادنے کے لئے ہیں جو اللہ ان تمام اشیاء کا خالق ہے وہی سب کا مالک و مختار اور کار ساز ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ (۲) توحید یعنی نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل۔ بارش برسانا اور گونا گون غلے، میوے اور پھل پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے دن رات کو، سورج، چاند اور تاروں کو اسی نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔ اس نے دریا اور سمندر بنائے جن سے انسانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اَمَّنْ یَّخْلُقُ مَنَ لَّا یَخْلُقُ الْاِخ یہ دونوں مذکورہ دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جیب معلوم ہو گیا کہ عرش سے لیکر فرش تک ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تمہارے مزعومہ معبودوں نے کائنات کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو اب تم ہی بناؤ کہ خالق و مخلوق برا بر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و مختار ہے اور جو مخلوق ہے وہ عاجز و بے بس ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسْرُوْنَ الْاِخ (۲) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کار ساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ۔ تا۔ یُسَبِّحُوْنَ۔ یہ ثمرہ تینوں دلیلوں پر متفرع ہے اَلَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَهُمْ یَخْلُقُوْنَ۔ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے، اور اَمْوَاتٌ عَلٰی اَحْیَآءٍ وَاَلِیْسَ عُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں اَلَا یَعْلَمُ الْاِلٰہُ الْاَحَدُ (۳) یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَاِذَا رَءِیْتُمْ اٰیٰتِیْہِ فَتُکْفِرُوْنَ یہ شکوی ہے منکرین ازراہ عناد و تعنت قرآن کو جو سراپا ہدایت ہے قصوں اور کہانیوں کی کتاب کہتے لیجھکوا اَوْ ذُرْ اٰیٰتِہِ الْاِخ (۴) اور اس میں تحویف اخروی ہے۔ کَذٰلَکَ اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ اَلَا یَعْلَمُوْنَ (۴) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنے والوں کیلئے تحویف دنیوی

مگر نادان مشرکین اللہ کی ایسی عاجز مخلوق کو کار ساز سمجھتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ فَلَا تَقْضُ رُبُّوْا اللّٰهَ اِلْحٰثَالِ یعنی فرشتوں کو بیٹیوں کی مانند قرار دیکر خدا کے یہاں سفارشی مت ہناؤ۔ یہ مثال غلط ہے صحیح مثالیں یہ ہیں۔ اس کے بعد معبودان باطلہ کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔

صَوَّبَ اللَّهُ مَثَلَهُ عَبْدًا أَهْلًا كَالْحِمَى (ع) ۱۰) معبودان باطلہ کی مثال عبد مملوک کی سی ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں اور معبود حق مالک و مختار ہے۔ صَوَّبَ اللَّهُ مَثَلًا الرَّجُلَيْنِ معبودان باطلہ کی مثال ایک گونگے اور عاجر آدمی کی سی ہے جو دوسروں پر بوجھ ہے مگر معبود حق قادر و قیوم ہے اور سارا نظام عالم اس کے ہاتھ میں ہے۔ وَ لِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَدْعُوكَ كَدُوْسٍ رَاجِزٍ ۚ يَعْنِي سَبَّ كَچھ کر نیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا و توعلیہ ہے اور ماقبل کی علت ہے یعنی کار ساز وہی ہے کیونکہ غیب ان وہی ہے وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا خَوْفٌ وَ غُرُوبٌ ۚ

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ اٰمِهَتِكُمْ اَتَمَّ تَوْجِيْدٍ رَّهْمٰتِيْ عَقْلِيْ دَلِيْلٌ هٰـ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں عطا کیں۔ اَوَّلَكُمْ يَوْمًا اِلَى الظَّهْرِ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ دُوْنِ اُولٰٓئِكَ مَنَاصِبًا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ لَشَٰكِرٌ عٰلِمٌ ۚ ہ۔ یہ سارے انعامات اس نے اس لئے تمہیں دیئے لَعَلَّكُمْ تَسْلَمُوْنَ تاکہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ فَاِنَّ تَوَكُّلًا يَّهْتَمُّ بِهٖ النَّاسُ لَمَّا كَانُوْا فَاٰفِئَةً مِّنْ يَّوْمٍ ۚ ہ۔ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور انکی جزا محذوف ہے یعنی اگر ان دلائل کے باوجود بھی نہ مانیں تو ان پر تفت ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِّنْ كُلِّ اُمَّةٍ ۭ سَآءَةً ۚ ہ۔ نسا۔ مِمَّا كَانُوْا فَاٰفِئَةً مِّنْ يَّوْمٍ ۚ ہ۔ تحوٰفِ الخروءی ہے اس میں قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ ۭ رَّاسًا ۚ ہ۔ اعداء ہر ایک کے لئے اور ان کے بعد عہد یعنی دو چیزیں زائد بیان کرنے کے لئے اعداء کیا گیا اول یہ کہ ان کے اعضاء گواہ ہوں گے دوم یہ کہ حضور علیہ السلام بھی ان پر گواہی دیں گے۔

[illegible][illegible]

دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ سے لیکر تَعَفُّوْا لِحَیْمِہ (۱۵۶) تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شکوں کا رد کیا گیا ہے تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ الخ تحریمات مشرکین کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں سے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام مت ٹھہراؤ مثلاً بکیر، سانپ وغیرہ، اِنْشَاءً حَرَّمَ عَلَیْكُمْ اَلْمَیْتَةَ الخ نذر غیر اللہ کی نفی ہے مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی کے لئے جو نذریں دیتے ہیں وہ حرام ہیں انہیں حلال مت سمجھو اور انہیں مت کھاؤ۔ وَلَا تَقْوُلُوْا لِمَا نَصِفُ اَنْ لِّسَنُكُمْ اَلْكَذِبَ یہ مذکورہ بالا دونوں حکموں پر متفرع ہے بطور نف و نشر غیر مرتب یعنی نذر غیر اللہ حرام ہے اسے حلال مت کہو اور تحریمات غیر اللہ باطل ہیں لہذا بکیر، سانپ وغیرہ کو حرام مت سمجھو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَ عَلٰی الَّذِیْنَ هَادُوا الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو یہودیوں پر کیوں حرام کی گئی جواب دیا گیا بیشک حلال جانوروں کی خود ساختہ تحریم باطل ہے۔ حلال جانوروں کے بعض حصوں کو بھڑی حرام سمجھتے ہیں وہ انکی کشتی کی پاداش میں ہم نے خود ہی انہیں حرام کئے تھے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ بشارت اخروی۔

خاتمه

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً — تا — وَرَاٰنَا فِي الْخُسْرٰى لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۶۴)، دونوں حصوں میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو واضح کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے۔ وَلَمَّا يَكُنْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی کسی قسم کا شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ الْاِلٰهَ دَلِيْلٌ وَجِيْهُوْنَ دعووں پر۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی مکمل دیا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کروں جو تمام باطل مذاہب سے بیزار اور ہر قسم کے شرک (شرک اعتقادی و شرک فعلی) سے پاکدامن تھے۔ اِنَّمَا جَعَلُ السَّبْتُ یہ ایک شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں تو انہیں

جمعہ کے بجائے سبت (یوم شنبہ) کی تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ براہیم علیہ السلام یوم شنبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف تعظیم سبت کی نسبت سراسر غلط ہے یوم السبت کی تعظیم تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرض کی گئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد ہوئی۔

اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ الْخَيْرُ مِنْ طَرِيقٍ تَبْلِيغُ كِي تَعْلِيمُ بے یعنی دلائل عقل و نقل اور وحی سے مسئلہ توحید کو واضح کر کے پیش کرو اور انداز گفتگو میں نرمی اور حسن اخلاق سے کام لو۔ اگر مخالفین کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا ان سے بدلہ لینا چاہو تو اس میں حد سے تجاوز نہ کرو اور ان کو اسی قدر تکلیف پہنچاؤ جس قدر تم نے ان کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو اور درگزر سے کام لو تو اس میں تمہاری بہت بہتری ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا الْإِيمَانُ یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ مشرکین کی شرارتوں پر صبر کریں اور ان کے مسلسل انکار کی وجہ سے شکمیں نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب کی وجہ سے بے چینی کا اظہار کریں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الْخَيْرُ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کا اور مخلص بندوں کا حامی و ناصر ہے وہ مشرکین کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور ہر موقع پر آپ کی حمایت اور مدد فرمائے گا۔

مختصر خلاصہ

مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا سورت سے لیکر یہاں آجائو اَنْصَحُوْنَ تک ہے۔ اس حصے کی ابتداء میں آیۃ امر اللہ فلا تستعجلوا سے مشکیں کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آپہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعویٰ توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید سے ایک پہلو یعنی نفی شرک فی التصرف پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ اس حصے میں دوبار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔

دعویٰ توحید کا پہلی بار ذکر۔ **يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ**۔ تا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ** یعنی میرے سوا کوئی کار ساز اور متصرف نہیں اور پکارنے کے لائق نہیں۔ دوسری بار ذکر دعویٰ۔ **الْمُفَكِّرِ إِلَهٌ وَاحِدٌ** (ع ۳) تبیسری بار دعویٰ توحید کا ذکر۔ **وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ إِلَّا هُوَ** (ع ۴) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو صفات کار سازی سے متصف مت سمجھو اور حاجات میں اس کے سوا مافوق الاسباب کسی کو مت پکارو۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل - خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ الْخ (۱۶)، جو انسان اور زمین و آسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوبائے پیدا کئے وہی سب کا کارساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ الْخُبْرَ (۲۷) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز و شاداب کھیتیاں اور باغات اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات بحر و برہم چیز اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے لہذا مختار و کار ساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد اَفَمَنْ یَخْلُقُ کَمَنْ اُخْلِقَ مِنْ شَرِّهِ سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ مُّقْتَدِرٌ اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ تا۔ اَبَاقُ يُبْعَثُونَ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر منفرع ہے یعنی معبودانِ باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ عینب بھی نہیں جانتے۔ اِلٰهَ الْهُمُكُمُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پسند کو یہ بالا ثمرہ پر منفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ دَعْوَاهُ اَللّٰهُ اَلَمْ يَخْلُقْ اَوَّلَكُمْ اَوَّلَ اَمْرٍ فَذَرْهُمْ اِنْ يَكُنْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ فَيُخَوِّفُوهُمْ اَمَّا يَلْمِزُوهُمْ اَمْ يَحْسُدُوهُمْ اَمْ يَكُنْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ اِنْ هِيَ اِلَّا حُسْرٰى عَلَيْهِمْ اَلْعِزَّةُ يَوْمَ تُمْدَدُ السَّاعَةُ۔ اَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اَسْمَاءُ مَا يَدْعُوْنَ سِوٰى اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ اَمَّا يَلْمِزُوهُمْ اَمْ يَحْسُدُوهُمْ اَمْ يَكُنْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ اِنْ هِيَ اِلَّا حُسْرٰى عَلَيْهِمْ اَلْعِزَّةُ يَوْمَ تُمْدَدُ السَّاعَةُ۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ (۸۶)۔ تا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (۸۷)۔ یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا ساز اور سارے عالم میں وہی متصرف و مختار ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْخُرُوجَ مِنْ دَارِكُمْ لَئِيْكُمْ تَعْلَمُوْا اَنَّكُمْ سَارِعُوْنَ اِلٰیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (۸۸)۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الْخُرُوجَ زَجْرًا لِّمَنْ يُّشْرِكُ بِرَبِّهِمْ فَسَيَحْمِلُوْنَ وِزْرَهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ (۸۹)۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ اَبْطُونِ اُمَمِهِمْ ثُمَّ (۱۶)۔ نَا۔ لَعَلَّكُمْ تَكْسِلُمُوْنَ (۱۷) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کار ساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ تَوَلَّوْاْ اِنَّمَا يَهْتَمُّ بِكُمْ اللّٰهُ فَاِنْ تَوَلَّوْاْ اِنَّمَا يَهْتَمُّ بِكُمْ اللّٰهُ (۱۸) تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

دلیل نقلی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا (۴۶) : تمہاری اور چوتھی عقلی دلیلوں کے درمیان دلیل نقلی ذکر کی گئی یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ صرف اللہ کو پکارو اور معبودانِ باطلہ کی پکار سے اجتناب کرو۔

دلیل وحی

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ الْحُجَّةُ لَنَا (۱۲۶) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جس میں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔
مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواضع زجر، تنکوی، تخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ

کر داور عہد توحید کو پورا کر داور اسے توڑ دیتا ہے (۱۳۶) کے بعد وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ اٰلِهَتُهُمْ مِّثْلَ قُرَيْشٍ (۱۵۶) آخر میں اہل مکہ پر نزول عذاب کا ذکر ہے۔

دوسرا حصہ

دوسرا حصہ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ سے لیکر لَغْفُورٌ رَّحِيمٌ تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شکوے کا رد ہے۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا میں

تحریکات مشرکین اور طہارتِ مَعْلُومَاتِ الْمَبْتَدِئَةِ الخ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمْ یہ مذکورہ دونوں شکووں پر لطف و نشر غیر مرتب کے طور پر تفریع ہے۔ هٰذَا حَلَالٌ سے نذر غیر اللہ اور هٰذَا حَرَامٌ وغیرہ

خاتمہ

اِنَّ اَبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (۱۳۶) آخر میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنْ اَتَّبِعِ الْخِرَافَةَ یہ نفی ہر دو شرک پر دلیل وحی ہے۔ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ سَبِيلَ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ الخ طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ وَاَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ غنیمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی ہے۔

حصہ اول — نفی شرک فی التصرف

۱۔ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے اور عذاب مانگتے ہو تو تیار ہو جاؤ عذاب الہی آنے کو ہے۔ اَمْرًا لِلّٰهِ یعنی اللہ کا عذاب۔ وَاَمْرًا لِلّٰهِ عِقَابُهُ مَن اَقَامَ عَلَى الشِّرْكِ وَتَكَذَّبَ رَسُوْلُهُ (قرطبی ج ۱ ص ۳۵) ۲۔ اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہذا تم بھی اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے بَعَثْنَا لِقَوْمِكَ رَسُوْلًا مِّنْ اَمْرِكَ (۱۳۶) اس کے بعد ۳۔ فلا تُشْرِكْ بِرَبِّكَ اَحَدًا محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے لہذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ ۴۔ یہ دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا الشِّرْكَ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا کہ اَنْ اَنْذِرُوْا سے اس کی تفسیر کی گئی ہے یہی مضمون

ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے يُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ (مؤمن ۲۶) وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مردہ دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالیٰ دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشہ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگان اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ ۵۔ یہ الروح سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح) اور اَنْذِرُوْا یعنی اعلام سے پہلے موضح قرآن ول یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی غلبہ دین اسلام و تعذیب کفار یقین شد نیست چرا شتابی میکنید ۱۲

الفصل ۱۶

۵۹۱

ربیع الثانی ۱۳۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اعلموا الناس قولي لا اله الا انتون (مدارک ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر دیا گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعویٰ اولیٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ ۵۶ یہ نفی شرک فی المتصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب غیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماورایں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل

النحل ۱۶

۵۹۲

ربما ۳

لَمْ تَكُونُوا بِلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ

تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب

لَرَّءَوْفٌ رَّحِيمٌ ۱۰ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ

بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے، بیداکے اور خچر اس اور گدھے

لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۱۱ وَ

کران پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور

عَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَكَوْشَاءٌ

اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ سٹلہ اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے

لَهْدِكُمْ أَجْمَعِينَ ۱۲ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

تو سیدھی راہ دے تم سب کو وہی ہے جس نے اتارا سٹلہ آسمان سے

مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۱۳

تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں پیراتے ہو

يُنْذِرُ لَكُمْ فِيهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ

اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور

وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

اور ہر قسم کے میوے اس میں اہل نشانی ہے ان لوگوں کو جو

يَتَفَكَّرُونَ ۱۴ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا وَ

غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِ

سورج اور چاند کو سٹلہ اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۱۵ وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے

منزل ۳

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی متصرف و کارساز ہے اور صفات کارساز میں وعدہ لا شرک بہ ہے۔ بِالْحَقِّ یعنی یہ ساری کائنات اس نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور و فکر کر کے سمجھ لیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بِالْحَقِّ ای للذلالہ علی قدرتہ وان له ان يتعبدا لعباد بالاطاعة وان يحیی الخلق بعد الموت (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) نَعَالی عَمَّا يُشْرِكُونَ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف و مختار ہے۔ ۵۷ انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے مگر انسان ایسا جملگڑالو اور ناشکر گزار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خنسیں اور حقیر لطف سے پیدا کر کے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ اٹا اللہ کی توحید اور شرف و نشر میں جملگڑتا ہے۔ ۵۸ یہ جو پائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم لمبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ جو پایوں کی پیدائش ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں وعدہ لا شرک بہ ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف و قادر بھی وہی ہے اور منعم و محسن بھی وہی ہے تو شک بھی اسی کا لازم ہے لہذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ ۵۹ مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ جو پائے تمہاری زینت اور شوکت و عزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑیوں بکریوں کے رپوڑ اور گائے بھینسوں کے انبوه صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حَبْنٌ تَرْجُوْنَ جب شام کو چراگہ لاتے ہو حَبْنٌ تَسْتَرْجُوْنَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم باری برداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ الخ گھوڑے، چرا اور گدھے تمہاری سواری اور زینت و آرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِينَةً یہ مفعول لہ ہے اور لَتَرْكَبُوهَا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای وحملہا زینۃ یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای ولتتزينوا بہا زینۃ (روح) ۵۱۰ قَصْدٌ بمعنی سیدھا اور مستقیم سیدھا راستہ یعنی توحید جو

موضح قرآن و یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے ۵۲ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر ہیں ان کو کام نہیں ان کو بعد افرمایا۔

دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تسخیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جو تمہارے پیئنے کے کام آتا ہے نیز اس سے زمین میں گھاس اور چارہ اگتا ہے جس میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ یُنَبِّئُکُمْ بِذَٰلِکَ الْخَبْرِ عِلَّا ذَٰلِكَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ اور پھل پیدا ہوتے ہیں اِنَّ فِيْ ذَٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ يَّتَذَنَّبُ یہ تائبہ ہے تاکہ سامعین ان امور میں غور و فکر کر کے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں۔ یعنی علامۃ دالۃ علی قدرتنا و وحدانیئتنا (خازن ج ۴ ص ۵۲) ۱۲ سارا نظام شمسی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَأْنَا لَکُمُ الْخَزِیْنِ مِنْ اَللّٰهِ تَعَالٰی نَے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و فخر وغیرہ سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جداگانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت کی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات کے گہرے مطالبہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اِیُّهَا الَّذِیْنَ یُدْعُوْنَ اِلَیْهِمْ لِیَحْكُمُوا بَيْنَهُمْ فَلَا تَتَّقِ الْمَوْلٰتِ وَرَءَیَہُمْ سُلٰطٰتٌ ؕ اِنَّمَا یُرِیْضُوْنَكَ لَیْسَ بِکَ اِلَیْہِمْ قُوَّةٌ اِنْ لَمْ یَخَافُوْا اَللّٰہَ الْعَلِیْمَ الْعَلِیْمَ عَلٰی ذٰلِكَ اِحْدَ عَشْرِ اَحَادِیْثٍ (قرطبی ج ۱۰ ص ۷۷)

۱۳ سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور اس سے تم گوشتاگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ مچھلی کا تازہ گوشت اس سے حاصل کرتے ہو، سمندر سے قیمتی جواہرات نکال کر زیب تن کرتے ہو۔ سفر کی سہولتوں کے لئے سمندر میں جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں سمندری راستوں سے اپنا مال لے جاتے ہو اور دوسرے ملکوں کی مصنوعات ان سے مل رہی ہیں۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا شِیْبَانَ عَلٰی الْفُلِ لَیْجِبْنَہٗ اِلَیْہِمْ اَوَّلَ الْغٰیَةِ اِنَّہُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْ مَا کَانَ وَعَدَ اللّٰہُ لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ

ربما ۱۲

منزل ۳

مذکورہ دو قوتوں
دلیلوں پر موقوف
اور ان کا اثر ہے
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

منزل ۳

تَشْكُرُونَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ اے لیستعلو واد لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کرو اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقومون بحق نعمۃ اللہ تعالیٰ بالطاعة۔ والتوحید درو ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸ زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت واضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اگر صرف سُبُل کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

موضع قرآن شاید اس سے مراد جابوہر ہیں **و** تلاش کرو اسکے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں **و** یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو **و** یعنی راہ

میں پتہ رکھے کہ جہول نہ جائیں **و** شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمانی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر لکھتا ہے۔

علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں و يجوز ان يكون تعليلها بالنظر الى جميع ما تقدم من ان تلك الاشياء العظام تدل على بطلان الشرك (روح ج ۱۴ ص ۱۱) (لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ) الی مقاصد کم والی توحید ربکم (مدارک ج ۲ ص ۲۱) وَعَلَمْتِ بِهٖ بِیْ ذَٰلِکَ اِیْسٰی پرمطوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جاسکے۔ وَبِالْحُجُمِ یَهْتَدُونَ اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ ۱۵ یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہو اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کار ساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ اَفَلَا تَذَكَّرُونَ یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو ۱۶ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کار ساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے۔ چہ جائے کہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے ماہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً انہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ ۱۷ یہ توجید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۸ دونوں دعووں پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا لَا یَخْلُقُونَ شَیْئًا وَهُمْ یَخْلُقُونَ یہ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگان خدا کو بزرگ خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ آموات غیبر احیاء یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں و يجوز ان يكون المراد من الخبر عنه بما ذکر ما یتناول جمیع معبوداتہم من ذوی العقول و غیرہم فیر تکب فی (اموات) عموم المجاز لیشمل ما کان له حیاة ثم مات کعزیر و سیموت کعبیلہ و الملائکة علیہم الصلوٰۃ والسلام و الیس من شانہ الحیاة اصلا کالاصنام روح ج ۱۴ ص ۱۱) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن میں اس موضع قرآن و شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

۱۶ الفصل ۵۹۴ دسمبر ۱۳

لَا یَخْلُقُونَ شَیْئًا وَهُمْ یَخْلُقُونَ ۱۰ آموات

کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مردے ہیں

غَیْرَ اَحْیَاءٍ ۱۱ وَمَا یَشْعُرُونَ ۱۲ اَیَّانَ یُبْعَثُونَ ۱۳

جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے و

اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاحِدٌ ۱۴ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

معبود تمہارا اللہ معبود ہے اکبلا سو جن کو تلہ یقین نہیں آخرت کی زندگی کا

قُلُوْبُهُمْ مُّنْکَرَةٌ ۱۵ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ۱۶ لَا جَرَمَ

ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں تلہ ٹھیک بات ہے کہ

اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسْرُوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۱۷ اِنَّہٗ لَا

اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں

یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۱۸ وَ اِذَا قِیلَ لَهُمْ قٰذَا اَنْزَلَ

پسند کرتا عزور کرنے والوں کو اور جب کہے تلہ ان سے کہ کب اٹارا ہے

رَبُّکُمْ قَالُوْا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۹ لَّیَحْجِلُوْا

تمہارے رب نے تو کہیں کہا نہیں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں

اَوْ زَارَهُمْ کَاْمِلَةٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۲۰ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ

بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو

یُضِلُّوْنَہُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۲۱ اَلَا سَاءَ مَا یَزْمُرُوْنَ ۲۲ قَدْ

بہرکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے برا ہے بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ

مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ قَاتِی اللّٰهُ بُنِیَآئِہُمْ مِّنْ

دغا بازی کر چکے ہیں تلہ جو کچھ ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْہُمْ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِہُمْ وَآتٰہُمْ

بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر

منزل ۳

میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ آموات غیبر احیاء یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں و يجوز ان يكون المراد من الخبر عنه بما ذکر ما یتناول جمیع معبوداتہم من ذوی العقول و غیرہم فیر تکب فی (اموات) عموم المجاز لیشمل ما کان له حیاة ثم مات کعزیر و سیموت کعبیلہ و الملائکة علیہم الصلوٰۃ والسلام و الیس من شانہ الحیاة اصلا کالاصنام روح ج ۱۴ ص ۱۱) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن میں اس موضع قرآن و شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ "شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ خواہ وہ امانت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام وصال کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکہ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ ۱۹ یہ اصل دعویٰ کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ثمروں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب

کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود برحق اور کارساز

صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دعا اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ) لا

یشار کہ شئی فی شئی وهو تصدیق بالمدعی وتخصیص للنتیجۃ عقبا قافۃ الحجۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۷۸)۔

۲۰ قَالَ لَیْن لَا یُؤْمِنُونَ۔ تِلْكَ رَأَیُّهُ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ

توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غوب جانتا ہے۔ ۲۱ توحید پر تین عقلی دلیلوں

اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الہی ماننے کے بجائے اسے اگلوں

کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں لَبِیْجُمْلُوْا اَوْ زَارْهُمْ اِنْ لَّمْ عَاقِبَتْ کَاہ۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف

اخروی ہے۔ وہ قرآن کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔ اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت

میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ پیٹھ پر اٹھا

کر سیرھے جہنم میں جائیں گے۔ ۲۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم

السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ قَاتَى اللّٰهُ بَنِیَآئَهُمْ اِنْ

یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت

بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر سے گر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر

جائیں۔ کَحَالِ قَوْمِ بَنُوْا بَنِیَآئًا وَعَمَدٌ وَّهَبَاسَاطِیْنِ قَاتَى الْبَنِیَانِ مِنَ الْاَسَاطِیْنِ بَانَ ضَعُضَتْ فَسَقَطَ

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ وَمَاتُوا وَهَلَكُوا الخ

د مدارک ج ۲ ص ۱۱۱) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ ۲۳ تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سر محشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں

اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِیْنَ اُوتُوا الْعِلْمَ الْاٰخِرَ اٰیْلَ عِلْمٍ سَے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوتِ توحید

موضح قرآن و چنائی پر پہنچا نیو سے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا اٹھا مارے۔ فتح الرحمن ص ۱۱۱ میں ان تمثیل است افاد مکر ایشا نمل با ملع وجوہ ۱۲۔

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۲۶ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی و فلا پھر قیامت کے دن یُخْرِجُهُمْ وَيَقُولُ آيْنُ شُرَكَاءِي الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

رسوا کرے گا اللہ ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو تُشَاكُّوْنَ فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوتُوا الْعِلْمَ

بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْءَ عَلٰی الْكٰفِرِيْنَ ۲۷

بیشک رسوائی آج کے دن اور بُرائی منکروں پر ہے الَّذِيْنَ تَتَوَقَّعُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظٰلِمِيْ اَنْفُسِهِمْ ۲۸

جن کی سے جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ بُرا کر رہے ہیں اپنے حق میں فَاَلْقَوْا السَّلٰمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْءٍ بَلٰی

تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ بُرائی کیوں نہیں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۲۹ فَاَدْخُلُوْا

اللہ غوب جانتا ہے جم تم کرتے تھے سودا دخل ہو اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوٰی

دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا بُرا ٹھکانا ہے الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۳۰ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اٰتَقَوْا مَا ذَا اَنْزَلَ

عزور کرنے والوں کا اور کہا ۳۱ پھر ہینر کاروں کو کیا اتارا رَبِّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا طِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

پہاڑے رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اِس الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَكَدَّارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ط وَلَكِنَّمْ

دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا غوب

۱۶ اذلال نبی

۲۱ اشارت دنیوی

دیا کرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوتِ توحید کو رد کیا کرتے تھے اور غیر اللہ کو کار ساز اور عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ۵۹۶ یہ الکافریں کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فکدیش مٹوئی المٹکیرین تک ادخال الہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ ظالمی انفسہم یہ تتوقفہم کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین مشرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک مشرک پر ڈٹے رہے۔ تتوقفہم الملککۃ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے

۱۶ النحل

۵۹۶

دہما ۱۳

دَارِ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۰﴾ جَنَّتٍ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَى

گھر ہے پر ہمیز گاروں کا باغ میں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ

ان کے نیچے نہریں ان سے واسطے دیاں ہے جو چاہیں ایسا

يُجْزَى اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۱﴾ الَّذِينَ تَتَوَقَّاهُمْ

بدلہ دیکھا اللہ پر ہمیز گاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں

الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا

فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ

بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے کیا کا فر اب اس کے منتظر ہیں

إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ

کہ آئیں ان پر فرشتے ۵۹۷ یا پہنچے حکم تیرے رب کا

كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ

اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۳﴾ فَأَصَابَهُمْ

ان پر پسین وہ خود اپنا بُرا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر

سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

ان کے بُرے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

يَسْتَمِزِعُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ

سمٹھا کرتے تھے اور بولے مشرک کرنے والے ۵۹۸ اگر چاہتا

اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَ

اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

منزل ۳

ماور میں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس

سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک

عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں

حاضر ہو کر لوگوں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو پھر حضور

علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ فَاذْكُرُوا

آبْوَابَ جَهَنَّمَ الْخِزْيُ الْأَخْزَى ﴿۵۹۷﴾ كَذَلِكَ

کا حال اور ان کے لئے تخویف اخروی ذکر کرنے کے بعد

اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی و اخروی

کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے

میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار

دیتے ہیں۔ لَئِنْ يَنْزِلْ مِنْ سَمَاءٍ آخِرَةٍ حَسْبَكُمْ

بتدار مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَكَذَلِكَ الْآخِرَةُ

یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِينَ تَتَوَقَّاهُمْ الْخِزْيُ

ادخال الہی ہے۔ طَيِّبِينَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے

یعنی درانجائیکہ وہ مشرک کی نجاست سے پاک تھے۔

۵۹۷ تخویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس

عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا ہے مگر اس

کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب

مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈرتا

ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذَلِكَ فَعَلَ الْخِزْيُ

سرسکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ

نے انہیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ ان کے

اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَأَصَابَهُمْ مِنْ أَنْبَاءِ

السلام کا انکار کرتے، دعوتِ توحید کو ٹھکراتے اور بطور

استہزاء و تمسخران سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ

تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کر کے ان کو ان کے مشرکانہ

اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھا دیا مشرکین

کہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ

روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ ۵۹۸

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمُبِينُ ۚ هَٰذَا

الاسباب غیر اللہ کو مت پکارو مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ ہمیں غیر اللہ کی عبادت اور غیر اللہ کے لئے تحریکات نہ کرتا۔ اس

سے پہلے نفی شرک فی النظر پر دلائل ذکر کئے گئے اب یہاں سے اس کے ساتھ نفی شرک فعلی کا ذکر بھی کیا گیا۔ كَذَلِكَ فَعَلَ الْخِزْيُ

یعنی یہ کوئی بات نہیں۔ ان سے پہلے مشرکین بھی بطور استہزاء یوں ہی کہا کرتے تھے۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید خدا تعالیٰ این دو سورت برائے بیان حال و حال اہل سعادت و اہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ۱۲ و ۱۳ یعنی عذاب او ۱۲۔

۲۸ یہ توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے نیز جواب شکوی ہے۔ ہم اس سے پہلے ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں اور ہر رسول کو ہم نے بھی وحی بھیجی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ جب ہم نے ہر پیغمبر کے پاس اسی مضمون کی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو تو تمہارا یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے عظیمیات کی جائیں۔ ۲۹ طاعوت ہر وہ معبود ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔ الطاعوت وہو اسم کل معبود من دون اللہ (خازن)

ومعالموجہ ۴ ص ۹) المراد به اجتنبوا عبادۃ ما تعبدون من دون اللہ فسمی الكل طاعوتاً (کبیر ج ۲ ص ۲۵۴) یا طاعوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاعوت هو الشیطان دکل من یدعو الی الضلالۃ (ابو السور ج ۵ ص ۱۴) ۳۰ تخویف دیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ ان خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل ضد اور عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ۳۱ یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو متصرف و کار ساز جان کر فائبانہ پکارتے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بلی وعداً علیہ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لاحالہ پورا کرے گا۔ لیبین کہہ انھیں اس میں حشر و نشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر و نشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جاسکے کیونکہ جب اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے پیا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے اس میں کافروں کے لئے تخویف اخروی بھی ہے۔

۱۶ الفعل ۵۹۷ ربیع الثانی ۱۳

لَا آبَاءُ وَلَا وَرَثَةٌ لِّدُونِهِ مِنْ شَيْءٍ طَعْنُكَ
نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو ملامت
فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ
کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں
إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۳۵ وَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ
مگر پہنچا دینا صاف صاف اور ہم نے اٹھائے ہیں ہر امت میں
رَسُولًا أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۳۶
رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور نہ چکو ہر ننگے سے ۳۵
فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ
پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی
الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ
مگر اہی سو سیر کرو نہ ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۳۷ إِنَّ تَخْرُصُ عَلَى هُدَاهُمْ
انجام جھٹلانے والوں کا و اگر تو طمع کرے ان کو راہ ہر لانے کی
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۳۸
تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بھلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار
وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَوْجِدًا
اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی
يَكُونُ بَلَى وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ
لَا يَعْلَمُونَ ۳۹ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلَفُونَ فِيهِ
نہیں جانتے اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

منزل ۳

موضع قرآن ولا یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ و ہر ونگا وہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاعوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔ فتح الرحمن ص ۱ یعنی سلف مابہا جماع کردہ اندوآن بدون رضائے خدا منعقد نمیشود ۱۲۔

۳۲ یٰمُشْرِكِیْنَ كَے قول لَا یَبْعَثُ مَنْ یَّمُوتُ الخ کا رد ہے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ ہم سمجھولۃ الخلق علیہ ای اذا اذنا ان نبعث من موت فلا تعب علینا ولا نصب فی احیائهم ولا فی غیر ذلک مما یخذلہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۱) ۳۳ مہاجرین کے لئے بشارت دینیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہؓ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہم رسول اللہ و اصحابہ ظلہم اہل مکہ ففرّ ابدینہم الی اللہ منهم من ہاجر الی الحبشۃ ثم

الفتح ۱۶

۵۹۸

ربیع الثانی ۱۳

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اَنَّهُمْ كَانُوا کٰذِبِیْنَ ۝۳۹ اِنَّمَا

اور تاکہ معلوم کریں کافر کہ وہ جھوٹے کھتے تھے ہمارا

قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا ارَدْنَاهُ اَن نَّقُولَ لَهُ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝۴۰

کہنا کسی چیز کو ۳۹ جب ہم اس کو کہنا چاہیں یہی ہو کہ کہیں اسکو ہو جا تو وہ ہو جائے

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا

اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے ۴۰ بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا

لَنَبُوْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً طَوْلًا لِّاٰخِرَةِ

البتہ ان کو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو

اَکْبَرُ لَوْ کَانُوا یَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ الَّذِیْنَ صَبَرُوا وَعَلٰی

بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا

اپنے رب پر بھروسہ کیا وہ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے ۴۲

رِجَالًا مُّوَحِّدًا لِّیَوْمَ فَسْطَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ

مرد بھیجتے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سب سے بڑھ کر رکھنے والوں سے اگر تم کو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۚ وَانْزَلْنَا اِلَیْکَ

معلوم نہیں وہ بھیم تھا ان کو نشانیاں دیکھ اور رکھے اور اتاری ہم نے ۴۳ تجھ پر

الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے اور تاکہ وہ

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ

غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو بڑے فریب کرتے ہیں ۴۴

یُخْسِفَ اللّٰهُ بِهُمْ اَرْضًا اَوْ یَاتِیَهُمُ الْعَذَابُ

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب

منزل ۲

الی المدینۃ فجمع بین المہاجرین ومنہم من ہاجر

الی المدینۃ مدارک ج ۲ ص ۲۲۱ اللہ تعالیٰ نے

مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور

پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب

اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوا النبیؐ اَلَّذِیْنَ

ہَاجَرُوا کی صفت ہے۔ یہ گویا نذ کو رد الصدر اجر و

ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام

مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی کر داشت کیا اور دین

اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت پر

بھروسہ کیا۔ ۳۴ یہ ایک شبہ یا سوال مقدر کا جواب

ہے مشرکین نے کہا ہم دعویٰ توحید کو اس لئے نہیں

مانتے کہ اس دعویٰ کو لانے والا انسان اور بشر ہے۔

نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو

نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات

مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر

کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب

انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر

تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء

علیہم السلام بشر تھے۔ قال الزجاج فاسئلوا اهل

الکتاب الذین یعرفون معانی کتاب اللہ تعالیٰ فانہم

یعرفون ان الانبیاء علیہم السلام کلہم بشر

دکیر ج ۵ ص ۵۴ ۳۵ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم

نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان

کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ

اَلَّذِیْنَ مَكَرُوا الخ ازالہ شبہ اور ترغیب کے بعد معاذنی

کو تحویف دینیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے

ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور

منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور

مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین

میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان

اٹھانا پڑے۔ فَاَنْ رَّکِبَکُمْ کَرَّوْیَ رَّحِیْمُ اللّٰہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً انہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

موضع قرآن ۱۱ یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو

اور مطیع اور منکر اپنا کیا پس ۱۱ یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ ۱۱ یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمن ۱۱ و این وعدہ متحقق شد و مہاجرین را بمدینہ جانی داد ۱۲ ۱۱ یعنی پیغمبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ ۱۱ یعنی در حق پیغامبران و مؤمنان

۱۲ در قول مشرکین

۱۱

۱۲ مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔

۱۱

۱۲ مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔

۱۱

۱۲ مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔

۱۱

۱۲ مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔

۱۱

۱۲ مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔

۳۷ توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ کے قانون تکوینی کے تحت گھٹتے بڑھتے ہیں اس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے عن الیمین والشمائل الخ لفظ صا صوره مفرد ہے اس لئے اس کی رعایت سے یمن مفرد لایا گیا اور صا معنی جمع ہے کیونکہ اس سے تمام سایہ دار مخلوق مراد ہے اس لئے اس کی رعایت سے شمائل جمع استعمال کیا گیا۔ وَهُمْ دَاخِرُونَ اس سے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب مراد ہیں لیکن تغلیباً ضمیر عقلاء کی استعمال کی گئی ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ الْخَرَزْمِینَ وَآسْمَانِ کی ہر جاندار مخلوق اور فرشتے رب تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔ یَخَافُونَ رَبَّهُمْ الخ فرشتے بایں قرب و

منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ من شئ کی تعبیر مفید استغراق ہے۔ ۳۷ یہ دعویٰ توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمرہ ہے یعنی جب تکوینی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ الٰہ یعنی کار ساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو الٰہ الیمین کے بعد اثنین اس لئے فرمایا کیونکہ جنس الٰہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعداد الٰہ کی نفی مقصود ہے۔ وَلَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ الْخَرَزْمِیْنَ جو بھی دیں سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاصْبَاۤیْ دَاۤیْمًا (قرطبی) ریح بن انس سے منقول ہے وَاصْبَاۤیْ خَالِصًا (روح) اور اَللّٰی یُنِیْ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَللّٰی یُنِیْ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن جبیر العبادۃ وقال عکرمہ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واقامۃ الحد و الفرائض و بحرجہ ص ۱۵ یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کر و اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہذا وہی سب کا کار ساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے خلوص کیساتھ پابندی کرو اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُونَ یہ زجر ہے۔ فرمایا تمہیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب

الفعل ۱۶

۵۹۹

ربما ۱۳

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۳۵ اَوْ يَأْخُذْهُمْ فِي تَقْلِبِهِمْ

جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے

فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۳۶ اَوْ يَأْخُذْهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ

سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے یا پکڑ لے ان کو ڈرانے کے بعد

فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَكَرُوفٌ رَّحِيمٌ ۳۷ اَوْ لَمْ يَرَوْا اِلٰی مَا

سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان کیا نہیں دیکھتے تھے وہ جو کہ

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَقَّهُوا اِظْلَمَ عَنِ الْيَمِیْنِ وَ

اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سامنے ان کی داہنی طرف سے اور

الْشَّمَاۤیِلِ سَجَدَ اللّٰهُ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۳۸ وَلِلّٰهِ

بایں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں اللہ کو

يَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ

سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۳۹ يَخَافُونَ

اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے ڈر رکھتے ہیں

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۴۰

اپنے رب کا اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوا۟ اِلٰهَیْنِ اِثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ

اور کہا ہے اللہ نے کہ مت پکڑو معبود دو وہ معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِیَّآیْ فَارْهَبُوْنَ ۴۱ وَلَهُ مَا فِی

ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّیْنُ وَاصْبِرْ اَفْغَیْرَ اللّٰهِ

آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے ہمیشہ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

منزل ۳

کار ساز ہے مگر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو اور تم نے غیروں کو کار ساز اور حاجت روا بنا رکھا ہے۔

وضع قرآن فل ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سا یہ جگہ پھر چلتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف فل پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی کی میں ہے۔ فل ہر بندے کے دل میں ہے کہ میرے الٰہ اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھنا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔ فتح الرحمن فل یعنی بعد اقامت قرآن ہلاک ۱۲۔

۱۳۸ یہ امتنان ہے بطور جزر۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کریم والا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو مگر اگر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو تو کھرا اگشفتا کھچر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرمادیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرمادیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مانی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے مٹی لا کر مریض کو پلائی تھی تو وہ چنگا بھلا ہو گیا وغیرہ۔ والفریق هنا هم

الفصل ۱۶

۶۰۰

ربما ۱۳

تَتَّقُونَ ﴿۵۲﴾ وَمَا يَكُم مِّن نَّعْمَةٍ فَرِحْتُم بِهَا فَإِنَّ اللَّهَ إِذَا

توڑتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر جب

مَسَّكُمُ الضَّرَفُ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ إِذَا كُشِفَ

پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے

الضَّرَفَ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾

سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بنانے

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمْتَعُوا قَلِيلًا

تاکہ منکر ہو جائیں اللہ اس چیز سے جو کہ تم نے ان کو دی ہے سو مزے اڑالو آخر

تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا

معلوم کر لو گے اور بکھرتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے اللہ ایک حصہ

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَأْتِيهِمْ لَكُنُوزٌ مِّنْ عَمَّا كُنْتُمْ

ہماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھتا ہے اللہ جو تم

تَفْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَنَهُ

بہتان باندھتے ہوں اور بکھرتے ہیں اللہ سے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا الْبُشْرَىٰ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ

اور اپنے لئے بادل چاہتا ہے قتل اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی اللہ

ظُلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ

سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے چھپتا پھرے

مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ أَيُمْسِكُهُ

لوگوں سے مارے بُرائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے

عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ

ذلت قبول کرے یا اس کو داب دے مٹی میں سنتا ہے بُرا

منزل ۲

یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحَنَهُ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹی مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور وہ نہیں کرتا جیسا کہ وَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ کی تعبیر واضح قرآن میں ہے کہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں موٹی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیار بکھرتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو بھرا اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوادے یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی پسران ۱۱۔

۱۳ امتنان بطور جزر

۱۳ اشارہ بہ غفلت

بننا رہی ہے یعنی وہ اللہ کے لئے پیٹیاں بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورہ زخرف ۲۷ میں مشرکین کا قول اس طرح بیان کیا گیا ہے: **أَمْ نَخْذَنَ هَٰذَا مِثْلَ مَا نَخْلُقُ بَدَنًا وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ** انہا بنات یعنی پیٹیاں بنا لینا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ وہ فرشتوں کو صلی بیٹیاں نہیں بلکہ بیٹیوں کی مانند سمجھتے تھے۔ **۲۷** یہ مشرکین کے مذکورہ بالا قول کا الزامی جواب ہے کہ انکا اپنا حال تو یہ ہے اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جائے تو غم و اندوہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ **يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ** اور کئی کئی دن وہ لوگوں سے چھپا رہتا ہے اور مارے شرم کے کسی کو منہ نہیں دکھاتا اور پھر سوچتا ہے کہ کیا ذلت و رسوائی برداشت کر کے اسے زندہ رکھوں یا اسے زندہ ہی کوزمین میں دفن کر دوں۔ **أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ** یہ کس قدر بری اور شرمناک بات ہے کہ جس چیز کو وہ خود

نا پسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں **۲۸** یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں مشرکین کے قول مذکور کی شفاعت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشرکین جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں آخرت کی جواب دہی کا ذکر نہیں وہ بہت بری صفتوں کے مالک ہیں۔ مثلاً لڑکوں کو پسند کرنا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا اور شرم و عار اور تنگدستی کے ڈر سے ان کو زندہ درگور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ باندہ صفت کا مالک ہے اور ان گھٹیا صفتوں سے منزہ ہے۔ صفتہ السوء وہی الحاجة الى الاولاد الذکور و کراہة الافانث و وادھن خشية الاملاق (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰی) وهو الغنى عن العالمين والنزاهة عن صفات المخلوقين رمدارک ج ۲ ص ۲۷۷ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ اور اولاد سے مستغنی ہے۔ اسے نہ کسی نائب اور معاون کی حاجت ہے اور نہ وہ کسی کی سفارش کا تابع ہے۔ **الْعَزِيزُ** فی الاخذ والحکیم فی التأخیر یعنی وہ پکڑنے میں زبردست ہے اور دھیل دینے میں بھی اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے **۲۹** یہ تحویف دنیوی ہے۔ مشرکین کفر و انحراف میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پکڑنے میں غفلت سے کام نہیں لیتا اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فورا پکڑ لیتا تو لب تک زمین پر کوئی جاندار زندہ باقی نہ رہتا اور سب ہلاک ہو چکے ہوتے اور زمین زندگی سے خالی ہو چکی ہوتی۔ کیونکہ معصوم تو صرف انبیاء علیہم السلام ہیں باقی سب لوگ (مؤمن و کافر) کسی نہ کسی درجہ میں ظالم و خطا کار ہیں، جب تمام بدکار اور خطا کار لوگ ہلاک کر دیئے گئے تو اب انبیاء معصومین کو زمین پر بھیجے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی جب زمین تمام نیک و بد انسانوں سے خالی ہو گئی تو پھر دیگر حیوانات کو زمین پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ووجه الملازمة انه تعالى لو اخذهم بما كسبوا من كفره و معصية لعجل

۱۶
الحمل ۱۶

۱۶
الحمل ۱۶

۱۶
الحمل ۱۶

مَا يَحْكُمُونَ ۝۹۹ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ

فیصلہ کرتے ہیں جو نہیں مانتے **۱۰۰** آخرت کو ان کی بری

السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰی وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱۰۰

مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر اور وہی جو زبردست حکمت والا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَوْا عَلَیْهَا

اور اگر پکڑے **۱۰۱** اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر

مِنْ دَابَّةٍ وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۝۱۰۱

ایک چلنے والا **۱۰۲** لیکن دھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک

فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَّ

پھر جب آجائے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے **۱۰۳** ایک گھڑی اور

لَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۱۰۲ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ

نہ آگے سرک سکیں گے **۱۰۴** اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے **۱۰۵**

وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذْبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰی

اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے **۱۰۶**

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ اِنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ۝۱۰۳ تَاللّٰهِ

آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور وہ بڑھکے جا رہے ہیں **۱۰۷** قسم اللہ کی

لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ

ہم نے رسول بھیجے **۱۰۸** مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کر کے دکھائے انکو

الشَّيْطٰنُ اَعْمٰی لَهُمْ فَهُمْ وَّلِیُّهُمْ الْیَوْمَ وَلَهُمُ

شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے واسطے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۱۰۴ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا

عذاب دردناک ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے

ہلاکم و حینئذ لا یبقی لہم نسل و من المعلوم ان لا احد الا فی ابائہ من لیسحق العقاب و اذا ہلکوا جمیعاً و بطل نسلہم لا یبقی احد من الناس و حینئذ یہلک الدواب لانہا مخلوقہ لمنافع العباد و مصالحتہم الخ روح ج ۱۴ ص ۱۸۱ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں **مَا تَرَوْا عَلَیْهَا** ظہور ہمارے **دَابَّةٍ** یہ کنایہ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر جاسکتا ہے یہ طلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ **۱۰۵** اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اہل مسمیٰ (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا ہو **مُفْرَطُونَ** قرآن و یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مرے گا یہ نکو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز بڑا دُرُخ میں بڑھتے ہیں۔ **فتح الرحمن** ص ۱۲۱ یعنی دفتر انوار ۱۲۱۔

الفصل ١٤

५.२

ربما

کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو

ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی نہ

پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اس میں

نشان ہے ان لوگوں کو جو سنیے ہیں وہ اور بہتر سے واسطے چو پاؤں میں

سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گو برادر

لہو کے بیج میں سے دودھ سکھرا خوشنور پیپے والوں کے لئے اور

یہودیوں نے نبیوں کے اور انبیاء کے لئے

QUESTION

مِنْ رَأْسِهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَاتِلٌ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يُحْكُمُ بَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

منزل ۳

وغیرہ کو معمول کر لو گوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ و اشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس پر واہ نہ کریں عیسیٰ مارا باقبولے کا زمیت۔ **۵** یہ تجدید پرانچوں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ اور ناکارہ زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے سمجھ رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ **۶** **وَرَأَتْ لُكْمٌ فِي الْأَنْحَاءِ جِوَابِیوں** میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گو براور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور پاکیزہ دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور مبرا ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے چوبائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں مضخم معدے کے بعد عکبر اس کے کار آمد اجزاء اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور گو بر معدہ میں رہ جاتا ہے۔ مگر اس سیال مادے کو مزید طبع دینے کے بعد خون کے اجزاء الگ کر کے دل کی طرف بھج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کر کے دودھ کی نالیوں کے ذریعہ تھنوں میں **موضع قرآن** و یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے **و** یعنی انکو کی بیل چڑھانے کو۔

پہنچا دیتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ کوثرۃ ای دلالت علی قدرۃ اللہ و وحدانیتہ و عظمتہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۳۱) اھہ کھجور اور انگور سے تم شراب کشید کرتے ہو جو تمہارا بہت ہی مرغوب اور دلپسند مشروب ہے اور اس کے علاوہ ان میوؤں سے تم کھانے پینے کی عمدہ اور اچھی چیزیں بھی تیار کرتے ہو مثلاً مشربت، نبید اور سرکہ وغیرہ۔ یہ سورت کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ میں جب شراب کی حرمت کا اعلان ہو گیا تو پھر کسی مسلمان نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سگڑا کے بعد رِسْرُقِ احْسَنًا کا علیحدہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ شراب رزقِ حسن نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ (الآیۃ ساقیۃ علی تحریریم الخمس فتکون منسوخۃ و مدارک ج ۲ ص ۲۲۷) اھہ شہد کی مکھی کو وحی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کے دل میں ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا چھتہ بنائے اور ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے ذلک۔ ذلول کی جمع ہے یعنی تابع اور مطیع اور یہ سُبُلِ رَبِّک سے حال ہے۔ شہد کی مکھی جب گشت سے واپس ہوتی ہے تو بھولے بھٹکے بغیر اپنے چھتہ پر آجاتی ہے گویا کہ تمام راستے اس کے برابر ہیں وہ جس راستہ سے چاہے سیدھی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں سے رس چوس لیتی ہے تو سیدھی اوپر کواڑتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی سمت خط مستقیم میں اُتتی ہوئی چھتے پر پہنچ جاتی ہے۔ مُخْتَلِفُ الْوَانِ شہد کا رنگ موسمی تغیرات اور ماحول کے مختلف الالوان پھولوں اور پھلوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے سفید، زرد اور سرخ وغیرہ فَبِہِ شِفَاءٍ لِلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے بیماریوں سے شفا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شہد کو جس طرح چاہیں استعمال کر لیں اس میں شفا ہے اور ضرر نہیں۔ شہد کی مقدار خوراک مزاج مریض اور نوعیت مرض کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ شہد کے شفا ہونے پر قدیم و جدید تمام اطباء متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مرکبات طبیہ میں شہد شامل کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواعِ رزق اور اقسامِ مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قدر

دعیم اور منعم و رحیم کے ساتھ غیروں کو صفاتِ کار سازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت بجالانا عقل و خرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق و مالک اور موضح قرآن بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشا کے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جانوروں کی اولاد عالم نکلے گی حضرت کے وقت ہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی فل یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے فل رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکانے لگے اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچا دے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

فتح الرحمن فل یعنی بیچ کس نمی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔

النحل ۱۶

۶۰۳

ربما ۱۳

ذُلَّاهُ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ

صاف پڑے ہیں، نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں

فَبِہِ شِفَاءٍ لِلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَا یَۃً لِّقَوْمٍ

اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۶۹ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفَّکُمْ وَ

دھیان کرتے ہیں اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم کو موت دیتا ہے اور

مِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْضٍ اَلْعُمُرُ لَکِی لَا یَعْلَمَ

کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے نبی عمر کو کہ سمجھے کہ

بَعْدَ عِلْمٍ شَیْءًا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝۷۰ وَاللّٰہُ

پہنچے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا اور اللہ نے

فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۝۷۱ فَمَا

بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں اھہ سو جن کو

الَّذِیْنَ فَضَّلُوا اَبْرَادَیْ رِزْقَهُمْ عَلٰی مَا

بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے

مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَہُمْ فِیہِ سَوَآءٌ اَفَبِیْعَمَہُ

مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی

اللّٰہُ یُحَدِّثُ ۝۷۲ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ

نعمت کے منکر ہیں خدا اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے

اَنْفُسَکُمْ اَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَکُمْ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ

تمہاری ہی قسم سے عورتیں اور دیئے تم کو اھہ تمہاری عورتوں سے

بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً وَرَزَقَکُمْ مِنَ الطَّیِّبٰتِ

بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو سہری چیزیں

منزل ۳

متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ چوپایوں، پھلوں اور شہد میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ ۵۴ موت و حیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلقت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچپن میں موت سے سہکنار فرما دینا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللہَ عَلَیْکُمْ قَدِیْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ جس طرح وہ نطفہ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے، یہ منکرین قیامت پر

الغفلۃ

۶۰۴

ربما ۱۳

أَفِی الْبَاطِلِ یُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

سو گیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو

یُکْفَرُونَ ۵۴) وَیَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا

نہیں مانتے اور بلو جتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو جو

لَا یَمْلِکُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے

شَیْءًا وَلَا یَسْتَطِیْعُونَ ۵۵) فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ

کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں سو مت چسپاں کرو اللہ پر وہ

الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۵۶)

مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا اٰتَمُوْا کَا لَا یَقْدِرُ عَلٰی

اللہ نے بتائی ایک مثال وہ ایک بندہ پر ایسا مال نہیں قدرت رکھتا کسی

شَیْءٍ وَّمَنْ رَزَقْنٰهُ مِمَّا رَزَقْنَا حَسَنًا فَمِنْهُ

پہنچے اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی کہ خاصی روزی سو وہ

یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ یَسْتَوْنَ ط

خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر ہوتے ہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُونَ ۵۷) وَ

سب تعریف اللہ کو ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے اور

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمٌ

بتائی اللہ نے دوسری مثال دو مرد ہیں ایک گونگا

لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَهُوَ کُلُّ عَلٰی مَوْلٰہُ اٰیْمًا

کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

منزل ۳

اختیار ہے۔ ۵۴ یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال مجاہد هذا مثل الالهة الباطلة ابن کثیر، اللہ تعالیٰ نے رزق اور دیوی دولت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض لوگ بڑے دولت مند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بیچارے ان کے نوکر اور کارکن ہیں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم و قدرت اور ملک و تصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنائے۔ اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک و مملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفات کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالیٰ منکوا علیہم (ای علی المشرکین) انتم لا ترضون ان تساءوا عبیدکم فیما رزقکم فکیف یرضی ہو تعالیٰ بمساواة عبیدلہ فی الا لوهیة والتعظیم ابن کثیر ۲ ص ۲۷۷ فہم فیہ سوا یعنی یہ متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النسخی کن فیستروا (بجرحہ ۵۵۵، ۵۵۶) یہ تمام مذکور بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

بعض لوگ بڑے دولت مند

بعض لوگ بڑے دولت مند

بعض لوگ بڑے دولت مند

۵۵ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام و سکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ اَفِی الْبَاطِلِ یُؤْمِنُونَ لیکن یہ نافرمان گدار انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یسترون نعمۃ موضح قرآن و یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیاد یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ و جو ج دینے والا ہے اس کے شکر گزار نہیں و یعنی نہ آسمان سے میہمہ برساوی نہ زمین سے اناج نکالیں و مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اسکی سرکاریں مختار ہیں اس واسطے انکو پوچھئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پریر نہیں کر لکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں و یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سودے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پر ایسا مال ہے۔

اللہ علیہم ویضیفونہا الی غیریہ (ابن کثیر) روزی وہ دیتا ہے، مصیبتیں وہ دور کرتا ہے اور اولاد وہی عطا کرتا ہے۔ مگر وہ اسے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی عطا سمجھنے لگتے ہیں جیسا کہ ان کے مشرکانہ ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً عطا محمد، محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، علی بخش، میراں بخش، پیراں دتہ، گوریاں دتہ وغیرہ۔ شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگاکیا یا پیادیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو حج دینے والا ہے اس کے شکر گزار نہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا بھی عجب معاملہ ہے کہ ان کا خالق میں ہوں مگر وہ عبادت غیروں کی کرتے ہیں اور ان کا رازقی میں ہوں مگر وہ شکر اوروں کا ادا کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انی واکجن والانس فی نبأ عظیم اخلق و یعبدا غیری و ارزق و یشکر غیری (منظری ج ۵ ص ۲۵۵) یہ بطور زبردیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ قادر مطلق، مالک الملک اور سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی مستحق عبادت و دعا ہے مگر یہ مشرکین اس قادر و محسن کے ساتھ عبادت اور پکار میں اس کے عاجز و بے بس بندوں کو شریک بناتے ہیں جو مذکورہ کاموں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے، نہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں نہ زمین سے روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کاموں میں سے کچھ بھی تو ان کے اختیار میں نہیں۔ یہ وہ جَعَلُوا لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سے متعلق ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے بیٹیوں کی مانند اللہ کو پیار سے ہیں اور وہ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اس لئے ہم فرشتوں کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں نیز مشرکین کہتے تھے اصل میں مالک و مختار اور متصرف علی الاطلاق تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ کے برکزیہ اور نیک بندے اللہ کی سرکار میں مختار بالاذن ہیں اس لئے ہم ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے ایسی مثالیں نہ بیان کرو جن سے شرک کی راہ نکلتی ہو یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے شریک اور مثیل نہ بناؤ یعنی اپنے معبودان باطلہ کو خدا کے شریک مت ٹھہراؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یقول سبحانہ لا تعجلوا معی الہا غیری

۱۶ الفصل ۲۰۵ ربہ ۱۳

یُوجِّهُهُ زَوَايَاتٍ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾

اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جیسے لپک لپک سی یا اس سے بھی قریب اور اللہ علی کل شئی قَدِيرٌ ﴿٤٧﴾ وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَا عِلْمَ لَكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾ أَلَمْ يَرْوِ إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوْاءِ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٩﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ

اس کو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو حکم کرتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی راہ پر وہ خدا کا حکم دیتا ہے اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جیسے لپک لپک سی یا اس سے بھی قریب اور اللہ علی کل شئی قَدِيرٌ ﴿٤٧﴾ وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَا عِلْمَ لَكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾ أَلَمْ يَرْوِ إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوْاءِ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٩﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ

ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا ہماری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیتے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم احسان مانو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان کی ہوا میں کوئی نہیں سقام رہا ان کو سوائے اللہ کے اس میں زَوَايَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٩﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ

آشنا نہیں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں کہ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے

منزل ۲

فانہ لا الہ غیری روح ج ۱۴ ص ۱۹۹، شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "مشرکین کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اللہ کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجنے سے منع فرمایا ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر دیا اور اگر صبیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں۔ ۵۵۹ تم نے اپنے معبودوں کے لئے جو مثال بیان موضح قرآن و یعنی خدا کے دو بعد سے ایک بت گمانہ ہل کے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جوالہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے اس کے تابع ہونا بہتر یا اس کے ولی یعنی ایما لانے میں بعض آگتے ہیں معاش کی فکر سے سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر میں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔ فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید حاصل این دو مثل آنست کہ آنچہ در عالم تصرف ندارد با خدا برابر نیست چنانچہ مملوک ناتوان با مالک توانا برابر نیست و چنانکہ ننگ بی تمیز با صاحب ہدایت و امتداد برابر نیست واللہ اعلم ۱۲۔

کی ہے وہ صحیح نہیں۔ تمہارے خود ساختہ معبودوں کی صحیح مثالیں یہ ہیں۔ پہلی مثال۔ ایک غلام ہو جو دوسرے شخص کا مملوک ہو، وہ اپنے مالک کے رحم و کرم پر اور اس کا محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی اختیار بھی نہ ہو۔ اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو آزاد ہے اور تم نے اسے حلال کمائی سے بہت سی دولت دی ہو جسے وہ اپنے اختیار سے جب چاہے، جہاں چاہے آزادانہ خرچ کرتا ہو۔ اب تم خود ہی بناؤ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اگلی مثالیں تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس طرح ایک عاجز و بے بس غلام اور ایک با اختیار آقا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو تمام صفات کار سازی کا مالک اور

الفصل ۱۶

۶۰۶

ربیع الثانی ۱۴

بِیَوْمٍ تَسْتَخْفُونَهَا يَوْمَ طَعَنَكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ

دوسرے جو چلے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر پر ہو اور جس دن گھر میں

وَمِنْ اَصْوَابِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَنَّا نَحْكُمُ

اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی بیلوں سے اور بکریوں کے بالوں سے کہتے

وَمَتَاعًا اِلَى حِينٍ ۝۸۰ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا

اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک دن اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے

خَلَقَ ظِلًّا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا

بنائی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنا دیئے تمہارے واسطے پہاڑوں میں پھیننے کی جگہیں

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَائِیلَ تَقِیْكُمْ الْحَرَّ وَسَرَائِیلَ

اور بنا دیئے تم کو کھڑتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں دن اور کھڑتے

تَقِیْكُمْ بِاَسْکُمُ کَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَیْكُمْ

جو بچاؤ ہیں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر

لَعَلَّكُمْ تُسَلِّمُونَ ۝۸۱ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ

تاکہ تم حکم مانو گے پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے

الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝۸۲ یَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ

کہوں کہ سنا دینا پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر

یُنْکِرُوهَا وَاَکْثَرُهُمُ الْکٰفِرُونَ ۝۸۳ وَیَوْمَ

منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں اور جس دن

تُبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدٌ اَتَمُّ رَیْوَدُنْ

کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے

لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاُولٰٓئِکُمْ یُسْتَعْتَبُونَ ۝۸۴ وَاِذَا

منکروں کو قتل اور نہ ان سے توبہ لی جائے قتل اور جب

منزل ۳

تمہارے تمام معبودوں کا آقا ہے، تمہارے معبود جو اس کے مملوک و محکوم ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ دوسری مثال ہے۔ دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں۔ گونگا بہرہ مملوک ہو، اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو، وہ اٹا اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جہر بھی اسے بھیجے وہ کوئی کام نہ بجالا سکے اور ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل و انصاف تلقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس طرح اس کا قول اور عمل دونوں ہی سراسر برکت ہیں۔ یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح معبود برحق اور تمہارے معبودان باطل میں فرق ہے۔ معبود حق مالک و مختار اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے مگر تمہارے معبود مختص عاجز و بے بس ہیں اور ان کی عبادت اور پکار سے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں۔ وَمَنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکُمْ اَبْکُمْ کے مقابلہ میں ہے اور وہو علی صراط مستقیم لا یقدر علی شئ الا ان یمشی یعنی باقی تینوں صفتوں کے مقابلے میں ہے۔ ۱۱ اور تعلیل یہ ہے اور اس میں دعویٰ توحید مذکورہ کی علت بیان کی گئی ہے یعنی سب کچھ کر نیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ غیب داں وہی ہے۔ اگر وہ استغناء ہے تو یہ دوسرے دعویٰ کا بیان ہو گا یعنی جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے وَمَا اَمَرَ النَّاسَ بِالْخِیَافَةِ اِلاَّ خِیَافَةُ الْحَرِّ ہے۔ قیامت پانچواں اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ جب اسکا معین وقت آجائے گا تو وہ آن واحد میں سارے جہان کو زیر و زبر کر دیگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۲ یہ توحید پر چھی عقلی دلیل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اسوقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اس نے تمہیں سننے، دیکھنے میں غائبانہ منت پکارا اور اس کی عطا کردہ قوتوں کو علم دین اور معرفت الہی کی تحصیل میں خرچ کرو۔ اجتلاب لعلم والحمل بہ من شکر المنعم وعبادتہ والقیام بحقوقہ مدارک ج ۲ ص ۲۳، ۲۴ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے جس طرح انسانوں کو مختلف قوتیں بخشی ہیں اسی طرح اس نے پرندوں کو وضع قرآن و ادون بھیڑی پرندوں سے یعنی اونٹ کی پیٹھ۔ و جن کتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پھر اس ملک میں گرمی بہت تھی اسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے و ملک علم نہ ملے یعنی بولنے کا۔

استعمال کی چیزیں

تاکہ تم حکم مانو گے

فتح الرحمن واد سردی نیز ۱۲ و آن نبی آن قوم با شکر ۱۲ ص یعنی تا عذر خود دکنند ۱۲۔

رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفُّ عَنْهُمْ

دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھسر ہلکا نہ ہوگا ان سے

وَرَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۝۱۵

اور نہ ان کو ڈھیل ملے اشد جب دیکھیں مشرک لے

شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ

اپنے شریکوں کو کہہ بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو

كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ قَالُوا لَيْسَ لَهُمُ الْقَوْلُ

ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات

لَكُمْ لَكِنْ بُونٌ ۝۱۶ وَأَلْقُوا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامَ

کہ تم جھوٹے ہو اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن شعا جز ہو کر

وَصَلِّ عَنْهُمْ مِمَّا كَانُوا يُفْتَرُونَ ۝۱۷

اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں

وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝۱۸

عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم

فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ

ہر فرقہ میں شہید بتلانے والا ان پر انہی میں سے کا ہے اور

جِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَتَرْنَا عَلَيْكَ

آجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر

الْكِتَابَ تَبْيَا نَا كُلَّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَ

کتاب لکھ کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مکتوبی احکام کے تابع ہیں۔ ۱۴؎ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس کے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ جو پائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چپڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، مندرے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۱۵؎ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنادیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفان باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اونٹ اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سائبانوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی بہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ تَفْقِيْكُمْ تَبَا سَكُمُ لَوْ هِيَ كِزْرٍ هِيَ جَوْجَنُكٌ مِیْنِیْ جَاتِیْ تَحِیْسُ تَا كَ بَدَنٍ پَر تَلَوَا یَا تِیْرَ اَثَرُ نَ كَرَسَ كَ۔ كَذَا لَکَ یُتَمِّمُ نِعْمَتَکَ الْخَبِیْرَ سَارِیْ نَعْمَتِیْنِ تَمِیْسُ اِسْ لَئِیْ دِیْنِ تَا كَ مَنَعُ دَنَمَتِ دِنَمَدِ كَوْنِیْ نَوَا، اِسْ كَا شُكْرُیْ بَجَالُؤَا، اِسْ كِیْ پُورِیْ پُورِیْ اَطَاعَتِ كَرُوَا وَاِسْ كَ سَاخِ شَرِكُ نَ كَرُوَا وَاِسْ كُوْنِیْ مَحْجُو۔ اور اسی کو متصرف و کار ساز سمجھ کر حاجات میں پکارو، یعنی لَعَلَّكُمْ یَا اَهْلَ مَكَّةَ تَخْلَصُونَ لِلَّهِ الْوَحْدَانِیَّةَ وَاَلْاِلَٰهَیَّةَ وَالْعِبَادَةَ وَالطَّاعَةَ وَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی هَذِهِ الْاِنْعَامَاتِ اِلَّا اللّٰهُ (خازن ج ۳ ص ۳۸۷)۔ ۱۶؎ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور ان کی جزا محذوف ہے ای فَاَنْ تُولُوْا بَعْدَ هٰذِهِ الدَّلٰلِیْلِ الْوَاضِحَةِ وَالْبَیِّنَاتِ الْقَاهِرَةِ فَاَنْ لِّیْهِمُ یَعْنِیْ بِہِ مَعٰذِیْنِ اِگْرَ اِیْسَ وَاضِحِ دَلٰلِیْلِ وَبَیِّنَاتِ كَ بَعْدِیْ سَلَمَ تَوْحِیْدِ كَوْنِیْ تَوْتَفِیْ ہِیْ اِنْ كِیْ عَقْلُوْنَ پَر۔ اِگْرَ وَہِ نَ مٰنِیْنِ تُوَا سِیْ اِسْ اِسْ كَا كُوْنِیْ قُصُوْرَ نَہِیْ كِیْونَ كَ اِسْ كَا فَرْضِ تَبْلِیْغِ ہِیْ جُو اِسْ اِسْ حَسَنِ طَرِیْقِ سَیْ اِنْجَامِ دَسَ دِیَا۔ صَاوِبِ مَدَارِ كَ لَیْ فَلَ تَبِیْعَةُ عَلَیْكَ جَزَا مَقْدَرِ مٰنِیْ ہِیْ

۱۴؎ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس کے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ جو پائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چپڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، مندرے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۱۵؎ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنادیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفان باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اونٹ اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سائبانوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی بہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ تَفْقِيْكُمْ تَبَا سَكُمُ لَوْ هِيَ كِزْرٍ هِيَ جَوْجَنُكٌ مِیْنِیْ جَاتِیْ تَحِیْسُ تَا Kَ Bَدَنٍ پَر تَلَوَا یَا تِیْرَ اَثَرُ Nَ Kَرَسَ Kَ۔ Kَذَا لَکَ یُتَمِّمُ نِعْمَتَکَ الْخَبِیْرَ سَارِیْ نَعْمَتِیْنِ تَمِیْسُ اِسْ لَئِیْ دِیْنِ تَا Kَ مَنَعُ Dَنَمَتِ Dِنَمَدِ Kَوْنِیْ Nَوَا، اِسْ Kَا شُكْرُیْ Bَجَالُؤَا، اِسْ Kِیْ پُورِیْ پُورِیْ اَطَاعَتِ Kَرُوَا وَاِسْ Kَ Sَاخِ شَرِكُ Nَ Kَرُوَا وَاِسْ Kُوْنِیْ Mَحْجُو۔ اور اسی کو متصرف و کار ساز سمجھ کر حاجات میں پکارو، یعنی لَعَلَّكُمْ یَا اَهْلَ مَكَّةَ تَخْلَصُونَ لِلَّهِ الْوَحْدَانِیَّةَ وَاَلْاِلَٰهَیَّةَ وَالْعِبَادَةَ وَالطَّاعَةَ وَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی هَذِهِ الْاِنْعَامَاتِ اِلَّا اللّٰهُ (خازن ج ۳ ص ۳۸۷)۔ ۱۶؎ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور ان کی جزا محذوف ہے ای فَاَنْ تُولُوْا بَعْدَ هٰذِهِ الدَّلٰلِیْلِ الْوَاضِحَةِ وَالْبَیِّنَاتِ الْقَاهِرَةِ فَاَنْ لِّیْهِمُ یَعْنِیْ بِہِ مَعٰذِیْنِ اِگْرَ اِیْسَ وَاضِحِ دَلٰلِیْلِ وَبَیِّنَاتِ Kَ بَعْدِیْ Sَلَمَ تَوْحِیْدِ Kَوْنِیْ تَوْتَفِیْ ہِیْ اِنْ Kِیْ عَقْلُوْنَ پَر۔ اِگْرَ وَہِ Nَ مٰنِیْنِ تُوَا Sِیْ اِسْ اِسْ Kَا Kُوْنِیْ قُصُوْرَ Nَہِیْ Kِیْونَ Kَ اِسْ Kَا فَرْضِ تَبْلِیْغِ ہِیْ جُو اِسْ اِسْ حَسَنِ طَرِیْقِ Sَیْ اِنْجَامِ Dَسَ Dِیَا۔ صَاوِبِ Mَدَارِ Kَ لَیْ Fَلَ تَبِیْعَةُ عَلَیْكَ جَزَا Mَقْدَرِ Mٰنِیْ ہِیْ

۱۴؎ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس کے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ جو پائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چپڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، مندرے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۱۵؎ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنادیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفان باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اونٹ اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سائبانوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی بہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ تَفْقِيْكُمْ تَبَا S_Kُمُ لَوْ Hِيَ Kِزْرٍ Hِيَ جَوْجَنُكٌ مِیْنِیْ جَاتِیْ Tَحِیْسُ Tَا Kَ Bَدَنٍ پَر Tَلَوَا یَا Tِیْرَ اَثَرُ Nَ Kَرَسَ Kَ۔ Kَذَا لَکَ یُتَمِّمُ نِعْمَتَکَ الْخَبِیْرَ Sَارِیْ Nَعْمَتِیْنِ Tَمِیْسُ اِسْ لَئِیْ Dِیْنِ Tَا Kَ Mَنَعُ Dَنَمَتِ Dِنَمَدِ Kَوْنِیْ Nَوَا، اِسْ Kَا شُKْرُیْ Bَجَالُؤَا، اِسْ Kِیْ پُورِیْ پُورِیْ اَطَاعَتِ Kَرُوَا وَاِسْ Kَ Sَاخِ شَرِكُ Nَ Kَرُوَا وَاِسْ Kُوْنِیْ Mَحْجُو۔ اور اسی کو متصرف و کار ساز سمجھ کر حاجات میں پکارو، یعنی لَعَلَّكُمْ یَا اَهْلَ Mَكَّةَ Tَخْلَصُونَ لِلَّهِ الْوَحْدَانِیَّةَ وَاَلْاِلَٰهَیَّةَ وَالْعِبَادَةَ وَالطَّاعَةَ وَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی هَذِهِ الْاِنْعَامَاتِ اِلَّا اللّٰهُ (خازن ج ۳ ص ۳۸۷)۔ ۱۶؎ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور ان کی جزا محذوف ہے ای فَاَنْ Tُولُوْا Bَعْدَ Hٰذِهِ الدَّلٰلِیْلِ الْوَاضِحَةِ وَالْبَیِّنَاتِ الْقَاهِرَةِ فَاَنْ لِّیْهِمُ یَعْنِیْ بِہِ Mَعٰذِیْنِ اِگْرَ اِیْسَ وَاضِحِ دَلٰلِیْلِ وَBَیِّنَاتِ Kَ Bَعْدِیْ Sَلَمَ Tَوْحِیْدِ Kَوْنِیْ TَوْTَفِیْ ہِیْ اِنْ Kِیْ عَقْلُوْنَ پَر۔ اِگْرَ وَہِ Nَ Mٰنِیْنِ Tُوَا Sِیْ اِسْ اِسْ Kَا Kُوْنِیْ قُصُوْرَ Nَہِیْ Kِیْونَ Kَ اِسْ Kَا فَرْضِ Tَبْلِیْغِ ہِیْ جُو اِسْ اِسْ حَسَنِ طَرِیْقِ Sَیْ اِنْجَامِ Dَسَ Dِیَا۔ صَاوِبِ Mَدَارِ Kَ لَیْ Fَلَ Tَبِیْعَةُ عَلَیْكَ جَزَا Mَقْدَرِ Mٰنِیْ ہِیْ

ای فلا تبعة علیک وفی ذلک لان الذی علیک هو التبلیغ الظاہر وقد فعلت (مدارج ص ۲۸۴)۔ ۱۷؎ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود علماء ان کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے اور ازراہ عناد و تعنت ان نعمتوں کو اپنے محبوبان باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای یعرفون لان اللہ تعالیٰ هو المصدق الیہم ذلک وهو المتفضل بہ علیہم ومع ہذا ینکرون ذلک ویعبدون معه غیریہ ویسندون النص والرزق الی غیرہ۔ ۱۸؎ ابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۵، ان کے دلوں پر مہم جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہوگا نہ امتنان کا موضوع قرآن و جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا ہی نام رکھ کر آپ کو بھوالتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی محبوبان باطل خود ص ۱۲ ص ۱۲ و آن نبی آن قوم باشرہ ۱۲

۵۶۸ تحریف اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں ماننے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطور گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوت حق کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس دن ان منکرین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاَذْأُرُّ الَّذِينَ اٰلٰہِمْ اَنْبِیَآءُ عَلَیْہِمْ السَّلَامُ کِی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دے جائے گی۔ ۵۶۹ قیامت کے دن جب مشرکین ان

النحل ۱۶

۶۰۸

ربیع الثانی ۱۳

بَشَرًا لِّلْمُسْلِمِیْنَ ۱۹ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا

وَالْاِحْسَانِ وَایْتَاٰ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ

اور بھلائی کرنے کا سکھ اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغِیِّ یُعْظَمُ لَعْلَکُمْ

بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم

تَذَکَّرُوْنَ ۲۰ وَآوَفُوْا بِعَہْدِ اللّٰہِ اِذَا عَاہَدْتُمْ

یاد رکھو اور پورا کرو عہد اللہ کا سکھ جب آپس میں عہد کرو

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا وَقَدْ

اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے

جَعَلَتْہُمُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا ۲۱ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا

کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن بنا لیا اللہ جانتا ہے جو تم

تَفْعَلُوْنَ ۲۲ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْ نَقَضَتْ غَزَآءَہَا

کرتے ہو اور مت رہو سکھ جیسے وہ عہد کر توڑا اپنا سوت اس نے کا ہوا

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْکَاظًا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا

محنت کے بعد مکر سے مکر سے کہ پھر او اپنی قسموں کو بدل دینے کا ہوا

بَیِّنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّةٌ ۲۳ هٰی اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ط اِنَّہَا

ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہو دوسرے فرقے سے قتل یہ تو

یَبْلُوْکُمْ اللّٰہُ بِہٖ وَلَکُنَّیْنِ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ مَا

اللہ پرکھتا ہے تم کو جس سے اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات

کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۲۴ وَکَوْشَآءُ اللّٰہُ لَجَعَلْکُمْ

میں تم جھگڑ رہے تھے قتل اور اللہ چاہتا تو سکھ تم سب کو

منزل ۳

۱۲

سلاطین و سلاطین
کلیان و سلاطین
کلیان و سلاطین

کلیان و سلاطین
کلیان و سلاطین
کلیان و سلاطین

خاص خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہماری حمایتی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں۔ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر بھجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ قالقو الخ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بنا رہے ہوں ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں تکفی یا للہ شہید اکیننا وَبَیِّنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ عِبَادَکُمْ (نورانی) قیامت کے روز مشرکین سرالگندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہوں گے اور جن خود ساختہ حمایتیوں اور سفارشیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْہِ تَخْوِیْفٌ اٰخَرِیّ ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ماننے دیتے تھے انہیں دو گنا گنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے غلو فی خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ اِیْ عَذَابًا یَّکْفُرُہُمْ وَعَذَابًا یَّصْدَقُہُمْ سَبِیْلَ اللّٰہِ دَمَارُکَ ج ۲۷۱ ۱۷۱ اے عبادہ بوجہ بعد عہد ہر لئے بیان امر زائد مِنْ اَنْفُسِہُمْ یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ کھڑا کریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِہِ الْاِخْوَءَآپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور

سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اَقُولُ کَمَا قَالَ لِعَبْدِ الصَّالِحِ الْاِخْوَءَآپ کو گواہی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِہِ الْاِخْوَءَآپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور

فتح الرحمن ۱۷۱ یعنی نام اور قسم مذکور کردہ ایدہ ۱۷۱ یعنی برائے منفعت دنیا تامل و منال زیادہ بدست آئندہ ۱۷۱ مترجم گوید مراد تحریک عین غموس و حاصل مثل آنست کہ اعمال خود را ضبط کنید چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کردہ واللہ اعلم گویا اینجا اشارہ است بآنکہ عین غموس ضبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ۱۷۱۔

۱۳۲

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے۔ عجمی اور یہ قرآن

پیشترین کا دور
شکوی (طعن)
جواب شکوی
خاتمہ ۱۲

مال و دولت میں زیادہ، ازید عدد او و فرما لا
(مدارک ج ۲ ص ۵۷) یعنی مشرکین کی کثرت تعداد اور فرا
جماعۃ بسبب ان تكون جماعة اخرى اکثر منها و
موضع قرآن سرچڑھنا ہے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے
بر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی
فتح الرحمن و یعنی یک آیت لا بآیت دیگر نسخ کنیم

جب ڈر کا وقت جا چکے پھر تو بہ واستغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔

قلیل و حقیر ہے۔ (۲) اس کی وجہ سے دنیا میں عذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی عذاب ہوگا امر اول مآ عند کذبہ سے امر دوم وَ تَذُوُّوا الشُّوْخَ سے اور امر سوم وَ لَكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ **۱۷** جو مردوزن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہوگی کیونکہ مؤمن موعود کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر و قناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہان دنیا کو تخت و تاج اور بے شمار سامان تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حیوۃ طیبہ سے آخری زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور

الفصل ۱۶

۶۱۳

ربما ۱۳

هَاجِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلُوا ثُمَّ جَاهِدُوا وَاصْبِرُوا

انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۱۰ یَوْمَ تَأْتِي

بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے جس دن آئے گا

كُلُّ نَفْسٍ نَحْدِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

ہر جی جواب و سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۱۱۱ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور بتلانی اللہ نے صفہ ایک مثال ایک بستی کی

كَانَتْ أَمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا أَمِّنًا كُلٌّ

تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ

پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے

الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۱۱۲ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ

تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے اور ان کے پاس پہنچ چکا

رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آپکڑا ان کو عذاب نے اور وہ

ظَالِمُونَ ۱۱۳ فَكُلُوا مِنْ أَرْزَاقِكُمْ اللَّهُ حَلَالٌ طَيِّبٌ وَأَشْكُرُوا

گنہگار تھے سو کھاؤ و روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو

نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۱۱۴ إِنَّا حَرَّمْنَا

اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو تو اللہ نے تو یہی حرام کیا

عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَ وَحُمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلُ

تم پر ہے مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

منزل ۲

وضوح قرآن عماران کے ہاں یا سرور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مگر پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں **وَل** یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ **وَل** ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا کہ کاکہ کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے غالی نہ رہنے لگے یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمن **وَل** این قصہ اجمالی انشراح کردہ شدہ است از قصہ ہائے بسیار و منطبق است بر واقعہائے بے شمار و لہذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است و تشبیہ در یک سیاق ۱۳۔

بہارِ قرآن

لَا يَغِيْرُ اللّٰهُ بِهِۦ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ کے سوا کسی اور کا بھروسہ نہ کرنا ہو نہ زور کرنا ہو نہ زیادتی تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمْ

کھنٹے والا ہر زبان ہے اور مت کہو وہ اپنی زبانوں کے

الْكُذِبَ هَذَا حَلٰلٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلٰی اللّٰهِ

جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان

الْكُذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْكُذِبَ

باندھو بے شک جو بہتان باندھتے ہیں اللہ پر

لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

ان کا بھلا نہ ہوگا کھوٹا سا فائدہ اٹھالیں اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَمُنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ

اور جو لوگ گمراہ ہوئے ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سننا چکے

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے وہ بھرات یہ ہے

اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْءَ بِجِهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ

کہ تیرا رب وہ ہے ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی نادانی سے پھر توبہ کی اس

بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا غَفُوْرٌ

کے پیچھے اور سزاوارے اپنے کام سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا

ہر زبان ہے اصل میں تو ابراہیم تھا وہ راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک

وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّنِعْمَةِ

اور نہ تھا شرک والوں میں مدق حق ماننے والا اس کے احسانوں کا

مازل ۳

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا ذابا اللہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ محمد کا کلام ہے جسے وہ غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ مشرکین ظالم ایسے بیباک تھے کہ حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے پورے وثوق سے کہنے لگے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتٰی اے محمد بات صرف یہی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا ہے یعنی اللہ نے یہ کلام نازل نہیں فرمایا (اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتٰی) متقول علی اللہ تعالیٰ تا مریبشی شہید و لك فتنهی عنه روح ج ۱۴ ص ۲۳۷) یہ درمیان میں جملہ محترضہ ہے جس میں نسخ کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اس کی مصلحتوں اور اس کے مواقع کو وہ خوب جانتا ہے یہ کور باطن محض نادانی سے اعتراض کرتے

ہیں۔ ۱۱۵۔ یہ جواب شکوی ہے اور شبہہ ادنیٰ کا رد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افتراء نہیں بلکہ یہ روح القدس

یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مومنوں کا امتحان کرے۔

چنانچہ جب کوئی آیت منسوخ کی جاتی ہے تو مومنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب نسخ کے بجائے نسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں

اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیسبلوہم بالسنم حقواذا قالوا فیہ کھوا الحق من ربنا والحمد للہ الذی حکیم لا یفعل الا ما ہو حکمہ وصواب حکم لہم بشتات

القدم وصحة الیقین وطمانیۃ القلب ودارک ج ۲ ص ۲۳۷) یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے کہ مکرہ میں ایک رومی غلام بعام نامی رہتا تھا یہ اسلام

لا چکا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لِسَانِ الَّذِیْ یُلْحِدُ ذٰلِکَ الْاِیْمَانِ یہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبیث باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص

کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف شستہ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجمی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشرکین کا

یہ طعن بھی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض ازراہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت مقبول دیا گیا۔ ۱۱۷۔ یہ معاندین کے لئے

تخویف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے

دردناک عذاب ہے۔ اِنَّمَآ یَفْتَرِی الْاِیْمَانِ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افتراء وہی شخص کر سکتا ہے

جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اس لئے جھوٹے اور مفتری یہ خود ہی ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر علیہ السلام پر قرآن اپنی طرف سے بنانے کا افتراء

کرتے ہیں۔ ۱۱۸۔ یہ قیاد اقرآت سے متعلق ہے قرآن مجید کی آیات سے ایمان والوں کا ایمان نازہ ہو جاتا ہے۔ ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور انہیں ثبات و استقامت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ ایمان لانے کے بعد شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے پھر جائیں ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور وہ شدید ترین عذاب میں مبتلا

موضع قرآن و سورۃ اقسام میں ذکر ہو چکا و یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بجھتے گئے و یعنی حلال اور حرام میں اصل ملت ابراہیم ہے اور فتح الرحمن و مہترجم گوید حنیف انرا گویند کہ حج و فتنہ و غسل جنابت میکرده باشد و اللہ اعلم ۱۲۔

مشرکین خدو

مشرکین سوال مقدمہ

مشرکین مذکور

مشرکین مذکور

مشرکین مذکور

مشرکین مذکور

ہوں گے۔ اور یہ اَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ سے بھی متعلق ہے اور عہد توڑنے والوں کے لئے تحذیف انہی ہے۔ کفر بعد الاسلام سے عہد اسلام کو توڑنا مراد ہے اس طرح یہ بھی قرینہ ہے کہ وہاں عہد سے عہد ایمان و اسلام مراد ہے عام نہیں۔ مَنْ كَفَرَ الْخِطَابَ اور فَعَلَيْكُمْ غَضَبُ الْخِطَابِ اس کی جزا مقرر ہے جس کی تقدیر پر مَنْ تَشْرَحُ الْخِطَابَ جواب دال ہے۔ اَلَا مَنْ اُكْرِهَ جَزَاہُ مَقْدَرِہِ مَضْمُونِہِ مَسْتَحْتِیْ ہے وَلَٰكِنْ مَنْ تَشْرَحُ الْخِطَابَ تَبْلَسُ اس سے استدراک ہے اور فَعَلَيْكُمْ غَضَبُ الْخِطَابِ مَنْ تَشْرَحُ الْخِطَابَ کا جواب ہے۔ (مدارک، روح، بحر) یعنی جس شخص نے ایمان لانے کے بعد عہد اسلام کو توڑ دیا اور منہ سے کلمہ کفر کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے

النحل ۱۶

۶۱۴

ربیع الثانی

اجْتَبِهْ وَهْدًا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ اَتَيْنَهُ فِي الدُّنْيَا

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی ہم نے اس کو دنیا میں

حَسَنَةً طَوَّأْنَهُ فِي الْآخِرَةِ ۝ لِمَنِ الصَّالِحِينَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں سے ہے کہ ہم نے تم کو بتایا کہ

اِنْ تَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ اِنَّمَا

کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں سے تھے

مَجْعَلِ السَّبْتَ عَلَى الَّذِينَ اٰخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ

کام دن جو مقبرہ کیا ہے سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کرے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَا كَانَوْا فِيْهِ لِيَخْتَلِفُوْنَ ۝ اُدْعُ اِلٰى

ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے وہ بلا اپنے

سَبِيْلٍ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي

رب کی راہ پر سب سے اچھی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس

هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهِ وَهُوَ

طرح بہتر ہو تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو سمجھوں گے اس کی راہ اور وہی

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِنْ عَاقِبَتُكُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْثِيْتُمْ

بہتر جانتا ہے ان کو جو راہ پر ہیں اور اگر سب سے بدلو تو بدلہ لو اس قدر حنفی کہ تم کو تکلیف پہنچائی

بِهٖ وَلٰكِنْ صَبْرٌ تَمَّ لَهُمْ خَيْرٌ لِّلصَّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ

جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے

اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَخْزَ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَلٰلٍ مِّمَّا يَكْفُرُوْنَ ۝ اِنَّ

اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غصہ نہ کیا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ ۝ اِنَّ

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

مزل

سبیل اللہ پر نہایت مہربان ہوگا۔ ۱۱۴ قرآن مجید میں لفظ مثل چار معنوں میں آیا ہے۔ کہانی، صفت، شئی عجیب اور عبرت یہاں آخری معنی مراد ہے۔ لغت میں

موضع قرآن اسی ملت پر آئے ۱۱۵ یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ۱۱۶ الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قضیہ نہ بڑھے ۱۱۷ پہلے جو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بری نہیں پر صبر اور بہتر ہے۔

فتح الرحمن مترجم گوید یعنی یہود بحث میگردند در شنبہ طائفہ گفتند کہ خدایتعالی روز شنبہ از خلق فارغ شد پس در شنبہ عبادت باید کرد و طائفہ سکوت کردند

سارہ کی دینی دولت
فی شریعت شادی و
شرک خفی ۱۲
سب جواب سوال مکرر

مترجم قرآن

صالحہ علیہ السلام

۱۴

صرف پہلے دو معنوں میں مستعمل ہے۔ فَتَوَّابٌ بِمَعْنَى جَعَلَ، قَرِيبَةٌ مَعَ صِفَتٍ جَعَلَ كَامِعْفُولٍ اَوَّلُ مُؤَخَّرٍ مَثَلًا مَفْعُولٌ ثَانِيٌّ مُقَدَّمٌ بِمَعْنَى كُرِّىا اللّٰهَ نَہْ لَمَكَّ كُو جَائے عِبْرَتِ جِس كے اہل بڑے مالدار اور خوشحال تھے پھر شرک کی وجہ سے ان پر قحط کا عذاب پڑا اور رزق تنگ ہو گیا۔ یہاں سے وَ هُمْ ظَالِمُونَ تک سورت کی ابتداء یعنی آتِیْ اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا كَسْبَ لَكُمْ فِی شَيْءٍ سے متعلق ہے ابتداءئے سورت میں مشرکین مکہ سے فرمایا جلدی نہ کرو بس میرا عذاب آیا ہی سمجھو یہاں فرمایا ہم نے مکہ والوں پر عذاب ڈال دیا۔ قریبۃ سے مکہ کو مراد ہے پہلے اہل مکہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے میوے، پھل اور غذائی اجناس فراوانی کے ساتھ ان کے پاس پہنچتی تھیں مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کا پیغمبر جو پیغام توحید لے کر ان کے پاس آیا اس کی کذیب کی اللہ کے پیغمبر نے انہیں غیر اللہ کو کار ساز اور حاجت روا سمجھ کر مشکلات میں پکارنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان پر قحط مسلط کر دیا۔ جو سات برس رہا۔ اس دوران میں مشرکین اس حد کو پہنچ گئے کہ اگر انہیں کہیں کتنے کام دار اور گو بر مل جاتا تو اسے بھی خوشگوار طعام کی طرح چٹ کر جاتے۔ کَلَّا ابْتُلُوا بِالْجُوعِ سَبْعَ سَنَاتٍ وَقَطَعَ الْعَرَبُ عَنْهُمْ الْمُدِيرَةَ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلُوا الْعِظَامَ الْمُحْرَقَةَ وَالْكَافَّةً مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّجْوَى وَهُوَ الْوَبْرُ يَعْلَجُ بِاللَّدْمِ (قرطبی ج ۱۰ صفحہ ۹۷) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مشرکین قریش پر بددعا کی تھی کہ اے اللہ ان پر اپنی گرفت سخت کر دے اور قحط مصر کی طرح ان پر قحط مسلط کر دے اَللّٰهُمَّ اشْدِدْ وَطْئَتَكَ عَلٰی مَضْرُوًّا جَعَلَهَا عَلَيْنَا عَلِيمٌ سِنِينَ كَسْنِي يَوْسُفَ (روح ج ۴ ص ۲۳۶) مشرکین مکہ جب بے بسی اور بیچارگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو ابو سفیان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلہ رحم اور قربت کا واسطہ دیا کہ صلہ رحمی اور عفودر گذر کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی یہ قوم تو ہلاک ہو رہی ہے اس پر آپ نے بقضائے شفقت و رحمت ان ظالموں کے لئے دعا کی اور لوگوں کو انکے غلبہ پاس لے جانے کی بھی اجازت دیدی۔ (قرطبی) مکہ میں قحط پڑنے کا واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا۔ یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصہ دوم — نفی شرک فعلی

اس حصہ میں شرک فعلی کی دو مشقوں کا رد کیا گیا ہے۔ تحریماتِ غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کار ساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہذا اب فکلو اسے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذریں ماننے سے بھی باز آ جاؤ۔ اس میں تحریمات غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال و طیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بحیرہ، سائبہ وغیرہ نہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورہ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی سے ملاحظہ ہو عاصیہ ص ۱۲۷۔ ۲۹۸ یہ صَدْرَبِ اللہ صَدْرًا الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کار ساز سمجھ کر پکارا۔ معبودان باطلہ کی تحریمات کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجالاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذریں دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ ۹۴ اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے موطر، دم مسفوح، ذبح کے وقت بہنے والا خون، خنزیر اور نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ حاشیہ ص ۱۲۷۔ ۹۵ یہ ماقبل پر متفرع ہے بطول و نشر غیر مرتب ھَذَا احْلَلُ یہ نذر غیر اللہ پر اور ھَذَا احْرَامُ تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریر انھا ہو للہ عزوجل وليس لاحد ان يقول او يصرح به لھذا فی عین من الاعیان الا ان یکون البادی تعالٰی خبر بد لك عند (قرطبی ج ۱ ص ۱۹۷)، لہذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بتاتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

مشرکین نے اپنی طرف سے محرمات اور محملات میں اضافہ کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے شدید انکار فرمایا۔ انھوں کا نوا یحرمون البحرۃ والسمائیۃ فی الوصیلۃ والحامد کانوا یقولون مَا فِی بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذَکُورِنَا وَمَحْرَمٌ عَلَیْ أَزْوَاجِنَا فَقَدْ زَادُوا فِی الْمَحْرُمَاتِ وَزَادُوا اِیضًا فِی الْمُحَلَّاتِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُمْ حَكَّلُوا الْمِیْتَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنِزِرِ وَمَا أَهْلُ بِلَدِهِ لَغَوِیْرَ اللَّهِ تَعَالَى فَاللَّهُ تَعَالَى بَیْنَ أَنْ مُحْرِمَاتٍ هِيَ هَذِهِ الْأَنْعَامُ وَبَیْنَ أَنْ الْأَشْبَاءَ الَّتِی یَقُولُونَ إِنَّ هَذَا حَلَالٌ هَذَا حَرَامٌ کَذِبٌ قَوْلُهُمْ عَلٰی رُبِّهِمْ جِدْ صَدَقَ اللَّهُ ۝۵۳، ۵۴

وَبَیْنَ أَنْ الَّذِينَ یَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ اتَّخَذُوا آلَهُ النَّاسِ عِزًّا ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ یَفْتُرُونَ - تَابَ عَبْدُ اللَّهِ عَلَیْهِمُ أَنْ لَوْ كُنَّا لِلَّهِ قُوَّةً لَأَقْبَضْنَا الْعَصِيَّةَ إِذْ قَالَ لَهُمُ ابْنُ مَرْثَدٍ لَأَتَّبِعَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَمَا يَتَّبِعُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَخَّرَ لَكُمْ هَذِهِ الْأَرْضَ وَعَهَا كُلَّ حَرْشٍ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ تَعَالَى الَّذِی بَدَّلَ سَائِغَ الْعِصْيَانِ إِلَى الْحَقَّ ۖ فَمُتَّحِقَةُ الْإِثْمِ أَنَّ الَّذِينَ اقْتُلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمْوَالُهُمْ مُّسْكَنَةٌ وَهُمْ تُبْغَىٰ عَنْهَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا عَلَيْهِمْ شَرٌّ مِّلًّا ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ وَأَنَّهُمْ وَقَفَتْ هُدُومُهُمْ رَبَّنَا بِآيَاتِكُمْ اللَّائِي تَجْعَلُ مَا نَحْمَدُ حَرَامًا ۚ

یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو پھر یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں۔ یہود پر اونٹ کا گوشت حرام تھا اور یہ بحیرہ، سمندر، وکیلہ اور حمام سب اونٹ ہی کی قسمیں ہیں۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ چیزیں اصل میں بھی تو حلال مگر تم نے یہود کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے یہ جانور ان پر حرام کر دیئے۔ مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ سَ سورۃ النعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَ عَلَى الَّذِينَ هَادُوا أُحْزِمْنَا كُلٍّ ذِي ظُفْرِ أَلَا يَتَذَكَّرُونَ (انعام ۱۸۶) وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ أَحَدًا اور یہ ملال چیزیں ان پر حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ یہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا ہے جیسا کہ سورۃ النعام کی آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا۔ ذَلِكَ جَزَاءُ لَهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا لَصَدِيقُونَ اور سورۃ نساء ۲۴ میں فرمایا قَبْضَلِيمُ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا أُحْزِمْنَا عَلَيْهِمْ طَيْبَاتٌ أُحْلِلْتُ لَهُمْ وَبَعْضُهُمْ عَلَى سَبِيلِ اللَّهِ ۝۹۸ حکم تعقیب ذکر کی کے لئے ہے یعنی پھر یہ بات بھی سن لو اور یہ بھی ضرور اللہ مثلاً سے متعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مشرکین مکہ کو عذاب سے بالکل ہلاک نہیں کر دیا بلکہ انہیں سوچنے، سمجھنے اور عبرت پکڑنے کے لئے مزید مہلت دی اس لئے جو لوگ نادانی اور بے سمجھی سے کفر و شرک کرتے رہے ہیں اگر وہاب بھی یعنی عذاب قحط اٹھ جانے کے بعد بھی صدق دل سے توبہ کر کے دین اسلام قبول کر لیں، کفر و شرک سے باز آجائیں اور اعمال صالحہ بجالائیں تو اللہ تعالیٰ ایسا

۹۹ جب دونوں حصوں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریق پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمّۃ بر وزن فُعْلَکۃ بمعنی مفعول ہے ای ما موصلاً اور نامر مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمّۃ بمعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس قدر خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عندہ علیہ السلام من الخیر ما کان عند اُمّۃ وہی لجماعۃ الکثیرۃ ... وقیل لامّۃ ہنا فعلۃ بمعنی مفعول کا لرحلۃ بمعنی المرحول الیہ روح ج ۴ ص ۱۶۷) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قَانِتًا لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حَذِیْقًا تمام باطل دینوں سے منحرف ہو کر صرف دین توحید کو ماننے والے، وَکَرِیْکًا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور ہر قسم کا شرک و شرک فی التصرف اور شرک فعلی، کرنے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَیْءًا کَرًا لَا نَعْبُدُہُ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَنَبَہُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا اور صراطِ مستقیم در راہ توحید کی راہنمائی فرمائی۔ وَاتَّخِذْہُ الْیَہُودِیَّیْنَ ہِمَّ لَہُمْ تَسْبِیْہُ بِلَدِہِ عَطَا کِیَاکَ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ ۱۰۱ دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اسے مشرکین مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اسے مان لو۔ غیر اللہ کو پکارنا بھی جھوٹا ہے اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے بھی باز آ جاؤ۔ ۱۰۲ یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ملت ابراہیم کی تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سَبْت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجالاتے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فیہ علی نبیہم حیث امرہم بالجمعة فَأَخْتَارُوا السَّبْتَ وَهَکَذَٰلِکَ یُہودُ درود ج ۴ ص ۱۶۷) حضرت شیخ رحمہ فرماتے ہیں فِیْہِ میں فی بمعنی لام اعلیہ ہے ای اختلفوا الاجل تعظیم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا ۱۰۳ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و حکمہ جن سے دعویٰ خدشہ واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَۃُ الْحَسَنَۃُ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تخویف و انداز کے ساتھ ترغیب و تنبیہ بھی ہو۔ اَلَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ (روح و مدارک) آپ دلائل و براہین کے ساتھ نصیحت و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستگی انداز گفتگو سے دعوت توحید پیش کرتے ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پر واہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّکَ کَھُوَ اَعْلَمُ الْخَافِیَّاتِ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یعنی اِنَّمَا عَلَیْکَ یَا حَمْدُ تَبْلِیْغُ مَا اُرْسَلْتَ بِہِ الِیْہِمَّ وَ دَعَاہُمْ بِہِذِہِ الطَّرِیْقِ الثَّلَاثَۃُ وَ هُوَ اَعْلَمُ یَا لَفَرِیقَیْنِ الضَّالَّیْنِ الْمُهْتَدَیْنِ فِیْجَاذِیْ کُلَّ عَمَلٍ بِجَمَلٍ (خازن ج ۴ ص ۱۶۷)۔ ۱۰۴ اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لے لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجر و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ ۱۰۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے ضد و عناد پر ڈٹے رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِالْجَمَلِ ماقبل کے لئے تحلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمال صالحہ بجالائیں یا تحسین سے غلصہ میں مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام ہنگ و دو محض رضائے الہی کے لئے ہو لی لذین اجتلبوا السیئات و ولی العالمین بِالْطَّاعَاتِ قیل من اتقى فی افعاله واحسن فی اعماله کان اللہ معہ فی احواله وہم عینہ نصرتہ فی ملامتہ و عصمتہ المخطوۃ مدارک ج ۲ ص ۲۳) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجہ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لاحوالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لہذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت توحید اور پیغام الہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَ تَبَّ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

سورہ نحل میں آیات توحید و اسکی خصوصیات

- ۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ - تا - اِنَّ اِلٰهَنَا فَانْقُوْنَ ۝ مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔
- ۲۔ تَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - تا - وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - تا - وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (۲۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ (۲۶) نفی شرک فی العلم۔
- ۵۔ لَا جبرَ مَا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ (۳۶)
- ۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ ۝ ط مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔
- ۷۔ اَوْ كُمْ يَدْرُوْنَ اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ ۝ (۶۶) - تا - اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۝ نفی شرک فعلی۔ ویتا خدا ہے لیکن اللہ کے دیئے سے نذرین غیر خدا کی دیتے ہیں۔
- ۹۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً ۝ (۸۶) - تا - وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ ۝ (۱۰۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۰۔ مَرْبِّ اللّٰهِ مَثَلًا عَبْدًا - تا - وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تمثیل برائے معبود برحق و معبود باطل۔
- ۱۱۔ وَاللّٰهُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - تا - اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (۱۱۶) نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔
- ۱۲۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ - تا - كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ نِعْمَتَهُ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْلِمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۳۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ - تا - فَلَعَنَهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْكُرُوْنَ ۝ (۱۲۶) نفی شرک فی التصرف والاغتیار۔ مرسومہ سفارش قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔
- ۱۴۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ - تا - وَمَا اٰهْلًا لِّغَيْرِ اللّٰهِ ۝ (۱۵۶) نفی شرک فعلی۔
- ۱۵۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً - تا - وَكُمُ يَكُ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ (۱۶۶) نفی شرک فی التصرف و شرک فعلی۔
- ۱۶۔ مسئلہ توحید کون ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دیوی تخویف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعویٰ توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور وحی ذکر کر کے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔
- ۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

(آج بتاریخ ۷ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر

۲۵ منٹ پر سورہ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تم الصالحات والصلوة والسلام علی رسولہ

سید السادات علی آلہ وصحبہ مادامت الارض والسموات ۛ

سُورَةُ بَنِي إِسْرَءِيلَ

ربط : سورۃ بنی اسرائیل کو سورۃ نخل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نخل یعنی شہد کی مکھی الہام الہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کار ساز ہونے کا پتہ چلتا ہے اس لئے تم یہ بات مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کر کے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب خداوندی سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔
معنوی ربط : سورۃ نخل میں مشرکین کے مطالبہ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا۔ مشرکین ازراہ عناد و استہزاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین فحش میں مبتلا کر دیا جس کا سورۃ نخل کی آیت ذیل میں ذکر کیا گیا۔ وَصَّيَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّمَا كَانَتْ اُمَّةٌ مِّنْكُمْ مَّا كَانَتْ اُمَّةً مَّتَطَهِّتَةً اَلَمْ (۱۵) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا تاکہ انہیں مشرک کا اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اس کے بعد ان سے فحش کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موقع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور شرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھانے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد و عناد اور انکار و جود پر اڑے رہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہو جائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَوْلًا اَنْزَلَ عَلَيْنَا آيَةً مِّنْ رَبِّهِ (۱۷)

اب سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا ہم نے تمہیں معجزہ اسراء دکھا دیا ہے۔ اگر عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے کیونکہ معجزات تحریف کیلئے ہی دکھائے جاتے ہیں اور یہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہیں مانتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قوم ثمود نے معجزہ ناقہ دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور قوم فرعون نے معجزہ عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا تو انہیں عرق کر دیا گیا۔

خلاصہ : اس سورت میں معجزہ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ معجزہ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں۔ ایک وہ جو مسئلہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تحریف ہے۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے۔ قُلْ ادْعُوا اللّٰهَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ - تا - وَكَذٰبُكُمْ كِبٰرًا (۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمن کہہ کر۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ فَلَهُ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اَلَمْ میں پکارا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکارنا کہ نہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکارنا کہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلَمْ يَرْقُلْ اَدْعُوْا اللّٰهَ اَلَمْ يَكُنْ دَلِيْلٌ ہ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کا رسانی کا مالک ہی ہے، اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیات توحید دس اور آیات معجزہ پانچ ہیں۔

آیات توحید | ایک دلیل وحی — تین دلائل نقلیہ — چھ دلائل عقلیہ

دلیل وحی : سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی بَعْدَہُ اَلَمْ یہ امر محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ اے سبحوا سبحاناً اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا کہ مجھے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ تورات میں بھی یہی حکم دیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو کار ساز نہ بناؤ اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے۔

دلائل نقلیہ : (۱) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَ اٰتٰیْنَا مُوْسٰی الْکِتٰبَ - تا - اَلَّا تَتَّخِذُ وَاٰمِنَ دُوْنِیْ وَکَیْلًا (ع ۱) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب تورات نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کار ساز نہ بناؤ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو۔ (۲) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلْ اَدْعُوا الَّذِیْنَ رَعٰیْتُمْ - تا - کَانَ مَحْذُوْرًا (ع ۶) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کار ساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دور کر سکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزان و ترساں رہتے ہیں۔

(۳) دلیل نقلی از علماء اہل کتاب اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖ اِذَا نُتِلَ عَلَیْہِمُ - تا - وَیَزِیْدُہُمْ خُشُوْعًا (ع ۱۲) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو کومانو یا نہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لاپچکے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرنے اور اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہیں تو یہ بھی قرآن، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے۔

دلائل عقلیہ : (۱) اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی وحی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

(۲) وَ جَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ - تا - وَ کُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰہُ تَفْصِیْلًا (ع ۲) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبّر سب کا کار ساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پکار کے

مختصر خلاصہ

عذاب قحط ہم نے اٹھا لیا ہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزہ اسرار ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ معجزہ اسرار چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ اول آیات توحید دوم آیات معجزہ۔ سورت کا دعویٰ جس کے لئے معجزہ اسرار ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل سے مذکور ہے۔ **قُلْ ادْعُوا اللہَ اَوْ ادْعُوا السَّحَرِیْنَ** الخ یعنی حاجات میں جب بھی پکارو، صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اُس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں۔ **وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَوَاتِكُمْ** الخ پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو **وَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** الخ دلیل ماقبل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کا رازی کامل ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

آیات توحید

ایک دلیل وحی **سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰیْ بِعَبْدِہٖ** سے ذکر کی گئی۔

دلائل نقلیہ

دلائل نقلیہ میں ہیں اول شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے **وَ اٰتٰیْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ** الخ دوم درمیان میں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے **قُلْ اَدْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ** الخ سوم آخر میں علماء اہل کتاب سے **اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْشُوا الْعِلْمَ** الخ (۱۲۶)

دلائل عقلیہ

دلائل عقلیہ چھ ہیں۔ (۱) **اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ** اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا وہی ہے۔ (۲) **وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ سَارِیْنِ** اللہ کے تصرف میں ہے لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ (۳) **اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ** الخ (۳۶) تمام کار راز قیونکہ وہی ہے اس لئے وہی متصرف و مختار اور کار ساز ہے۔ (۴) **وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** (۶۴) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کار ساز ہے۔ (۵) **رَبُّکُمْ الَّذِیْ یُبْرِیْجُ السَّحَابَ** (۶۷) سمندروں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی کے تلوخی احکام نافذ ہیں لہذا خشکی میں بھی وہی حاکم و متصرف ہے۔ (۶) **کُلُّ لَوْ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَلْمَدِیْنَۃَ اِلٰہِ سَارِی کَانَاتِ** کارب اور جگہ داتا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی سب کا کار ساز ہے۔

آیات معجزہ

(۱) **سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی** الخ مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ اسرار پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ (۲) **اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ** الخ معجزہ اسرار کی طرح قرآن بھی ایک معجزہ ہے اور اس میں وحی مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کے لئے معجزہ اسرار دکھایا گیا۔ (۳) **وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نَّکَلِّمَہٗ** (۶۶) منہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد نہ ماننے پر فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ (۴) **وَ اِنْ کَادُوْا لَیَقْتُلُوْکَ** الخ مشرکین نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ آپ کو اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ نرم کر لیں مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ میں ان کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ **وَ اِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِیْزُوْکَ** مشرکین مکہ معجزہ اسرار کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں

(بقیہ تحقیق مسئلہ وسیلہ)

البتہ بحرمت فلان دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔ اگر بحرمت فلان کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سنتے ہیں اور حاجت ردائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں۔ اور اگر اس کا عقیدہ نہ شرک نہ ہو اور اس کی تمام کتابیں توحید پر مشتمل ہیں تو اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آئے ہوں تو ان کی توجیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی درجہ سے معاف کر دے۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کر دے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیشن جج سے کہہ دے میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کر دیں۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران میں **وَ اتَّبِعُوا الرَّسُوْلَ** فَاَکْتَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِیْنَ۔ اور سورہ النعام میں **پارہ ساتواں** پہلے صفحہ میں ہے **یَقُولُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِیْنَ** ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اس طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل ہاشمی اور مجدد الف ثانی وغیرہم۔ پس ایسے بزرگان دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کر دی گئی ہے لہذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی عبادت سے خالی ہیں۔ ————— ہذا تحقیق شیخ و سنی مولانا حسین علی مرحوم

رہیں گے کیونکہ ہماری سنت جاری رہی ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کر دیا گیا۔ (۵) وَلَقَدْ أَنْتَبَذْنَا مُمُوكَ الْخَمْرَ (۱۲۶) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہم نے معجزات دے کر بھیجا تو قوم نے انکار کیا تو اسے غرق کر دیا گیا۔ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مکہ نے بھی نہ مانا تو ان کا بھی یہی حشر ہو گا۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ (۴۶) — تَا — عِنْدَ رَبِّكَ فَكُنْ مُكَوِّهًا ہمیں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو مسئلہ توحید کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کی بیان سے پہلے اور آخر میں صراحتہ شرک سے منع کیا گیا۔ وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۲۶) میں طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ نرمی سے دعوت توحید پیش کرو و درستی سے کام نہ لو۔

پھر وَادُّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ (۸۶) سے قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے متنبہ کیا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے معجزہ اسرار کے بعد بھی یہ تمہیں مسئلہ توحید سے روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس کے فریب کے خبردار رہو۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ الْخَمْرَ (۸۶) امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مسئلہ توحید ماننے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے آپ صبر و استقامت کے لئے نماز قائم کریں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہیں۔ اور بوقت ہجرت یہ دعا پڑھیں رَبِّ ادْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الْخَمْرَ اس آیت میں معجزہ اسرار کا ذکر ہے۔ معجزہ اسرار یعنی معجزہ معراج کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ روحانی تھا کہ جسمانی۔ بعض صحابہؓ اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر خواب میں کرائی گئی اور تمام ملکوت کا آپ نے حالت خواب میں مشاہدہ فرمایا۔ لیکن جمہور صحابہؓ اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بجمہور غصہ تھا اور حالت بیداری میں تھا۔ مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے لے کر ساتوں آسمانوں کے اوپر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو عجائب ملکوت کا بجمہور غصہ بجات بیداری بچشم سر مشاہدہ کرایا۔ وذهب معظم السلف والمسلمین الی انہ کان اسراء بالجسد فی القیظۃ الخ (قرطبی ج ۱۰) والا صحیح بل الصحیح ان الاسراء فی القیظۃ بعد البعثۃ مرۃ واحدة الخ (جامع البیان ص ۲۴) معراج کے دو حصے ہیں ایک مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک دوم مسجد اقصیٰ سے لے کر الی اشار اللہ معراج کا پہلا حصہ یہاں مذکور ہے اور دوسرا حصہ سورہ نجم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض

پہلی بار دیکھیں وہی پہلے توحید کا ذکر ہے

مشکوٰۃ گزاردی

بنی اسرائیل

۶۲۱

سُبْحَنَ الَّذِیْ ۱۵

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَكِّيَّةٌ فِي ثَمَانٍ وَعَشْرٍ آيَاتٍ مِنْهَا آيَاتٌ ثَلَاثٌ وَخَمْسُونَ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
پاک ذات ہے جو سہ لے گیا اپنے بندہ کو سہ راتوں رات مسجد
الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَهٗ
حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت سے
لَنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱
تاکہ دکھلا دیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے دی ہے سننے والا دیکھنے والا بلند اور
اَتَيْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ هُدًی لِّبَنِیْ
دی ہم نے موسیٰ کو سہ کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی
اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِبَلًا ۝۲
اسرائیل کے واسطے کہ نہ بھراؤ میرے سوا کسی کو کارساز
ذُرِّیَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا
تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو نہ پڑھایا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ
شُکُورًا ۝۳ وَقَضٰیۤ اِلَیْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ
حق ماننے والا اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو سہ کتاب میں
لَنَفْسِدَنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَنَعْلُنَّ عُلُوًّا
کہ تم خسرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکش کرو گے برومی
کَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُولٰٓئِہِمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ
سرکش پھر جب آیا وہ پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

مذکور

لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دونوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر جمہور کا قول یہی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ واندہ ركب البراق بمكة ووصل الی بیت المقدس وصلہ فیہ ثلث اسری بجسد الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین مکہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورہ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ موخ قرآن و حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا کہ سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پہاں اننا ہی ذکر ہے باقی سورہ نجم میں ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی خدا تعالیٰ در شب معراج پیش از صعود بر آسمان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد المقدس رسانید ۱۲۔

بنی اسرائیل^{۱۴}

५२२

سَبِّحْنَ الذِّى ۱۵

اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

کے پیچہ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا۔ ہم نے پھیر دی تمہاری

باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

اس سے زیادہ کر دیا تھا بہت بڑا شکریہ ادا کر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

اپنا اور اگر بُرائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا خلہ و عدہ

دوسرا بیٹھ کر اور بندے کہ ادا اس کر دیں تمہارے منہ اور کھس جائیں مسجد میں

جیسے لمس لئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

بجلیہ ہیں ہمارے رب کے کہ ہم کر کے مہم بن کر اور ہر کامی کر کے تو ہم پھر وہی کہتے ہیں

اور کیا ہے ہم کے دلوں کو مٹا دیں گا سیدھا کٹ جائے گا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّهْدِي اللَّهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

[illegible]

منزل ۴

مددوسی آیت مہجورہ
مباحثات اخروی
وقف ادف

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مِنْ اٰیٰتِنَاۤ اَمْشَرٰکُمۡ
کی ہلاکت مراد ہے یعنی ہم یہ عظیم معجزہ معراج اپنے بندہ
خاص کو اس لئے دکھایا تاکہ اس کے بعد اگر مشرکین مکہ مسئلہ
توحید کا انکار کریں تو ہم ان معاندین کی ہلاکت میں آپ کو اپنی
قدرت کا ایک عظیم اور حیرت انگیز نشان دکھائیں۔ چنانچہ

موضع قرآن فلا تورات میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پچھ بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ کھڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھر کر دے، اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے، یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

فتح الرحمن
ملک داین وعدہ متحقق شد تسلط جاووت بادشاہ عمالقہ ۱۲ ملک داین مئی در طلائع حضرت داؤد ظاہر شد ۱۲ ملک داین وعدہ متحقق شد و متیکہ حضرت یحییٰ را کشتند پس بخت نصر را مسلط ساختند
ایشان عود کردند و افساد بکنیز حضرت پیغامبر ما و جنگ کردند با او پس خدا این تعالیٰ عود فرمودند تعزیر ایشان بقتل و اسر و جزیه ۱۲۔

نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا اس میں ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کو معانات میں غائبانہ مت پکارو۔ ویکبرلہ کارساز، تمام کاموں میں جس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے معاملات جس کے سپرد کئے جائیں ای دیا تکون امورکم الیہ (کبیر ج ۵ ص ۲۳) ای دیا تکون الیہ امورکم (مدار ج ۲ ص ۲۳) دیکھا بتوکلون علیہ فی امورہم (قوطب ج ۱۰ ص ۲) وقال الشیخ روح اللہ روحہ ای لا تعبد الا اللہ ولا تدعوا غیرہ فی الحوائج غائباً اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز مت بناؤ تو اس سے دعویٰ سورت کی سچائی واضح اور ثابت ہو گئی۔ کہ یہ منادی ہے اور اس سے قبل حرف

نادر محذوف ہے۔ ای یا ذریۃ الخ اس کا مقصود بالذکر محذوف ای اشکروا یعنی اسے اولاد نوح شکر گزار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکر گزار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکر گزار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوحؑ شکر اور توحید بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کرو گے تو قوم نوحؑ کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کو بنو اموحدین شاگردین لنعم اللہ مقتدین بنو الذی انتم ذریۃ من حمل معہ (بحرچہ) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد آتینا موسیٰ الکتب میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذریۃ من حمل معہ نوحؑ اور نوحؑ میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہوجاتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا جس کا حاصل یہ ہے کہ سبحانی الذی الخ میں فرمایا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزہ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی ہی تعلیم ہے لہذا اسے اہل کہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ان لوگوں کو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ کہ تحویف دنیوی کا

ملائیغزینوی

ملائیغزینوی

وَمَنْ ضَلَّ فَاتِّمَّا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بڑے کو اور کسی بد نہیں پڑتا

وَزِرَ أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ

بوجہ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا تلافی جب تک نہ بھیجیں

رَسُولًا ۝ وَإِذَا آرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا

کوئی رسول ڈال اور جب علہ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا

مُتَرَفِّفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

اس کے عیش کرنیوالوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہو گئی ان پر بات

قَدْ مَرَّهَا تَدْمِيرًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ

پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اکھاڑ کر اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرون

مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ وَكَفَّ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِمَادٍ

نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ

خَبِيرًا أَبْصِيرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ

جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو علہ پہلا گھر

عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر پھرایا ہے ہم نے

لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَنْ مَوْماً مَدْحُوراً ۝ وَمَنْ

اس کے واسطے دوزخ داخل ہو گا اس میں اپنی بُرائی سن کر ڈھکیلا جا کر اور جس نے

أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

چاہا پہلا گھر اور دوسری اس کے واسطے جو اس کی دوسری ہے اور وہ یقین پر ہے

فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُوراً ۝ وَلَا تُبَدِّلْ

سو ایسوں کی درڑ سٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچاتے جاتے ہیں

مَنْزِل ۳

ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شرف و فساد پھا کرو گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انتقام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین کہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر بربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزہ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ کتفسد فی الارض الخ فساد فی الارض سے احکام تورات کی مخالفت مراد ہے یوریل المعاصی و خلاف احکام التوراة (کبیر ج ۵ ص ۲۳) پہلی بار جب بنی اسرائیل نے احکام تورات کی مخالفت کی، توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے، غمرات کو حلال کر ڈالا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت نصرت جو سی بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے انہیں موضع قرآن وال یعنی بڑے محل آفت لائے ہیں۔ پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پھر تار رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔

هُوَ آءٍ وَهُوَ آءٍ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ

ان کو اور ان کو فہ تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی

عَطَاءِ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۲۰ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا

بخشش کسی نے نہیں روک لی دیکھ سکتہ کیسا بڑھا دیا ہم نے

بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَآ اَخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجَتٍ

ایک کو ایک سے اور پہلے گھر میں تو اور بڑے درجے میں

وَ اَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا

اور بڑی فضیلت مت بھڑا اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

اٰخَرٌ فَتَقْعَدَ مَذْمُومًا تَخْذُ وَلَا ۲۲ وَقَضَىٰ رَبُّكَ

پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر اور حکم کر چکا تیرا رب

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط

کہ نہ پلو جو اللہ اس کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو سکتہ

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدٌ هُمَا اَوْ كِلَاهُمَا

اگر پہنچ جائے تیرے سامنے سکتہ بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اَيُّيَّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا

تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے

قَوْلًا كَرِيْمًا ۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ

بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر

مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي

نیاز مستی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو

صَغِيرًا ۲۴ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نَفْسِكُمْ ط

چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

منزل ۳

یا سنہ زار اسرائیلی قتل کر دیئے، بانیوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور بیت المقدس کو سمار کر دیا۔ قُتِلَ اسُوا۔ یعنی بخت نصر کا لشکر اسرائیلیوں کے گھروں کے اندر گھس گیا اور خوب خون خرابہ کیا دیکر، ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَوْكَبَ الْحَمِيمَ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے تمہیں غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد میں برکت دی اور تمہاری تعداد میں خوب اضافہ کیا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اِلَيْنَا ابْ اَکْرَمْنٰکُمْ اگر تم نیک کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر بُرے کام کرو گے تو ان کی سزا بھی تم ہی بھگتو گے۔ فلہذا ای فعلیہا اساء عھا (خازن)، ۱۵۔ دوسری بار جب بنی اسرائیل نے شروفساد کیا، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فردوس شاہِ بابل کو ان پر مسلط کر دیا جس نے لشکر بھیج کر

بخت نصر کی طرح بنی اسرائیل میں خون خرابہ کیا (قرطبی)۔

لِیَسُوْا ۱۱۔ مقدر کے متعلق ہے امی بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ

عَبَادًا لَّنَا لِّیَسُوْا لَکُمُ اللّٰہ اس کے بعد اگر تم ٹھیک

راہ پر چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے گا اور تمہیں دنیا

میں اقتدار اور غلبہ دے گا لیکن اگر پھر تم نے راہِ فساد اختیار

کی تو پھر دنیا میں ویسا ہی عذاب دیں گے اور آخرت میں جہنم

میں قید کئے جاؤ گے۔ یہ یہودی کب باز آنے والے تھے چنانچہ

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو

قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ پر جادو کرنے کی کوشش کی اور

کھانے میں آپ کو زہر دیا تو دنیا میں یہ سزا ملی کہ کچھ مسلمانوں

کے ہاتھوں قتل ہوئے اور باقیوں نے ذلت سے جزیہ دینا

قبول کیا۔ وعاد بنو قریظہ وبنو النضیر وانشباہم

فاراد و ا قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسموہ

وجعوا السم فی طعامہ و حاربوا فعدا اللہ

علیہم وحبوا لا انتقام فقتل بنو قریظہ و احلی بنی

النضیر و ضرب علیہم الحجزیۃ یؤدو نہا عن

ید وھم صاغرون دمظہری ج ۵

۱۱۔ یہ دوسری آیت معجزہ ہے عجزہ اسرار کی

طرح یہ قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیا گیا اور اس میں وہی مسئلہ توحید کھول کر بیان کیا گیا جس

کی خاطر معجزہ اسرار دکھایا گیا۔ لہذا اب مسئلہ توحید پر ایمان نہیں

لاؤ گے تو سخت ترین عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے اور اگر

انجیل و انجیل

یہ دعویٰ تو صحیح ہے

یہ دعویٰ تو صحیح ہے

یہ دعویٰ تو صحیح ہے

یہ دعویٰ تو صحیح ہے

یہ دعویٰ تو صحیح ہے

پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الفاظ کہتے ہیں لاؤناں وہ عذاب اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاء منصوب بنزع الخافض لی کی بناءً انسان سے کافر انسان مراد ہے کہ وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہئے جیسا کہ نظریں عارث کے بارے میں ابن عباس رضی عنہما نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما هو النضر بن الحارث قال اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا اَلْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ الْاٰیۃ فَاجِیْبْ فَضْرَتِ غَفْقۃ صبرا وادارک انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آنے کا مطالبہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔ ۱۱۔ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا۔ رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمدورفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات

دن کا نظام ہمارے اپنے قبضہ و تصرف میں ہے جو ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل ہے۔ اسی علامتین علی وحدانیتنا وجودنا و کمال علمنا و قدرتنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۱) یہ تمام چیزیں ہم ہی نے تمہارے نفع کے لئے پیدا کی ہیں ہمارے سوا کوئی اور خالق نہیں ھل من خالق غیر اللہ تو پھر اوروں کو کیوں کارسار سمجھتے اور حاجات میں پکارنے پر ہوا؟ ۱۵۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ طحاوی اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرے گا۔ من اھتدی الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔ ۱۶۔ تحریف دنیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کر دے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور روحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حقی تبحر رسول) لاقامت الحجۃ و قطعاً للعدو فیہ دلیل علی ان ما وجبنا ما وجب بالسمع لا بالعقل (خازن و معالجہ ص ۳۵) ۱۷۔ یہ باقبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظہ حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سرسست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیدیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کر لیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اھلنا منک فیہا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہو گئے اسی امرنا ہم بالطاۃ اعذارا و انذارا و تحویفاً و وعیداً افسقوا ای فحجوا عن الطاعة عاصین لئنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۲) دیکھ لو

۱۵۔ تحریف اخروی ہے۔ طحاوی اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرے گا۔ من اھتدی الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔ ۱۶۔ تحریف دنیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کر دے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور روحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حقی تبحر رسول) لاقامت الحجۃ و قطعاً للعدو فیہ دلیل علی ان ما وجبنا ما وجب بالسمع لا بالعقل (خازن و معالجہ ص ۳۵) ۱۷۔ یہ باقبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظہ حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سرسست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیدیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کر لیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اھلنا منک فیہا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہو گئے اسی امرنا ہم بالطاۃ اعذارا و انذارا و تحویفاً و وعیداً افسقوا ای فحجوا عن الطاعة عاصین لئنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۲) دیکھ لو

موضع قرآن

۱۔ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خدا کرے اور پھر جمعہ لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے ۲۔ یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کرو ۳۔ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ۴۔ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس

بنی اسرائیل

۶۲۶

سبعین الذی ۱۵

اِنْ تَكُونُوا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِاٰوَابِيْنَ

اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُوْرًا ۱۵ وَاِنَّ الْقُرْبٰى حَقُّهٗ وَالْمَسْكِيْنَ

بخشتا ہے اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبْذِرْ تَبٰذِيْرًا ۱۶ اِنْ

اور مسافر کو اور مت اڑا بے جاٹ بے شک

الْمُبْذِرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيْطٰنِ ۱۷ وَكَانَ

اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور

الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۱۸ وَاِمَّا تَعْرِضْ

شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر اور اگر کبھی تغافل کرے تو

عَنْهُمْ اَبْتَغَاءً رَّحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ

لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۱۹ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

ان کو بات نرمی کی دے اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ جائے

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۲۰ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

الزام کھایا ہوا مارا ہوا دے تیرا رب کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۲۱ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيْرًا

جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی دہی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا

بَصِيْرًا ۲۲ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً اِمْلٰقٍ

دیکھنے والا اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

مَنْزِل ۳

یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ۴۔ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو بیٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ ۵۔ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ۶۔ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تنقید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گمراہی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی در صورت نجل ۱۲ ۲۔ یعنی در صورت اسراف ۱۲۔

سے ہے اور مراد ساری مخلوق ہے یا خطاب ہر سامع سے ہے بقا عدہ خطاب خاص و مراد عام۔ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں میں ایسا ہے۔ والخطاب فی لا تجعل للسامع غیر الرسول و قال لطبری وغیرہ الخطاب لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والمراد لجمیع الخلق (مخرج ۶ ص ۲) فتتعد مذموماً محذوراً لا تخويف ونبوی یا آخر وی ہے اور یہ بھی کہ جواب ہے یعنی اگر تو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کار ساز اور حاجت روا بنائے گا تو دنیا میں ذلت کے ساتھ کس پرستی کی زندگی گزارے گا اور جن کو تو نے اپنے مددگار سمجھا ہے وہ تیری مدد نہیں کر سکیں گے (کشاف) یا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ذلیل و خوار اور بے یار و مددگار ہوگا۔ ای لا ناصرك ولا ولیاً (قرطبی ج ۳ ص ۳۱)

بنی اسرائیل

۴۲۸

سبحن الذی ۱۵

كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولٌ ۖ وَلَا تَمْسِ

ان سب کی اس سے بوجھ ہوگی اور مت چل

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ

زمین پر اترتا ہوا تو بھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۖ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ

اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب

سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۖ ذَٰلِكَ وَمَا

میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری و یہ ہے ان باتوں میں سے جو

أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۚ وَلَا تَجْعَلْ

وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ مٹھرا

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا

اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَذْحُورًا ۖ أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُمُ بِالْبَنِينَ وَ

دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دے تمہارے رب نے بیٹے اور

اتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ

اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو

قَوْلًا عَظِيمًا ۖ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ

بھاری بات اور پھر پھر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں

لَبَدًّا ۚ وَ مَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۖ قُلْ لَّوْ

تاکہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدگنا کہہ اگر

كَانَ مَعَهُ إِلَهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوُا إِلَٰهَ

ہوئے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

مازل

من اشرك بالله كان مذموماً محذوراً... لما اثبت شر بجانك تعالى استحق ان يفوض امر الى ذلك الشريك فلما كان ذلك الشريك معذراً بقى بلا ناصر ولا حافظ ولا معين ذلك على الخذلان الكبير (ص ۳۱) وقضى ربك — تا عند ربك مكروهاً (ع ۳) چونکہ معجزہ اسرار کے بعد انکار توحید پر عذاب الہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ وقضى ربك ألا تعبدوا الا انا فيكم میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہ دلائل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت ہو گیا کہ کار ساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا اس کے سوا کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت بجانہ لازم اور نہ اس کے سوا حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ و بالوالدين احساناً یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الہی سے بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو چار جماعتوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدين دوم باقی تمام زشتہ دار سونم مساکین و غربا اور چہارم مسافر پر دینی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجائے ہیں۔ والدین کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق و آداب قدر سے تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ احساناً فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای احسنوا بالوالدين احساناً درمادک ج ۲ ص ۲۲، یعنی والدین کے ساتھ مکافئہ احسان کرو، حسن سلوک اور ادب و احترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل

مذکورہ بالا دلائل کا ثمرہ بھی ہے

بجانب

سبح

بلا فصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورہ لقمان (۲۶) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے ان اشکروا لوالدینک اکی المصبر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ واللہ والدین کے حقوق و آداب کی قدر سے تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوجھ ہو جائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا ذرا سی بات سے ان کا دل آزرہ اور دکھی ہو سکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہوگا فلا تقل لہما ایت یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کر جس میں ذرا موضع قرآن و یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کر کہ نہ کہنے کیوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی، و یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا ان کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت و شفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں۔ **۵۱۵** اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے معید جانتا ہے جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تم صدق نیت سے اور دلی محبت و احترام سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی و ہمدردی والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے ادار حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ غفوراً لما وقع منہم من نوع تقصیر او اذیة فعلیة او قولیة

والوالدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر و عار کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں تھیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک گزینہ کہیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں۔ **۵۱۶** والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو، صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو۔ غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو، اگر کوئی مسافر بحالت سفر تمہاری امانت کا مستحق ہو تو اس سے ہمدردی کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو۔ وَلَا تَقْبَلُوا رِبَاً وَأَفْضُلُوا اور بجا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے عذاب ہوگا۔ تَقْبِضُوا یہ ہے کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ مثلاً شرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص و سرود، شراب و کباب، عیاشی

سینما بنی ایسے کاموں میں خرچ کرنا تہذیب و اخلاق ہے۔ مسئلہ عن ابن مسعود عن التبنذیر فقال انفاق مال فی غیر حقہ (مظہری ج ۵ ص ۳۳۳) کیونکہ مال و دولت کو ناجائز اور خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے والے شیطان ہیں جس طرح شیاطین کا کام ہے شر و فساد پھیلانا اسی طرح سفیدین بھی شرک اور فواحش و منکرات کو عام کر کے ملک میں شر و فساد پکڑتے ہیں اذ المبدئ رساع فی افساد کالشیب طین (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۳) شیطان اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان فراموش اور ناشکر گذار ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں کفران و طغیان ہی کی راہ دکھائیگا

موضع قرآن **فل** یعنی پورا حکوم رہنا کیوں قبول کرتے تھے کئے ملک کو اٹ ڈالتے **فل** یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا **فل** یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پہنچ ہے اُس کے حساب میں کہیں نہیں۔

فتح الرحمن **فل** مترجم گوید درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ایشان بقرآن و مواظبت واللہ اعلم **فل** یعنی قصد استغناء و عیب جوئی نہ۔

بنی اسرائیل

429

سَبِّحْهُنَ الذِّى ۱۵

ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا

صاحب عرش کی طرف راہ و وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی

يَقُولُونَ عَلَوْا كَبِيرًا ﴿٢٢﴾ تَسْبِيحُ لَهُ السَّمَوَاتُ

ہاتوں سے بے ہنوائے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں سالتوں

السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۖ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ

آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں

الْأَيْسَرُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ

جو نہیں پڑھتی وہ بیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پرٹھنا

إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝۳۲ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ

لے شک وہ ہے تمہارا بخشنے والا اور جب تو پڑھتا ہے قرآن

حَعَلْنَا بَيْنَكَ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

کرتے ہیں ہم سچ میں تیرے اور ان سچے لوگوں کے جو نہیں جانتے

بِالْآخِرَةِ حَمَانًا مُسْتَوْرًا ﴿٥٥﴾ وَجَعَلْنَا عَلَى

آنحضرت کو ایک پردہ پھنسا ہوا ہے اور ہم رکتے ہیں ان کے

قُلُوبُهُمْ أَكْثَرُ أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي إِذْ أَنْزَلْنَاهُمْ وَقْرَأْ

دلوں میں پیر پیر وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ

وَإِذَا ذَكَرْتَ رِسَالَتَكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ عَلَى

اور حبِ فکر کو تباہی و توفان میں لے کر آئے گا۔ کیا اس کو سمجھا گئے ہیں؟

أَدْبَارِهِمْ نَفُوًّا ۖ ﴿٢٦﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمْعُونَ

اپنی بیٹھ پر بدک کرو! ہم خوب جانتے ہیں کہ جو اسطرح دہ سنتے ہیں

بِهِ اِذْ يَسْتَمِعُونَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ تَحْوٰى اِذْ

۲۔ جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب

منزل ۴

۲۸ اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور وہ رحمت خداوندی کا امیدوار اور فراخی رزق کا منتظر ہو یہ بات تقریباً ہر شخص میں پائی جاتی ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درستی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور دھوا لرد بالظن
۲۹ حسن دیکھو ۵ ص ۵۵ قول المیسور اسہلا لینا وعدہم وعدہم جیلا من یسرالا ص (ابو السعود ج ۵ ص ۵۵) خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دیادگی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو

سبحن الذی ۱۵ ۲۳۰ بی اسراءیل

یَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْجُورًا ۳۷

کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جا دو کا مارا

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا

دیکھ لے کیسے ۳۸ جہاتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو

يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۳۸ وَقَالُوا آءِذَا كُنَّا

راد نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا أَوْ رُفَاتًا إِنْآ لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۳۹

ہڈیاں اور چورا چورائے پھر اٹھیں گے نئے بن کر

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۴۰ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو

يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۴۱

مشکل سمجھ اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کرے گا ہم کو

قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۴۱ فَسَيُنْغِضُونَ

کہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب لٹکانیں گے

إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى

تیری طرف اپنے سر ہٹا اور کہیں گے کب ہوگا یہ تو کہہ شاید

أَنْ يَكُونَنَّ قَرِيبًا ۴۲ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ

نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا تب پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۴۳

اس کی تعریف کہتے ہوئے اور اٹھ کر دو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی دیر اور

قُلْ لِعِبَادِيَ يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ

کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو افسہ شیطان

منزل ۴

تقریباً ہر شخص میں پائی جاتی ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درستی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور دھوا لرد بالظن
۲۹ حسن دیکھو ۵ ص ۵۵ قول المیسور اسہلا لینا وعدہم وعدہم جیلا من یسرالا ص (ابو السعود ج ۵ ص ۵۵) خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دیادگی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو
اور اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو
اور آخر خانی ہاتھ نہ دامت وحسرت سے کف افسوس ملے
رہو بالکل خیر الامور اور سطحہ کے مطابق دونوں حدوں یعنی
افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ ۳۷ یہ توجہ کی تیسری
عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں
ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر
دولت مند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا
باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی
حکمت بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے
اللہ تعالیٰ جو سب کا رزق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے
اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہذا اسی کی
عبادت کرو، اسی کی نذر میں منتیں دو اور حاجات میں صرف
اسی کو پکارو۔ ۳۸ دفع عذاب کے لئے امر سوم کا ذکر یعنی
غفلت خدا پر ظلم نہ کرو دیہاں چھ امور ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔
یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگ دستی اور تنگی رزق کے خوف سے اپنی اولاد
کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ آخر تم
بھی رزق کھا کر رہی جی رہے ہو تمہیں روزی کون دیتا ہے جب
میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے
تنگی رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ در
گور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی
نہیں کما سکتی اور والدین اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے
اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ
تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ خاندانی منصوبہ بندی
بھی ایک معنی میں قتل اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ آیت
اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد
کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے
لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا

اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون

اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ ۳۲ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو
مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں کہ تَزْنُوا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے
کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ اِی لَا تَأْتُوا
بِدِوَاعِہَا مِنَ الْعِزْمِ عَلَیْہِہِ اَوْ عَلٰی بَعْضِ مَقْدَمَاتِہَا فَفَلَإِنْ تَبَا شَرُّہَا (مظہر ج ۵ ص ۳۳) یہ تیسرا ظلم ہے کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قَتَلَ مَطْلُوبًا اَوْ
مَوْضِعَ قَرَأَنٍ اَوْ یَعْنٰی اب شتائی کرتے ہو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس اُن ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔
فَنَحْنُ الْخَرَجُ مِنْ اَمْرِ لَمْ یَزَلْ یُحْمَلُ مِنْ حِوَارِہِمْ شَدِیدًا ۱۲

يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنْ الشَّيْطَانُ كَانَ لِلْإِنْسَانِ

جھڑپ کر داتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا

عَدُوٌّ وَأَمَّا بَيْنَكُمْ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنْ يَشَأْ

دشمن مسرتح ف بہتار رب جانتا ہے تم کو ۵۳ اگر چاہے

يَرْحَمُكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے

عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۵۴ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ

ان پر ذمہ لینے والا اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں

وَالْأَرْضِ ۵۵ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى

اور زمین پر ۵۵ اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو

بَعْضٍ ۵۶ وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۵۷ قُلْ دُعَاؤُ الَّذِينَ

بعضوں پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور کہہ لیکار و جن کو ۵۷

زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ

تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف

عَنْكُمْ وَلَا تَحْجُوا إِلَيْكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

کو تم سے اور نہ بدل دیں گے وہ لوگ ۵۸ جن کو یہ پکارتے ہیں

يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے

وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَ ۵۹

اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بے شک

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۶۰ وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ

تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ۶۰ اور کوئی بستی نہیں ۵۹

مَنْزِل ۴

مقتول کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ ۵۳ یہ جو تھا ظلم ہے یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کر لے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلاوجہ یتیم کا مال غصب کر لینا اور ناحق اس پر قبضہ جمالینا منکر ظلم ہے۔ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو وادخوابا لعہد بادوام

اللہ تعالیٰ وسواہیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۳۳)

۵۳ یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت

ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم

ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت

میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ

تمہاری روزی حرام کے شبہ سے پاک ہوگی، تمہارے کارو

بار میں برکت ہوگی اور دیانت و امانت کی وجہ سے لوگوں کا

تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس

کا اجر پاؤ گے۔ ۵۴ یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے

میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن و تخمین پر عمل نہ کرو اور

بلا تحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی باتوں

پر اعتماد کر کے کسی کو نشانہ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القبطی لا تتبع

الحدس والظنون (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۸۷) جیسا کہ دوسری

جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کشیرا من الظن ان بعض الظن

اشم (حجرات ۲۶) آدمی کو چاہئے کہ بلا تحقیق کوئی

بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ، آنکھیں اور کان

دئے ہیں ان سے کام لینا چاہئے۔ سوچ، بچار اور غور و فکر

کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں

کو سنی یا دیکھی بنانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جاننے کا دعویٰ

کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ

وَالْبَصَرَ الْيَوْنُكُمَا لِلَّهِ تَعَالٰی نے ہمیں سوچنے سمجھنے اور دیکھنے

سننے کے لئے حواس عطا فرمائے ہیں ان کے بارے میں تم سے

سوال ہوگا کہ ان سے ہم نے کیا کام لیا اور ان کو بے موقع تو

استعمال نہیں کیا۔ ۵۵ جب ذہن و مال و دولت اور جاہ

و حشم کی وجہ سے انسان میں غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے تو پھر

وہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور عصیان و طغیان پر آمادہ ہو جاتا ہے

اس لئے غرور و استکبار سے منع فرمایا کہ اپنی حقیقت دیکھو تم

ایک عاجز اور بے بس انسان سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ نہ تم زمین

کو پاؤں کی ٹھوکر سے پھلا سکتے ہو اور نہ گردن اونچی کر کے اور

موضع قرآن و یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھاتا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ فلذا کرے میں حق والا جھجھکتا ہے کہ دوسرا صریح

حق کو نہیں مانگا سو فرمادیا کہ تم پر ذمہ ان کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھا دے۔ فل یعنی بعضے بنی تھے کہ جھجھکائے تیرا حوصلہ ان سے زیادہ رکھا ہے اور

داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ فل یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ۵۶ یعنی جن کو کافر

ہو جتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ پڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں

سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمن فل و این کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ فل یعنی صلی ۲ و عزیر و ملائکہ ۱۲۔

سینہ تان کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم مائیگی کے باوجود اکثر اکثر کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ ۵۸ ذکرہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ ذکرہ برائیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ ۵۹ ذکرہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام ذکرہ سراب حکمت الہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ الْخَرَجَ دَفْعَ عَذَابِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مِنْ مَوْماً فَتَقْذُوزُوا اور پھر امورِ مذمومہ کے بعد بھی دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔ مخلوق خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم کرنا بہت بُرا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کمرہ ۱۰ لائحہ عمل مقصود والتوحید دُاس کل حکمت (جامع البیان ص ۲۴) اِنَّهٗ تَعَالٰی بَدَا فِیْ هَذِهِ التَّكْلِیْفِ بِالْاَمْرِ بِالتَّوْحِیْدِ وَالنَّهْیِ عَنِ الشِّرْكِ وَخَتَمَهَا بِعَيْنِ هَذَا الْمَعْنٰی وَالْمَقْصُوْدُ مِنْهُ التَّنْبِیْہُ عَلٰی اَنْ اَوَّلَ كُلِّ عَمَلٍ وَقَوْلٍ وَفِكْرٍ وَذِكْرٍ یَّجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ ذِكْرُ التَّوْحِیْدِ وَآخِرُهُ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ ذِكْرُ التَّوْحِیْدِ تَنْبِیْہًا عَلٰی اَنْ الْمَقْصُوْدُ مِنْ جَمِیعِ التَّكْلِیْفِ هُوَ مَعْرِفَةُ التَّوْحِیْدِ وَالِاسْتِغْرَاقُ فِیْهِ لَمْ یَكْدِرْ (ص ۵۹) شلہ یہاں سے لیکر فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا (ص ۵۶) تک زجریں ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے تھے مگر فرط تعنت و عناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ان کی سفارش و رخصت فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ ۵۷ زجر ہے مسئلہ توحید اور نفی شرک کو تم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر اللہ ان کی نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ ضد و عناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو، شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں میں نہ اتر سکیں۔ وذلک لانہم اعتقدوا فی القرآن

۱۰ ج ۱۰ ص ۲۴) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آئینیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا عبادات میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۵۷ یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔ مروج قرآن ول یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اُس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ول یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ ول یعنی جب کہہ دیا کہ رنج گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے پھر نو نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچھوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا، یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھا دیں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ ول یعنی اللہ کے حکم میں شبہ نہ نکالنے جو کافروں کی چال ہے، وہ چال ہے ابلیس کی۔

إِنَّا نَحْنُ مُمِلُّكُمُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ أَوْ مَعَذِبُوهَا

جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے

عَذَابًا شَدِيدًا ۱۰ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۵۸

اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ہے

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ

اور ہم نے اس لئے آیتیں موقوف کیں نشانیاں بھیجی کہ انہوں نے

بِهَا الْأَوَّلُونَ ۱۱ وَآتَيْنَا شُعُوبًا مُّبْصِرَةً

ان کو بھٹایا اور ہم نے دی مود کو اور ان کو سمجھانے کو

فَظَلَمُوا بِهَا ۱۲ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۵۹

پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں بھیجے جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا

اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ

جَعَلْنَا الرُّءُیَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُفِخَ فِي سُوفٍ

اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکارا ہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں

فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۱۰ وَإِذْ قُلْنَا

تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شہارت و اور جب ہم نے کہا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوا لِلآدَمِ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ

فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس

قَالَ أَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۱۱ قَالَ أَرَأَيْتَكَ

بولا کیا میں سجدہ کروں اس شخص کو جس کو بنایا تو نے مٹی کا کہنے لگے بھلا دیکھ تو

مَنْزِل

۱۰ ج ۱۰ ص ۲۴) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آئینیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا عبادات میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۵۷ یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔ مروج قرآن ول یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اُس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ول یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ ول یعنی جب کہہ دیا کہ رنج گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے پھر نو نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچھوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا، یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھا دیں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ ول یعنی اللہ کے حکم میں شبہ نہ نکالنے جو کافروں کی چال ہے، وہ چال ہے ابلیس کی۔

هَذَا مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ الْخ (قَاطِبِي) حُضْرَتِ شَيْخِ قَدَسِ سِرُّهُ نَعَى فَرِيَا آيَاتِ كَامِطَلَبِ يَهِي هِي كِه جِس طَرَحِ مُشْرِكِينَ كَاخْيَالِ سِي كِه اَن كِي مَرْعُومَه مَجْبُودِ الْوَهْبِيَّتِ اَوْ صِفَاتِ كَارِ سَاZِي مِيں اللّٰه كِي شَرِيكَ هِيں۔ اُور خُدا كِي يِهَاں اَن كِي سَفَارَتِي هِيں تُو وَه خُدا كِي يِهَاں قَرَبِ حَاصِلِ كَر كِي سَفَارَتِ سِي بِجَا رِيُوں كِي كَامِ كَر دِيَا كَرِيں اُور اَن كِي بِجَا رِي اُپِي حَاجَاتِ وَ مُشْكَلَاتِ مِيں اَن سِي سَفَارَتِ كَر اُور خُدا وَ نَد تَعَالَى سِي اُپِنِي تَمَامِ كَامِ حَسْبِ مَرْضِي كَر اِلِيَا كَرِيں حَالَانِكِه اِيَسَا كِهِي هِيں هُوَا كِه اَن كِي تَمَامِ حَاجَتِيں بَر آئِيں وَ قِيلَ مَعْنَا لَطْلِبُوا اِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا بِالتَّقَرُّبِ اِلَيْهِ (مَعَالِم) عَنْ هَجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ اِنْ الْمَعْنَى اِذَا طَلَبُوا الزَّلْفَى اِلَيْهِ تَعَالَى وَ التَّقَرُّبُ الْخ (رُوحِ جَم ۱۵ ص ۱۵۷) كَلِمَةُ مُشْرِكِينَ كِي اَن اَقْوَالِ بَاطِلَه سِي اللّٰه تَعَالَى كِي ذَاتِ پَاكِ اُور مَنْزِلَه هِي۔ اِس كَا كُوْنِي شَرِيكَ نَهِيں۔ اُور نِه اِس كِي سَا مَنِي كُوْنِي شَيْفَعِ غَالِبِ هِي۔ نُسَبِّحُ كِه السَّهْوُ الْخ زَمِيْن وَ آسْمَانِ كِي تَمَامِ خَلْقِ اُور كَسَنَاتِ كَا ذَرَه ذَرَه زَبَانِ مَالِ سِي يَز بَانِ قَالِ سِي اللّٰه تَعَالَى كِي تَبِيحِ وَ تَقْدِيْسِ مِيں مُشْرِكِ هِي اُور شَرِكِ سِي اللّٰه كِي تَنْزِيْهِي بِيَانِ كَرْنِي مِيں لَكَا هُوَا هِي۔ جَب سَارِي كَسَنَاتِ اللّٰه تَعَالَى كِي وَ حِدَانِيَّتِ كِي كُوَا يِي دِي رَهِي هِي تُو پُھَر اِس كِي لِيئِي بِيْتِيَاں تَجْوِيْزِ كَرْنَا اُور شَرِيكَ بَنَانَا بَهْتِ بُرِي بَاتِ اُور شَرْمَاكِ كَسْتَا نِي هِي جِهَادَاتِ كِي تَبِيحِ كِي بَارِي مِيں دُو قَوْلِ هِيں بَعْضِ كَاخْيَالِ هِي كِه حَيَوَانَاتِ اُور جِهَانَاتِ مَجِي زَبَانِ قَالِ هِي سِي تَبِيحِ پُڑھتِي هِيں مَكْرَمِ اَن كِي زَبَانِ بَحْثِي سِي قَا مَرِيں۔ قَالَتْ فَرْقَةُ الْمُرَادِيَةِ تَسْبِيْحُ الدَّلَالَةِ وَكُلِّ حُدُوثٍ يَشْمَعُ عَلَى نَفْسِهِ بَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَالِقُ قَادِرٌ وَ قَالَتْ طَائِفَةٌ هَذَا التَّسْبِيْحُ حَقِيقَةٌ وَكُلُّ شَيْءٍ عَلَى الْعَمَلِ يَسْبِيحُ تَسْبِيْحًا لَا يَسْمَعُ الْبَشَرُ لَا يَفْقَهُهُ الْخ (قَاطِبِي ج ۱ ص ۱۵۷) كَلِمَةُ اللّٰه تَعَالَى اِيَسَا عَلِيْمِ اُور مَعَاذِ كَرْنِي وَ اَلَا هِي كِه سَارِي خَلْقِ اِس كِي پَاكِ بِيَانِ كَرْتِي هِي اُور مُشْرِكِينَ اِس كِي لِيئِي شَرِكَا اُور شَفَاعَتِ تَجْوِيْزِ كَرْتِي هِي اِيَسِي بُرِي كَسْتَا نِي پَر بِيِي وَه اَن هِيں جِلْمَدِي بِلَاكِ نَهِيں كَرْتَا بَلَكِه مَهْلَتِ دِي تَابِي اُور اَكْر تُو بِي كَر لِيں تُو مَعَاذِ فَرَادِي تَابِي هِي۔ كَلِمَةُ يَهِي مُشْرِكِينَ كِي حَقِ كُوْنِه مَانِي اُور مُسَلَّمَه تُو حَيِدِ كِه نَكَا كَرْنِي كِي عِلْتِ هِي۔ جَب اُپ قُرْآنِ مُجِيدِ كِي آيَتِيں تَلَاوَتِ فَرِمَاتِي هِيں تُو اُپ كِي اُور اَن كِي دَرْمِيَانِ پَر دِه لَكَا دِيئِي هِيں جِس كِي وَجِه سِي وَه قُرْآنِ هِي اَن هِيں پَالِي۔ پَر دِه سِي خُدا وَ عُنَادِ كَا مَعْنُوِي پَر دِه مَرَادِ هِي مُشْرِكِينَ مُخَضِّ وَ حَسَدِ اُور تَعَصُّبِ وَ عُنَادِ كِي وَجِه سِي اَنْخُفَرَتِ عَلَي اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كُوَا چَا نَهِيں سَجْدَتِي تَحِيَّ، اُپ سِي دُور رَهْتِي اُور نَفَرَتِ كَرْتِي تَحِيَّ هِي مَعْنُوِي پَر دِه دَرْمِيَانِ مِيں حَالِ تَخَا جُوَا نَهِيں حُضُورِ عَلِيَا السَّلَامِ كِي قَرِيْبِ اَنِي نَهِيں دِي تَابِي تَخَا وَ جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً اَنْهِي خُدا وَ عُنَادِ اُور اِنكَارِ وَ جُودِ كِي وَجِه سِي اَن كِي دُلوں پَر مَهْرِ جِهَارِيَّتِ لَكَا چُكِي هِي اُور اَن سِي سَجْدَتِ كِي صِلَاحِيَّتِ سَلْبِ هُو چُكِي هِي اِس لِيئِي اَهْلِ لِسَانِ هُونِي كِي اَوْ جُودِ قُرْآنِ كُو سَجْدَتِ نَهِيں سَكْتِي اَنْ يَفْقَهُهُ وَ اِي كَرَاهَتِه اَنْ يَفْقَهُهُ (قَاطِبِي) وَ اِذَا اَذْكُرْتَ رَبَّكَ الْخ جَب قُرْآنِ مِيں اللّٰه كِي تُو حَيِدِ كَا ذِكْرِ آتا هِي اُور اُپ تُو حَيِدِ كِي آيَتِيں اَن كُو پُڑھ كَر سَنَاتِي هِيں تُو وَه نَفَرَتِ سِي دُور بَجَا گتِي هِيں وَه چَا پَتِي هِيں كِه اللّٰه كِي سَا مَنِي اَن كِي مَبُودَانِ بَاطِلَه كَا بِيِي ذِكْرِ كِيَا جَانِي اِي يَحْبُونِ اَن تَذَكَّرُ مَعَهُ اَلْمَهْمَةُ هِيَ اَنْهِي مَشْرُوعُونَ فَادَا اَسْمَعُوا بِالْتَّوْحِيدِ نَفَرُوا (مَدَارِكُ ج ۲ ص ۲۷۷) جِيَسَا كِه دُوسَرِي جِلْمَه اللّٰه تَعَالَى كَا اَرشَادِ هِي وَ اِذَا اَذْكُرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اَشْبَاهَ ذَاتِ قُلُوبٍ اَلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاَلْآخِرَةِ وَ اِذَا اَذْكُرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ اِذَا هُمْ كَيْفَتُ يَنْتَبِشُونَ (نَمُوح) مُشْرِكِينَ بَعْضِ دُفْعِ حُضُورِ عَلِيَا السَّلَامِ كِي بَاتِيں غُور سِي سِنَتِي تَا كِه اَن سِي قَابِلِ اِعْتِرَاضِ اُور طَعْنِ وَ تَشْنِيْعِ كِي پَهْلُو نَكَالِ سَكِيں اُپ كِي بَاتِيں سُنِ كَر پُھَر بَا مِثُورِي كَرْتِي كِه اِس پَر كِيَا اِعْتِرَاضِ كَرِيں اُور كِيَا طَعْنِ دُحُورِيں۔ اَخِرِ فَيَصِلُه كِيَا كِه يَهِي شَخْصِ مَسْخُورِ هِي يَحِي اِس پَر كِي نِي جَاوِ كَر دِيَا هِي جِس كِي وَجِه سِي اِس كَا دَا مَغْ تَهْكَانِي نَهِيں رَا اُور بِيِي بِيِي بَاتِيں كُو تَابِي (اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ) اللّٰه نِي فَرِيَا مِيں سَبِ كُچھ جَانَتَا هُوں جُھ سِي كُوْنِي چِيْزِ لُوشِيْدِه نَهِيں۔ جِس نِيَّتِ اُور مَقْصِدِ سِي وَه پَنِيْمَرِ عَلِيَا السَّلَامِ كِي بَاتِيں غُور سِي سِنَتِي هِيں اُور مَطَاعِنِ تَرَا شِنِي كِي لِيئِي جُو مِثُورِي كَرْتِي هِيں وَه سَبِ جُھ مَعْلُومِ هِيں اُور اَن تَمَامِ شَرَارَتُوں كِي اَن كُو يُوِي پُورِي سَزَادِي جَانِي گِي۔ كَلِمَةُ اُپ كُو بِيِي جَاوِ كَر اُور شَا عَرِ كِيئِي هِيں اُور كِهِي مَسْخُورِ وَ مَجْنُونِ۔ اَن كَا يَه رُو يَهِي قَابِلِ تَعَجُّبِ هِي كِه اُپ پَر طَعْنِ وَ تَشْنِيْعِ كِي كُوْنِي اِيَكِ رَا هِ مَتِينِ نَهِيں كَر سَكْتِي وَه اُپِنِي پَر طَعْنِ مِيں كَرَا وَ اُور صِرَاطِ مُسْتَقِيمِ سِي دُورِ هِيں۔ وَه مُخْتَلَفِ مَطَاعِنِ سِي لُوكُوں كُو كَرَا كَرْنِي كِي كُوشِشِ كَرْتِي هِيں مَكْرِ اِيَكِ بَاتِ پَر مُشْتَقِلِ نِه هُونِي كِي وَجِه سِي لُوكُوں كُو كَرَا كَرْنِي مِيں كَا مِيَا نَهِيں هُو سَكْتِي (فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا) اِي حِيلَةٍ فِي صَدْلِنَا عَنْكَ (قَاطِبِي ج ۱ ص ۱۰۷) يَه شَكُوِي هِي۔ اُپ كُو سَا جِرِ وَ شَا عَرِ اُور مَجْنُونِ وَ مَسْخُورِ كِهْنَا اُور اُپ كِي لِيئِي هُونِي پَنِيَامِ تُو حَيِدِ كَا اِنكَارِ كَرْنَا اُور شَرِكِ كَرْنَا تُو قَابِلِ تَعَجُّبِ تَحَا يِي يَه لُوكِ تُو حَشَرِ وَ نَشَرِ كَا بِيِي اِنكَارِ كَرْتِي هِيں اُور دُوبَارَه جِي اُٹْھِي پَر تَعَجُّبِ كَا اظْهَارِ كَرْتِي هِيں اُور كِيئِي هِيں كِه جَب مِم مَر كَر مِيں مِلِ كَر مِيں هُو جَانِيں كِي تُو كِيَا پُھَر مِيں دُوبَارَه پِيَا كَر لِيَا جَانِيَا۔ يَه تُو بَا لَكِي هِي نَا مُمْكِنِ بَاتِ هِي۔ فُلْ كُوْنُوَا اِحْجَا رَكَا لَمْ جَوَابِ شَكُوِي هِي يَحِي مَرْنِي كِي بَعْدِ اَكْر مِم پُھَر يَا لُوكَا تَن جَاوِيَا ن سِي جِي كُوْنِي سَخْتِ چِيْزِيں جَاوِ جِس مِيں جَانِ دُالِنَا تَهِيں بَهْتِ هِي مُشْكَلِ نَظَرِ آتا هِي تُو بِيِي اللّٰه تَعَالَى تَهِيں دُوبَارَه زِنْدِه كَر لِي كَا اِس كِي لِيئِي يَه كَامِ كُوْنِي مُشْكَلِ نَهِيں جِس نِي تَهِيں پَهْلِي بَارِ پِيَا كَر لِيَا اِس كِي لِيئِي دُوبَارَه پِيَا كَرْنَا كُو نَا دُشْوَارِ هِي۔ كَلِمَةُ تَعَجُّبِ سِي سَوَالِ كَرِيں گِي كِه اِيَكِ بَارِ نِيَسْتِ وَ نَا بُوْدِ هُو جَانِي كِي بَعْدِ مِيں دُوبَارَه كُونِ زِنْدِه كَر لِيَا اُپ فَرَادِيں جِس نِي تَهِيں پَهْلِي بَارِ پِيَا فَرِيَا يَا جَب تَمِ كُچھ جِي نَهِيں تَحِي۔ اِس لِيئِي جُو پَهْلِي بَارِ پِيَا كَر سَكْتَا هِي وَه دُوبَارَه پِيَا كَرْنِي پَر بِيِي قَادِرِ هِي خَمِنِ قَدَرِ عَلَي الْاِنْشَاءِ قَدَرِ عَلَي الْاِصْدَاقَةِ (خَاذِنِ مَعَالِمِ ج ۲ ص ۱۷۱) فَسَيُنْغَضُونَ اَلَّذِيكَ رُءُوسُهُمْ الْخ اِس پَر وَه اِسْتِهْزَاؤِ وَ مَسْخَرِ سِي كِهِيں گِي اُسِي بَهَانِي وَه كَبِ هُو كِي؟ فُلْ عَيْنِي اَنْ يَكُونُ قَرِيْبًا دُوبَارَه جِي اُٹْھِي كَا تَهِيَكِ وَ قَتِ تُو اللّٰه تَعَالَى هِي كُو مَعْلُومِ هِي اَلْبَنِي يَه كِهَا جَا سَكْتَا هِي كِه وَه وَ قَتِ قَرِيْبِ يِي هِي۔ كَلِمَةُ يَه تَخْوِيفِ اَخِرِ وَ يِي هِي۔ يَحِي جِس وَ قَتِ خُدا كِي طَرَفِ سِي آوازِ دِي جَانِي گِي تُو تَمَامِ مَرُوِي زِنْدِه هُو كَر زَمِيْنِ سِي بَا هَر آجَا مِيں گِي اُور اِس وَ قَتِ هَر اِنْسَانِ اللّٰه تَعَالَى كَا مِطْعِ وَ مَنَاقَا وَ هُو كَا اُور هَر اِيَكِ كِي زَبَانِ پَر اللّٰه تَعَالَى كِي حَمْدِ وَ ثَنَا جَارِي هُو كِي اُور جَب اُٹْھِيں گِي تُو هَزَارُوں سَالُوں كِي مَدَتِ كُو بَهْتِ كَمِ سَجْدَتِيں گِي۔ كَلِمَةُ شَكُوِه، جَوَابِ شَكُوِه اُور تَخْوِيف

حرام و لاحد و دوا نماہود عاء و تمجید (قرطبی ج ۱ ص ۲۷۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داود بالذکر ہنا لانہ تعالیٰ ذکر فی الزبور ان محمدًا اخا نمل الانبیاء وان امتہ خیر النعم (مجموعہ ۶ ص ۲۷۸) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو حاجات و مشکلات میں مت پکارو۔ اگر اطمینان نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا حاجت روا اور کار ساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا۔ جن انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کار ساز اور مختار و متصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی تلاش کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ترساں و لرزاں ہوتے ہیں آیتہم میں اسی موصوفہ ہے اور یَجْتَنُّونَ کی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور اُولَئِكَ الَّذِينَ اَخْرَجَ مِنْهُمْ اُولَئِكَ الْاَنْفُسُ الَّتِي كَانَتْ فِي سُلُوكِهِمْ يَسْتَكْبِرُونَ (مجادلہ ج ۲ ص ۲۸۲) ای دعوا الذین تعبدون من دون اللہ و زعمتم انہم الہمہ وقال الحسن یعنی الملائکۃ و علیہ و عزیر (قرطبی ج ۶ ص ۲۷۹) قال ابن عباس فی عزیر و المسیح و امہ و المعنی ادعواہم فلا یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضمیر من مرض و فقر و عذاب لان یحولہ من و لحدالی واحد اخر و یبدلہ (مجموعہ ۶ ص ۲۸۰)

تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلہ: بروزان فعیلہ سے اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابوالسود فرماتے ہیں (الوسیلۃ) القربۃ بالطاعة والعبادة (روح ج ۱ ص ۱۵۵) ابوالسعود ج ۵ ص ۶۷ حضرت قتادہ رحمہ سے بھی یہی منقول ہے والوسیلۃ ہی القربۃ کما قال قتادہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۸) قال قتادہ ای تقربوا الیہ بطاعته والعمل بما یرضیہ (ایضاً ج ۲ ص ۲۷۸) علامہ آلوسی رحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہی فعیلہ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب الی اللہ عزوجل من فعل الطاعات وترك المعاصی من وسل الی کذا ای تقرب الیہ بشئ (روح ج ۶ ص ۱۳۱) قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ - نَا - فَأَعِظْ كُنَادُتُوبَنَا وَكَفَّرَ عَنْنَا سَيِّئَاتِنَا آيَةُ (ال عمران ج ۲۰) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّكَ كَانَ قَرِيْنٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُ تَوَنَّى رَبَّنَا آمَنَّا فَأَعِظْ كُنَادُتُوبَنَا وَانْحَمْنَا وَانْتَ خَيْرُ الرَّحِمِيْنَ (مؤمنون ج ۶) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا آتَزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ (ال عمران ج ۴) س آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے، بارش شروع ہو گئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھک کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن هذا الباب حدیث الثلثۃ الذین اصابتہم المطر فادوا الی الغار وانطبقت علیہم الصخرۃ ثم دعوا اللہ باعمالہم الصالحۃ فخرج عنہم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانة بخلق وجعلہ وسیلۃ بمعنی طلب لدعاء منہ لاشک فی جوازہ ان کان المطلوب من حیثا واما اذا کان المطلوب منہ مینا او غائباً فلا یستریب عالمانہ غیر جائز و انہ من البدع التي لم یفعلها احد من السلف ولم یرو عن احد من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم — و ہم احرص لناس علی کل خیر — انہ طلب من میت شئاً الخ (روح ج ۶ ص ۱۳۵)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَكَلَّامُهُمْ اَذْطَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُوْلُ الْآیۃ سے زندگی میں دعا کرنا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑتے بلکہ سیدھے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لجاتے دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمر اللہ سے التجا کرتے اللہ ہم انا کنا ننسول لیک بنبیک صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا ننسول الیک بعجم نبیک فاسقنا فیسقون اللہ اپنے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے توسل نہ کرتے لو کان التوسل بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقالہ من ہذا الدار لما عدلوا الی غیرہ الخ (روح ج ۶ ص ۱۳۶) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے

لوگ آہن کہتے تھے ان العباس کان یدعو وہم یؤمنون لدعاءہ حتی سقوا (روح ج ۶ ص ۱۲)

اسی طرح بحق فلان ومانگنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللہم انی اسئلك بمحبتی لہ وبتابعی یاہ اسی طرح توسل بالذات بھی ثابت نہیں۔
وانت تعلم ان الادعیۃ الماثورۃ عن اہل بیت الطاہرین وغیرہم من الامتۃ لیس فیہا التوسل بالذات المکرمۃ صلی اللہ علیہ وسلم (روح ج ۶ ص ۱۲)

توسل بالاموات پر بعض حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث۔ جاء اعرابی الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمى بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جئت لتستغفر لی فودی من القبر انہ قد غفر لک یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی یثیم بن عدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب و وضع کہا ہے کان کذا ابا یضیع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحییٰ بن معین نے اس کے بارے میں کوئی لیس بشفۃ کان یکذب امام ابو داؤد نے کذاب امام ابو عاتم رازی، نسائی، دولابی، ازودی نے متروک الحدیث اور حاکم ابوالاحمد نے ذاہب الحدیث کہا (الصارم المنکی ص ۳)

ابن عبد البر نے اپنی کتاب الصارم المنکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اگر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو مخاطب کر کے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابوالجوزاء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہے لیکن ابوالجوزاء کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبد البر فی التمهید ابوالجوزاء لم یسمع من عائشۃ شیئاً

دوسری حدیث۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الای رسول اللہ کنت رجاءنا اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب بیا ہمیشہ مافروناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی اسی طرح قبرستان میں جا کر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اہل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا انا بفراقک یا ابراہیم محزون وحنون حضرت عمر نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر فرمایا انا لا علم انک حیدر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یقوم لقد ابلغتکم ورسلت رسلتی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کر کے فرمایا لقد ابلغتکم رسالۃ سرّتی الخ علی ہذا یہ خطابات ہیں یا ظبیات القاع قلن لنا یا یہا اللیل الطویل۔ یا قبر معن کیف واریت جودک۔ جس طرح ان خطابات سے خطاب مقصود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث۔ متدرک کتاب الدعاء ص ۱۵۸ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلاً منیر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی اللہم انی اسئلك واتجہ الیک بنیک صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحۃ۔ الحدیث صحیح ہے پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۱ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔ لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انہوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابو جعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ہذا الحدیث لا نعرفہ الا من ہذا الوجه من حدیث ابی جعفر وہو غیر الخطی (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۱) امام مسلم بن حجاج ابو جعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبہ اللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتهم بوضع الاحادیث وقولہ لا اخبار (خطبۃ صحیح مسلم ص ۵) اسی طرح صحیح ہے کہ ان ابی جعفر الہاشمی مدائنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان برویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابو جعفر مدائنی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابو جعفر ہذا وہو عبد اللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدائنی تقدّم فی اول لکتاب فی الضعفاء الواضعین (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۱)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبد الرحمن بن ہمدی ہمیں عبد اللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبد اللہ بن مسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر الہاشمی المدائنی لیس بشفۃ، عن رقبۃ ان عبد اللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احمد ترکنا انا حدیثہ وکان ابن ہمدی لا یحدثنا عنہ وقال للنسائی والد رقبۃ متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۲۱) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۱۲۱ پر لکھتے ہیں اما ابو جعفر ہذا وہو عبد اللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدائنی تقدّم فی اول لکتاب فی الضعفاء الواضعین امام بخاری فرماتے ہیں ہو عبد اللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر القرشی الہاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہو گیا ائمہ جرح و تعدیل نے ابو جعفر کو کذاب و وضع قرار دیا ہے۔ لہذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس

روایت ہے عموم۔ استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے۔ نیز وہ عثمان بن حنیف رحمہ کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف رحمہ نے بھی حضور علیہ السلام کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

در صواعق البیہ است از ابن تیمیہ، در جواز استشفاع از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاع نیست، دور روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از ان بیان کنند ضعیف است از جهت ضعف روح (نام راوی) و مع هذا ان رائے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و ان نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

بنی اسرائیل

۴۳۶

سبحان لہ

هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَى رَجُلَيْنِ آخَرَتَيْنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو مہیلا دیوے قیامت کے دن تک

رَأَحْتَنِكَ ذَرَّتْهُ إِلَّا قَلِيلًا ۖ قَالَ أَذْهَبُ فَمَنْ

تو میں اس کی اولاد کو ڈھانسی دے لوں مگر مہیلا سے فرمایا جاتے پھر جو کوئی

تَبَعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۖ

تیرے ساتھ ہو ان میں سے سو دو رخ ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا

وَأَسْتَفِرُّ مَنْ اسْتَطَعْتُ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبُ

اور گھیر لے ان میں جس کو تو گھراسکے اپنی آواز سے اور لے آ

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجْلِكَ وَشَارِكُهُمْ فِي أَمْوَالِهِ

ان پر اپنے سوار اور پیادے اور سا جھاکر ان سے مال اور

الْأَوْلَادِ وَعِدُّهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا

اولاد میں اور وعدے سے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر

غُرُورًا ۖ إِنَّ عِبَادِي لَكَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ

دغا بازی ہے وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تسیری حکومت ہے

وَكَيْفَ يَرْبِّيكَ وَيَكِيلُ ۖ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ

اور تیرے رب کا کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے

الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِيَتَّبِعُوا مِنْ فَضْلِهِ ۖ إِنَّهُ

کشتی سے دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۖ وَإِذَا امْسَكُ الْفُتُورُ فِي الْبَحْرِ

ہے تم پر مہربان ہے اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں

ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا بَلَغْتُمْ إِلَى الْبَرِّ

مبھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوا پھر جب پہنچا لایا تم کو خشکی میں

منزل

علاوہ ازین حرف ندار سے ہر جگہ خطاب اور

منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی

غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف ندا

استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی

متعدد مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف

نداء کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ المنحیات میں کہا جاتا ہے

السلام علیک ایہا النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف

نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس دعا کی تلقین

کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت

کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن

حنیف رحمہ کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔

چوتھی حدیث۔ توسل آدم علیہ السلام

والحسن والحسين رضي الله عنهما (جمع الزوائد)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن

اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی وارفتگی نے تخریج کی ہے

اس میں عمرو بن ثابت بن ہریرہ مرفوع ہے جو غالی شیعہ اور کذاب

ووضاع تھا۔ تفرقہ ہما عمرو بن ثابت بن ہریرہ وھو

من الشيعة الغلاة الكذابين الوضاعين

امام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا یحد ثوا عن عمرو

ابن ثابت فانه كان يسب السلف یحیی بن مین کہتے ہیں

ھو غیر ثقہ۔ امام بخاری: لیس بالقوی امام ابو

داؤد: رافضی خبیث، کان من شر الناس امام

نسائی: متروک لیس بثقة ولا عامون (تہذیب التہذیب)

پانچویں حدیث۔ اصحابہم فقط فی زمن

عمر فجاء رجل الى قبرا النبي صلی اللہ علیہ وسلم

فقال يا رسول الله استسق للامة فاتاه

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال له ائت عمر فقل له ان الناس يسقون (بہیقی، ابن ابی شیبہ)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ تبرہ پر جانوا لاکون ہے، وہ جمہول الحال والا تم ہے معلوم نہیں ثقہ ہے غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک

اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لجا کر بارش کے لئے ان سے دعا نہ کرتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور علیہ السلام

موضع قرآن و لینی اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ فل مال میں سا جھایا کہ تلوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلاں کا بخشا ہے

دوسرا فلاں کا بخشا۔ فل اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی۔ سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا

ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہا کشتی ہے یعنی دریا میں اپنا زور نہیں چلتا بلی یا چوکر مگر ہاؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔

ہم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سوّم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر رضی اللہ عنہما ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندق ہے۔ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں ہو کا لواقدی امام ابو داؤد نے کہا لیس بنی بشتی ابو حاتم رازی نے کہا متروک ابن حبان، اتہم الزندقۃ ابن عدی: عامۃ حدیثہ منکر امام ابن نمیر: کان سیف یصنع الحدیث وقلّ اتہم بالزندقۃ (میزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ امداء الرسول

وطلب الحوائج منہ صلی اللہ علیہ وسلم وطلب

شفاعتہ عند قبرہ بعد موتہ فہو ما لم یفعلہ

احد من السلف (القاعدة الجلیلة ص ۵۷)

بعض صحابہ رضوانا علیہم رضی اللہ عنہم سے جو یہ منقول ہے۔

اللہم انی اسئلك بنسبک محمد اس سے مراد

ہے اسئلك یا مانی بنسبک محمد یعنی اس میں ایمان

بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

پانچویں حدیث۔ اذا اعینتکم الامور فعلیکم

بأهل القبور فاستعينوا بأهل القبور جب تم مشکلات سے

ماجر ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم پر افتراء ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و

نشان نہیں۔ ہو حدیث مغتری علی رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باجماع العارفین محدث

لم یروہ احد من العلماء ولا یوجد فی شیء

من کتب الحدیث المعتمدۃ (روح ج ۶ ص ۳۷)

(بقیہ ص ۶۲ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

۵۵ یہ تحریف دنیوی ہے

یہ فیصلہ بالکل حتمی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ قیامت

سے پہلے ہم ہر بستی کو تباہ و برباد کریں گے یا سخت ترین عذاب میں

منتلا کر نیچے تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے اور مومنین کو شرح صدر اور

اطمینان نصیب ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور معیتوں سے

بچا ہوا نہیں اور جن کو مشرکین اپنی بستیوں کے محافظ اور پناہ دہندہ

تصور کرتے ہیں وہ عاجز ہیں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے

ہیں ”ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رحمت

ہیں کہ ہم اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے

سکتا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ الْخَمِيرَ بِمِثْرِ يَمِينِي آیت مجرہ اور تحویف ہے

اور مُسَبِّحِينَ الَّذِينَ يَسْجُدُونَ لِلْخَمِيرِ سے متعلق ہے۔

مشرکین بار بار مجرے طلب کرتے ہیں مگر ہم تجزات اسلئے نہیں دکھاتے کہ معجزات تحویف کے لئے ہوتے ہیں اگر مجرہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیسا کہ پہلی قوموں نے معجزات کے

بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ کو مان لیں گے اللہ تعالیٰ نے اس چٹان

سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فراموشی مجرہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے مجرہ اسرار ظاہر کیا ہے اب اگر اس کے بعد بھی نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے

موضع قرآن و اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے۔ نیلوں کے ہاتھ آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے، یہ نشانی دیکھ کر نیک خوٹی سے پڑھنے

لگیں گے۔ فل یعنی ہدایت سے اندھا رہا و بسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا رہے اور دور پڑا ہے۔

تحریف دنیوی

بشارت دنیوی

میرے لئے بشارت دنیوی

أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۚ ۶۵ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يُخْصِفَ

پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم اللہ بے ڈر ہو گئے اس سے کہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا

و حسنا تم کو جھل کے کنارے یا بھیج دے تم پر آندھی پتھر برسائے والی پھر نہ پاؤ

لَكُمْ وَكِيلًا ۚ ۶۸ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً

پنا کوئی نگہبان یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں دوسری

أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم

بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۚ ۶۹ وَلَقَدْ

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم ہلاک کا کوئی باز پرس کرنے والا اور

كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ

ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جھل اور دریا میں اور روزی دی ہم ان کو

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

سجری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے

تَفْضِيلًا ۚ ۷۰ يَوْمَ تَدْعُوا كُلُّ أُنَاةٍ بِلَاغِهَا ۚ ۷۱ فَمَنْ

برائی دے کر فل جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ۷۰ ان کے سزاؤں کے ساتھ سوچیں کہ

أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ

ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا

وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۚ ۷۱ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ ۖ فَهُوَ

اور ظلم نہ ہو گا ان پر ایک تارے کا فل اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ ۖ أَصْلٌ سَبِيلًا ۚ ۷۲ وَإِنْ كَادُوا

پچھلے جہان میں بھی اندھا رہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے فل اور وہ لوگ لٹے تو چاہتے تھے

مَثَلُ

بنی اسرائیل

二八

سبحن الذی ۱۵

کہ تجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو حق کی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے یا ہم کو
غیرکے ^{۱۱۱}وَإِذَا آتَاكَ خَبْرٌ ۖ وَأَنْتَ خَلِیلٌ ۖ وَلَوْلَا أَنْ تَبْتَئِنَا

وہی کے سوا اور نبی تو بنا لیتے مجھ کو دوست و اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے مجھ کو سنبھال رکھا

لَقَدْ كَذَبْتَ تَزَكَّىٰ إِلَيْهِمْ شَيْءٌ قَلِيلٌ ﴿٤٢﴾ إِذْ أَذَقْنَاكَ

تو تو لگ جاتا ہے جھکنے ان کی طرف مٹھوڑا سا تب تو ضرور چھٹائے ہم مجھ کو

زَعْفَ الْحَيَوةِ وَزَعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھرنے پانا تو اپنے واسطے

عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٥٠﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفْرِزُوا مِنْكَ مِنَ الْاَرْضِ

ہم پر مدد کرنے والا اور وہ لوہا چاہتے تھے کہ گھبرا دیں مجھ کو تو اس زمین سے
لِيُخْرِجُوا مِنْهَا وَإِذَآ أَلَّيْلَتُونَ خَلْفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾

سُنَّةٌ مِّنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

لَسْتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٢٢﴾ أَقِمِ الصَّلَاةَ لَدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى

عَسَىٰ لَيْلٍ وَقُرْآنُ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ

۴۸) وَمِنْ الْبَيْتِ فَتَهْجِدُ بِهِ نَافِلَةً لَكَ صَلَاةٌ

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٩﴾ وَقُلْ رَبِّ

قريب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں اور کہہ لے رب ع

مذہب

مخفا۔ خاورات عرب میں یہ استعمال موجود ہے کہ جو کچھ عالم
بیداری میں آنکھوں سے دیکھا جائے اس پر رؤیا کا اطلاق
کر دیا جائے۔ عن ابن عباسؓ قال ہی رؤیا عین ادبہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بلالی
بیت المقدس (قرطبی ج ۱ ص ۲۷) والعرب نقول آیت
بعینی رؤیۃ ورؤیا (خازن) والمراد بالرؤیا ما عاینہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام لیلۃ المعراج من عجائب الارض
والسماء حسبما ذکر فی فاتحۃ السورۃ الکرمۃ والتعبیر
عن ذلک بالرؤیا اما لانہ لا فرق بینہا وبین الرؤیۃ
اولیٰ فیہا وقعت باللیل الخ (ابو السعوی ج ۵ ص ۲)
یعنی مجزۃ معراج ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون ماننا
ہے اور کون نہیں ماننا۔ الشجرۃ الملعونۃ یعنی مخوم کا
درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔
اِنَّ شَجَرَةَ التَّوْحِيدِ طَعَامُ الرَّضِیْمِ کَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی
الْبُطُونِ (۲۶) وہ بھی لوگوں کیلئے ایک آزمائش ہے
مؤمنین اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار معانین
کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کہتا ہے کہ دوزخ کی آگ پتھروں
کو بھی جلا دے گی۔ جعلوا شجرۃ وقالوا انہ علیٰ عزم
ابحیم تحرق الحجارۃ لم یقول ثبت فیہ الشجرۃ
(مدارک ج ۲ ص ۲۷) **۵۹** قصۃ آدم
وامیس ذکر کر کے بتایا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے اسلئے
کمر و فریب سے خبردار رہنا، اس کی پیروی کر کے شرک میں
مبتلا نہ ہو جانا مجزۃ اسرار اس لئے ظاہر کیا تاکہ تم مسئلہ توحید کو
مان لو مگر دیکھا شیطان سے ہوشیار رہنا مبادا وہ تمہارے دلوں
میں وسوسے اور شبہات ڈال کر تمہیں راہ توحید سے ہٹکا دے
قَالَ اَرَاَیْتُمْ کَیْفَ اس سے آدم علیہ السلام اور انکی اولاد سے
شیطان کی انتہائی دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے

من مباحث صلیحہ

۱۰۰

منزل ۲

جس کو تو نے مجھ پر برتری اور بزرگی دی ہے اسی اولاد کو گمراہ کر کے اس کا ستیاناس کرو دوں اور بہت ہی کم لوگ میرے کمر و فریب سے محفوظ رہیں۔ لَا تَحْكُمَنَّ لَهُمْ سِوَا مَا مَلَائَتْ أَعْيُنُكُمْ لَكُمْ فَرْقٌ بِمَا كُنْتُمْ يَفْهَمُونَ

(مدارک) یعنی گمراہ کر کے انہیں تباہ کر دوں۔ اللہ نے فرمایا جانچ مہلت ہے لیکن تیری اور تیری پیروی کرنے والوں کی جزا جہنم ہے دَاٰلُكُمْ عَلَيْهِمْ سَلَّطَ الْغَوْۤا اِنَّهُمْ فِي شِقَآءٍ مُّهِیْنٍ

سے گمراہ کرنے کی کوشش کر دیکھ بَصُوْرَتَكَ طبلہ سازنگی اور دیگر آلات لبو ولعب۔ هَيَّا هُدِ الْغَنَاءَ وَالْمَزَامِيْرَ وَاللهُمَّ الصِّفْحَاكَ صوت المزمار (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۸۸) اِنْ شَيْطَانِي فَاصْبِرْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخٰٓسِرِيْنَ

موضع قرآن سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کر غلطی کو چھڑا دیں گے تکلیف سے ۔

اور ان کو پھیلانے وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمُ الْحِجَابَ اور اپنے پیادوں اور سواروں کیساتھ ان پر حملہ کرنے یعنی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وہ کمر و فریب استعمال کرے جو تو کر سکتا ہے فَاَمْلَعْنِي اَجْمَعِ عَلَيْهِمْ
کل ما تقد رعلیه من مکاید (قرطبی) وَاَنْتَا رَكْعَتُهُمْ الْحِجَابُ اور ان کے مال و اولاد میں اپنا حصہ مقرر کر اگر انہیں شرک پر آمادہ کنی کو شش کرے مال میں شرک سے غیر اللہ کی نذر میں نیازیں اور غیر اللہ کے
نام کی تحریکیں مراد ہیں اور اولاد میں شرکت یہ ہے کہ اولاد کے عطیہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے یہ چونکہ سب شیطانی اغوار سے ہوتا ہے اس لئے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں مال میں سب سے
کہ توں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا۔ حضرت ابن عباس قتادہ اور عطار سے منقول ہے کہ شتا د کہ ہم فی الاموال هو ما کان
المشترکون یحرمونه من الانعام کما یحرمونہ والساکبۃ
والوصیلۃ والحاکم وقال الضحاک وما کانوا ید مجونہ
الہم قہم (مظہری ج ۵ ص ۴۵۴ و قوطی) اور اولاد میں شرکت کے بارے
میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہو تسمیۃ الاولاد عبد الحاکم
وعبد الشمس عبد الحزنی وعبد الدار ونحوہا
(مظہری) وَعَدَّ هُمْ۔ اور ان کو طسرح طرح کے سبز باغ
دکھالے اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں
سے مکر میں انہیں ڈال لے خطایہ بزرگان دین جن کو تم بوجہ ہو اور جن کی نذر میں
نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن یہ تمہارے کام آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے
تمہیں چھڑائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ وَمَا بَعْدُ هُمْ الشَّيْطَانُ یہ اذغال الہی
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ وہ سر اسرار
و فریب اور بے حقیقت ہیں اسے اولاد آدم! ان پر مجبور نہ کر بیٹھنا
اسے اہلس بائو اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے کیلئے
اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرے اور کمر و فریب کے تمام ہمال پھیلانے
گمراہ دیکھ میرے غلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔ میں اپنے
بندوں کے لئے کافی کار ساز ہوں میرے جو بندے مجھ پر مجبور نہ کرینگے
اور تیرے کمر و فریب سے میری پناہ ڈھونڈیں گے میں انہیں تیرے دام
تزویر سے محفوظ رکھوں گا۔ ۱۲۔ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔
سمندروں اور دریاؤں میں تمہاری کشتیاں محض اپنی رحمت سے اللہ
تعالیٰ ہی چلاتا اور طوفان سے بچا کر کنارے لگاتا ہے وہ تو ہر حال میں
تم پر مہربان ہے۔ اور سمندروں اور دریاؤں میں وہی کار ساز ہے تو
خفگی میں بھی وہی کار ساز ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارتے ہو
وَاِذَا مَسَّكُمُ الطُّوفَانُ مِنْ جَانِبِکُمْ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللّٰهِ کَیْ لَا تَكُوْنُوْا
مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ہے تو اپنے مرموعہ بودوں کو چھوڑ کر فاص اللہ کو پکارتے ہو لیکن
جب اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سلامت کناسے پر پہنچا دیتا ہے تو پھر شرک
کرنے اور مہبودان باطلہ کو کار ساز سمجھنے لگتے ہو۔ یہ کس قدر ناشکری ہے
۱۳۔ یہ تخویف دیوی ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خفگی میں تم مصائب و
بلیات سے محفوظ اور اپنے خود ساختہ کار سازوں کی پناہ میں ہو مگر یاد
رکھو اگر اللہ چاہے تو نیچے سے زمین کو چیر کر تم کو اس میں دھنسا دے

یا اوپر سے تم پر تھروں کی بارش برسا کر تمہیں نیست و نابود کر دے تو اس وقت بھی تمہارا کوئی خود ساختہ کار ساز ہرگز تمہاری مدد نہیں کر سکے گا اَمْ اَمْسَلْتُمْ اَنْ یَّعْبِدَ كُفْرًا و ہوں بھی کر سکتے ہیں
اپنی ضرورتوں کے تحت پھر سے بحری سفر پر گامزن کر دے اور عین وسط سمندریں ایک ہولناک طوفان باد بھیج کر تمہیں غرق کر دے اس وقت بھی تم کی کو اپنا غمخوار اور مامرو مددگار نہیں پاؤ گے۔ یعنی
موضح قرآن فل اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے، وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوئی۔ فل یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگنے
میں سے اور تمام عرب میں سے۔ فل روگ چنگے ہوں دل کے شبہ اور شک میں اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ فل بازو ہٹاؤے یعنی بندگی سے سرتکا جاوے
و حضرت کے آزمائے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز
بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی مر گیا۔

اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ

داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا

وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝۱۰ وَقُلْ

اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد اور کہہ دیجئے

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ

آپا پیس اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے

زَهُوْقًا ۝۱۱ وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَرَحْمَةٌ

نکل بھاگنے والا اور نازل ہوا قرآن میں سے سہ جس سے روگ نفع ہوں اور رحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَكَیْزٍ يُّدۡ الطَّٰغِيۡنَ ۝۱۲ وَاِذَا

ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے قل اور جب

اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسٰنِ اَعْرَضَ وَنَاۤیۡمًا بَیۡنَہٗ وَاِذَا مَسَّہُ

ہم آرام بھیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بھائے اپنا بہلو اور جب پہنچے اس کو

الشَّرْکَ اَنَّ یُّوَسَّسَ ۝۱۳ قُلْ کُلُّ یَّعْمَلْ عَلٰی شَاۡکِلَتِہٖ فَرٰہُکُم

بڑائی تو رہ جائے مایوس ہو کر کہ تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب

اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اٰهْدٰی سَبِيْلًا ۝۱۴ وَکَسٰوْنٰکَ عِزَّ الرُّوْحِ

خوب جانتا ہے کس نے خوب یا لیا راستہ اور تجھ سے بوجھتے ہیں روح کو ۱۴

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا

کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم علم دیا ہے

قَلِيْلًا ۝۱۵ وَلٰکِنْ شِئْنَا لَنذَہَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحٰیۡنَا اِلَیْکَ

تھوڑا سا ہے اور اگر ہم چاہیں گے تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِہٖ عَلٰیۡنَا وَکِیْلًا ۝۱۶ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنْ رَبِّکَ

پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لادینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی

منزل ۳

سَبِّحْهُنَ الذِّى ١٥

۶۴۰

بنی اسرائیل

اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے کہہ اگر کئے جمع ہوں

آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہرگز نہ

لا میں گے ایسا قرآن اور بڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی حل

اور ہم نے بھیجے پھر کر سبھائی عین لوگوں کو اس قرآن میں ہے

مثلاً سوہیلیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری گئے اور بولے خیر ہم

ماہیں کے میرا ہوا۔ جب تک عورت جاری نہ کرے ہمارے واسطے کہیں سے ایک پتھر

خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ

كُتِبَ الْاَمْرُ إِلَى اَشْوَاقِ الْاَبْدَانِ فَتَقَرَّرَ

اَلَيْسَ بِكَ خُفْيٌ اَوْ تَرْتَفِىْ فِي السَّمَاءِ وَلَوْ رُئِيَ عَمْرٍا

لِرَفْقِكَ الْحَيِّ يُنَزِّلُ عَلَيْنَا فُرْقَانًا

منزل ۳

موضع قرآن وفتح الرحمن میں یوں ترجمہ ہے اگرچہ ہوا ایک اُن کا ایک کو مدد کرنے والا۔

سُبْحَنَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۚ وَمَا مَنَعَهُ

سبحان اللہ علیہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا اور لوگوں کو روکا

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى إِلَّا أَنْ

انہیں علم ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات سے

قَالُوا آتَيْتَنَا اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۚ قُلْ لَّوْكَانَ فِي

کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام دے کر کہہ اگر ہوتے

الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ

زمین میں فرشتے بھرتے بستے تو ہم اتارتے ان پر

مِّنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةً رَسُولًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۚ

میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ

اور جس کو راہ دکھائے اللہ وہی ہے راہ دہانے والا اور جس کو گمراہ کرے پھر تو نہ پائے

لَهُمْ أَوْلِيَاءُ مِنْ دُونِهِ ۚ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ

ان کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سولے اور اٹھائیں گے ہم ان کو دن قیامت کے

وَجُوهِهِمْ عُمِيَائًا وَبِكُمَا وَصَّامًا وَهُمْ جَهَنَّمُ كُلًّا

چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور میرے گھٹکانا ان کا دوزخ ہے جب لگے گی

خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ هُمَ بِآثَمِهِمْ

بجھنے اور بھڑکائیں گے ان پر یہ ان کی سزا ہے ہمہ اس واسطے کہ

كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرَفًا نَّعَارِبُ

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور ہڈیاں چور کیا ہم کو

منزل ۳

سراسر کے بعد شریکین سلا توحید کو ماننے کے بجائے آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ نماز قائم کریں قرآن مجید کی خاص طور سے تلاوت فرمائیں اور نماز تہجد کا التزام کریں کیونکہ یہ امور صبر و استقامت میں مدد ہیں۔ ان سے مصائب و بلیات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لَذُلُّ لَوْلَا الشَّمْسُ الخ یعنی زوال آفتاب سے رات کو اندھیرا چھا جانے تک نماز قائم کرو ان دونوں وقتوں کے درمیان جس قدر نمازیں ہیں انہیں اپنے اپنے وقتوں میں قائم کرو اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے فجر، عصر، غروب اور عشاء و قُرْآنُ الْعَجْرِ یعنی نماز فجر کو بھی قائم کرو۔ مَشْتَرِقُونَ ذَا یعنی نماز فجر میں رات اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں بیشمعدہ ملائکہ اللیل و ملائکہ النہار (ابو السعوی ج ۵ ص ۵۳) لَعَلَّ نَا فَلَوْلَا لَكِ سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز تہجد پانچ نمازوں کے علاوہ امت کی نسبت زائد آپ پر فرض کی گئی تو امت پر فرض نہیں۔ ای ناخلة لك ای ذیاً ذلک یرید قریضہ

زائد ذلک علی سائر العباد لکن فی حقہما اللہ علیہ الخ (خازن ج ۵ ص ۵۳) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر فرض ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفی حیثیت باقی رہی۔ (خازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کرینگے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا حمد و ثنا کرینگے اور اگر ان کی شفاعت کا اذن طلب کرینگے آخر آپ کی شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد دفع رأسک اشفع تشفع اسکے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے مخلوق کو مذاب سے نجات دلائیں گے اسوقت ہر شخص آپ کی تعریف و ثناء سے رطب اللسان ہو گا اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کی تعریف فرمائے گا گویا شانِ محمدیت کا پورا پورا اظہار اسوقت ہو گا یہی وہ مقام ہے جس میں لوہاء الحمد (اللہ کی حمد کا جھنڈا) کیے مبارک ہاتھ میں ہو گا۔ (مدارک، کبیر وغیرہ) لَعَلَّ یہ امر ثالث یعنی درائن کا دوا لیسْتَفْرُوْا ذَٰلِكَ الخ سے متعلق ہے بشرکین آپ کو کہہ سکتے ہیں تو آپ نے نہ کریں اور کہہ سکتے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقِ الْخَيْرِ میں آپ کے کہہ سکتے اور مدینہ میں داخل ہو کر لو کہ لے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپ غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر کہ میں واپس لاؤں گا۔

یوسف گمشدہ بازید بنگھان غم مخور کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۳ لَعَلَّ یہ غلبہ اسلام کی بشارت اور شگونی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۴ لَعَلَّ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے نذر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی تیاریوں کیلئے پیامِ شفا ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۵ لَعَلَّ یہ زجر ہے انسانِ مشرک پر۔ اسکا حال عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری شکر سے منہ پھیرتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کارسازوں سے مایوس

اور ناامید ہو جاتا ہے اور جو حقیقی حلِ مجدد کے سامنے گڑگڑا کر عاجزی کرنے لگتا ہے اسکی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ ہود ص ۱۰ حاشیہ نمبر ۱۔ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ لِنَفْسِهِ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دینِ حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہو گا وہی ہدایت یافتہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ لَعَلَّ شگونی ہے۔ یہ شریکین آپ سے روح کی حقیقت پہنچتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپ کی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزہ اسرا کافی نہیں ہے اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہودی مدینہ کے سکھانے پر مشرکین کہنے کیا تھا قُلْ لِّزَوْجِیْ مِنَ الْخَمْرِ فَمَا بَیْتُوبِیْ میں صرف یہی کہہ دو کہ روح ایک امر ربی ہے جو اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا اسکی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ای من الاصل الذی لا یعلمہ

الان الله (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲۵) من امر الله ای حقا استأثر بعلمه (مدارک ج ۲ ص ۲۳۵) روح کی حقیقت اور کون کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آج تک کسی نے بھی نہیں پایا اور نہ کوئی پاسکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے مصفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح (مدارک) علامہ ابوالسعود قرطبی نے کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ مخصوص ہے۔ ای ہو من جنس ما استأثر الله بعلمه من الاسرار الخفية البقية لا یکاد یحوم حولها عقول لبشر ابوالسعود رحمہ اللہ علامہ فاضل لکھتے ہیں والقول لاصح هو ان الله عز وجل استأثر بعلم الروح (خازن ج ۳ ص ۱۸) کہ یہ زجر ہے مشرکین مکہ ازراہ عناد و تعنت

سبعین لہدی ۱۵ ۶۴۲ بنی اسرائیل

لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۱۸ اُولَٰئِكَ رَوَّاهُ اَنَّ اللّٰهَ الَّذِي

اٹھائیں گے نئے بنا کر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو

وَجَعَلَ لَہُمْ اَجَلًا رَّیْبَ فِیْہِ فَاَبٰی الظَّالِمُوْنَ اِلَّا

اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک وقت بے شبہ سو نہیں رہا جاتا ہے انصافوں سے

کُفُوًا ۱۹ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ اِذَا

ناشکری کے کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور

لَا مَسَکَتُمْ خَشِیۃَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۱۰

بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ

وَلَقَدْ اَتٰنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ فَمَسَّ اِسْرَآءِیْلَ

اور ہم نے درس عہد موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے

اِذْ جَآءَہُمْ فَقَالَ لَہُ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَظَنُّکَ فِیْہِمْ سٰحِرًا ۱۰

جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو و جواک

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا اَنْزَلَہٗٓ اِلَّا رُبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

بولا تو جان چکا ہے وہ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور

الْاَرْضِ بَصَآئِرٌ وَّرَآیِیْ لَظَنُّکَ فِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۱۱

زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّہُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَعْرَقْنٰہُ وَمَنْ

پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو جین نہ دے اُس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس

مَعَہٗ جَمِیْعًا ۱۲ وَقُلْنَا مِّنْۢ بَعْدِہٖ لِبَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَسْكُنُوْا

کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے چچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

منزل ۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفور شفقت کی بنا پر اس بات کے متنبی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوبہ معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپ کی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزہ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن و انس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے یہ قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنا یا ہے اگر تم یہ قرآن آپ کے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لاسکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپ کی مدد کرے آپ کو واپس دلا سکتا ہے اِلَّا رَحْمۃَ الرَّحْمٰنِ متنبی منقطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر مہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن لا نشاء ذلک رحمۃ من ربک (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲۵) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپ کو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپ کو مقام محمود و شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا کہ آپ ان معاندین سے فرمادیں کیا معجزہ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں ہے یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح و مشورہ کر کے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں حسن و جمال نظم و نالیف میں اخبار بالمغیبات اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے ای لو تظاہروا علے ان یا اتوا بمثل هذا القرآن فواللغنة وحسن نظمة تالیفہ لعجز واعن الاتیان بمثلہ مدارک ج ۲ ص ۲۳۵ یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا سبب ہے ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقیدہ لا ینحل نہیں چھوڑا اسلئے توحید و رد شرک حشر و نشر رسالت و نبوت ترغیب و ترہیب اوامر و نواہی امثال و واقعات غرضیکہ ایک متلاشی حق کیلئے ہم نے وہ تمام امور کو قرآن میں بیان کر دیے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے مگر اس کے باوجود معاندین کفر و انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات و مطالبات جنھن ضد و عناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے چلے اور بہانے ہیں کہ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے جنھن ضد و تعنت سے چلے تراشتے ہیں وقال کفار مکة تعنتوا و اقتراحا بعد ما لزمتمہم بیان اعجاز القرآن و انضمام غیرہ من المعجزات کُنْ شَکُوْمِنَ لَکَ الْخ (مظہری ج ۵ ص ۵۵۵) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہرایا کرتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے مشرکین نے کہا اے محمد! جب تک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر دے اس وقت تک ہم تم پر کراہمان نہیں لائیں گے (۱) تفجیر کنا من الارض تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو (۲) اَوْ یُکَوِّنَ لَکَ جَنَّةً اَوْ یَا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں (۳) اَوْ یُکَفِّرَ السَّعَاءَ اَلْخ یا ہماری سرکشی اور انکار و جود کو جوہر موصح قرآن دل شاید نشانیاں تو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید تو حکم ہوں کہ تو ریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ ہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔

سوالیں جن پر حضرت

بھی نقلی لکھتے ہیں

پہلے فرعون نے فرمایا

کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے ۱۷۱ یہ جواب شکوہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو عجز سے پاک ہے وہ یہ سارے کام کو اپنی قدرت رکھتا ہے مگر کسی میں اس پر حیرت کی طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے ھَلْ كُنْتُ رَاٰیَ بَشَرًا اَوْ سُوْلًا اور میں تو ایک انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن باتوں کا تم نے مطالبہ کیا ہے وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماوراء ہیں یعنی لیس ما سَأَلْتُكَ فِي طَوْقِ الْبَشَرِ بَلْ لَوْ اَدَاكَ اللهُ اَنْ يَنْزِلَ مَا طَلِبُوْهُ لَفَعَلْتُ مَا مَنَعَنِيْ ج ۵ ص ۱۷۱ اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنے کی طاقت نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی نہیں کیونکہ حکیم اللہ تعالیٰ کی وحی کے پابند اور اس کے احکام کے بندے ہیں صرف اسی چیز کو ظاہر کر سکتے ہیں جس کو ظاہر کر نیکا اللہ نے حکم دیا ہو۔ اے ان رسول کساثر الرسل بشرہ مثلہم وکان الرسل لا یأتون قومہم الا بما یظہرہم اللہ علیہم من الایات غلیس

۱۴۲۱

اور ہرے ہونگے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے، کہنے اور سننے سے اندھے، گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہونگے، نہ راحت کی کوئی بات سننا نصیب ہوگی اور نہ ایسی بات سننے کا ملنے کی توفیق ملیگی جو قبول کجا سکے۔ لایبصرون مایقرا عینہم ولا ینطقون مایقبل منہم ولا یسمعون فایلد ساء معہم لما قد کانوا فی الدنیا لایستبشحون بجاہلث والعبود ولا ینطقون بالحق ولا یتستیعوا لوالہ السعویہ ۵۵ یہ عذاب جہنم انکوائے دیوانیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ مشرکوں کا موضع قرآن و کلام کیساتھ اتر یعنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ ۵۶ بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھتے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں مجد اُتار رکھیں اور مقور و مقور اُتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ ۵۷ یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ ۵۸ نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ ۵۹ الرحمن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دینی آواز بھی نہیں بیچ کی جال پسند ہے۔ ۶۰ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت، یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ

۶۴۳

سبچن لڈی ۱۵

۱۰۲
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱

منزل

مرد دھڑا چلا ہے بادشاہوں کے یہاں میر اس سے زبردست چلتے ہیں کہ جسے وقت میں اُن کی رفاقت ضرور ہوتی ہے وہاں یہ مذکور کی نہیں۔

سُورَةُ كُفٍ

اول اس سے یہ پوچھو۔ کہ گذشتہ زمانے میں جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کے ساتھ کیا بیٹی؟ دوم اس سے اس شخص کا حال دریافت کرو۔ جو گذشتہ زمانے میں زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا تھا۔ سوم اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ نظر اور عقبہ واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اجاب یہود کے بتائے ہوئے تینوں سوال آپ کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوالوں کا جواب میں کل دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ مشرکین واپس چلے گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ اور آپ کو یقین تھا۔ کہ کل تک اس بارے میں ضرور وحی سے اطلاع مل جائے گی۔ اس لئے کل کا وعدہ فرما دیا۔ مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی۔ جس سے آپ کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی۔ آخر پندرہ یوم کے بعد سورہ کہف نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین کے سوالوں کا جواب مذکور ہے اور ساتھ ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہنے پر تنبیہ فرمائی۔ من القرآن الطبری باختصار۔

دوسرا ربط :- مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے۔ اول فَاِتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی جس عذاب کی تمہیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر سچا ہے۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ۔ اُن کا دوسرا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوا لَوْ لَا یَاْتِیٰنَا بَآیٰۃٌ مِّنْ سَیِّدِنَا اِنْ كُنَّا بِمَا نَعْبُدُکَ عُتٰیۃً مِّنْ عِبَادِکَ اَوْ اِنَّا لَنَعْبُدُکَ عِوٰۤیۃً مِّنْ دُوْنِ مَا یُعٰبَدُ اِنَّکَ لَآتِیٰنَا بِبَآیٰۃٍ اَوْ اَنَّا لَمِنَ الْخٰسِرِیْنَ (سورہ اعراف ۱۸۱-۱۸۳)۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورہ محل کے ابتدا میں فرمایا۔ اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ اللّٰهُ کَاَعْزَابٍ اَکْرَمَ رُبِّہٖ۔ تم اس کی آمد کا عجلت سے مطالبہ نہ کرو۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ جس مسئلہ توحید کو تم نہیں مانتے ہو۔ وہ اس قدر ضروری اور مہتمم بالشان ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اسی مسئلہ کی خاطر دنیا میں بھیجا گیا۔ یُنَزَّلُ الْمَلَٰٓئِکَۃُ بِالزُّجُجِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ اَنْ اُنْذِرُوْۤا اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْۤا اَسَیۡتَ مِیۡنَ رُوحِیۡ سَے مراد مسئلہ توحید ہے جیسا کہ آیت کے آخری حصہ اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا سے اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ مشرکین مکہ کے مطالبہ عذاب کو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کو مسلط کر کے پورا فرمادیا۔ چنانچہ سورہ نحل کے رکوع ۱۵ میں ارشاد ہے فَاِذَا جَآءَهَا اللّٰهُ لِبَاسٍ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ۔

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا میں فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی یہ تو میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے حضور

سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اور مسجد اقصیٰ سے جہاں تک میں نے چاہا) سیر کرائی۔ مذکورہ عذاب اور اس معجزہ معراج کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منکرین کی مکمل تباہی اور ہلاکت سے پہلے محض اپنی مہربانی اور رحمت سے ان کو سنبھلنے کا ایک اور موقع دے دیا۔ اور سورہ کہف نازل فرما کر ان کے ان شبہات کا جواب دے دیا۔ جن کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا تھے۔ گویا کہ سورہ کہف میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا ربط :- جس مسئلہ توحید کو سورہ نحل کی ابتداء میں روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا۔ قُلْ ادْعُوا اللہَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْنَ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَخْذَ وَلَدًا لِّهٖ مَا قَبْلُ بِرَمْتَفْرَعٍ ہُوَ اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْشَأَ عَلٰی عَبْدِهٖ الْكِتٰبَ وَكَمْ يَجْعَلُ لِّلْعٰوَجَا۟ اس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دعویٰ ہے۔ یعنی تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی گنجی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی۔ یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید و ڈرانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعمت مقیم کی خوشخبری سنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا۔ لَيُنْذِرَ بَآسَآتٍ شَدِيْدٍ اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ پہلی شق میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مؤمنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کر کے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورہ مریم بھی سورہ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورہ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بلا دعویٰ کا قدر سے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اَدْبًا (مریم ۶۷) اور آخر میں سورت کا ماحصل اسی طرح بیان فرمایا۔ فَاَتَمَّتْ اَيَّامُ مَدْيَنَ بِرِيسٰلَتِنَا لِيُثَبِّتَ فِيْہِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُزَيِّنَ فِيْہِ قَوْمًا لِّدَا۟ سورہ کہف کی ابتداء میں جن دو جماعتوں کو المؤمنین اور الَّذِينَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورہ مریم کے آخر میں بطور لف و نشر مرتب ان کو الْمُتَّقِيْنَ (پرهیزگار اور شرک سے بچنے والے) اور قَوْمًا لِّدَا۟ (جھگڑو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

خلاصہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجحشوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک و مختار اور متصرف و کار ساز سمجھتے تھے۔ اس سورت میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہ :- اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور ریمسوں کے لڑکے تھے۔ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصہ میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت و طاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شبہ :- کچھ لوگ بعض حالات میں جنوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے تکوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَرَآئُہٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْاِنْسِ (جن) تیسرا شبہ :- حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چوتھا شبہ :- یہود میں ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کار ساز اور متصرف تھے۔ چنانچہ وَيُنْذِرُ الَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورہ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔

پہلے شبہ کا جواب

پہلے آمَحَبَّتِ اَنَّا اَحْبَبُ الْكَهْفِ — تا — اَخْطَرُ لِمَا لَبِثُوا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہ اولیٰ کا بالا اختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کہف کا واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کہف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستی معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحاب کہف متصرف و کار ساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موصد بندے تھے۔

اس کے بعد حَتُّنْ نَقَضُ عَلَيْنَا — تا — وَكَذَلِكَ اَعَثَرْنَا عَلَيْهِمْ (ع ۲) میں پہلے شبہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعہ اصحاب کہف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھ امور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاَصْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا — تا — هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر غرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے پھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاَصْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا الْحَيٰوةِ — تا — خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دیجائے۔ امر سوم وَيَوْمَ نَسْفِرُ الْحُبَالَ — تا — وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۷) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

دوسرے شبہ کا جواب

وَاذْكُرْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِسْبَعْدُوْا الْاَدَمَ — تا — وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذر میں منتیں دیتے اور ان کے مقابلے سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ دراصل یہ لوگ جنہوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کار ساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ — تا — وَجَعَلْنَا لِكُلِّ مَوْعِدَةٍ اٰیًا (ع ۸) میں زجر اور تحویفیں ہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب

وَاذْكُرْ اَنَّ مَوْسٰٓیَ لَفَتْنٰهُ سَعۡیَ — تا — وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دئے گئے تھے۔ مگر جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ اَمْرِیْ (ع ۱۰) سے شبہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا۔ اور اس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

چوتھے شبہ کا جواب

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ — تا — وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا۔ مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یا جوج مابوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الْاٰنۡبِیَیۡنَ كَفَرُوْا — تا — لَا یَبۡعُوْنَ عَنْهَا حٰوِلًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کار ساز نہیں تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جاسکتی ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحۡرُ اِلٰهًا تَسۡرِعُ جَوَابُ پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلْ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ اِلَآہًا تَسۡرِعُ جَوَابُ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرمادیں کہ میں بھی غیب داں اور کار ساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعے بھی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کار ساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنۡ كَانَ یُرۡجُوا لِقَآءَ رَبِّہٖ اِلَآہِ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقار ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کیساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کہف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کار ساز سمجھ کر نہ پکارے۔ اور مشرک جلی اور خفی سے دور رہے۔

تمہید

پہلے بیان ربط کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔ کہ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے یہ سلسلہ سورہ احزاب کے آخر تک چلا گیا ہے اور باقی حصوں کی طرح یہ حصہ بھی الحمد للہ سے شروع ہوا ہے اس حصے میں بھی زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ سارے جہان کا مالک اور کارگاہ عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ملک و تصرف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ اس حصے میں اور بھی کئی ایک مضمون مذکور ہوں گے مگر وہ بالنتع آئیں گے سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور تمہید میں دو باتیں مذکور ہیں۔ (۱) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض و غایت ابتدائے سورت سے ان یَقُولُونَ لَا كَذِبًا تَا تک یعنی مشرکین کے شبہات کا ازالہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کو کچھ اختیارات دے کر اپنے نائب بنا رکھا ہے۔ اور (۲) انکار مشرکین پر اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور غم پر آپ کو تسلی دی گئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ تَا مَا عَلَيْكَ صَعِيدٌ جُرُزًا سورہ الحمد للہ سورہ نازحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ جملہ الحمد للہ واقع ہوا ہے۔ وہاں حمد و تعریف سے اللہ تعالیٰ کی صفات الوسیبیت یا بالفاظ دیگر صفات کار سازی مراد ہیں مثلاً خالق و مالک اور رازق ہونا عالم الغیب کا ساز اور متصرف و مختار ہونا۔ مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکک شام ہونا وغیرہ تو اس جملے کا حاصل یہ ہے۔ کہ تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کی ذات مفیض برکت کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسْمَان میں رہنے والوں، زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فروکش ہوئے والوں، میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ الحمد للہ میں جو دعویٰ کیا گیا ہے اس کا حاصل و جملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف و مختار ہے۔ سورہ الکذبی موصول مع صلہ ما قبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وفی وصفہ تعالیٰ بالموصول اشعاراً بعلیۃ مافی حیز الصلۃ لاستحقاق الحمد (روح ج ۵ ص ۱۵) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں دونوں خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عروج و رجب نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھر ہوا ہے۔ اس کے الفاظ و معانی میں اصول فصاحت و بلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شیئاً من العوج باختلال اللفظ من جهة الاعراب و مخالفت الفصاحت و تناقض المعنی و کونه مشتملاً علی ما لیس بحق اوداعیاً لغیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۵ ص ۱۵) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے منکرین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قیماً ای مستقیماً کما اخرجہ ابن المنذر عن الضحاك وروی ايضا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے جس کا علم محیط کل ہو۔

سجۃ الذی ۱۵ ۶۴۸ الکہف ۱۸

سُورَةُ الْكَافِرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيَةُ آيَاتٍ وَثَلَاثُونَ كُورًا

سورہ کہف ۱۵ مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ملے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ

سب تعریف اللہ کو ملے جس نے ملے اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ

يَجْعَلَ لَهُ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا لِّمَنْ

رکھی اس میں کچھ بھی ٹھیک اتاری تاکہ ڈرنا ملے ہے ایک سخت آفت کا

لَدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے ایمان لےنے والوں کو جو کرتے ہیں

الصَّالِحَاتِ أَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۝ مَا كَثِيرٌ فِيهِ

نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں رہا کریں

أَبْدًا ۝ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝ مَا

بہشت اور ڈرنا ملے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ

لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا يَابِ لَهُمْ كِبَرُتِ كَلِمَةٍ تَخْرُجُ

خبر نہیں ان کو اس بات کی نہ اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات نہ ملتی ہے

مِنْ أَفْوَاهِهِمْ طِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں سو کہیں تو

بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ

گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے نہ مانیں گے اس بات کو

أَسْفًا ۝ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا

پچھتا پچھتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اس کی رونق

منزل ۴

منزل ۴

اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکور کا ایک حصہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ یٰٰیْنَذِرًا بَاسًا شَدِيدًا قُرْآن اس لئے نازل کیا تاکہ منکرین کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت و تصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ **۵** یہ منکرین کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ یٰٰیْنَذِرًا بَاسًا شَدِيدًا اَلْهِ مِیْس لَام اَنْذٰی سے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تحذیف و انذار دوم تبشیر پہلے یٰٰیْنَذِرًا سے تحذیف پھر یٰٰبَشِّر سے بشارت اس کے بعد پھر و یٰٰنْذِر سے تحذیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تحذیف کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المؤمنین) اور اجر دونوں مذکور ہیں اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بعد عہد کی وجہ سے و یٰٰنْذِر کا اعادہ کر کے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا اَتَّخِذَ اللّٰهُ وَلَدًا اِنَّ لَوْ کُوْنُوْا کَاٰنَا مَقْصُوْدِیْہِہِ جَوَاللّٰہِ تَعَالٰی کے ولد بخونیز کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتخاذ ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی متبنی بنانے کے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت آسیہؑ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَنْتَحِزَّہٗ وَلَکَۡ اِذْہِہٖ قَصْصٌ ۱۶۔ و یوسف ۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا بخونیز نہیں کرتے تھے۔ نفی اتخاذ الولد ظاہر فی التبتی (رح ج ۱۵ ص ۱۹) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں (انبیاء علیہم السلام، اولیا اور ملائکہ کرام) کو اپنے متبنی اور نائب بنایا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف و اختیار دے دیا ہے، جیسا کہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ومنہم من اعتقد ان اللہ ہوا السید و ہوا المدبر لکنہ قد یخلص علی بعض عبیدہ لباس الشرف والتألہ و یجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ و یقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک ۱۱ بیعت علی کل قطر ملک یقلد تدبیر تلک المملکۃ فیما عدا الامور العظام فی تلحاج لسانہ ان یشہد عباد اللہ فی سوبہم وغیرہم فعدل عن ذلک الی تسمیۃ ہم ببناء اللہ و بحوالہ اللہ (حجۃ اللہ لبائع ج ۱ ص ۱) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں۔ جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنادیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقہ پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کر کے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیتا ہے باستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھرائی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو بنا کر اللہ (اللہ کے بیٹے) کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ ۱۷ یہ ان کے قول باطل کا رد ہے بہ میں ضمیر مجبور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ و ذکر الہاء لان تلك المقالة قد أخذوها عنهم و تلقوها منهم (محدج ۶ ص ۹) اب آئے دباپ دادا، سے مراد عام بے خواہ جسمانی بولیاری و حافی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا يزال بائعہم ای اسلافہم و قرطبی ج ۱ ص ۱۲۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۱ کبریت کلمۃ الخ کلمۃ منصوب ہے۔ اور عبودیت کی ضمیر سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کفر و افترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آئی ہے۔ اِنْ يَقُولُوا لَا كُذِّبَ اِیہ جملہ ما قبل ہی کی تاکید اور قول مذکور کی مزید قباحت و شناخت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی ان کا قول صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے اور اس میں سچائی اور واقعیت کا شائبہ تک نہیں ای ما یقولون فی ذالک الشان الا قولاً کذباً لایکا دیکھتے تھے اماکان الصدق اصلاً دسوح ج ۱ ص ۱۵ ص ۱۵۱ (ابو السعود ج ۵ ص ۱۵۱) یہ اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَلَّ یہاں توجی کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَلَّ محبوب چیز کے ساتھ توجی کے لئے ہوتا ہے اور محذور یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو، کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے دبحر ج ۶ ص ۱۹۹ آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ باخیم کا مفتول لہ ہے اور اسف کے معنی شدت غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی کہ مشرکین کفر و انکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت و تبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور مؤثر انداز کے باوجود کفر و انکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض ازراہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج و غم دامگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضہ تبلیغ و انذار و تبشیر کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں کیونکہ دولت ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار و قدرت میں ہے المقصود ان یقال للرسول لا یعظم حزنک و اسفک بسبب کفرہم فانما بعثناک منذراً و مبشراً فاما تحصيل الایمان فی قلوبہم فلا قدرۃ لک علیہ والغرض تسلیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عنہ (کبیر ج ۵ ص ۱۵۱) ۱۸ اِنَّا جَعَلْنَا الْفَخَ مشرکین کیوں نہیں مانتے؟ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان و شوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہیے۔ زمین پر تم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زرد و جوہر، حیوانات کی انواع

واقسام، سرسبز و شاداب کھیتیاں، رنگارنگ پھول اور میوے یہ سب زمین کے لئے چند روزہ زمینت ہے اور سب کچھ محض بنی آدم کی آزمائش و امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ کون اس دنیوی ساز و سامان کو معرفت خالق اور ادائے حقوق شریعت کا ذریعہ بناتا ہے اور کون اس کو شہوات نفسانیہ اور اغراض فاسدہ کی تکمیل میں صرف کرتا ہے (من الروح ج ۵ ص ۱۵) حضرت شیخ نے فرمایا کہ ذیئنة میں تنوین ثقیل و تخفیر کے لئے ہے۔ یعنی یہ زمینت چند روزہ اور فانی ہے۔

سبحن الذی ۱۵ ۶۵۰ الکہف ۱۸

لَنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ

ماکہ چاہیں لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام فل اور ہم کو کرنا ہے نلہ

مَا عَلَيْنَا صَعِيدًا جُرُزًا ۝ ۸ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ

الکہف اس پر ہے میدان پھانٹ کر فل کیا تو خیال کرتا ہے اللہ کہ

الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ ۹ إِذْ أَوَى

الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ

رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ ۱۰ فَضَرْبَنَا

عَلَى أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ۱۱ ثُمَّ

بَعَثْنَاهُمْ لَنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا

أَمَدًا ۝ ۱۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ ۱۳

وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ لَقَدْ قُلْنَا

آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اس کے سوا کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے

مَنْزِل ۴

تباہ کر دیں گے۔ اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ اس لئے یہ بھروسے کی چیز نہیں نہ اس پر اس قدر مضور ہونا چاہئے۔ یہاں تک تمہید ختم ہوگئی اس کے بعد چار شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے شبہ کا جواب

اللہ یہاں سے لے کر اُخْطِیْ لِمَا لَبِثُوا اَمَدًا تک پہلے شبہ کا اجمالی رد ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اصحاب کہف عرصہ دراز تک غار میں سوئے رہے۔ اس دوران میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ سورج جب غار کے سامنے آتا تو رخ بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف فی الامور اور مختار تھے۔ اس بنا پر لوگوں نے ان کو کچھ ساز اور عجیب داں سمجھ کر پکارنا اور ان کے نام کی نذر میں نیازیں دینا شروع کر دیا چنانچہ وہ سات روٹیاں ان کے نام پر اور ایک ان کے کتے کے نام پر دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں کئی طریقوں سے مذکورہ شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اول و دوم کا نُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ اَمْ حَسِبْتَ میں استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا واقعہ بہت ہی عجیب ہے اس لئے کہ کافروں نے اس واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں اس سے کہیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تقدیر لہ علیہ السلام علی حسانہ ان اصحاب الکہف کا نوا عجا بمعنی انکار ذلک علیہ ان لا یعظم ذلک بحسب سائر آیات اللہ اعظم من قصۃہم

پہلے شبہ کا اجمالی رد ہے

پہلے شبہ کا اجمالی رد ہے

۱۳

(مخرج ۶ ص ۱۱) استفہام انکار سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو عجیب داں اور کار ساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصہ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض موضع قرآن فل یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے فل یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر فل دو فرقے باتا تارخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے پڑے کہنے لگے اس سے کم فل یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کیا۔

اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

[illegible]

اور حد سے بڑھی ہوئی بات ہوگی۔ ۳۔ ھُوَ لَا يَفْقَهُ مَنَّا الْخَمْرُ ہماری قوم کے ان مشرکوں نے خود ساختہ ٹٹا کروں کو اللہ کے سوا معبود بنارکھا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی واضح ثبوت ہے۔ تو کیوں پیش نہیں کرتے۔ فَهَبْنِ اَظْلَمَ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا بھلا شرک جیسی بُری اور قبیح لذاتہ بات کے حق میں کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے۔ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اصحاب کہف کے ایمان و اعتقاد کی اس تفصیل سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و کارساز سمجھتے تھے۔ اس کی عبادت کرتے اور اسی کے نام کی نذریں دیتے۔ اور اسے ہی پکارتے تھے۔ وہ شرک اور غیر اللہ کی

الکھف ۸

۶۵۲

سجۃ الذی ۱۵

اِذَا شَطَطًا ۱۳ ھُوَ لَا يَفْقَهُ مَنَّا اتَّخَذُوا مِن دُونِ

بات غفل سے دور واپس یہ ہماری قوم ہے ٹٹھرائے انھوں نے اللہ کے سوا

اِلٰهَةً ۱۴ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۖ فَمِنْ

اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے

اَظْلَمَ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا ۱۵ وَاِذْ اَعَزَّ لَكُمْ

بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کٹارہ کر لیا تھا

وَمَا يَعْبُدُونَ اِلَّا اللّٰهَ فَاَوَالِی الْکُفْرِ یَنْشُرْ لَكُمْ

ان سے اور جن کو وہ بدبو دیتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلادے تم پر

رَبِّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهِ ۚ وَيَهْدِیْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرٍ ۚ

رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور ہمارے تمہارے واسطے تمہارے کام میں

مَرْفَقًا ۱۶ وَتَرٰی الشَّمْسُ اِذَا طَلَعَتْ تَرَوْعْنَ

آرام و اور تو دیکھے گا دھوپ جب نکلتی ہے پہنچ کر جاتی ہے

کَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ ۚ وَاِذَا غَرَبَتِ ثَقُرُھُمْ ذَاتَ

ان کی کھوہ سے دایبے کو اور جب ڈوبتی ہے کتر کر جاتی ہے

الشَّمَالِ ۚ وَھُمْ فِیْ فُجُوۡۃٍ مِّنْہٗ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ

ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے جس کو

یَهْدِی اللّٰهُ فَھُوَ السَّہْدُ ۚ وَمَنْ یُّضِلْ فَلَنْ تَجِدَہٗ

راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر چلے اور جس کو وہ پھلائے پھر تو نہ پائے اس کا

وَلِبَآءُ مَّرْشِدًا ۱۷ وَتَحْسَبُھُمْ اَیْقَاطًا ۚ وَھُمْ رَقُوۡدٌ

کوئی رفیق راہ پر لانے والا نہ اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں شاہ اور وہ سو رہے ہیں

وَنَقْلُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ ۚ وَذَاتَ الشَّمَالِ ۚ وَکَلَّھُمْ

اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم ان کو دایبے اور بائیں اور کٹان کا

منزل ۴

عبادت اور پکار سے سخت بیزار تھے۔ وہ اپنے اس ایمان پر اتنے مضبوط تھے۔ کہ ایک ظالم و جاہر بادشاہ کے سامنے بھی انہوں نے اس کا اعلان کر دیا۔ بھلا جن کا اپنا یہ حال ہو پھر ان کی عبادت کرنا۔ ان کو بیکار کرنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا۔ اسے حماقت اور عقل کے خلاف ہے۔ ۱۵۔ یہ اِذَا اَوٰی الْفِتْنٰۃُ اِلَیْہِمْ کی تفصیل ہے اصحاب کہف کے رئیس۔ یحییٰ یا مسلمینا نے ان سے کہا۔ جب تم ان مشرکوں سے اور ان کے ان ٹٹھا کروں کی علیحدہ ہو جاؤ۔ جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو کسی غار میں گھس جاؤ۔ ھو من قول ربکم ھم یسلخنا فیما ذکر ابن عطیة وقال الخزوی ربکم مکملینا (قرطبی ج ۱ ص ۱۳۳) ینشروکم ربکم من رحمته یہ رَبَّنَا اٰیٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃٌ مِّنْ عَلٰیہِ تعلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے اس کام میں آرام اور آسانی کا سامان ہم پہنچا دے گا۔ ھَرْفًا مَّفْعَلًا کے وزن پر مصدر ہے۔ جس کے معنی رفیق اور آسانی کے ہیں۔ قال ابو زید ھو مصدر کالرفق علی مفعل ربح ج ۲ ص ۱۸ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف خود باطل معبودوں اور ان کے پوجاریوں کے پاس سے بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں مگر اس کے باوجود موضع قرآن کا ایک شہر کا بادشاہ مفاظ ظالم جو اس موضع قرآن کے بتوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا یا بت بچاتا۔ یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے۔ کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چٹائی کی۔ اس نے رو پڑا۔ بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرد دی۔ یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کراؤں تو ان سے بت پوچھا قبول کراؤں۔ یا عذاب کر دیا وہ گیا اور شہر کو یہ چھپ کر نکل گئے۔ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے۔ مینہ غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر پھیلی پھر سولہ

۱۷ اِذَا اَوٰی الْفِتْنٰۃُ اِلَیْہِمْ

۲۱۳

فتح الرحمن ۱۔ مترجم کو یہ بخاطر فاتر می رسد کہ دیوار جنوبی کہف آنقدر بلند است کہ سایہ صلی اور در تمام سال محل طغتن ایشانی نامی پوشاند و دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند چند ارتفاع زیادہ گردد و بلند دیوار شرقی از وصول ضور بایشان مانع آید از جانب راست مستقل شود و بجانب سر کہ جہت شمال است در وقت استواء بجز سایہ صلی دیوار جنوبی نمی ماند و چون آفتاب مائل بغروب شود ضور آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آن جانب چپ ایشانست واللہ اعلم ۱۲۔

جاتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوئے ہو۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا تو وہ دوسروں کی پکاریں اور فریادیں کیونکر سن سکتے تھے۔

ملکت :- حبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ كُنْتُمْ سَعَىٰ مَعْلُومٌ ہوا۔ کہ ان میں سے ایک نے سوال کیا قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا اِلٰهٌ اِلَّا اللَّهُ اس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوا جَمْع ہے اور عربی جمع کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوا اَدَّبَكُمْ اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوا جمع ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ مدارک ج ۲ ص ۶۷۔ ۲۷ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب والے ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس کے ساتھ ان کے مختار و منصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار سو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآ رہی کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْهَىٰ طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے نہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانوروں

الکھف ۱۸

۶۵۴

سبحن الذی ۱۵

اِذِيتَنَّا رَعُونَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا

جب جھگڑ رہے تھے آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ

عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ

ان پر ایک عمارت و ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ

غَلَبُوا عَلٰی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۲۱

جن کا کام غالب تھا ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ و

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ

اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں کتا چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ

وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بدول نشانہ دیکھ پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے

سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ

وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيلٌ ۚ فَلَا تُنَبِّرْ فِيهِمْ اِلَّا مِرَاءً

ان کی خبر نہیں رکھتے مگر چھوڑے لوگ سموت جھگڑا ان کی بات میں نہ مگر سرسری

ظَاهِرًا ۚ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۲۲ وَلَا

جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے نہ اور نہ

تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۲۳ اِلَّا اَنْ

کہنا کسی کام کو کہ میں یہ کر دوں گا کل کو مگر یہ کہ

يَشَاءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ

اللہ چاہے و اور یاد کرے اپنے رب کو جب بھول جائے و اور کہہ امید ہے

اَنْ يَّهْدِيَنِي رَبِّيْٓ اِلَآ قَرَبٍ مِّنْ هٰذَا رَشْدًا ۲۴

کہ میرا رب مجھ کو گمراہی سے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی و

منزل ۴

پاس مکان زیارت تبادیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سو گئے۔ ۲۱ یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا۔ اور اس کو نہیں کہا۔ ۲۲ اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی، کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمائے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بنا دوں گا، اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نے آئے اٹھا رہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کرے بغیر انشاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ یوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی بگوی خواہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ و ۱۳ یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

برجہ المؤمنین

۳۵

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا

اور مدت گزری ان پر اپنی کھوہ میں تھے تین سو برس اور ان کے اوپر

تِسْعًا ۲۵ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهُ غَيْبُ

نور تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گزری اسی کے پاس ہے چھپے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ

اس آسمان اور زمین کے کیا عجب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدٌ ۲۶

بندوں پر اس کے سوا کے مختار ہے اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

وَأَسْأَلُ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا

اور پڑھ جو وحی ہوئی ہے تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی

مُبَدِّلَ لِكَلِمَةٍ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۷

بدلنے والا نہیں اس کی باتیں ہے اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوا بچنے کو جگہ

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو

بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَتَمَةِ يَرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ

صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں

عَيْنَكَ عَنْهُمْ ۚ تَرْيَدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

بہری آنکھیں ان کو پھوڑ کر تلاش میں رولق زندگانی ہے دنیا کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا

هُوْبَهُ وَكَانَ أَمْرًا فَرَطًا ۲۸ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ

اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے

منزل ۴

کو زندہ کرتے تھے۔ عن ابن عباس فی قوله اذ کئے طعاما قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان غیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۲۵ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهُ غَيْبُ

۲۵ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهُ غَيْبُ

۲۶ مَنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدٌ ۲۶

۲۷ وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

۲۸ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ

۲۹

تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے کہ اصحاب کہف چونکہ ابتدائے ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا انہم کانوا علی دیننا ففتحنا علیہم بنیاناً (کبیر ج ۵ ص ۲۱۶) وروی ان طائفۃ کافرة قالت نبی بیعتہ او مضیفاً (قرطبی ج ۱ ص ۱۰۷) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ موضع قرآن (۱۰۷) جتنی مدت سو کروہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ بتا دے، یہاں تک قصہ ہو چکا۔ ۲۸ ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رزائل کو نہ بیٹھنے دو کہ مردار تم پاس بیٹھیں، رزائل کہا غریب مسلمان کو اور سردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔

سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بہم (مظہری ج ۲ ص ۲۷۱)
یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بہم (مدارک ج ۳ ص ۳۰۷) لنتخذن علیہم مسجداً نعبد اللہ فیہ ونستقی آثار اصحاب لکھف بسبیل المجد
(کبیر ج ۵ ص ۵۸۱) رفتہ رفتہ نوربت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کھف کی عبادت و پوجا شروع کر دی۔ ان کے نام کی نذرین سنتیں
دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کار ساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ ۵۲۳ اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین و ملکہم (مدارک)
۵۲۴ اس استقبال کے لئے ہے اور یقولون کی ہمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہود کی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کھف کی تعداد میں
علماء یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔
الضمیر فیہ و فی الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیة وبعض المحققین للیہود المعاصرین لہ صلے اللہ علیہ وسلم الخاضعین فی قصة
اصحاب الکھف (روح ج ۵ ص ۵۸۱) یعنی جب آپ اصحاب کھف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علماء ان کی تعداد کتنے کے علاوہ تین بتائیں گے۔ ۵۲۵
یہ سیقولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کھف کی تعداد کتنے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ دجماً یا لغیب لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح
بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ و یقولون سبعة الخ اور کچھ لوگ ان کی تعداد کتنے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علماء یہودی کی
ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قُلْ دَرَجَاتٍ أَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ آپ
فرمادیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس
فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو
انقطعت الحدة ای لم یبق بعدھا عدة عاد یلقت الیہا وثبت اثمہم سبعة وثامنہم کلہم علی القطع والبتات (روح ج ۵ ص ۵۸۱)
تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد دجماً بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم
ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک و شبہ سے بالآخر ہے۔ (کبیر ج ۵ ص ۵۸۱)
آپ اصحاب کھف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث و تحقیق نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما
دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسْتَفْتِ فِیْہُمْ الخ اور اصحاب کھف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ
وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ ۵۲۶ یہ جملہ معترضہ ہے ہر داعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران
میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات متفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کی طرف
منوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد رکھ لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کھف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا
کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرمادیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ اُس حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور
"انشاء اللہ" کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کھف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ
کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کھف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی
دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے
شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے
قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس سے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت
الہی کے سپرد فرمادیا کریں۔ ۵۲۷ یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی "انشاء اللہ" کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آجائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ
کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا بغیر حکم کے لئے انشاء اللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔
و ہذا محمول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المغیر حکماً فلا یصح الا متصلاً (مدارک ج ۳ ص ۵۸۱) ۵۲۸ آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر
کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے متعلق فرمادیا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ
اچھی تدبیر سمجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرمادے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل و معجزات عطا فرما
دے جو اصحاب کھف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت و رسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ (کبیر ج ۵ ص ۵۸۱) ۵۲۹ یہ امر متفرع ذکر کرنے کے بعد
اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَصَحْنَا عَلَیْہِمْ اَذْہِہُمْ فِی الْکَہْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا میں بالا جمال ذکر کی تھی۔ یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی
اصحاب کھف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاہد ہو بیان لمجمل قوله تعالیٰ فَصَحْنَا عَلَیْہِمْ اَذْہِہُمْ فِی الْکَہْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا
(دجر ج ۶ ص ۶۰۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبِثُوا الْہِیْمَ یَقُولُونَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال
سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ حاصل ہے۔ قُلْ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا الخ
ازالہ شبہ کے بعد واقعہ اصحاب کھف پر چھ امور متفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر متفرع ہے۔ آپ فرمادیجئے کہ اصحاب کھف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ

ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ہوا علم من الذین اختلفوا فیہم بمدۃ لبثہم و الحق ما اخبرک بہ (مدارک ج ۳ ص ۹) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصہ کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف فارسی کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کار ساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

ثمرہ واقعہ

۳۱ اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کر کے اس کے پہلو سے مشرکین کے شبہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرمادیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے کہ خبر کو مقدم کر کے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی چھٹی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِہِ وَ اَسْمِعْ بِہِ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا۔ کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف غیب داں نہیں ہیں۔ ۳۲ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کوئی کا ترجمہ لفظ مختار سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کار ساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کار ساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا یَشْرُکُ فِی حُکْمِہِ اَحَدٌ اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں مفرد و لا شریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی نبی یا ولی نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالیٰ ہوا الذی لہ الخلق والاموال الذی لا معقب لحکمہ و لیس لہ وزیر ولا نصیر ولا شریک ولا مشیر تعالیٰ و تقدیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۷ بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا و قیل للحکم ھہنا بمعنی علما الغیب ای لا یشرک فی علم غیبہ اَحَدٌ (منظہری ج ۶ ص ۷۷) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ماکان وما یکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

دلیل وحی

۳۳ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعویٰ ہے جو دو شقوں پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی سے اُنْشُ امر بجا فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقا فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پر گھر کر سنا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لا ذم ولا ذل ولا ذلک علی اصحابک (روح ج ۱۵ ص ۲۵) امروہ علیہ السلام بالمداد و قلم علیہ راستہ (ابو السعود ج ۵ ص ۷۷) اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور حکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَنْ یَّجِدَ مِنْ دُونِہِ مُلْتَحَدًا وَاَوْتَعِیل کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحَدًا کے معنی جائے پناہ اور ملجا و ماوی کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجا تعدل الیہ ان ھممت بذالک (مدارک ج ۳ ص ۹) ۳۴ یہ تیسرا مرتفع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ فِی حَصْرٍ یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے یہاں اگرچہ کوئی کلمہ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تصریح کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرائن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکار میں اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے تھے۔ ۳۵ یہ جو تھا امر متفرع ہے۔ تَرْجِیْدُ جملہ عِبْنُکَ کے لے سے حال ہے۔ وَالْجَمْلَةُ عَلَی الْقِرَاعَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ حَالٍ مِنْ کَافٍ (عینک) وجازت الحال منہ لانہ جزاء المضارع (روح ج ۵ ص ۷۷) مطلب یہ ہے کہ نبوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں وَلَا تُطْعَمَنَّ اَعْفَکُنَا یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے خالی اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ

کی عبادت کے بجائے دنیا کی دولت جمع کرنے میں مشغول ہیں آپ ان کی پیروی نہ کریں۔ ای شغل عن الدین وعبادة دبلہ بال دنیا ابن کثیر ج ۳ ص ۳۷۰۔ ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ اُمت کو تعلیم ہے۔ ۳۷۰ یہ جھٹا امر متفرع ہے، اَلْحَقُّ خیر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے اصل میں تھا هُوَ الْحَقُّ اور اس سے مراد بقول امام ضحاک مسئلہ توحید ہے، امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد قرآن ہے۔ قال الضحاک هُوَ التَّوْحِيدُ وقال مقاتل هُوَ الْقُرْآنُ (بجرح ۶ منہ)، یعنی آپ اعلان کر دیں کہ یہ مسئلہ توحید اور اللہ کے کلمات و آیات جن میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں سب حق ہیں اور اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَهَنْ شَاءَ

الکھف ۱۸

۶۵۸

سبحن الذی ۱۵

رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ

تہا ہے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهَا لَوْلَا ذِكْرُ اللَّهِ لَفُتُوا

ہم نے تیار کر رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اسکی قنائیں

وَأَنْ يَسْتُغِيثُوا بِغَاثِ آبَائِهِمْ كَالْمُهْلِ يَشْوِي

اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے

الْوُجُوهُ بِسُوءِ الشَّرَابِ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۲۱

منہ کو کیا برا ہے پینا اور کیا برا آرام

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا

بے شک جو لوگ یقین لائے اور نیکیاں ہم نہیں

نُضِيعَ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۲۲ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام ایسوں کے واسطے

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ

باغ میں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہنائے جائیں گے

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا

انگوڑیاں کنگن سونے کے اور پہنیں گے کپڑے

خَضْرَاءَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِنِينَ فِيهَا

سبز بارہک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے ہیں

عَلَى الْأَسْرَافِ نِعَمَ الثَّوَابِ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۲۳

تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام و

وَأَضْرِبَ لَهُم مِّثْلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور تینوں کو مثلاً مثل دو مردوں کی کر دیے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ لگائے

منزل ۴

اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَهَنْ شَاءَ

فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ

مطلب یہ کہ ہم نے تو مسئلہ توحید کو اپنے پیغمبر کے ذریعے

واضح کر دیا ہے۔ اور اس کی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل

بھی قائم کر دیئے ہیں، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے

اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کرے بشرک پر اڑا رہے،

جو مان لے گا وہ ہمارا کچھ نہیں سنوارے گا بلکہ اس میں

اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار کرے گا وہ ہمارا کچھ

نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔

وفيه من التهديد والاستغناء عن

متابعہم (روح ج ۱۵ ص ۳۷۰) ۳۷۰ یہ تحریف

اخروی ہے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے

سُوءِ قَدَرٍ (قنات، جس طرح قنائیں آدمیوں کے گرد

گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنم

کو گھیر لیں گے، اَلْمُهْلُ تیل کی تلچھٹ، جہنم میں جب

ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے، تو ایسے پانی

سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کی طرح

گندا اور اس قدر گرم ہو گا کہ ان کے مونہوں کو بھون

ڈالے گا۔ ۳۷۰ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی

ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد

مشرکین کے لئے تحریف اخروی اور مؤمنین کے لئے

بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم ان تعالے لما

وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعہ بذكر

الوعد علی الکفر والاعمال الباطلة وبذكر

الوعد علی الایمان والعمل الصالح

دکیر ج ۵ ص ۳۷۰، سُنْدُسُ باریک ریشم اور اِسْتَبْرَقُ

موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقيق من

الديبا ج ۱۰ الاستبرق الغليظ منه ومفردات

ص ۳۷۰ جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور

کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرادیتے اور زر و جواہر کے ننانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور کمال

رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اول دولت کے دنیا ہی میں موجب عذاب ہونے کا اظہار فرما کر، دوم دنیوی مال و

دولت کی قلت اور خفارت بیان فرما کر، سوم دولت دنیا کے آخرت میں بھی موجب عذاب ہونے کا ذکر فرما کر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں

قطر و س مشرک اور یہود اُموس کا قصہ بیان کر کے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے نہائی، اور دولت دنیا پر مغرور

ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطر و س مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے گنہگاروں پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی

موضع قرآن و حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملنا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

۳۷۰ یہ تحریف
اخروی ہے
۳۷۰ یہ مؤمنین کے لئے
بشارت اخروی
۳۷۰ یہ مؤمنین کے لئے
بشارت اخروی

۳۷۰

توحید کو پس پشت ڈال دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور پیروں کی نصرت دیا رہی اور جس خاندانی جمعیت کی طاقت پر اس کو بھروسہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من هذا ان الکفار افتخروا باموالهم و انصارهم على فقراء المسلمين فبين الله تعالى ان ذلك مما لا يوجب الافتخار لاحتمال ان يصير الفقير غنيا والغنى فقيرا اذ الله الذي يحب حصول المفارقة بين طاعة الله وعبادته (کبیر ج ۵ ص ۱۷۱) ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطر وس مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد و گھیر کے درخت تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی

اس میں غلے اور سبزی کے کھیت لہلہ رہے تھے۔ چل یہ کہ اس کی زمین ہر قسم کے میوؤں، پھلوں اور غلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلناھا ارضا جامعة للاقوات والفواکہ و وصف العادة بانھا متواصلة متشابكة لم يتوسطها ما يقطعها مع الشك الحسن والترتيب الاسبق (مدارک ج ۳ ص ۱۷۲) یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں، و لَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا اى لم تنقص مفردات مثلاً ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جدا گانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطر وس کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ درج ۵ ص ۱۷۳ باغوں اور کھیتوں کا محل وقوع، حسن ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شان دانی اور اپنی نفی پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الْخَطَرُ وس مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقت ور ہیں۔ ظَلِمْتُ لِنَفْسِي وہ مشرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ۱۷۴ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حُب و نیا اور حرص و آرز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ

الکھف ۱۸

۶۵۹

سجۃ الذی ۱۵

مِنْ اَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهَا بِبَخْلِ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا

انگور کے اور گردان کے بھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ ہیں

زَرْعًا ۳۲ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱

انجام اچھا ہوگا اور وہاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ و شہم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسر ہوں گی (کبیر ج ۵ ص ۵۸)، حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہارِ ندامت کے طور پر کہا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا، مشکل کشا اور

الکھف ۱۸

۶۶۰

سبحن الذی ۱۵

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتِكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا

تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو گھٹاقت نہیں مگر

بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقْلَمُ مِنْكَ مَا لَوْ وَلَدًا ۝۳۹

جو دے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں

فَعَسَىٰ رَبِّيْٓ اَنْ يُؤْتِيَنِيْ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ

تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور

يُرْسِلَ عَلَيْهِمُ امْسَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَبِغًا

بھیج دے اس پر لو کا ایک جھوٹا آسمان سے پھر صبح گورہ جائے میدان

زَلَقًا ۝۴۰ اَوْ يُصْبِحُ مَا وَهَا غُورًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ

صاف یا صبح کو ہو ہے اس کا پانی خشک پھر نہ لائے تو

لَهُ طَلَبًا ۝۴۱ وَاُحِيطُ بِثَمَرِهِ فَاصْبِرْ بِقَلْبِكَ كَفِّهِ

اس کو ڈھونڈ کر وہ اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح گورہ گیا ہاتھ بچاتا

عَلٰى مَا اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرْوَتِهَا وَ

اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی پھریوں پر اور

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝۴۲ وَلَمْ

کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو و اور نہ

تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُوْنَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی یہ اللہ کے سوائے اور نہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ۝۴۳ هٰذَا لَكَ الْوَلٰٓئَةُ بِالْحَقِّ ط

ہو وہ کہ خود بدلے کے یہاں سب اختیار ہے اللہ کے پاس

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝۴۴ وَاَضْرِبْ لَهُم

اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

منزل ۴

مانع و معطل سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں

کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے

ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں

بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لَعَلَّ ذٰلِكَ لَكُافٍ

مع کو نہ منکر للبحث کان عابد صنم

(کبیر ج ۵ ص ۵۸) ۴۵ قطروں مشرک کے جواب

میں اس کا مومن بھائی یہود اسے وعظ و نصیحت

کرنے لگا۔ اَكْفَرْتَ بِالَّذِيْ اٰلِهٰی یہاں کفر سے مراد

ذات خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروں خدا کا

منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف

تھا جیسا کہ وَلَیْنِ دُرُدَّتْ اِلٰی رَبِّیْ میں اس کا اقرار

گزر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور الٰہی توحید

کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف

آگے آ رہا ہے، الظاہدانہ کان مشرک کما یدل

علیہ قول صاحبہ تعریضاً بہ (وَلَا اُشْرِكُ بِرَبِّیْ

اَحَدًا) وقولہ (یَلٰیئَنِّیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْ اَحَدًا)

..... فالمراد بقولہ (اَكْفَرْتَ)

اَشْرَكَتْ در روح ج ۵ ص ۵۸، ۴۶ لَکِنَّا اَصْل

میں لَکِنَّا اَنَا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علی خلاف

القیاس حذف کر دیا گیا، دونوں جمع ہو گئے پہلا ساکن

اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا

تو لَکِنَّا ہو گیا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ واحد تکلم کا

صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح)، اس جملے کی ترکیب اس

طرح ہو گی اَنَا مبتدائے اول، هُوَ ضمیر شان مبتدائے

ثانی، اَللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّیْ اس کی خبر۔ مبتدا خبر مل

کر جملہ مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے

مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی (دجر ج ۶ ص ۵۸)، حضرت

شیخ فرماتے ہیں اَنَا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل

میں تھا لَکِن اَنَا اَقُوْلُ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ (بحر، وَلَا اُشْرِكُ

اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریض ہے۔ تعریض باشعور صاحبہ دجر یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کو

کار ساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کار ساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ شرک نہیں کروں گا۔ ۴۷ قطروں جب باغ

میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدبوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر لگا اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت

کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

کا ہے تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

کا ہے تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

کا ہے تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

کا ہے تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

کا ہے تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

۵
سج
۱۷

مذاہلح منکرین
کا دوسرا طریقہ ۱۷

موضح قرآن

سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا یونہی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ

مثل دنیا کی زندگی کی اسی جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے

فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ

پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چروا چلا ہوا ہیں

الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۳۵

اڑتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت و مال

وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَاتِ

اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکوں

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝۳۶

کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع و اور جہنم چلا بیٹھے

الْجِبَالُ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ

پہاڑ ۳۷ اور تو دیکھے زمین کو نکلی ہوئی اور پھر بلائیں ہم ان کو پھر نہ

نُعَادِرُهُمْ أَحَدًا ۝۳۷ وَعَرَّضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفَاءً

چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ

اے پہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو جانتے تھے

أَلَنْ تَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۝۳۸ وَوَضَعَ الْكِتَابَ فِئْرِ

کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ و اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے

الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُوَيْلَتَنَا

گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور جتنے ہیں بلے خرابی

مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا

کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

منزل ۴

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے چاہے آہا رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل ما فیہا انتہا حاصل بمشیئۃ اللہ وان امرہا
بیدک ان شاء ترکھا عامرة وان شاء خربھا امدارک ج ۳ ص ۱۸ شاید قطر دوس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے معبود کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل
لوگ کہتے ہیں۔ جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے چاہا یہ حالانکہ یہ کلمہ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کہا شاء اللہ و رسولہ اس
پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہ فرمائی اور فرمایا قولوا ما شاء اللہ و وحده یوں کہا کرو۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی
طاقت و قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو
تو نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں جس
اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامان تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس
کے چھین لینے اور اسے ان واحد میں تباہ و برباد کر کے طاقت
بھی رکھتا ہے۔ ۳۵ یہ سب یہود کا کلام ہے، حُجُبَاتًا
سے عذاب الہی مراد ہے۔ صَعِيدًا اَزْلَقًا چٹیل میدان
جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ و حصنا لا نبات فیہ
و مفردات ص ۱۲۷ یعنی اگر تو کثرت مال و اولاد پر فخر کر رہا ہے
اور تجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے
کہ مال و اولاد چند روزہ و نیوی زندگی کی آبی فانی اور ناپائید
زینت ہے، یہ فخر و مباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زور و جواہر
میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پر اترتا پھر رہا ہے اور میں
مال و اولاد میں تم سے کم ہوں تو جس خدا کے بلندی و پستی
نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔
کہ جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا
فرمادے اور تیرے باغ کو طوفان برق و باد سے نیست و
نابود کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات
اور سرسبز و شاداب کھیت برباد ہو جائیں۔ ۳۶ مومن نے
جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور
رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات
اور دیگر اموال تباہ و برباد ہو گئے۔ اھلک اموالہ
المعہودۃ من جنتیہ و ما فیہما ابو السعد
ج ۲ ص ۱۸، فَاَصْبَحَ یُعْلَبُ کَفَّیْہِ الہ جب صبح کو
باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال
پر خرچ کیا تھا اس پر کف افسوس ملنے لگا۔ وَ یَقُولُ
یٰ لَیْسَتْنِی الْاِثْمُ اب اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم
ہو کر بول اٹھا، کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار
کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ شرک
تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ و ناصر سمجھتا تھا۔ ۳۷

۱۸ اصلاح نکلتی
۳۵ تیسرا طریقہ

جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس فاندانی جمعیت پر اسے نازل تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اس آڑ سے وقت میں کوئی بھی اس کے کام
نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوت بازو سے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْاُولَآئِکَ الَّذِیْنَ اَلْحَقَّ اَسْ وَاقِعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔
اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۳۸ یہاں سے اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ شروع ہوتا ہے، یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال و اولاد اور یہ دیوی شان و شوکت
نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے، اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی ابدی زندگی اور آخری حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلم ان المقصود اضرب مثلاً آخر
مو ص ۱۸ قرآن و لایعنی جب چاہے پھر جلا دے و لایعنی والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم جلا جاوے یا مسجد کنواں، سرائے، ہاٹ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو
تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے و لایعنی اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرمادے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہے گا ختم بھی نہ رہے گا۔

بدل علی حقادۃ الدنیا وقلۃ بقائہا (کبیر ج ۵ ص ۵۲) یہ اصلاح منکرین کا تیسرا طریقہ ہے۔ یعنی دنیا کی خاطر دین کو چھوڑتے ہیں دنیوی دنیا ان کے لئے وبال جان ثابت ہوگی اور آخرت میں اس کی وجہ سے دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تفسیر الجبال الخ پہاڑوں کو چلانے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور وہ بادلوں کی طرح فضائے آسمانی میں اڑائے جائیں گے۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسِبُهَا جَمْدًا وَهِيَ كَالْعِزِّ مَرْوَاتٍ بَارِئَاتٍ۔ ظاہر اور نظر آنے والی زمین کا جو حصہ پہاڑوں سے چھپا ہوا تھا وہ اب عریاں ہو کر صاف نظر آنے لگے گا۔ لَا يُخَادِرُ الْغُجْرَینَ جب

الکھف ۱۸

۶۶۳

سبحن الذی ۱۵

أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ

جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب

رَبُّكَ أَحَدًا ۴۹) وَأَذَقْنَا لِنَبِيِّكَ إِسْجُدًا وَإِدْمَ

ظلم نہ کر چکا کسی پر و اور جب کہا تم نے ۴۹ فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے ۴۹ سو نکل بھاگا

أَمْرٍ رَبِّهِ أَفْتَخَذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ

اپنے رب کے حکم سے سو گیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رشتیق

دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۵۰

میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کو بدلاؤ

مَا أَشْهَدُ لَهُمْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَخْلَقَ

دکھلا نہیں لیاتھیں انکو وہ بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا

أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُمْ تُخْذِلُونَ الْمُضِلِّينَ عُذْرًا ۵۱

خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ

اور جس دن فرمایا جا پکارو ۵۱ میرے شریکوں کو جن کو تم مانتے تھے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ

پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور کر دیں گے ہم انکے اور انکے بیچ

مَوْبِقًا ۵۲) وَرَأَى الْمَجْرُمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ

مرنے کی جگہ مل و اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو ۵۲ پھر سمجھ لیں گے کہ ان کو

مُؤَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۵۳) وَلَقَدْ

پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شک

منزل ۴

بمزة استفہام انکار و تعجب کے لئے ہے۔ الہمزۃ لانکار والتعجب روح ج ۵ ص ۵۲) یعنی تعجب ہے کہ ایسی تدبیر دشمنی کے باوجود تم اس کو دوست رکھتے ہو اور

موضع قرآن و رب جو کرے سولہم نہیں سب کی کامال ہے پڑنا ہے جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا بے گناہ و درخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی صانع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو

بندے کی دریافت سے ہمارے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پڑے بندہ بھی پڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرا۔ و یعنی اللہ کے بدلے شیطانیوں کو

پکڑتے ہیں اور جتنے بت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ و یعنی خندقی آگ سے بھری۔

فتح الرحمن و یعنی وادی ازواد بہای و درخ تباہی بدگیری نوازند رسید ۱۲۔

اپنا نامہ اعمال دیکھیں گے تو سخت متحیر ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے تو نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی نہ بڑی اس میں تو ہماری ہر بدی لکھی ہوئی ہے لَا يُخَادِرُ اٰی لَا یَتَرٰکُ۔

جواب شبہ ثانیہ

۴۹ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں اور قبروں پر واقع درخت وغیرہ کاٹنے سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو تو اس کا بھی علم تک نہیں ہوتا کہ مشرک لوگ ان کی قبروں پر کیا کیا مشرکانہ اعمال و رسوم بجالا رہے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کو لوگوں کے مشرک کا علم نہیں تھا فَكُنْ بِاٰلِهٰتِهِمْ شٰهِيْدًا يٰمُنٰوُا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ عٰبَادَ رَبِّكُمْ كَافِرِيْنَ (سورۃ بقرہ ۲۲) اور سورۃ فاطر رکوع ۲ میں ہے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشُرَكَائِهِمْ اَسْ لَئِيْ يَسْبِغَ فِيْ سَبِّ شٰطِطِيْنَ كِيْ شَرَارَتِ بَے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس اور شبہات ڈال کر گمراہ کرنے اور ان سے مشرک کراتے ہیں اور تعجب ہے کہ شیطان جو بنی آدم کا روز رازل سے بدترین دشمن ہے، لوگ اس کے وسوسوں میں آکر کس طرح اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

۵۰ یہ انسانوں سے شیطان کی پُرانی دشمنی کا بیان ہے۔ یہ شیطان وہی ہے جس نے تمام انسانوں کے جدی حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اس کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اصل میں جنات میں سے تھا لیکن کثرت عبادت کی وجہ سے ملائکہ میں شامل تھا أَفْتَخَذُوْنَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ

ج ۱۸

مرا جواب ثانیہ ۱۲

ج ۱۴

صَرَفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَ

پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۸ اور

كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۝۵۹ وَمَا مَنَعَهُ

ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ۱ اور لوگوں کو

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ فَيَسْتَغْفِرُوا

جو روکا ۵۹ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوا نہیں

رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ

اپنے رب سے سو اسی انتظار کرنے کو پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آگے ہوا ان پر

الْعَذَابُ قَبْلًا ۝۶۰ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

عذاب سامنے کا ۱ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۶۰ سو خوشخبری

وَمُنْذِرِينَ ۚ وَيَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

اور ڈر سنانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر اللہ جھوٹا جھگڑا

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخِذُوا آيَاتِي وَمَا أَنْذَرْتُمُوهُ

کہ تلاویں اس سے سچی بات کو اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈر سنانے لگی

هَٰؤُلَاءِ ۝۶۱ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ بَايَاتِ رَبِّهِ

کھٹھا ۱ اور اس سے زیادہ ظالم ۶۱ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے

فَاعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ طَائِفًا

پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے

جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي

ڈال دیے ان کے دلوں پر پرے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے

أَذَانِهِمْ وَقَرَّاءَةً وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ

کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

منزل ۴

اس کی اطاعت کرتے ہوئے یس للظالمین بک لظالموں اور مشرکوں نے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی بجائے ابلیس اور اس کی ذریت کی اطاعت و عبادت اختیار کر رکھی ہے جو خدا کی اطاعت کا بہت بُرا بدل ہے یعنی یس مَا اسْتَبَدُّ لَهَا طَاعَةَ ابلیس و ذریتہ بعبادة ربهم و طاعتہ افازن جو ۵۸ مثلاً ۵۸ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے یعنی ابلیس اور اس کی ذریت کو جو تم میری عبادت اور اطاعت میں شریک بناتے ہو تو کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں یا خود ان کی اپنی پیدائش میں میں نے ان کو شریک کیا تھا؟ یا اس کے بارے میں ان سے کوئی مشورہ لیا تھا؟ ہرگز نہیں، میں نے ایسا نہیں کیا۔ اول تو مجھے کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر

بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون و مددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات و تصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اس طرح یہ بھی میری عاجز و بے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ہولاء الذین اتخذتموهم اولیاء من دونی عبیداً مثلاً لکھ دو بن کثیر ۳ ص ۵۸،

۵۶ خدا کی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذریت کو شریک بنانے والوں کے لئے تحویف آخری ہے، ان لوگوں نے شیطان و وسوسوں میں اگر غیر اللہ کی عبادت و پکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کار ساز اور متصرف و مختار سمجھ کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تکسبت و توبیخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں، اس پر مشرکین اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوهم الیوم ینقذونکم مننا انتم فیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۹) ہولاء المشرکین الذین اتخذوا من دون اللہ الہمة کالمملکة و عیسى دعوا هولاء فلم یتجیبوا الہم رکبیرج ۵ ص ۵۸) وجعلنا بینہم موبقا موبق، و بوق بمعنی ہلاکت سے اسم ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مراد جہنم ہے بئینہم کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف راجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پرگزی نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق

منزل ۴
آخری ۳ ص ۵۸
سوال مقدس
منزل ۴ ص ۵۸

عذاب جہنم میں شریک ہوں گے۔ ای مہلکاً یشترکون فیہ و هو النار درجہ ۵ ص ۵۹، بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام، کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولئک الکفار و بین المملکة و عیسى علیہ السلام هذا الموبق و هو ذالک الوادی فی جہنم (کبیر ج ۵ ص ۵۸) جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۵۸ یہ زہر ہے، ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اٹھانے کے موضع قرآن فل بھی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔

بجائے کچ بختی اور بدال سے کام لے کر ہدایت سے اور دُور ہو جاتا ہے۔ ۵۹ یہ زجر مع تخیف آخری ہے، الناس سے مشرکین قریش مراد ہیں۔ المراد بہم کفاد قریش۔
روح ج ۵ ص ۱۵۱، اَنْ يُّؤْمِنُوا اس سے پہلے حق مقدر ہے اور اَنْ مصدر یہ ہے اِی من ایسا نہ ہو۔ اِذْ مَنَعَ کے متعلق ہے اور المہدی سے قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ہیں اور ہڈی کا اطلاق دونوں پر بطور مبالغہ ہے یعنی وہ سراپا ہدایت ہیں۔ وَیَسْتَغْفِرُوا لَهُمْ یہ یُؤْمِنُوا پر معطوف ہے اِلَّا اَنْ تَأْتِيَهُمْ اِلَہ اس سے پہلے
مستثنیٰ منہ، محذوف ای شئی۔ قَبْلَ قَبِيل کی جمع ہے اور مراد عذاب کی مختلف انواع و اقسام ہیں یہ اَلْعَذَاب سے حال وافع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب مشرکین

الکہف ۱۸

۶۶۴

سبحن الذی ۱۵

يَهْتَدُوا وَإِذَا بَدَأَ ۵۷ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو

الرَّحْمَةِ ۵۸ لَوْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلُ

لَهُمُ الْعَذَابُ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجْدُوا

مِنْ دُونِهِ مَوْيلًا ۵۹ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

لَبَّاظِلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۶۰ وَإِذْ

قَالَ مُوسَىٰ لِفَتْنِهِ لَا أBRح حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ

الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۶۱ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

سَرَبًا ۶۲ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتْنِهِ إِنَّا

غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۶۳

قَالَ أَسْرَئَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي

بُورَاوَهُ كَيْدًا دِيكَا تَوَلَّيْنَا جِبْهَةً يَرْفَعُ شُعَابًا ۶۴

منزل ۴

نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی
پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے نب و وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا۔ کی ملاپ۔ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ
علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ علم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ۵۷ یہ جو ان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے
خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۵۸ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سور ہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی
زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے
کہنا بھول گئے۔ ۵۹ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آگئی تو اللہ کی توحید پر
ایمان لانے، شرک کو ترک کرنا اور اپنے گزشتہ گناہوں کی اللہ
سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں
روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک
ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرین انبیاء سے ہوا یعنی
ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے۔
سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بہا الاہلاک
بعذاب الاستیصال دروح، یا یہ کہ انہیں
سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذاب
خداوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔
والمعنی انہم لا یقدمون علی الایمان الا عند
نزول عذاب الاستیصال فیہلکوا وان یتواصل
انواع العذاب والبلاء حال بقاءہم
فی الحیوۃ الدنیا وکبریرہ ص ۵۱، ۵۲ یہ سوال
مقدر کا جواب ہے، مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو
ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو
فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام
کی تبلیغ کریں ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین
کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری حجت قائم ہو
جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔
۵۸ یہ کفار مجادلین پر زحیر ہے، بالباطل میں
باسبیہ ہے اور باطل سے شبہات واسبیہ بشکوک باطلہ

موضع قرآن

۵۷ اور پڑ کر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور و مغفل مسلمانوں
کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ
بٹھائیں تو ہم پیچھے ہیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی
اور املیس کا خطاب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ

اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر
نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی
پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے نب و وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا۔ کی ملاپ۔ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ
علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ علم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ۵۷ یہ جو ان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے
خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۵۸ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سور ہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی
زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے
کہنا بھول گئے۔ ۵۹ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَنْسِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ

بھول گیا مجھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے

أَنْ أَذْكُرْ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کر لیا اپنا راستہ دریا میں

عَجَبًا ۚ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا

عجیب طرح کہا یہ بھی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلَىٰ أَثَارِهِمَا قَصَصًا ۚ فَوَجَدَا عَبْدًا

اپنے پیسے پہچانتے پھر پایا ایک بندہ

مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

ہمارے بندوں میں کا کچھ جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور

عَلَّمْنَاهُ مِمَّا لَدُنَّا عِلْمًا ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

سکھایا تمہارا اپنے پاس سے ایک علم و کہا اس کو موسیٰ نے

هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلِمَ مِنَّمَا عُلِّمْتُ

کچھ تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھائے کچھ جو تجھ کو سکھائی ہے

رُشْدًا ۚ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

جسلی راہ بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

صَبْرًا ۚ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ

اور کیونکر ٹھہرے گا ۶۷ دیکھ کہ اس چیز کو

تُحِطُ بِهِ خُبْرًا ۚ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا کہا تو پائے گا اگر

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۚ

اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم

منزل ۴

اور من گھڑت قصے مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ باطل شے پیش کر کے حق کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے میری آیتوں کو اور میری طرف سے عذاب و عقاب کی دھمکیوں کو محض استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے، وَمَا أَنزَلْنَاهُ مِن دُونِ الْحَقِّ ۚ وَمَا أَتَيْنَاهُ بِذِكْرٍ مِّنَ الْحَقِّ ۚ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۶۶ یہ بھی زجر ہے۔ ۶۷ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۶۷ یہ بھی زجر ہے۔ ۶۸ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۶۸ یہ بھی زجر ہے۔ ۶۹ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۶۹ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۰ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۰ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۱ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۱ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۲ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۲ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۳ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۳ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۴ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۴ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۵ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۵ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۶ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۶ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۷ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۷ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۸ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۸ یہ بھی زجر ہے۔ ۷۹ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۷۹ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۰ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۰ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۱ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۱ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۲ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۲ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۳ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۳ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۴ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۴ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۵ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۵ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۶ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۶ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۷ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۷ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۸ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۸ یہ بھی زجر ہے۔ ۸۹ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۸۹ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۰ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۰ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۱ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۱ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۲ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۲ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۳ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۳ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۴ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۴ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۵ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۵ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۶ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۶ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۷ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۷ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۸ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۸ یہ بھی زجر ہے۔ ۹۹ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۹۹ یہ بھی زجر ہے۔ ۱۰۰ وَذَرَبْنَا بِاللِّسَانِ ۚ ۱۰۰ یہ بھی زجر ہے۔

جوابِ شبہ ثالثہ

۶۷ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امور غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔

انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْنَاهُ عَنْ أَمْرِ رَبِّي ۚ ۶۸ لِفَتْحِهِ مَفْتًیٰ دُنُو جَوَان ۚ سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دودریاؤں کے ملنے کی جگہ، دودریاؤں سے بحر روم اور بحر فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ و منقول ہے۔ و مجمع البحرین قال مجاہد وقتادہ هو مجمع بحرف فارس و بحر الروم (بحر ۶ ص ۴۵۰ قریبی ج ۱ ص ۱۱۵ روح ج ۵ ص ۱۱۵) حَقْبُ اسْم مفرد ہے موضع قرآن و وہ بندہ خضر تھا ل کہ سبب پوچھا آئے کہ موسیٰ نے بتایا خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور یک تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چیز یا دیکھا دی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمن و یعنی خضر علیہ السلام را یافتند ۱۲۔

اس کی جمع اَحْفَافٌ اور اَحْفَابٌ ہے حضرت ابن عباسؓ اور کئی مفسرین سے منقول ہے کہ حَقَب کے معنی مطلق زمانے کے ہیں یعنی زمانِ مبہم اور غیر محدود و مراد زمانِ طویل یعنی مذہب و المَعْنٰی حَتّٰی یَقَعُ اَمَّا بِلَوْعِی الْمَجْمَعِ اَوْ مَصْنَعِی حَقَبِ اِی سِیْرٰی ذَمَانِ طَوِیْلًا یعنی یا تو میں مجمع البحرین میں پہنچ جاؤں گا یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا باعث یہ ہوا جیسا کہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کون سا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا تو مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھولتا۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے اچھا قاضی کون ہے؟ فرمایا جو جمع فیصلہ

الکہف ۱۸

۶۶۶

سَبْحَنَ الذِّی ۱۵

قَالَ فَإِنْ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ

شَيْءٍ حَتَّىٰ أَحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝۴۰

فَإِنْ طَلَقْتُكَ حَتَّىٰ إِذَا رَكِبْتَ فِي السَّفِينَةِ

خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخْرِقْتُهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ۖ

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝۴۱ ۖ قَالَ أَلَمْ

أَقُلْ لَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝۴۲

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا

تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرٍ عَسِرًا ۝۴۳ ۖ قَانُطِلْقَانِي

حَتَّىٰ إِذَا الْقِيَا عُلْمًا فُتِلَهُ ۖ قَالَ أَقْتَلْتُ

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ۖ لَقَدْ جِئْتَ

شَيْئًا شَكْرًا ۝۴۴

ایک چیز نا معقول

منزل ۴

کرے اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرے۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو لوگوں سے ان کا علم حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے، اس خیال سے کہ اسے کوئی ایسی بات بل جائے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرے یا وہ اپنے کو ہلاکت سے بچائے، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ اگر تیرے بندوں میں کوئی بندہ مجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ عالم ہمارا بندہ حضرت ہے جو مجمع البحرین میں رہتا ہے، تم ایک ٹھیلی تل کر توشہ دان میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں ٹھیلی گم ہو جائے سمجھ لو کہ ہمارا بندہ وہیں رہتا ہے۔ دیکھو ۵۵۵ روح ج ۵ ص ۱۲۱۔ ۵۵۵ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہم سفر یوشع دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک پتھر کے سایہ میں سستانے کے لئے ایک گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور حضرت یوشع بیدار تھے اسی اثنا میں انہوں نے دیکھا کہ ٹھیلی توشہ دان میں حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ اس سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی حضرت یوشع نے سوچا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آرام کی نیند سے بیدار نہ کریں جب وہ خود اٹھیں گے نہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دوں گا۔ فی البحر سکر بآ ٹھیلی نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا اور اس میں گھس گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ٹھیلی کے بارے میں پوچھنا یا نہ پوچھنا اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں تھے۔ ۵۵۵ جب دونوں مجمع البحرین سے آگے نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں اب کھانا لاؤ نصیباً تَحَبَّأً لِّمَنۢ يُّفْكَوْثٌ اور تکلیف۔ قَالَ أَدْعَيْتَ اِنِّیۡ سَاقِیْ کُوۡا بَیۡنَیۡیَ کَا وَاَقْنَعُ یَاۡدِیَا وَاَسَ لَیۡ جَوَابِیۡنِیۡ کَمَا یَہِیۡمُ نَیۡ پتھر کے سایہ میں آرام کیا تھا، اس وقت وہ ٹھیلی عجیب

پہلا واقعہ ۱۲
دوسرا واقعہ ۱۳

معجزانہ طور پر زندہ ہو کر توشہ دان سے نکل کر دریا میں گھس گئی تھی مگر آپ سے اس کا حال بیان کرنا بھول گیا۔ قَالَ ذٰلِکَ اِنِّیۡ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہماری منزل مقصود کی یہی تو علامت تھی چنانچہ وہیں سے اٹھے پاؤں واپس ہوئے۔ قَصَصًا یہ مصدر ہے اور فَعْلٌ کا مفعول مطلق ہے۔ اِی یَقْصُتَانِ قَصَصًا یا مصدر یعنی اِسم فاعِل اِدَّتْ ذٰکَ کے فاعل سے حال ہے یعنی اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس مڑے جہاں سے ٹھیلی دریا میں داخل ہوئی جب وہاں پہنچے تو قریب ہی جزیرہ میں حضرت علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وضع قرآن توڑا کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ۵۵۵ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا قرار کرنے کو اور تیسرا خصت کو۔ ۵۵۵ تھری یعنی بے گناہ جب تک لشکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں، ایک گاؤں پاس لڑکے کھیتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

قال الحماد

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو انارشہ جاکہ

تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے پر نبی کی تصدیق کریں اور اگر اس کا زمانہ پائیں تو اس کی مدد کریں اور اس کا ساتھ دیں، جیسا کہ ارشاد ہے۔ **وَرَاٰ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ اِنِ اتَّبَعْتُمْ كُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ شَفَعْتُ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ مَّصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ لَتَتَّخِذُوْهُنَّ حُرُومًا ۚ وَكَانَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ اَلْغَابُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيْمًا ۚ** اگر حضرت خضر زندہ ہونے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ پر ایمان لانے اور سر میدان جنگ میں آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے، آپ کی اقتدار میں نمازیں پڑھتے، جمعہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے، عمر کسی نماز میں یا کسی میدان جہاد میں ان کے حاضر ہونے کا کوئی ذکر اذکار نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی زندہ نہیں تھے۔

موضح قرآن ۱۔ یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ جہانی کریں ان کی دیوار مفت بنائی کیا ضروری تھی۔ ۲۔ اب کی بار موسیٰ نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو سمجھ لیا کہ یہ علم میرے دھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پروردی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علی رأس المائۃ من ہوا الیوم علی ظہر الارض احد یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ سے علم قرآن حاصل کرتے اور آپ کے ہمراہ جہاد

الکھف ۱۸

۶۶۸

قال الحدیث

يُرْهِقُهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝۱۰۰ فَارْدَنَا أَنْ يَبْدِلَهُمَا

ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کر و پھر ہم نے چاہا کہ بدل دے ان کو

رَبُّهُمَا خَيْرٌ أَمْنَهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمًا ۝۱۰۱ وَأَمَّا

ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں و اور وہ جو

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ

دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اس

تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ

کے نیچے مال گڑھا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا

رَبُّكَ أَنْ يُبْلِغَا أَشُدَّهُمَا وَيُخْرِجَآ كَنْزَهُمَا ۝۱۰۲

تیرے رب نے کہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑھا

رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ

مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے بلکہ یہ ہے

تَاوِيلٌ مَّا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝۱۰۳ وَيَسْأَلُونَكَ

پھر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا و اور تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝۱۰۴

۱۰۴ ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ احوال و

إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ۱۰۵ اور یہ دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا

سَبَبًا ۝۱۰۶ فَاتَّبَعَ سَبَبًا ۝۱۰۷ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے وہ یہاں تک کہ جب پہنچا سوچ دینے کی جگہ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۚ وَوَجَدَ

پایا کہ وہ ۱۰۸ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں و اور پایا

میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حربی امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ رضا اور ابوالحسن بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ درود المعانی (ج ۱ ص ۱۵۲) رائی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہو۔ کیونکہ جیسا کہ بعض کالمین اور محققین صوفیائے فرمایا ہے، حضرت خضر کی زیارت عالم دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالم مثال سے ہے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت بعض کالمین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قونوی اپنی کتاب تبصرة المبتدی وتذكرة المنتہی میں فرماتے ہیں۔ ان وجود المحضر علیہ السلام فی عالم المثال در روح ج ۱ ص ۱۵۲، ۱۵۳ جب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ان کا مقصود علم حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں کو صبر و ضبط سے نہیں دیکھ سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر و ضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس کی حقیقت میں خود بیان نہ کر دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ

جائے اسدا قری
حالت ۱۲ سلفیہ

۱۰

موضع قرآن

و یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موسیٰ اور بدرہہ بنوئاس کے ماں باپ

اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعض آدمی کی بنیاد بڑی پٹی ہے اور بعض کی بھی، جیسے کڑی کھیر کوئی بیٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ اس میں کڑی کھیر اٹھا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمان پر ہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ و اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیابانی لگی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ و یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہے اس پر ضروری نہیں، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے لے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آ زمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ، و اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھریا تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ و یعنی انجام کرے گا سفر کا۔

فتح الرحمن و یعنی بحسب مرد ماں ۱۲۔

منزل ۴

حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُٹھے کہ تم نے ایک معصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کر کے بہت بُرا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا، اب اگر میں تم پر اعتراض کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور عجلہ کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِيلَ كَانَ بِالْغَاشِبَاءِ (روح ج ۱۵ ص ۳۳) وَقِيلَ كَانَ دَجَلًا (خازن جلد ۴ ص ۲۵)

الح یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پرانی تھی اور ایک طرف تھکی ہوئی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی لے لی ہوئی، یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ **ح** یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضر نے کہا،

قال المصنف

اِنَّ يٰ جُوجَ وَمَا جُوجَ مَفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ
 یہ یا جوج اور ما جوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سوتو کجے

ولذا القرنین کو شوق ہوا کہ دیکھنے دنیا کی بستی کہاں تک

فتح الرحمن و۱ وایں کنایت است از قدرت او بریں دوکار ۱۲۔

اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعہ معاش تھی، وقت کا بادشاہ زبردست تھا جو ہم اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ **وَأَمَّا الْغُلَامُ** الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا نوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ

۱۸ کہف

۶۷۰

قال المد۱۶

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَٰٓا نْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمۡ

تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنائے تو ہم میں اور ان میں

سَدًا ۹۳ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرَ فَأَعِينُونِي

ایک آڑ و بولا جو مقدور دیا مجھ کو اسے میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

بِقُوَّةِ اجْعَلۡ بَيْنَكُمۡ وَبَيْنَهُمۡ رَدْمًا ۹۵ اَتُونِي زَبَرَ

مخت میں بنادوں نہ تھکے ان کے بیچ میں ایک دیوار مونی فلاں مجھ کو تختے ۹۵

الْحَدِيدُ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

لوہ کے پہاڑ تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پہاڑوں تک پہاڑ کی کہا

اُفْخُوا حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اَتُونِي اُفْرَغْ

دھونکو پہاڑ تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کڑاؤں

عَلَيْهِ قَطْرًا ۹۶ فَمَا اسْطَاعُوا اَنْ يُّظْهَرُوْهُ وَمَا

اس پر گھلا ہوا تاننا پھر نہ چڑھ سکیں اس پر سہمہ اور نہ

اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۹۷ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّيْ

کر سکیں اس میں سوراخ و بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهُ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ

پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا فلاں اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا

حَقًّا ۹۸ وَتَرَكُنَا بَعْضُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّسُوجٌ فِيۢ بَعْضٍ

سچیا و اور چھوڑ دینگے ہم خلق کو سہمہ اس دن ایک دوسرے میں گھستے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۹۹ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

اور بھونک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائینگے ہم ان کو کوٹ اور دکھلا دینگے ہم دوزخ

يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِيْنَ عَرْضًا ۱۰۰ اِلٰٓذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر تھم

اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ **وَأَمَّا الْغُلَامُ** الخ یہ تیسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو نیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ **سَدًا** ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذاتِ خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر و ضبط سے کام نہ لے سکے۔ **وَمَا قَعْلَتُۖ عَنۡ اَمْرِیۡ اِیۡ عَنۡ رَّآیِیۡ وَاجْتِهَادِیۡ** (روح ج ۱۶ ص ۱۷) یہ تیسرے شبہ کا اصل جواب ہے۔

سَدًا یعنی دیوار

موضع قرآن

۱ یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم ہانا اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یا جوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد ایک یا جوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ **۱** یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی تخت کرو۔ **۱** اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر

ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تاننا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالادہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر آپس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چار خانہ کی لنگی فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانے کی سرخ۔ **۱** ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحب حکومت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ **۱** حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مریں گے ذوالقرنین ایسی حکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ **۱** یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی نزدیک شود قیامت ۱۲

شبہ رابعہ کا جواب

۱۷۷ یہ چونکہ شبہ کا جواب ہے، شبہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَكَّنَّا

لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا
اس پر شبہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور
تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی
وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی
بقدر ضرورت، لیکن مافوق الاسباب امور میں سے
وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسباب ظاہری کو اعتبار
سے بھی ہر طرف سے عاجز آگیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور
مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں باجورج
ماجورج کی وجہ سے۔ یَسْأَلُونَكَ وَهَآءُ آيَاتُ رَبِّكَ
کہتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے
بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب
میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں
ہوا تو مطلب یہ ہو گا وَاِنْ يَسْأَلُوكَ
سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپ اس
کا یہ جواب دیں۔ ۱۷۷ ہم نے اس کو زمین میں قدرت
اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ سَبَبًا یہاں کُلِّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں
بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف
وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا
ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح
کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من کل شیء سببًا
اداء من مہمات ملکہ ومقاصد المتعلقۃ
بسلطانہ (روح ج ۱ ص ۱۲۳) والمراد بہ اتینہ من
کُلِّ شَيْءٍ یحتاج الیہ فی اصلاح ملکہ سببًا
دکیر ج ۵ ص ۵۷ اور اسباب سے اسباب عادیہ مراد
ہیں والمراد بذلك الاسباب العادیۃ (روح)
تو اس سے معلوم ہو گیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر
اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب
امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ ۱۷۷

ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دلدل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا
اور جانب مغرب میں گویا وہ زمین کے انتہی پہلو پہنچ گیا کیونکہ اس دلدل کو عبور کر کے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دلدل میں
چھپ رہا ہے، حمیۃ۔ ای ذات حمیۃ حمیۃ معنی کچھڑے ہیں عین حمیۃ یعنی کچھڑ والا چشمہ مراد دلدل ہے، ایک قوم اس دلدل میں سمندر کے کنارے
موضع قرآن ولا یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ کھلی کہ قدر میں دیکھ کر یقین لادیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ولا یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور
فتح الرحمن ولا یعنی دین کناایت است از خواری و بی قدری ۱۲۔

الکھف ۱۸

۶۷۱

قال الم ۱۶

فِي غَطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَأَنُورًا لَا يَسْتَطِيعُونَ

پرورد پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے

سَبْعًا ۱۰۱ فَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَسْتَحْذُوا

ولا اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں

عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءُ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو

لِلْكَافِرِينَ نَزُلًا ۱۰۲ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ

کافروں کی مہمانی تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت

أَعْمَالًا ۱۰۳ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

منہ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُجْسِمُونَ صُنْعًا ۱۰۴ أُولَٰئِكَ

اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ولا وہی ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاءِ رَبِّهِمْ فَخَطَبُ أَعْمَالِهِمْ

جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو برا دگیا انکا کیا ہوا

فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنًا ۱۰۵ ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ

پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول ولا یہ بدلہ ان کا ہے

جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۱۰۶

دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا

أَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے

جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نَزُلًا ۱۰۷ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ

ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں

آباد تھی۔ ۱۷۷۵ء ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَنَ ظَلَمَ جَسَ نَے میری دعوت قبول نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ لَمَ يَقْبَلْ دَعْوَتِي وَاصْرَعْنِي مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ الْعَظِيمِ الَّذِي هُوَ الشِّرْكُ (روح ج ۱۶ ص ۱۷۷) یہ مشرقی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین غنہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور تھی اور انہیں لباس

عَنْهَا حَوْلًا ۝١٠٨ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِي

پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدْ أَحَطْنَا بِذِوَالْقُرْنَيْنِ کے پاس جو لشکر اور ساز و سامان اور آلات جنگ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے، یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ ۷۹ یہ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا: السَّيْنِ (دو دیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درہ تھا اور جس سے یا جوج ماجوج بیرونی علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مِنْ دُونِهِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا يفهمون كلامه أحد ولا يفهم الناس كلامهم دفازن ج ۴ ص ۱۸۱ ۸۰ یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی، ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یا جوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس دے سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں، قتل و غارتگری کرتے ہیں اور سرسبز و شاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ و برباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس دے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خُرَجَّا اِي جَعَلًا مِنْ اَمْوَالِنَا رُوح ج ۱۶ ص ۱۸۱ ۸۱ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت

نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوتِ بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچ سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدْمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حَاجِزًا حَصِينًا و حجاباً مَتِينًا (روح ج ۶ ص ۱۷۸) بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار عین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۵۲ زُبْرٌ، زُبْرٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین، الصدف کا تثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ انْفُخُوا تَوَذُّوا الْقَبْرَیْنِ نے کہا۔ کہ اب لو ہا پگھلاؤ۔ جب وہ لو ہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قَطْرًا یعنی تانبہ۔ ۵۳ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔

موضح قرآن و المعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلئے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ سنیں۔

تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ اب یا جوج ماجوج نہ تو اس کو پھانڈ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ **فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي أَلْبِسَ جِب مِيرے پر وردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آگئی۔** تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یا جوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یا جوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب و غریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قدر تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بچھونے کا اور دوسرا اوڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک برزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوا کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ **هو قول حكاك** ۱ شیعہ ابو ذکریا النووی فی شرح مسلم وغیرہ ضعفوه وهو جدیر بذكره، **اذ لا دلیل علیہ بل هو مخالف لما ذكرناه من ان جميع الناس لیوم ذریۃ نوح بنص القرآن والبدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۷۱۔**

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یا جوج ماجوج، یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں **ویاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح** ۲ دفع الباری ج ۶ ص ۲۷۱، اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ **ان یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیہ السلام وبہ جزم وہب بن منبہ وغیرہ واعتمدہ اکثر من المتأخرین در روح المعانی ج ۶ ص ۲۷۱۔**

منقولین ذناری، قبائل یا جوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یا جوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یا جوج ماجوج منگولیا ذناری کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے شیع و منشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کاکیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور قفقاز کے پہاڑوں میں درہ واریال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درہ واریال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یا جوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آسکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ **۵۸۷** یہ تحویف اخروی ہے۔ مشرکین کے چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تحویف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یا جوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے، جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضہم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یسوج، موحج سے ہے اور اس سے بے چینی اور اضطراب مراد ہے، یعنی جب دوسری بار صور بھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شربت ہول کی وجہ سے بے چین و مضطرب ہوں گے۔ **والموج حجاز عن الاضطراب ای یضطربون اضطراب البحر یختلط انہم وجنہم من شدۃ الہول (روح ج ۱۶ ص ۲۷۱) وتکررنا وجعلنا بعضهم بعض الخلق یومئذ یسوج یختلط فی بعض ای یضطربون ویختلطون انہم وجنہم حیث (دارک ج ۳ ص ۲۷۱) اس سے نفع ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے۔ الظاہ ان المراد النفخۃ الثانیۃ لانہ المناسبت لما بعد (روح ج ۶ ص ۲۷۱) یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کنایہ ہے۔ والمراد منہ شدۃ انصرافہم عن قبول الحق دیکر ج ۵ ص ۲۷۱، **۵۸۸** یہ تحویف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چاروں شبہات پر متفرع ہے۔ **أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ** یہ شبہہ اولی کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہہ ثانیہ کے جواب پر بالتبع بطور لف و نشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ متصرف و کار ساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریق اولی یہ صلاحیت نہیں ہے۔ **۵۸۹** یہ مشرکین کے انجام بردار حال شرک بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجالاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف و کار ساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال و افعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمال صالحہ سمجھتے ہیں۔ **وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ لُغْمٌ** چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تو لاسٹک نہیں جائے گا کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہوگا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہو چکے ہیں۔ لان المیزان استمایو ضح لاهل الحسنات والسیئات من الموحدين لتسمییز مقدار الطاعات ومقدار السيئات دیکر ج ۵ ص ۲۷۱، **۵۹۰** یہ بشارت اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ **۵۹۱** یہ شبہہ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہہ رابعہ کے جواب پر بالتبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعت معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے **قالہ قتادة (روح)** یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ توجہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب داں اور حاضر و ناظر نہیں۔ تو متصرف و کار ساز بھی نہیں ہو سکتے۔ **۵۹۲** یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا۔ کہ میں غیب دان اور کار ساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبہ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کرایا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ **۵۹۳** آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ **فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ** جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقا کی توقع رکھتا ہے۔ اسے تو چاہئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے رب**

کی عبادت اور پکاریں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ علی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور پیغمبروں کو متصرف و کار ساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی ناموں کی نذر میں منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی یعنی ریاکاری سے اپنے اعمال کو بچاتے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

سورہ کہف میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ — تا — فَأَلْهَمُوا الْخَلْقَ اللَّهُ وَلَدًا تَمَامَ صِفَاتِ كَارِ سَازِي كَمَا لَكَ اللَّهُ تَعَالَى هِيَ اور وہی متصرف و کار ساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔
- ۲۔ وَرَبُّنَا عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ — تا — وَيَهَيِّئُ لَكُمْ مَعِينًا أَمْرَكُمْ مَرْفَقًا (۲۶) نفی تصرف از اولیاء اللہ اصحاب کہف،
- ۳۔ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا — تا — دَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (۳۴) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔
- ۴۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا — تا — (۳۶) نفی تصرف و اختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۵۔ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا — تا — وَلَا يُشِيرُكَ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (۳۷) نفی علم غیب از غیر اللہ۔
- ۶۔ وَأَنْتَ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ — تا — وَكَانَ أَمْرُكَ فَرَطًا — تا — نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ لَيْكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي — تا — لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ أَفَتَتَّخِذُونَ دُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ — تا — وَمَا كُنْتُمْ مَتَّخِذِينَ الْمُضِلِّينَ عَصَدًا (۵۷) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔
- ۱۰۔ نَسِيًا حُوتَهُمَا — تا — فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ (۵۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔
- ۱۱۔ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ — تا — مَا لَمْ تُخِطْ بِهِ خُبْرًا (۵۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۱۲۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ — تا — قَدْ بَكَغْتُ مِنْ لَدُنِّي عَذْرًا (۶۰) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
- ۱۳۔ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي — تا — نفی تصرف اختیار از خضر علیہ السلام
- ۱۴۔ إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ (۶۱) ذو القرنین کو مانوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔
- ۱۵۔ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ مُؤْمِنِي أَوْلِيَاءَ — تا — نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۶۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي — تا — (۶۲) الایۃ۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لامحدود ہے۔
- ۱۷۔ قُلْ إِنَّمَا أَنْبَأْتُكُمْ بِشَيْءٍ رُبِّي — تا — (۶۳) الایۃ۔ نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۷۵ سورہ مریم

رابطہ :- سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورہ مریم سورہ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔
خلاصہ :- سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴۷ کے آخر تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵۱ کی ابتدا و یَقُولُ الْإِنْسَانُ سے لے کر سورہ کے آخر تک ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں ہے۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔
پہلا شبہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ سے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آنے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرِ داندھوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران رکوع ۴۵ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کار ساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بیزار تھے اور انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں (حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل، اور حضرت ادریس علیہم السلام) کا مختصر ذکر کیا گیا، ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَ نَادَيْنَاهُ الْمَوْسَىٰ عَلِيهِ السَّلَامُ كَوْمِ هِيَ لِنَبِيِّ عَطَاكِ اور ہارون علیہ السلام کو ان کا معاون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کار ساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھروالوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکار کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کار ساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آباء و اجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کار ساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا تَنْزِيلُ الْإِنشَاءِ بِأَمْرِ رَبِّكَ — تا — وَمَا كَانَ دَبِّكَ فَسِيًّا (ع ۴) میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے مخلوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور مخلوم ہوں وہ کار ساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ میں اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَخْتَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ انہ میں ایک سوالِ مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدای کو پکارتے تھے تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد ناخلف لوگ، علماء، رؤسا اور سپہاں سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے عرضِ نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں دَبِّ السَّمُوتِ وَالْأَنْحَاثِ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطورِ ثمرہ اصل دعویٰ کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تحویفیں اور ہشامتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔
جو سورہ کہف کی ابتدا میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈر سنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ دیئے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا نَبِّیًّا (جھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فریق کو اُمَّتٌ مُنْتَقِبَاتٌ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو خصوصی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً الْاِخْلَافَ (ع ۵) معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کار سازی کریں دوم۔ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ الْاِخْلَافَ (ع ۶) شفاعتِ قہری کی نفی یعنی یہ معبودانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آسکیں گے۔

حصہ اول

۱۷ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر رکوع ۴ کے آخر ہل تک ہے۔ اس حصے میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ۱۷ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں۔ اور انکی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷ حاشیہ ۱۷

مربعہ ۱۹

۶۷۶

قال الحدیث

يَدْعَا بِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۷ وَارْتِي خِفْتُ السَّوَالِي مِنْ

اے رب میرے کہی محروم نہیں راف اور میں ڈرتا ہوں تہ بھائی بندوں سے

وَرَأَيْتُ وَكَانَتْ أُمْرَاتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ

اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو

لَدُنْكَ وَلِيًّا ۸ يَرْشَنِي وَيَرْثُنِي مِنَ الْيَعْقُوبِ ۹

اپنے پاس سے ایک تمام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی

وَأَجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۱۰ يَزْكُرِيَا إِنَّا نَبَشِّرُكُمْ

اور کر اس کو اے رب من ماننا و اے ذکر یا ہم تجھ کو خوش خبری سناتے ہیں

بِغُلَامٍ سَمِيٍّ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۱۱

ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی

قَالَ رَبِّ أَنِي يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتْ أُمْرَاتِي

بولا اے رب کہ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت

عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۱۲ قَالَ كَذَلِكَ

بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اڑ گیا و کہا یوں ہی ہوگا

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَئِئِنِّ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیسہ کیا میں نے پہلے سے

وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۱۳ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۱۴ قَالَ

اور نہ تھا تو کوئی چیز و بولا اے رب بھرا دے میرے لئے شے کوئی نشانی فرمایا

أَيُّكَ إِلَّا تَكَلَّمَ النَّاسُ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۱۵ فَخَرَجَ

تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صبح تندرست پھر نکلا

عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا

اپنے لوگوں کے پاس سے حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ یاد کرو

منزل ۲

اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوت دین کے کام کو جاری رکھے۔ اِنَّمَا كَانَ مَوْالِيَهُ مَهْمَلِينَ لِلدِّينِ فَخَافَ مَوْتَهُ
أَنْ يَصْنَعَ الدِّينَ فَطَلَبَ وَلِيًّا يَقُومُ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۷) یَرْشَنِي وَيَرْثُنِي مِنَ الْيَعْقُوبِ یہاں وراثت سے وراثت علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثت مال
کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام درجہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ ای یَرْشَنِي مِنَ الْعِلْمِ وَالْأَمْرِ وَالنَّبُوَّةِ فَإِنَّ الْإِنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ وَالسَّلَامَةُ لَا يُوْرَثُونَ الْمَالُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُنَّ مَعَاشِرُ الْإِنْبِيَاءِ لَا تُورَثُ مَا تَرَكَ كُنَّا صِدْقَةً (ابو السعد ج ۵ ص ۷۷)

موضع قرآن مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ و انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ و یہ فرشتے نے کہا۔
و لڑک بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ و بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں یہ ڈر ہوگا۔ و اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کر دیا۔ لیکن روبرو ہی قائم
موضع قرآن مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ و انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ و یہ فرشتے نے کہا۔

قال المرحوم

إِلَيْهِمَا رُوحَنَا رُوحٌ مِنْ حَضْرَتِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید بُرے

عائذہ بالتَّحَنُّنِ مِنْكَ یعنی اگر تو پرہیزگار اور متقی ہے۔ تو بھی یہ

تو میرے سامنے سے چلا جایا میرے استغاذے سے سبق حاصل

موضہ قرآن و نشانہ لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا

ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولے

منزل ۴۴

۱۔ اَلِهَمَّادُ وَحَسَنُ رُوح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید مجھے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالْهِیْ اِنْ کُنْتَ تَقِیْبًا کی جواز محذوف ہے۔ اِی وَفَیْ عَاثِدَہٗ بِالْوَحْشَنِ مِنْکَ یعنی اگر نوہرہ میرا کار اور متقی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذهب اور بعض نے تتعظ جزا مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تونیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استغاذے سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر دکنہ من الروح ج ۶ ص ۱۷۷) **۲۔** فرشتے نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں۔ میں **موضع قرآن** نشانہ لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت ہے۔ **۳۔** یعنی جننے کے وقت۔ **۴۔** یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ **۵۔** ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔

پاؤں تلے چشمہ ابل رہا ہے اور کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھٹکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چشمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو۔ تساقط کا فاعل الخلد ہے اور وہ ہڑتی امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی وانشربی علامہ آئوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پہلے ہی مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ عادت کھانا پینے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ صفحہ ۵۵۵)۔ فاعل تشریب یہ بھی حضرت جبریل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں، تو راستہ میں اگر کوئی شخص ملے اور تجھ سے پیٹے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت میں روزے کی حالت میں مفطرات ثلاثہ (کھانا، پینا، جماع) کے علاوہ کلام کر کے سے بھی پرہیز لازم تھا۔ یعنی جس طرح روزے میں کھانا، پینا اور مباشرت جائز نہیں تھی۔ اسی طرح بحالت روزہ کسی آدمی کو بات کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے، یہ ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد بہ الصوم عن المفطرات المعلومۃ وعن الکلام وکانوا لا یتکلمون فی صیامہم وکان قربة فی دینہم فیصح نذرہ و قد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فہو منسوخ فی شرعنا کما ذکرہ الجصاص فی کتاب الاحکام وروی عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ دخل علی امراة فتذرت ان لاتکلمہم فقال ات الاسلام ہدم ہذا فتکلمی (روح ج ۱۶ ص ۵۵۵)۔

اسرائیل رمدار ص ۲۷۷، یعنی اسے مریم! تو تو بارون جیسے نیکو کار اور پارسا کی بہن ہے، تیرا باپ بڑا آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تو نے یہ کیا کر ڈالا۔ اللہ حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت بشارت بتا دیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عہد ظہور کی میں باتیں کرے گا۔ جیسا کہ سورہ آل عمران ع ۵ میں ہے وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فی الْمَہْدِ وَکَهْلًا اس لئے انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ قَالُوا کَیْفَ تُکَلِّمُہُ اِنَّہٗ اَسَیْرُ لَوُگُوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیر خوار بچے سے کس طرح باتیں کریں گے؟ اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اُٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی دی ہے۔ جب تک مشرکاد نہ ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی تو فحش میں ہونگے پھر موت کو میڈھے کی صورت لاکر دوزخ بہشت کے موضع قرآن ص ۱۱۱ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافرنا امید ہوں گے۔

قال الحدیث ۱۶

۶۸۰

مریم ۱۹

فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۳۶ فَاخْتَلَفَ

لو اس کی بندگی کرو۔ یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ اختیار کی
الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِهِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ

فرقوں نے ملے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو فحش جس وقت
مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۳۷ اَسْمِعْہُمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَأْتُوْنَکَ

دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئیں گے ہمارے
لٰکِنَ الظَّالِمُوْنَ الْیَوْمَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۳۸ وَاَنْذِرْہُمْ

بہاں ہے الظالم آج کے دن صریح بہک رہے ہیں اور ڈرنا ہے انکو
یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَہُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّہُمْ

اس بھٹانے کے دن کا جب فیصلہ ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۳۹ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ

یقین نہیں لاتے ہم وارث ہوں گے زمین کے ستارے اور جو کوئی
عَلِیْہَا وَاِلَیْہَا یَرْجَعُوْنَ ۝۴۰ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ

زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے اور مذکور کر کتاب میں
اِبْرٰہِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝۴۱ اِذْ قَالَ

ابراہیم کا اسے بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا
لَا یٰۤاٰبِیْءَ یَا بَتَ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا

اپنے باپ کو ستارے اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ
یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْءًا ۝۴۲ یَا بَتَ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُ مِنْ

کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے ستارے
الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَھْدِکَ صِرَاطًا

خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

منزل ۴

موضع قرآن ص ۱۱۱ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافرنا امید ہوں گے۔

قال الم ١٦

4A1

مریم ۱۹

بیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے

رحمن کا نام فرمان لے کر باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں

اے بھڑکے ایک آفتِ لرمن سے پھرتو ہو جائے شیطان کا

وہ بولا یا تو پھر ہوا ہے اللہ میرے چھا لروں سے اے ابراہیم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ لَا تَنْقُطُ وَبِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ لَا تُفْنَدُ وَبِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ لَا تُجْفَى عَنْهَا وَبِعِزَّتِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا عِزَّةُ غَیْرِکَ وَبِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا قُدْرَةُ غَیْرِکَ وَبِحُسْبَانِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا حُسْبَانُ غَیْرِکَ وَبِکَرَمِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا کَرَمُ غَیْرِکَ وَبِبَخْلِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا بَخْلُ غَیْرِکَ وَبِسَعَادَتِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا سَعَادَةُ غَیْرِکَ وَبِفَقْرِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا فَقْرُ غَیْرِکَ وَبِغَنَاتِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا غِنَا غَیْرِکَ وَبِجَدَّتِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا جِدَّةُ غَیْرِکَ وَبِجَوْدِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا جَوْدُ غَیْرِکَ وَبِوَدَاعَتِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا وِدَاعَةُ غَیْرِکَ وَبِوَدْعِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا وِدْعَةُ غَیْرِکَ وَبِوَدْعِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا وِدْعَةُ غَیْرِکَ وَبِوَدْعِکَ الَّتِیْ لَا تُدْرَبُ بِهَا وِدْعَةُ غَیْرِکَ

[illegible]

ادعوا ربكم ^{عند} الا انكم ن يدعوا ربى شقرا (٢٨)

فَلْيَسْأَلْهُمْ مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا

لَهُ إِحْتِقَاقٌ وَيُعْفَوْنَ وَكَلَّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝٢١ وَوَهَبْنَا

مَنْ رَسَمَهَا وَبَعَثَ فِيهَا بِالنَّارِ

منزل ۴

منزل ۴

مَدِّ سَلَامٍ تَبَارَكْتَ

کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسئلہ ہی صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے۔ ہذا ما ذکر من التَّوْحِيدِ (روح ج ۲ ص ۹) (ہذا) الذی ذکرْتُ (صراطِ مستقیم) فاعبد وک ولا تشرکوا بہ شیئاً (دارک ج ۲ ص ۷۷) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارنا **موضع قرآن** ہے یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو بد و مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ **وَلَا تیری** سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو بیٹھی بات کہہ کر نکل جاوے وہ بیٹا ماق نہیں اور گناہ بخشناؤں کو انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ **وَلَا** یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے دیئے انیت کو یہاں اسمعیل کا نام نہ فرمایا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے **وَلَا** یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور اُن پر رحمت بھیجتے۔

اس لئے وہ خود پکارے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ ۵۲۸ یہ ایک سوال مقدس کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ بن زبیب میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علماء نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب منصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت النسطوریۃ منہم ہوا بن اللہ والملکانیۃ ثالث ثلثۃ وقالت الیعقوبیۃ ہوا اللہ

مربہ ۱۹

۶۸۲

قال الحدیث

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ زَاتَهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ

اور مذکور کہ کتاب میں موسیٰ کا ۳۵ بے شک وہ تھا بچا ہوا اور تھا

رَسُولًا نَبِيًّا ۵۱ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ

رسول نبی فل اور پکارا ہم نے اس کو دایہنی طرف سے طور پہاڑ کی

وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۵۲ وَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ

اور نزدیک بلایا اس کو بھید کھنے کو اور بخشا ہم نے اس کو ۳۵ اپنی مہربانی سے بھائی اس کا

هَارُونَ نَبِيًّا ۵۳ وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إسماعیلَ زَاتَهُ

ہارون نبی فل اور مذکور کہ کتاب میں اسمعیل کا وہ تھا

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۵۴ وَكَانَ

وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی فل اور

بِأَمْرِ أَهْلِهِ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ

حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے

رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۵۵ وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إدریسَ زَاتَهُ

ب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کہ کتاب میں ادریس کا ۳۵ وہ

كَانَ صِدْقًا نَبِيًّا ۵۶ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۵۷ أُولَٰئِكَ

تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اچھے مکان پر وہ یہ وہ

الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ

لوگ ہیں انہی جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی

آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ

اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں

وَإِسْرَآءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذْ أَنْتَلَّ

اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب انکو سنا پیے

منزل ۴

دقرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۹ ۵۲۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ اسمع بہم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ مشرکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ و انذہم یومہ الحسرة الخ قیامت کے دن یوم الحسرت افسوس کا دن، فریاد۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ ۵۳ اس سے مراد یہ ہے کہ نفعی اولیٰ کے وقت سارا نظام عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفعی ثنائیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

مراد مذکورہ پھر یہی ہے کہ طرف اشارہ ۱۲

جواب شبہ ثالثہ

۵۳۰ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کالسا نہ سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جدا جدا ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ ارم علیہم السلام کو تو صرف انصاری پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب منصرف سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہ دور فرمایا۔ ۵۳۱ حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آذر تھا۔ جو نہ صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۷ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورہ شعراء

موضع قرآن ۱۱ جس کو اللہ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ فل ان سے کلام ہوا بیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ فل یعنی ان کے ساتھ مددگار ہوئے۔ فل ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی ہے۔ فل لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب سناؤں کی چال کا اور لکھا اور سینا کہتے ہیں انہیں سے سیکھ اخلاق نے ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمائے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مائی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعض کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ فتح الرحمن ۱۱ یعنی بر آسمان ۱۲۔

علیہم السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تین کا بالا اختصار ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰ، حضرت اسمعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام یعنی یہ تمام ہمارے سامنے عاجزی کرتی ہیں۔ لہذا جو خود عاجز اور محتاج ہوں۔ وہ دوسروں کے کارساز اور متصرف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہمارے برگزیدہ اور مکرم بندے تھے۔ لیکن متصرف نہیں تھے۔ یہی وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور مشرکین حضرت اسمعیل علیہ السلام کو پکارتے تھے ان آیتوں میں اس کی نفی کی گئی کہ یہ برگزیدہ پیغمبر کا کارساز نہ تھے۔ ۲۸ یہ تمام انعامات ہم نے ان کو عطا کئے تھے وہ خود مختار و متصرف نہیں تھے۔ ۲۹ حضرت اسمعیل علیہ السلام وعدے کے سچے اور اللہ کے رسول تھے۔ وَكَانَ يَكْمُلُ لَهُ اللَّهُ تَعَالَى

مریخہ ۱۹

۶۸۴

قال المد

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۴۵
سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام اکاف و
وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِيتٌ لَّسَوْفَ أَخْرَجُ حَيًّا ۴۶
اور کہتا ہے آدمی وٹ گیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر
أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۴۷
کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۴۸
پھر زندہ کرنا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم کھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو پھر
سائے لائیں گے گرد دوزخ کے گھنٹوں پر گرے ہوئے و پھر جدا کر دیں گے ہم
مِنْ كُلِّ شَيْعَةٍ أَيْلَهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۴۹
ہر ایک فرد میں سے جو ان میں سے سخت رکھتا تھا رحمن سے اگر
ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَى بِهَا صِلِيًّا ۵۰
پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور
إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۵۱
کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر
ثُمَّ نُنَبِّئُ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنُذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۵۲
پھر نبیائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگاروں کو اس میں زندہ کر کے ہوئے و
وَإِذَا اتَّعْتَلُّوا عَلَيْهِمْ أَيْتَابُنَا بَيَّنَّتْ قَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۵۳
اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں
لِلَّذِينَ آمَنُوا لَا أَمَّا الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَآخِرٌ ۵۴
ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی آخری

منزل ۴

ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان
موضع قرآن کا نام سب اس کی صفت میں یعنی کوئی ہے اس صفت کا۔ وٹ مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے
یہی ہوا گھنٹوں پر گونا۔ وٹ بہشت کی راہ میں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی
ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی، ایمان والے اُس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور اجماع الراحین
کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہو گا۔

فتح الرحمن وٹ یعنی مائی ۱۲ وٹ یعنی آدمی کا فر ۱۲۔

۴۵

مراسم کا ذکر
تصویر کی ہے
مذہب شافعی
مذہب شافعی

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کار ساز نہیں ہو سکتے۔ ۵۴۳ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلف۔ مغلطاف اور بُرے لوگ الخلف الردی (مفردات) ان مغلطاف لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادت کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت صلوٰۃ سے یا تو

ترک نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکار با شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیباً اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیباً ای ضللاً یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزاء الغی قالہ الزجاج (کبیر ج ۵ ص ۱۵۵) یعنی وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ ۵۴۳ یہاں سے لے کر من کان تَقِیَّتاً تک بشارت اخروی ہے۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ من تَابَ الیہ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولئک یدخلون الیہ جملہ اس کی خبر ہے۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ سَمِعْتُمْ بِهَا قُلُوبُکُمْ لَمَہُ مَحْذُوفٌ ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تَقِیَّتاً یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ہند انہ الموحذ فت ذکر و لا تغفل (روح ج ۱ ص ۱۱۱) من کان تقیاً عن الشوک (بارک ص ۳)

جواب شبہ رابعہ

۵۴۴ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو تم نے سن لیا کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں مفسرین نے لکھا ہے کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کبفا، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رُک گیا۔ جب عرصہ

دو ہفتے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے موضع قرآن و لا یعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں و لا یعنی بھلائی میں جانے دے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بڑا پادشہ کے آخرت میں یہاں نیک بڑ بھلائی بڑائی میں شامل ہیں و لا فوج یعنی مدگار کافرانہ کار سمجھتے ہیں بتوں کو اور ایمان والے اللہ کو۔ و لا یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں، نیکیاں سب ایں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ و لا ایک کافر الدار ایک لوباہر مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمان سے منکر ہو تو نیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور چھ چھوے تو بھی میں مگر نہ ہوں، اس نے کہا اگر چھ چھوے گا تو بھی مال و اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں سے سو نہیں۔ و لا جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمن و لا یعنی عزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ و لا یعنی در قیامت ۱۲۔

نَدِیًّا ۴۳ وَکُمُ اَہْلَکُنَا قَبْلَہُمْ مِّنْ قَرْنٍ ہُمْ اَحْسَنُ

فلس و لا اور کتنی ہلاک کر چکے ہم پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے

اَشَاثًا وَرِیًّا ۴۴ قُلْ مَنْ کَانَ فِی الصَّلٰۃِ فَلَیْمٌ

سامان میں اور نمودیں تو کبھی جو رہا بھٹکتا ہے سو جائے اسکو کھینچ

لَہُ الرَّحْمٰنُ مَدَّ اُھُ حَتّٰی اِذَا رَاَ اَوْ اَمَّا یُوْعَدُوْنَ

لے جائے رحمن لمبا و لا یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے

اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَۃَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مِّنْ

یا آفت اور یا قیامت سوتب معلوم کرینگے کس کا

ہُوْ شَرٌّ مَّکَانَ وَاَضْعَفُ جُنْدًا ۴۵ وَیَزِیْدُ اللّٰہُ

برائے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے و لا اور بڑھاتا جاتا ہوا اللہ

الَّذِیْنَ اٰهْتَدَوْاْ هُدًی وَّالْبَقِیَّتُ الصَّٰلِحِیْنَ

سوچنے والوں کو سوچھٹھہ اور باقی رہنے والی نیکیاں

خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَخَیْرٌ مَّرَدًّا ۴۶ اَفَرِئِیْتَ

بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ و لا بھلاؤں نے دیکھا

الَّذِیْ کَفَرَ یَا بَیْتَنَا وَقَالَ لَا اُوْتِیْنِ مَالًا وَّ

۵۴۵ اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہینگا مال اور

وَلَدًا ۴۷ اَطْلَعَ الْغَیْبَ اِمَّا اَتَّخِذْ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

اولاد و لا کیا بھانک آیا ہے غیب کو ۵۴۷ یا لے رکھا ہے رحمن سے

عَهْدًا ۴۸ کَلَّا سَنُکْتِبُ مَا یَقُوْلُ وَنَسْذِکُہُ مِّنْ

عہد یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھانے جائینگے اسکو

الْعَذَابِ مَدًّا ۴۹ وَنَرْثُہُ مَا یَقُوْلُ وَیَا بَیْتَنَا فَرَدًّا ۵۰

عذاب میں لمبا اور ہم لے لینگے اس کے مرنے پر جو کچھ وہ بتا رہا تھا اور ایک جگہ سے پاس کیلا

قول کی حکایت ہے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے نہیں آسکتے بلکہ ہم امر الہی کے پابند ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے آجائے ہیں و لکنی عبد مامور اذا بعثت نزلت و اذا حبست احتبست (روح) ۵۷۷ مابین ایدینا و جو کچھ ہمارے سامنے ہے، سے زمان مستقبل و ما خلفنا و جو کچھ ہمارے پیچھے ہے، سے زمان ماضی اور و مابین ذلک و جو کچھ اس کے درمیان ہے، سے زمان حال مراد ہے۔ تمام زمانے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں اس لئے ہم کسی وقت بھی اللہ کے سوا دم نہیں مار سکتے۔ لہٰذا طرف کی مبتدا پر تقدیم حصر کے لئے ہے، لہٰذا مابین ایدینا الخ ای لانا۔ و ما کان ربک نسیتا یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بے خبر نہیں وہ غیب داں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ ۵۷۸ شبہات و ذکر کیجئے بعد دعویٰ

مریمہ ۱۹

۶۸۶

قال الحمد ۱۲

وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝۸۱

اور کہو کہ تم اپنے لئے دوسرے خداؤں کو مسمود بنا کر وہ ہوں ان کے لئے مددگار

كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

ہرگز نہیں ۵۷۹ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے

ضِدًّا ۝۸۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّا ارْسَلْنَا الشَّيْطٰنَ عَلٰی

خلاف ۵۸۰ تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان

الْكٰفِرِيْنَ تَوَزُّهُمْ اَشْرَآءُ ۝۸۳ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ

منکروں پر ۵۸۱ اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر

اِنَّمَا نَعِدُّ لَهُمْ عَذَابًا ۝۸۴ يَوْمَ نَخْشِرُ الْمَشْجِقِيْنَ اِلٰی

ہم تو بوری کرتے ہیں ان کی جنتی جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے ۵۸۲ ہر سیرنگاروں کو

الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝۸۵ وَنَسُوقُ الْمَجْرِمِيْنَ اِلٰی

رحمن کے پاس ۵۸۳ جہان بلائے ہوئے اور ہائے جائینگے مجرکوں کو

جَهَنَّمَ وَرْدًا ۝۸۶ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ

دورخ کی طرف پیا سے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا ۵۸۴ مگر جس نے

اِتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝۸۷ وَقَالُوا اتَّخَذَ

لے لیا ہے ۵۸۵ رحمن سے وعدہ و وفاء اور لوگ کہتے ہیں رحمن

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝۸۸ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اَدًّا ۝۸۹ تَكَادُ

رکھتا ہے اولاد ۵۸۶ بے شک تم آجائے ہو بھاری چیزیں ۵۸۷ ابھی

السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ

آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں

الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰ اَنْ دَعَا الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝۹۱

بہاڑ ڈھے کر ۵۸۸ اس پر کہ بجاتے ہیں رحمن کے نام پر اولاد

منزل ۴

اللہ نے پھر تمام سرکش جماعتوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کر دیں گے کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں بٹھرایا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ کھڑا کیا جائے گا۔ عتیا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثم لنزعتن من کل شیعۃ" ثم لنزعتن من کل فرقۃ الاعنی فالاعتی کانہ یبتدأ بالتعذیب باشدھم عتیا ثم الذی یلیہ وھذا نص کلام الی اسحق فی معنی (ایۃ قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۷) ۵۷۹ ثم تعقیب ذکر کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے و ان یمسککم الا و اردھا الخ موضع قرآن و یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ و یعنی بھاری گناہ۔

فتح الرحمن و یعنی مسلمان شدہ و وعدہ ثواب را مستحق گشت ۱۲۔

۵۸۰

مراد از منکرین ۱۲
مراد از اشرار ۱۲
اندری ۱۲
محل ۱۲
محل ۱۲
محل ۱۲

وقف لازم و وقف لازم

ورود سے یہاں دخول مراد نہیں۔ بلکہ اس سے بکھڑا پر سے گذرنا مراد ہے جو دروازے کے اوپر ہوگی۔ عن الحسن الورد المرور علیہا من غیر دخول و روی ذلك عن قتادة وذلك المرور علی الصراط الموضوع علی متنها الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۲) الورد المرور علی الصراط و روی عن ابن عباس وابن مسعود وکعب الاحبار والسدی (ترطبی ج ۱۱ ص ۱۳) ۵۵ ثم تعقیب ذکر کے لئے ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ جب سب لوگ جہنم کے اوپر سے گذریں گے اس سے کچھ عرصہ بعد متقیین کو نجات دی جائیگی بلکہ یہ کام گذرنے سے بالکل متصل ہوگا لہذا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بعد پھر یہ بات بھی سن لو۔ کہ جو لوگ

شرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے۔ وَاِذَا نُنَكِّلُ الْخَلْقَ يَشْكُوْنَ ہر شکوی ہے ذرا ای جھلسا و جھٹھا یعنی مشرکین کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو وہ جواب میں کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا ہے۔ ہماری محفلیں کس قدر پر شوکت اور شامانہ ہیں اور دنیا میں جاہ و جلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں۔ دنیا میں کن کی محفلیں پر شوکت اور شامانہ ہیں۔ ۵۶ تخویف دنیوی آثاں ساز و سامان دنیوی منظر یہ دنیوی شان و شوکت پر ناز کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں۔ ہم ان سے بھی زیادہ مال و دولت اور شان و شوکت والے قرونوں کے قرن تباہ و برباد کر چکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ۵۷ یہ زجر ہے۔ جو لوگ دنیوی مال و جاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد و عناد میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے۔ یا قیامت قائم ہو جائے۔ فسیعلمون الخ اب تو نہیں مانتے لیکن اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فریقین دمونین اور کفار میں سے برا ٹھکانا کس کا ہے۔ اور کس کے انصار و اعوان کمزور ہیں۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف و کار ساز سمجھ کر پوجتے اور پکارتے ہیں۔ ان کے بارے میں انکاحیاں یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا۔ اللہ کے سوا تمام سہارے بیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ وَاِذَا مَكَرْتَ لَكَ دَدًا لِمَا كَانُوا يَزْعُمُونَ ۵۸ اَنْ لَّهُمْ اَعْوَانٌ مِّنْ شَرِّكَائِهِمْ (روح ج ۱۶ ص ۱۲) ۵۹ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ایمان پر ثبات و استقلال عطا فرماتا ہے، وِثْقَاتِ

قال المرور ۶۸۷ ۲۰ طہ

وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۹۲ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اَخِلٌّ لِلرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۹۳ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۹۴ وَكَلَّمَهُمْ اَتٰیہِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۹۵ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۹۶ فَاَنْتَبٰی سِرَّنَا بِلِسَانِكَ لِنُبَشِّرَ بِهِ السَّقِيْنَ وَ تَنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدَا ۹۷ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ يُحِصُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۹۸ سُبْحٰنَ طہ مَكِّيَّةٌ وَحُمَلًا وَخَمْسُ ثَلَاثُوْنَ اَيُّ وَثْمَانٍ كَوْعًا ۹۹ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طہ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰی ۱۰۰ تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشٰی ۱۰۱ تَنْزِيْلًا مِّنْ خَلْقِ

اور نہیں بچتا رحمن کو رکھے اولاد کوئی نہیں آسان میں اور زمین میں جو نہ آئے رحمن کا بندہ ہو کر اسکے پاس انکی شمار ہے اور کن بھی ہے انکی گنتی اور ہر ایک ان میں سے آپ کا اس کے سامنے قیامت کے دن اکبلا البتہ جو یقین لائے ہیں ۹۳ اور ہر ایک انہوں نے بتکیاں ان کو دے گا رحمن محبت و وفا ۹۴ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۹۵ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۹۶ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۹۷ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۹۸ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۹۹ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۱۰۰ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو ۱۰۱ سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجر کی سائے نوڈرنے والوں کو

منزل ۴

اللہ المؤمنین علی الہدی ویزیدھم فی النصرۃ الخ (ترطبی ج ۱۱ ص ۱۴) والبقیت الصلحۃ الخ مشرکین اور کفار دنیوی مال و زر پر مغرور اور ظاہری جاہ و جلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور نیک انجام ہوگا۔ ۱۰۰ شکوی مع تخویف۔ ائمہ سنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی۔ وہ ایک دن اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا۔ جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شریک نہیں بنائے گا۔ اس وقت تک موضع قرآن و یعنی ان سے محبت کرے گا یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا۔ فتح الرحمن و یعنی با یکدیگر دوست باشند ۱۲۔

آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف انتخاب و لد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد اور زنا ب کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈر سنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو المتقین سے اور دوسرے فریق کو قومًا کڈا سے تعبیر کیا گیا۔ یہ تحویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تحویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام و نشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر اذکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے، آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ **وَالْمَعْصِيَةُ أَهْلُ الْكَلْبَةِ وَالْأَسْأَلُ أَهْلُ الْهَمِّ** بھیت لا تری منہم احداً ولا تسمع منہم صوتاً خفياً فضلاً عن غیرہ (روح ج ۱ ص ۱۷۱)

سورہ مریم میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ **ذَكَرْ رَحْمَتَ رَبِّكَ عَبْدُكَ ذَكْرًا**۔ اے آخرت الایات۔ نفی تصرف از ذکر یا علیہ السلام۔
- ۲۔ **إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا** (ع ۲) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔
- ۳۔ **مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ**۔ تا۔ **كُنْ فَيَكُونُ** نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ **وَلَاِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ**۔ تا۔ **فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ** مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

- ۵۔ **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ** (ع ۳)۔ تا۔ **خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
- ۶۔ **فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ** (ع ۴) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہنماؤں نے اختلاف ڈال دیا۔
- ۷۔ **وَمَا نُنَزِّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ**۔ تا۔ **وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا**۔ (ع ۴) نفی الوہیت از ملائکہ۔
- ۸۔ **رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ تا۔ **هَلْ نَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا** نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ **وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً**۔ تا۔ **وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ صِدْدًا** (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

- ۱۰۔ **لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا** (ع ۶) نفی شفاعت قہری۔
- ۱۱۔ **وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا**۔ تا۔ **أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا** نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کر کے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

- ۱۲۔ **لَنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا أَتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا** نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام و اولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ۶ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ بروز بدھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۶۴ء سورہ

مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

والنمّا ابداً۔)

سورۃ ط

ربط | سورۃ ط کو سورۃ مریم کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ مریم میں حضرت مریم کے احوال سے معلوم ہو گیا کہ وہ متصرف و کار ساز نہ تھیں اب سورۃ ط میں کہا گیا اِنَّا اَنشِئْنَا اِنَّا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ يٰعِيسٰى اِنَّا اَنشِئْنَا اِنَّا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام میں ہی سب کا کار ساز ہوں لہذا مجھے ہی پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے، سورۃ کہف اور سورۃ مریم میں ان کا جواب دے دیا گیا اس کے بعد سورۃ ط میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ | سورۃ ط میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول توحید دوم تشبیع۔

مسئلہ توحید

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور متصرف و کار ساز ہے لہذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ آیات توحید پانچ ہیں۔ (۱) تَنزِيلًا مِّنْ حَيْثُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ السَّمٰوٰتِ اُتِيْنَ (ع ۱) توحید کی خاطر اگر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم نامہ اس بادشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (۲) اِنَّا اَنشِئْنَا اِنَّا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ اللّٰهُ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے (۳) قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْ اَعْطٰ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا اَزْوَاجًا مِّنْ ثَبَاتٍ شَيْءٌ (ع ۲) پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی دینا اسی کا کام ہے لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ (۴) اَفَلَا يَذْكُرُوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ حُضْرًا وَّلَا نَفْعًا (ع ۳) پھر گویا سالہ نفع نقصان کا مالک نہیں اور الہ وہی ہو سکتا ہے جو متصرف اور نافع و ضار ہو۔ (۵) اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ يَسِعُ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (ع ۵) متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ اس کے بعد فَتَعَلٰى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) میں آیات توحید کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے کہ مذکورہ بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عظیم الشان اور عالی مرتبہ بادشاہ ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہی سب کا کار ساز اور حاجت روا ہے۔

آیات تشبیع

آیات تشبیع بھی پانچ ہیں جن کا مقصد جبرأت دلانا اور شجاعت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کرنے کی ترغیب و تعلیم دینا ہے۔ (۱) اَلْقُرْآنَ لِتَشْفٰی (ع ۱) یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں یہ تو ڈرنے والوں کے لئے نصیحت و تذکرہ ہے۔ لیکن توحید کی وجہ سے اگر کوئی تکلیف آجائے تو صبر کرنا۔ (۲) وَ هَلْ اَنتَ اِلَّا حَدِيْثٌ مُّؤَسِّیْ۔ تا۔ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوحٰی ویکو موسیٰ علیہ السلام نے بھی توحید کی خاطر کس قدر مصائب برداشت کئے آپ بھی اعلا کلمۃ اللہ میں ہر مصیبت پر صبر کریں۔ (۳) کَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ۔ تا۔ اَتٰیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِکْرًا (ع ۵) یعنی ہم پہلے انبیاء علیہم السلام کے قصے اسی لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تبلیغ احکام الہی کی خاطر انہوں نے کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ (۴) وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ۔ تا۔ وَلَمْ یَجِدْ لَہٗ عَزْمًا (ع ۶) وحی کو یاد کرنے میں آپ بلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرا دیں گے۔ نیز خیال رہے آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔ (۵) فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ۔ تا۔ لَعَلَّكَ تَرْحَمُنَا (ع ۸) کوئی بھی مصیبت آجائے اس پر صبر اور اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس صبر پر اس قدر اجر عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

اس سلسلے میں دو قصے بھی ذکر کئے گئے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا حضرت آدم علیہ السلام کا۔ پہلا قصہ تفصیل کے ساتھ اور دوسرا اختصار کیساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جبرأت، بہادری اور عزم و استقلال کے ساتھ مسئلہ توحید کی تبلیغ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی مانند ہمارے عزم میں کسی قسم کی کمزوری نہ آنے پائے۔ آخر میں فرمایا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ یعنی مشرکین کی کثرت دولت اور مال و منال کی پروانہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ۔ پھر وَ اَمْرًا اٰھْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَ اَصْطٰ بِرَ عَلَیْہَا سے امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ ۲۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ۳۔ یہ پہلی آیت تشبیع ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید صرف اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور اس کی وجہ سے مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو جائیں۔ اسلئے آپ لوگوں کے نہ ماننے سے غم نہ کریں اور تذکر و تبلیغ کرتے رہیں۔ لِتَشْفٰی، لِتَتَّعِبَ لِفِرَطِ تَاسُفِکَ عَلَیْہِمُ وعلیٰ کفرہم وخصیٰ علیٰ ان لا یؤمنوا (مدارج ص ۳۳) جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَذَلَّلَکَ بِاِحْجٰہِ نَفْسِکَ عَلٰی اَنَّا اِنَّا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (ع ۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کثرت صلوة میں اس قدر تکلیف اٹھاتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ واقعہ اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن آیت کی تفسیر کے مناسب وہی بات ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ لیکن اس کی تبلیغ و اشاعت میں اگر کوئی مصیبت اور تکلیف آجائے تو کوئی بات نہیں اسے مردانہ وار برداشت کریں۔ کیونکہ یہ حکم نامہ اس شہنشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اگر اس کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا۔

ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنین عالم است ناز کی کئے راست آید بلدی باید نشید

الْأَرْضِ وَالسَّمُوتِ الْعُلَى ۝ الرَّحْمَنِ عَلَى

زمین اور آسمان اونکے وہ بڑا مہربان

الْعَرْشِ اسْتَوَى ۝ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي

عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں پر ہے اور

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى ۝ وَإِنْ

زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر

تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝ اللَّهُ

تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس کو بھی چھپی ہوئی کلمات

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۝ وَهَلْ أَتَاكَ

اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی تہ اسی کے ہیں سب نام خاصے و اور پہنچی ہے تجھ کو کہ

حَدِيثُ مُوسَى ۝ إِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا

بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ تہ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا أَلْعَلِّي أَتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدٍ

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس میں سے سدا گدگد یا پاؤں

عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ بِمُوسَى ۝

آگ پر پہنچ کر رستہ کا پستہ و پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی لے موسیٰ

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان

طَوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى ۝ إِنِّي

طوی میں و اور میں نے تجھ کو پسند کیا تہ سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جبریل

أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ

اللہ ہوں تہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ

منزل ۶

۷۷ یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنْزِيلًا، سُزِّلَ فِعْلٌ مَقْدَرٌ كَامْفَعُولٍ مُطْلَقٌ ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاہی پر بھی وہ ٹوٹتی ٹمکتی ہے۔ تمام کائنات عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استوار علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوہ کنایۃ عن الملك فقالوا استوی فلان علی العرش ای ملک (مدارک ج ۳ ص ۳۳) استوار علی العرش کی مفصل تحقیق سورہ

اعراف کی تفسیر میں گذری ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ۷۸

یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظام عالم اسی کے

قبضے میں ہے۔ وَلَٰنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ لَٰنْ وہ سب کچھ

جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور

پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے

وَلَٰنْ تَجْهَرُ شَرْطُهَا جِزَارٌ مَحْذُوفٌ ہے اور فَإِنَّهُ

يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى جملہ ماقبل کی علت اور جواب

محذوف کے قائم مقام ہے فان لَٰنْ قائم مقام جواب

الشرط وليس الجواب في الحقيقة والاصل عند

البعض وَاِنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَاَعْلَمَنَّ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُ

فَاِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى لَٰنْ (روح ج ۱ ص ۱۷۴)

۷۹ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ماقبل کی علت ہے اور تقدیم

طرف افادہ صبر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت

اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی

کی صفاتیں بے شمار ہیں جس صفت سے چاہو، اس کو

پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ

اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ بہت ہی

اچھے نام، سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ

سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطے

اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورہ اعراف ع ۲۲

میں ہے وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا

۸۰ یہ دوسری آیت بیجم ہے اس میں حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی

تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہذا

آپ بھی اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان

پر صبر کریں۔ مسوق لَٰنْ رَغِيبُ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ

علیہ وسلم فی الاثناساء بموسى علیہ السلام

فی تحمیل اعباء النبوة والصبر علی مقاساة

الخطوب فی تبلیغ احکام الرسالۃ۔

روح ج ۱ ص ۱۷۴، ۸۱ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت خضیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر

موضع قرآن و چھپا جواہر تہ بولے اور اس سے چھپا جودل میں ہو۔ وکافر جب رحمن ملتے تو کہتے تھے ایک کو ٹھہراؤ کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ وک یہ قصہ سورہ قصص اور طہ

اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جھنے کا درد ہوا دور

سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اسے کلام کیا اور نبی کریم فرعون کی طرف بھیجا دیکھ عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ وک میدان آگے سے شاید بزرگ ٹھایا اب ہو گیا ان کی

پالوشیں ناپاک تھیں یہودیہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پالوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پالوش سے اگر پاک ہوں۔

فتح الرحمن وک یعنی جہرہ بطریق اولیٰ میدان ۱۲۔

کو روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک اندھیری رات میں پہوی صاحبہ کے بچہ پیدا ہوا۔ سردی شدت کی تھی۔ اور اندھیرا بھی تھا ایسے وقت میں آگ اور روشنی کی اشد ضرورت تھی۔ ایک طرف آگ دیکھی تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ میں وہاں سے آگ لاتا ہوں۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ ایک رخت کے سبز پتوں سے نکل رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود پتے سرسبز ہیں۔ جب کسی طریقے سے آگ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس درخت سے ایک غائبانہ آواز آئی (انی اناد بک) اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں۔ جوتیاں اتار دے کیونکہ تو ایک پاکیزہ جگہ میں ہے۔ طوی یہ اس وادی کا نام ہے۔ قہ میں تمہیں رسالت

طہ ۲۰

۶۹۲

قال الم ۱۶

لِذِكْرِي ۱۴ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لَتُجْزَى

میری یادگاری کو قیامت بیشک آنے والی ہے اللہ میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں کہونکہ بدلہ ملے

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى ۱۵ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا

ہر شخص کو جو اس نے کیا ہے وہ سو کہیں تجھ کو نہ روکے اس سے وہ شخص جو

يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هُودَهُ فَتَرْدَى ۱۶ وَمَا تِلْكَ

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی پکا جائے وہ اور یہ کیا ہے اللہ

بِمِيمَنِكَ يُمُوسَى ۱۷ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا

تیرے دامنے ہاتھ میں اے موسیٰ بولا یہ میری لاکھی ہے اس پر تکیا کرتے تھے

عَلَيْهَا وَاهْشَ بِهَا عَلَى غَمِّي وَلِي فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَى ۱۸

اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی

قَالَ أَلْقِهَا يَمُوسَى ۱۹ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَبِصَةٌ

فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہو گیا

تَسْعَى ۲۰ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا

دوڑتا ہوا فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھر دینگے اس کو پہلی

الْأُولَى ۲۱ وَأَضْمَمْنَاهُ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ

حالت پر وں اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہو کر

مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ آيَةٌ لِّلزَّيْكِ مِنْ آيَاتِنَا

بلا عیب یہ نشانی دوسری ہے تاکہ دکھاتے جاسیں ہم تجھ کو کلام اپنی نشانیاں

الْكُبْرَى ۲۲ اِذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ۲۳ قَالَ

بڑی جا طرف فرعون کی اللہ کہ اس نے بہت سر اٹھایا بولا

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۲۴ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۲۵ وَ

اے رب اللہ کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور

منزل ۴

موضع قرآن نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے سے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کہا ہے۔ وں یعنی پھر لاکھی ہو جاوے گی۔ وں بری طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔

مرکز قیامت نودی ۱۶
مرکز نبوی علیہ السلام
کی پہلی درخواست
وہاں سے

۱۶

شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نور سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بتقاضا بشریت اس کام سے بیدل نہ ہوں اور کبھی نہ اکتائیں۔ اور شدائد و مصائب کی وجہ سے ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲، ۱۰۱) یَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ ۱۰۱ یہ تیسری درخواست ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس پر فرعون نے برہم ہو کر کہا۔ کہ یہ تو میرا دشمن ہو گا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دھکتے کونلوں کا ایک ٹشت اور جواہرات کا ایک ٹشت لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ آگ کے ٹشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے ایک دھکتا ہوا کوندہ منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ کے کھولنے کی دعا کی۔ (قرطبی، روح وغیرہ) ۱۰۲ یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی اس ہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ دونوں بل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اَشْدُدْ دِيْ اَزْدِيْ، اَزْد کے معنی قوت کے ہیں۔ اِلَا ذَرِ الْقُوَّةَ الشَّدِيْدَةَ (مفردات ص ۵۸)، یعنی میرے بھائی کو میرے کام میں شریک کر کے میری قوت کو مضبوط کر دے۔ یا اَزْد کے معنی ظہر (دگر) ہے۔ یعنی میری

دردخاست
میرزا علی قلی خان
پسران میرزا علی قلی خان
دور

وقد لازمه

قال المصنف

کھول دے گھر کا میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات اور

مجھ کو ایک کام بٹلنے والا علیہ میرے گھر کا
 ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر

میری کمر اور شریک کمر اس کو میرے کام میں لے کر تیری پاک ذات کا ہم بیان کر رہا ہے۔

۱۹ اور یاد کر کہ ہم تجھ کو بہت سنا تو تُو ہے ہم کو خوب دیکھتا فرمایا

۴۰ ملا تھ کو تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا تھا، م نے تجھ پر

ایک بار ادھر بھی جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں وہ

کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر اس کو ڈال دے دیا میں

پھر واپس اس کو لے ڈالے کنائے پر اٹھائے اس کو ایک دشمن میسر اور

عدولة وألقيت عليك محبة مني ٥ ولينصحه

عَلَّمَ عَنْهُ وَمُتَشَبِّهًا لِي فَتَقَرُّ إِلَيْهَا أَلَا كَرَّمَ

میری آنکھ کے سامنے وہی جب چلے لگی تیری بہن ۱۳۲ اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو

۱۱ قنوم ۵ | ل ۳۱ کن ھم مہتمم | ام ذیحجہ کی تہی ۱۱ کر اس کے باوجود یہ سبھی

منزل ۴

کمر مضبوط فرما۔ (اشدد بھ ازری ای ظہری دقرطبی ج ۱۱ ص ۱۹) وَأَشْرِكْهُ فِیْ أَمْرِیْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک
موضح قرآن **وَلَا سَیِّئَةٌ كَاشَدَہ** کر یعنی جلد خفانہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ **وَلَا** ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت
موضح قرآن خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہئے کہ خلق کو سچ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے
سمجھائے سے ایمان میں آئے۔ **وَلَا** اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہو گئیں **وَلَا** فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ
پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا، تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہر میں ڈال دیا،
وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اُٹھایا اُن کا نام آسبہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی بھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔

بنادے۔ ۱۹ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والمراد ما يكون منهما في تضاعيف داء الرسالة ودعوة المردة العتاة الى الحق (ترج ۱۶ ص ۱۸) ۲۰ اس میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ بِهَلَالِ الْاَنْعَامِ ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوا اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے

بچے کا پتہ چل گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ نندہ بیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دے اَوْحَيْنَا یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پر کڑ کر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ۲۱ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي

اپنی نگہ رانی میں تیری تربیت ہو۔ ۲۲ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمیشہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ۲۳ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبیلے اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبیلے پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبیلے کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کوروانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

مراد انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمیشہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ۲۳ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبیلے اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبیلے پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبیلے کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کوروانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

قال العاد ۱۲ ۶۹۴ طہ ۲۰

وَلَا تَحْزَنْ ۖ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَ

اور غم نہ کھا گئے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو ۲۰ پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے اور

فَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَمَّا بَلَغْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ

تجھ کو آزمائشیں کیں اور جب تک کہ ایک دریا پہنچا تو پھر پھر ہزار ہا تو کوئی برس ۲۱ مدین والوں میں

ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَهُوسُفَ ۙ وَأَصْبَحْتَ

پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ اور بنایا میں نے تجھ کو

لِنَفْسِي ۚ إِذْ هَبُّ آتَتْ وَ أَخُوكَ بِأَيْتِي وَلَا تَنِيَا

خود اپنے واسطے ۲۲ اور تیسرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کرے

فِي ذِكْرِي ۚ إِذْ هَبَّ آتَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۚ

یاد میں ۲۳ جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سراٹھایا

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّئِنَّا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ۚ

سو کہو اس سے ۲۴ بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے بولے

رَبَّنَا إِنَّا أِتْنَا خَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ ۚ

اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبھک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے

قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ۚ فَأَتِيَا

فرمایا نہ ڈرو مجھے میں ساتھ ہوں تمہارے سننا ہوں اور دیکھتا ہوں سو جاؤ اسکے

فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي

پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی

إِسْرَائِيلَ ۖ وَلَا تَعْذِرْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّنْ

اسرائیل کو اور مت ستا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر

رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ۚ إِنَّا قَدْ

تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مان لے راہ کی بات ہم کو

منزل ۴

۲۲ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ۲۳ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْ هَبُّ آتَتْ وَ أَخُوكَ بِأَيْتِي، انعامات یاد دلانے کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی نہ کرنا۔ اِذْ هَبَّ آتَىٰ فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْ هَبَّ سے بدل ہے۔ ۲۴ فرعون کے پاس جا کر اسے نرمی سے وعظ کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل ہو۔ موضح قرآن ولا یہ سارا قصہ سورہ قصص میں ہے۔

ادنی قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزْكٰى وَ اَهْدِيْكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْتَفٰى (نازعات) نیز ارشاد ہے لَعَلَّ يٰزْكٰى اَوْ يَذْكُرُ فَنُفِّحَكَ الذِّكْرَ (سج) قَالَ رَبَّنَا اِنِّهٗ فَاَلَا بَصِيغَةٌ لَّيْنٰى عَنِىْ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ اِیْ اِنْ یَّجْعَلْ عَلَیْنَا بِالْعُقُوْبَةِ وَاِلٰی صِبْرٍ اِلٰی اِتِّمَامِ الدَّعْوَةِ وَاِظْهَارِ الْمَعْجَزَةِ (روح ج ۱۶ ص ۱۹۶) — اَوْ اَنْ یَّطْغٰی اِلَیْہِ یاحد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے باکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ اوان یزداد طغیاناً الٰی اِنْ یَّقُوْلُ فِیْ شَانِكَ مَا لَا یَسْبِغِیْ (روح) لیکن حضرت شیخؒ فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَنْ یَّفْرِطَ عَلَیْنَا یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی ہم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ یَّطْغٰی یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرادے یفراط علینا بان لا یسمع منا اوان یطغی بان یقتلنا (کبرج ص ۲۸) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بقضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف غما، حس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف و ہراس شرک نہیں۔ ۱۱۱ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلادیا کہ تم بے خوف و خطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ مَا الْحَقُّ قَبْہَا

قال المزمع ١٦

اپنی سب کشتیاں پھر اس کے جسدِ بیا اور نہ مانا۔ بولا کیا تو ایہ ہے شہداء کو بچانے

منزل ۴

ما يلحق البشر من الخوف على أنفسهم ما عرفها الله سبحانه ان فرعون لا يصل اليهما ولا قومهما (قرطبي ج ۱۱ ص ۲)

موضع قرآن **و** یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو دودھ پینا وہ نہ سکھا وے تو کوئی نہ سکھا سکے۔ **و** فرعون شاید دوسری مزاج متقا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبز نہ اول کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا، نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہوگا۔ **و** یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے۔

فتح الرحمن **و** القصہ این پیام رسانید فرعون را ۱۲ **و** بطلب معاش خودش ۱۲۔

فَاتَّبِعْهُ لِهَذَا تَمَّ دُونُ فِرْعَوْنَ كَيْ يَأْتِيَ مِنْهُ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ وَتُخْرِجَهُمْ مِنْ أَرْضِ مِصْرَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۲۸

آیات اللہ تعالیٰ الہادیۃ الی الحق (روح ج ۱ ص ۱۹۸) ۲۸ اسی طرح ہمیں وحی کے ذریعہ یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذاب اس شخص پر آئے گا جس نے اللہ کی آیتوں اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ ۲۹ جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس جا کر اس کو پیغام حق سنا چکے تو فرعون نے ان سے سوال کیا۔ وہ تمہارا رب کون ہے، جس کے تم رسول ہو، جس کی توحید کی دعوت دیتے ہو۔ اور جس کے عذاب سے ڈراتے ہو۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی رب ہے؟ قَالَ رَبَّنَا الْإِلَٰهَ يَتَّبِعُنَا بِرَحْمَتِهِ ۖ رَبُّنَا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْنَا دَائِرَةُ السُّعُودِ ۚ

قال الم ۱۲ ۶۹۶ طہ ۲۰

مَنْ أَرْضُنَا بِسِحْرِكَ يَمُوسَى ۖ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ ۚ

ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لائیں گے تیرے مقابل میں ایک ایسا ہی جادو

فَأَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا

سو ٹھہرائے ہم کو اور اپنے پنج میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اس کا اور نہ

أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۖ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ

تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن

وَأَنْ يُجْشِرَ النَّاسُ ضُحًى ۖ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے و پھر اٹھا پھر فرعون ۳۰ پھر جمع کئے

كَيْدَهُ ثُمَّ آتَىٰ ۖ قَالَ لَهُمُ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا

اپنے سائے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنْ

اللہ پر پھر غارت کرے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے

افْتَرَىٰ ۖ فَتَنَّا زَعْوًا أَمْ لَهُمْ بَيْنَهُمْ أَسْرُورًا

جھوٹ باندھاؤ پھر جھگڑے اپنے کام پر ۳۱ آپس میں اور چھپ کر کیا

النَّجْوَىٰ ۖ قَالُوا إِنْ هَٰذِهِ سِحْرُنَ يُرِيدُنَا أَنْ

مشورہ بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں ۳۲ چاہتے ہیں کہ

يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمْ ۖ أَيْذُوهَا بَٰطِلًا يُقْتَلُكُمُ

نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موتوں کر دیں تمہارے

الْمِثْلَىٰ ۖ فَاجْمَعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ أَنتُوا صَفَاةً وَقَدْ

اپنے خاصے چلن کو سو مقرر کر لو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور

أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَن اسْتَعْلَىٰ ۖ قَالُوا يَمُوسَىٰ إِمَّا أَنْ

جیت گیا آج جو غالب رہا بولے اے موسیٰ ۳۳ یا تو

منزل ۴

انہ یعرف بصفاتہ ولیس لہ اسم علم حَتَّىٰ يُقَالَ فُلَانٌ بَلْ هُوَ خَالِقُ الْعَالَمِ ۖ

الہ (قرطبی ج ۱ ص ۲) ۳۰ پھر ہر مخلوق کو جو کچھ عطا فرمایا اس سے نفع حاصل کرنے کی اسے راہ بتائی اور اسے اپنی بقا اور حد کمال کو پہنچنے کی تدبیر سمجھائی شہدی الی طریق الانتفاع والادتماع بما اعطاہ وعرفہ کیف یتوصل الی بقائہ و کمالہ الہ (روح ج ۱ ص ۱۹۸ بحوالہ ابوالسعود) ۳۱ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسکت جواب سنا اور لا جواب ہو گیا۔ تو ایک نیا سوال کر ڈالا کہ اچھا پہلے لوگوں کا حال بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں گذشتہ قرون کا علم لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ اے مکتوب عند ربی فی اللوح المحفوظ (بحر ج ۲ ص ۲۴۹)

اور لوح محفوظ علم الہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الہی میں ہونے کی تمثیل ہے و جواز ان یکون السرد بالکتاب لدفتر کہا ہوا المعروف فی اللغة ویكون ذلك تمثیلاً لتکون وتقرره فی علمه عز وجل (روح ج ۱ ص ۱۹۸) ۳۲ یہ ادخال الہی ہے اور ما قبل کے لئے تنویر ہے۔ کُلُّوا وَارْزُقُوا انعامکم یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھلاؤ۔ النبیؐ انہیہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل و ہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود

موضع قرآن و تفسیر میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو عرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہر اد سے سب کے رو برو یہ چاہیں کہ وہ ہمارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔ جب فرعون نے سائر جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جہاداً۔

تَلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۖ قَالَ بَلْ

تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں

أَلْقُوا ۖ فَآذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيَّهُمْ بِجُحُشٍ إِلَيْهِ مِنْ

تم ڈالو ۵۴ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لٹھیاں اس کے خیال میں آئیں

سِحْرِهِمْ أَنَّهُ تَسَعَّىٰ ۖ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً

ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر ۵۵

مُوسَىٰ ۖ قُلْنَا لَا تَخَفُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۖ وَ

موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور

أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا

ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نکل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا

كَيْدٌ سِحْرٌ وَلَا يَفْلَحُ السَّحَرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۖ فَالْقَىٰ

نفریب، جادو گر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادو گر کا جہاں ہو پھر گر پڑے

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۖ

جادو گر ۵۶ سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُمْ

بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا ۵۷ میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَا تُقِطَعْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ

جس نے سکھایا تم کو جادو سوا ب میں کٹاؤں گا ۵۸ تمہارے ہاتھ اور اوروں کی

مِنْ خَلْفٍ وَأَوْصَلِبْنَكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَ

طرف کے پاؤں اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر اور

لَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَتَقَىٰ ۖ قَالُوا لَنْ

جان لو گے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک ہنسنے والا وہ بولے

منزل ۴

ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ ای لایات کثیرہ جلیلہ واضحۃ الدلالۃ علی شئون اللہ تعالیٰ فی ذاتہ و صفاتہ (روح ج ۱ ص ۱۶۷) جس زمین سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے، تمہیں بھی اس سے پیدا کیا گیا۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ تم اسی میں لوٹا دیئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ ۵۳ رجوع بسوئے اصل موضوع۔ آیات سے معجزات مراد ہیں یا دلائل توحید یہ فرعون کی سرکشی اور اس کے عناد و تمرد کا ذکر ہے کہ ہم نے اسے تمام معجزات دکھا ڈالے اور توحید کے دلائل واضح طور پر پیش کئے مگر وہ ایمان نہ لایا اور انکار پر ڈٹا رہا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علی نبوۃ موسیٰ وقیل حجج الدلۃ الدالۃ علی توحیدہ فکذب و ابی۔ ای لم یؤمن و هذا يدل علی انه کفر عناداً لانہ رای الایات عیاناً لا خبراً (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۵۴ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادو گر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادو گر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کر دے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا۔ اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۵۵ فرعون نے غلبہ بر خاست کی اور جادو گروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادو گروں کو بلالیا۔ اُدھر مقررہ دن بھی آپہنچا قال لہم موسیٰ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادو گروں سے خطاب کر کے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شریک کر کے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں تیغ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لا تختلقوا

علیہ الکذب ولا تشرکوا بہ ولا تقولوا للمعجزات انہا سحر (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۵۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادو گر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماہذا بقول ساحر (خازن ج ۲ ص ۲۱۱، بحر ج ۶ ص ۲۵۵) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ۵۷ بعض جادو گروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادو گر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا پرانا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور سخت عزم کر کے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ موضع قرآن و تمہارا بڑا جس نے باز نہ رکھا یا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

۵۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادو گر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماہذا بقول ساحر (خازن ج ۲ ص ۲۱۱، بحر ج ۶ ص ۲۵۵) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ۵۹ بعض جادو گروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادو گر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا پرانا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور سخت عزم کر کے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ موضع قرآن و تمہارا بڑا جس نے باز نہ رکھا یا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

آج وہی شخص کامیاب ہوگا جو غالب آئے گا۔ ۳۹ جادو گروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لائٹنی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادو گروں نے ایسا اس لئے کیا۔ کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب و احترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیر وہ علیہ السلام و قد مود علی انفسہم اظہار الشکۃ بامرہم و قیل مراعاةً للادب معہ علیہ السلام روح

ظہ ۲۰

۶۹۸

قال المرۃ

تَوَشَّرَكَ عَلَى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا

ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے کہ اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہم کو پیدا کیا

فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ

سو تو کر گزر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کرے گا کہ اس دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ إِنَّا أَمَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِئَنَا وَمَا

زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشنے ہم کو ہمارے گناہ اور جو

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۚ

تو نے زبردستی کر دیا ہم سے یہ جادو و سحر اور اللہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا

بات یہی ہے جو کوئی آیا کہ اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ

يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ۚ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ

میرے اس میں نہ جئے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر

عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى ۚ

نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند

جَنَّاتٍ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے ان میں

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى ۚ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا ہے موسیٰ کو

أَنْ أَسْرِ بِعَبَادِي فَأَضْرِبَ لَهُمُ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ

کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ

يَبْسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى ۚ فَاتَّبِعْهُمْ فَرْعُونُ

سو گھا نہ خطرہ کر آپکرنے کا اور نہ ڈر ڈبنے سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون نے

منزل ۴

جادو گروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین یقین حاصل ہو گیا اور فوراً بول اُٹھے اَمَّا بِرَبِّ هَرُونَ وَمُوسَىٰ کہ ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے، ۴۳ جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سوٹ پٹایا اور جھنجھلا کر بولا۔ کیا میری اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادو گروں نے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے متاثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادو گروں کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری موضع قرآن و زور آوری کر دیا کہتے ہیں جادو گروں نے حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے، پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈرانا تھا سو ان پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

مَجْنُونَةٍ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۖ وَأَصْلٌ

اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا

فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۙ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ

فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سبھایا اے اولاد اسرائیل ۵۴

قَدْ أَجْنَيْنَاكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ

چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا تم سے کہ وہاں امن

الطُّورِ لَا يَمَنُّ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلَامَ ۙ

پہاڑ کی صفہ اور اتنا تم پر امن اور سلامتی

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ

کھاؤ اور پیو سخی چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرنا اس میں زیادتی

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي

پھر تو ان پر میرا غصہ اور جس پر انرا میرا غصہ

فَقَدْ هَوَىٰ ۙ وَإِلَىٰ لُغْمَارٍ لَّسَنٌ تَابٌ وَآمَنَ وَ

سودہ چمکا گیا اور میری بڑی جستش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا ثَمَّ اهْتَدَىٰ ۙ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن

کرم بھلا کام پھر راہ پرستے وٹ اور کیوں جلدی کی تو نے ۵۵

قَوْمِكَ يٰمُوسَىٰ ۙ قَالَ هُمْ أَوْلَاءُ عَلَىٰ أَثَرِي وَ

اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آہستہ ہیں میرے پیچھے اور

عَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۙ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا

میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا

قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۙ فَرَجَعَ

تیری قوم کو ۵۶ تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر الٹا پھرا

منزل ۴

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جادو گروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا إِنَّ لَكَ يٰمُوسَىٰ عَلِيہ السلام، تم سے بھی بڑا جادو گر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ ۵۴ چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک طے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے مجھے اپنی رعیت کے روبرو شرمسار ہونا پڑا۔ لہذا اب میں تم کو اس کی سخت

سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بائیں پاؤں یا بائیں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر سو لی دیوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام، پر ایمان لا کر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم فرعون اور اس کے مہنواں جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ

میرا عذاب سخت اور دیر پا ہے، یا رب موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمان کعبہ انا، اور موسیٰ علی ترک ایمان (خانہ جہنم ۲۳) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کو ایمان و یقین اور مستحکم ہو گیا۔ ۵۵ فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادو گروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔

لہذا اب ان دلائل سے روگردانی کر کے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے بھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ تُوہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کر لے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ وَالَّذِي فَطَرَنَا يَهْجَأْ سَاءً بِمُطَوِّفٍ ۙ ۵۶ آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع مَا بَعْدَكَ تَعْلِيلُ لِعَدَمِ الْمُبَالَغَةِ

المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء

(روح ج ۱۶ ص ۲۳۳) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی

تو جو چاہے کرے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ یہاں دنیا میں کرے گا۔ اِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا اَللّٰہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کر دے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ وارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ ۵۶ یہ خطبہ پڑھتے ہوئے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادو گروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادو گر ان پر غالب نہ آ سکے یہ اسرائیلی جادو گر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

موضح قرآن و زیادتہ نہ کرو یعنی نہ چھوڑو۔

فتح الرحمن و یسینی بد اون توریت ۱۲ و مترجم گوید چون موسیٰ باقتدار کس از قوم خود بجانب طور توجہ شد حضرت موسیٰ از ہمہ سبقت کر و خطاب رسید و اللہ اعلم ۱۲۔

قال المد	٤٠٠	ظه.م
----------	-----	------

مرکز تحقیقاتی امنیت
وزارت کشور

2023

موسیٰ ؑ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پہنچتا ہوا کہا اے قوم کیا بعد کُم رَبُّکُم وَعَدًا حَسَنًا اَفَطَالَ عَلَیْکُمُ الْعَهْدُ تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا طویل ہو گئی تم پر مدت و اَمَّا اَرَدْتُمْ اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَبِّکُمْ یا چاہا تم نے کہ اتنے تم پر غصہ تمہارے رب کا

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ۔ بولے ۹۵ ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

اپنے اختیار سے و لیکن اللہ احمدا یا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

سو ہم نے اس کو چینیل دیا پھر اس طرح دھلا سامری لے کر ف

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّهْدِي اللَّهُ سَبِيلَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّضَلُّ اللَّهُ سَبِيلَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ ذُو الْقُدْرَةِ الْعَظِيمِ

١٣١

قَالَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَغْبِيُوا عَنِ آيَاتِي فَقَدْ أَغْبَوْتُ عَنْ آيَاتِي وَلَمْ أَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِتُعْبَدُونِ ۖ وَلَكُمْ آيَاتُ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

بِهِ وَإِنْ رَأَيْتُمْ الرَّحِيقَ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا



منزل ۴

ان کے راستوں میں اتار دئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم کا خاتمہ کر دیا۔ ۲۵ قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یاد دلایا کہ ان کا شکر ادا کرنے انکو ایمان و اطاعت پر قائم رہنے اور طغیانی و سرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لہذا انجیلہم من فرعون قال لہم هذا یشرکوا (مترجمی ج ۱۱ ص ۲۳)

موضح قرآن **و** وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لگے پیچھے پیچھے ان کا پوچھنے لگے **و** فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا تھا کہ ان کو وہ یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلتے نہ دیتا۔ **و** یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمن **و** یعنی مدت مفارقت من ۱۲۔

۳۷ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ فرعون کی تباہی کے بعد کوہ طور کی داہنی جانب پہنچ جائیں۔ ان کو تورات دی جائے گی۔ جو سراپا نور ہدایت اور بنی اسرائیل کے لئے مشعل راہ ہوگی۔ یہاں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ اگرچہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن تھا پوری قوم کی فلاح و بہبود کے لئے۔ اس لئے وَعَدْنَاكُمْ مِنْ سَارَىٰ قَوْمٍ كُوخًا فَرَمًا۔ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ مِنْ دُونِ الْيَمِينِ اور پھر کانزول میدان تیر میں ہوا تھا۔ اس کی زیادہ تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۱۲ حاشیہ ۱۱۔ ۳۸ جو حلال روزی میں نے تم کو دی ہے اسے

کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی

دی ہوئی دولت کو بے جا اور بُرے کاموں میں

خرج نہ کرو۔ وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي الْمَافْرَانُونَ

کے لئے تخویف آخر وی و لانی لَعَفَارًا لِمَ فَرَمَانُونَ

کے لئے بشارت آخر وی ۳۹ حسب میقات خداوندی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقبار اور

سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو

دفور اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے

نکل گئے۔ اور نقبار سے پہلے میقات پہنچ گئے۔ تو اللہ

تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ ساتھیوں

کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا

و خوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی

دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سو ساری

قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں

آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا

انتظار کر رہے ہیں۔ ۴۰ یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور

تمہارے پیچھے تمہارے قوم کو ایک آزمائش میں

ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے اے

اختیارناہم بما فعل لسامری (روح ج ۱ ص ۲۷)

سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان

میں شرک پھیلانے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی

کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر ان کو

ڈھال کر گوسائے کی شکل کا بت تیار کیا۔ جو گوسائے

کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب

تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (عیاذ باللہ) بھول

میں ہیں۔ جو کوہ طور پر رب سے ہم کلام ہونے چلے گئے

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ ص ۳۷

حاشیہ ۱۱۲ ۴۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی میعاد

گذرنے اور تورات لینے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو سخت غضبناک اور متاسف ہوئے۔ یہ غیظ و غضب اللہ کی توحید پر غیرت کی بنا پر تھا۔ وَعَدًا حَسَنًا

موضع قرآن ۱۱ جس وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھو اس واسطے انہوں نے پھر پوچھنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے۔

ان کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھر مٹی اٹھالی، وہی اب اس سونے کے بچے فرعون کے پیٹھا جبریل بیچ میں ہو گئے کہ ان کو ان تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچاننا کہ جبریل ہیں

ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اس میں ہو گئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اسی سے بت پرستی برہمتی ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی در کالبد کہ از ر ساخته بود بشکل گوسالہ ۱۲ یعنی اگر با کسی ہم نشین شدی ہر دو راتپ میگرفت ۱۲۔

۹۰ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَافِيَةً حَتَّىٰ يَكُونَ

بالت میری بولے ہم برابر اسی پر رہے پیٹھے رہیں گے اسے جب تک لوٹ کر آئے ہتھ

الْيَنَامُوسَىٰ ۹۱ قَالَ يَهْرُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ

ہمارے پاس موسیٰ کہا موسیٰ نے اے ہارون اسے کس چیز نے روکا تھا جب دیکھا تھا تو نے

ضَلُّوا ۹۲ أَلَا تَتَّبِعُنَ أَفْعَصِيَّتَ امْرِئِي ۹۳ قَالَ

کہ وہ بہک گئے کہ تو میرے پیچھے نہ آیا فل کیا تو نے رد کیا میرا حکم وہ بولا

يَا بَنُو قَوْمٍ لَا تَأْخُذْ بِحِجَّتِي وَلَا بِرَأْسِي ۹۴

اے میری ماں کے بیٹے نہ پکڑ میری ڈاڑھی اور نہ سر میں

خَشِيَّتَ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَءِيلَ

ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۹۵ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ

اور یاد نہ رکھی میری بات فل کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِإِلَهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

بولا اے میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھرتی میں نے ایک سٹپی

مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ

پاؤں کے نیچے سے اس بچے ہونے کے پھرنے دی ڈال دی فل اور یہی صلاح دی مجھ کو

لِي نَفْسِي ۹۶ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ

میرے جی نے فل کہا موسیٰ نے دور ہو جے تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے

تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ أَخْلُفَهُ

کہا کرے مدت چھیڑ دے اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہر گز تجھ سے خلاف نہ ہوگا

وَأَنْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا

اور دیکھ اپنے معبود کو کہ جس پر تمام دن تو محکف رہتا تھا

اور دیکھ

مخبر فی ہم

سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور ہدایت ہوگی۔ وعدہ ہوا ان یعطیہم التوراة التي فيها هدى ونور ولا وعد احسن من ذلك واجمل (بحر ج ۶ ص ۱۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے فرمایا میری قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور تمہیں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کر سکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرنے کرتے اُکتا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا جو تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گے لا تھم وعدہ وہ ان یقیموا علی طاعة الله عز وجل الخ ان یرجع الیہم من الطور (قسطی ج ۱۱ ص ۲۳) قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے چالاکی سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیش نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہو گئے۔ اسی من قدرتنا واختیارنا (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶) ابن مرید لہم نملک انفسنا ای کتا مضطربین (قسطی) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ ۱۶۰ اس میں انہوں نے بیچاریگی اور اضطراب کی تصویر پیش کی۔ کہ ہوائیوں کہ قبیلوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور استعارہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں گھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سننے کے لئے کوہ طور پر چلے گئے ہیں۔ ای فغفل عنه موسیٰ وذهب یطلبہ فی الطور (روح ج ۱۶ ص ۲۴) ۱۶۰ یہ چوتھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کار ساز ہو۔ ثم بین اللہ تعالیٰ فساد اعتقادہم بان الالوهیة لا تصلح لمن سلبت عنه هذه الصفات (بحر ج ۶ ص ۲۵) ای ہوا عاجز عن الخطاب والضر والنفع فکیف تتخذونه الہا (مدارک ج ۲ ص ۲۶) لہذا بے بس اور عاجز کو معبود بنالینا سراسر حماقت اور قضیہ عقل کے صریح خلاف ہے۔ ۱۶۰ پرستار ان گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شاعت اور اس کا خلاف عقل ہونا بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آکر شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضہ تبلیغ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیش نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ہزاروں علیہ السلام انما قال ذلك شفقت منه علی نفسه وعلی الخلق اما الشفقة علی نفسه فلانه کان ماموراً من عند اللہ بالامر بالمعروف والنہی عن المنکر وکان ماموراً من عند اخیه موسیٰ علیہ السلام بقولہ اذخلفنی فی قوہی واصیلہ الہ (کبیر ج ۶ ص ۲۵) حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیر خواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں دکھائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَلَئِنْ رَبَّکُمْ الرَّحْمٰنُ اوریادر کھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و کار ساز خدا ہے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدا ہے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبَّکُمْ الرَّحْمٰنُ میں مبتلا و خبر کی تعریف مفید ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ و تعریف الطرفین لافادة الحصر ای وَلَئِنْ رَبَّکُمْ الْمُسْتَحَقُّ للعبادة هو الرحمن (لا غیر روح ج ۱۶ ص ۲۴) ۱۶۰ یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے انکار ادا یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مچ ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعہ علیہ السلام الیہم غایۃ لعکوفہم علی عبادة العجل لکن لا علی طریق الوعد بترکہ عند رجوعہ علیہ السلام بل بطریق التعلل بالتسویا الہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵) ۱۶۰ یعنی بچھڑے کی عبادت اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلما رجع موسیٰ وسمع الصیحة والمجلبة وکانوا یرقصون حول العجل الخ (قسطی ج ۱۱ ص ۲۳) ۱۶۰ خازن و معالج ج ۲ ص ۲۵، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور اعتذار سنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور دائرہ می کے بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون! جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایت مراد ہیں جو وہ کوہ طور پر جانے سے پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے الگ تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آ گئے۔ کان (موسیٰ) علیہ السلام حدیدا متصلبا غضوبا للہ تعالیٰ وقد شاهد ما شاهد غلب

لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝۹۷ اِنَّمَا

ہم اس کو جلا دیں گے پھر بجھیں گے دریا میں اڑا کر و تمہارا

الْهٰكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ

معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیزیں سمیٹتی ہے

عِلْمًا ۝۹۸ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ

اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو سچے ان کے احوال جو پہلے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۝۹۹ مَنْ

گزر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب لکھ جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهُ يَجْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰

منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ و

خٰلِدٍ فِيْهِ وَسَاءَ لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱

سلا رہیں گے اس میں اور برائے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھائے گا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنُحْشَرُ الْمَجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ

جس دن بھونکیں گے صور میں اور گھیر لائیں گے ہم گنہگاروں کو اس دن

ذُرِّيًّا ۝۱۰۲ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا

تیلی آئیں و چکے چکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے مگر

عَشْرًا ۝۱۰۳ خٰن اَعْلَمُ بِمَا يَقُولُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ امْتَلٰهُم

دس دن و ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں ابھی

طَرِيقَةً اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝۱۰۴ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ

راہ روش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن و اور تجھ سے پوچھتے ہیں

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝۱۰۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بجھیں گے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف

منزل ۴

علیٰ ظنہ تفصیری ہارون علیہ السلام ففعل بہما فعل (رج ۱۶۷ ص ۲۵۱) حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تو قطعاً کوتاہی نہیں کی۔ میں نے ان کو شرک سے پوری سختی سے منع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مشتعل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تھے جیسا کہ اعراف میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنِیْ اس کے علاوہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں شرک نہ کرنے والوں کو ساتھ لے کر شرک کرنے والوں سے جہاد کرتا تو یہ میں نے اس دُے نہیں کیا کہ آپ ہی واپس آکر مجھ سے کہتے کہ تم نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی پیدا کر دی۔ اور میری واپسی کا انتظار بھی نہ کیا ای خنیت لوقاتلت بعضهم ببعض و تفانوا و تفرقوا

اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ (روح) وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ قَالَ اَبُو عَبِیْدَةَ لَمْ تَنْتَظِرْ عہدی وقد وہی (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۹) ۷۱۸

حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد درپردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار اترنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا کَمَا لِهٰکُمُ الْاِلٰهَةُ جس پر انہوں نے ان کو سرزنش کی۔

سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال کان السامری رجلاً من اهل باجر وکان من قوم یعبدون البقر وکان حب عبادة البقر فی نفسه وکان قال اظہر الاسلام مع بنی اسرائیل (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۷۸) قال قتادة کان السامری عظیمی بنی اسرائیل من قبیلۃ یقال لہا سامرۃ ولکن عدو اللہ نافق بعد ما قطع البحر مع موسیٰ الخ (قرطبی)

۷۱۹ یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی

خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ جبریلؑ کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں موضع قرآن ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا۔ شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہودیوں کی کافراؤں پر لگا جیسے ہمارے پیغمبرؐ بال بائٹے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے باتو فرمایا اسکی جس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ و یعنی اندھے اور شاید یونہی نیلی ہوں بد نمائی کے واسطے و یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر میں رہنا و ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمن و یعنی گناہے ۱۲ و یعنی در دنیا ۱۲۔

جبریل دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہر حال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبریل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھر مٹی اٹھائی وہ ہی اب سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا اٹھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اسی میں مٹی پڑی برکت کی۔ حق اور باطل بل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بت پرستی برہمتی ہے۔

ظہ ۲۰

۷۰۴

قال الحدیث

صَفْصَفًا ۱۰۶ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۚ يَوْمَئِذٍ

میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا اس دن

يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

بچھڑ دوڑینگے وہ کھانے والے کے پیڑھی نہیں جس کی بات اور دب جائیگی آوازیں

لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۚ يَوْمَئِذٍ

رحمن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز اس دن

لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو اجازت دی رحمن نے

وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۚ يَوْمَئِذٍ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اور پسند کی اس کی بات مقرر وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ ۚ وَعَنَتِ

اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لاسکتے اس کو دریافت کرے اور لگاتار ہیں

الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ

منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے اور حشراب ہوا جس نے

حَمَلَ ظُلْمًا ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیوں کے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۚ وَ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں ہے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا اور

كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَحَرَّفْنَا

اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھر پھیر کر سنائی ہم

فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیزگریں یا ڈالے

منزل ۴

تنبیہ یہ ہے۔ آیت کی جو تفسیر اور بیان ہوئی، صحابہ تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے (عثمانی، بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہو جاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹی بھر مٹی اٹھائی۔ وفی بعض الآثار انہ داکھلا رفع الفرس یدیه اور جلیہ علی التراب لیسر یخرج النبات فحرف ان له شأنًا فخذ من موطئه حفنة (روح ج ۱۶ ص ۲۵) اس کی زیادہ تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہو ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۱۰۷ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کوتپ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ فریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا ایسی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گزار دی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفَنَّهُ وَهُوَ تَوَدُّنَا فِي عَذَابٍ مُّتَسَاوٍ دُنَا میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ اِی لَنْ یُخْلِفَکَ اللّٰهُ مَوْعِدَہ الذی وعدک علی الشّرک والفساد فی الارض ینجزک لک فی الآخرۃ بعد ما عاقبتک بذلک فی الدنیا (ملک ج ۳ ص ۳۵) ۱۰۸ یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے معبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو سر وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں ابھی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت

سبب انشاؤں کی

۱۰۹ یہ پانچویں آیت توحید ہے گوسالہ سامری کا بجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور معبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کارخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الہ اور معبود بننے کے قابل نہیں، جس کا علم ہر چیز پر حاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گوسالہ جبار اور محض بے جان ہے بھلا یہ کیوں کہ معبود ہو سکتا ہے ۱۱۰ کا ف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشبیہ ہے یعنی موضع قرآن کا یعنی اس کی سفارش چلے گی ۱۱۱ یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمن ۱۱۲ یعنی انقیاد اسرائیل کند ۱۱۲ یعنی مسلمان باشند ۱۱۲۔

کے لئے اس بات کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ سکتے تھے کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرمادیا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی مانند ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ یَسْأَلُونَكَ كَـجَوَابِمْ فِـقْطَلٌْ پرفاء اس لئے داخل ہوئی ہے کہ یَسْأَلُونَكَ متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال متحقق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سائلوں کے اسی لئے جزا پر فاء داخل ہوئی۔ (مدارک) قَاعًا میدان صاف صاف ہموار عِوَجًا نشیب و استی۔ اُمْتًا بلندی اور اونچائی ۱۷۷ الداعی اللہ حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ یرید اسرافیل علیہ السلام اذ انفخ فی الصور (لاعوج لہ) ای عن دعائہ لا یزیغون ولا ینحرفون بل یمیعون الیہ ولا یحیدون عنہ (تفسیر طبری ج ۱۱ ص ۲۲۷) اس دن تمام بنی آدم پر مہیبت طاری ہوگی اور کوئی شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ مہیبت خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق سہمی ہوئی ہوگی۔ ۱۸۱ خفیت لہا بہتہ تعالٰی و شدۃ ہول المطلق (رح ج ۱۶ ص ۱۶۷) ۱۸۲ ہمّا یعنی نہایت پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست اور خفی آواز سے کرے گا۔ ۱۸۳ یہاں قیامت کے دن شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جس

ظہ.۲

4.5

قال المصنف

لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعَلَىٰ اللَّهُ الْمُلْكُ الْحَقُّ وَلَا

ان کے دل میں سوچ سو بلند درجہ اللہ کا ہے اس سچے بادشاہ کا اور تو

تَجَلَّ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ

جلدی نہ کر۔ قرآن کے پٹے میں ۵۵ جب تک پورا نہ ہو سکے

وَحْيِهِ زَوْقُلُ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ

اس کا اثر نسا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ و اور ہے

عَهْدَنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

ام نے تالید کردی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر مجھوں کیا اور نہ پانی بہہ نہ

لَهُ عِزْمًا ۝۱۱۵۞ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا
اس میں کچھ ہمت و اور جب کہا تم نے فرشتوں کو سجدہ کرو ۵۱۵

ان میں سے پہلے اور جب یہاں کے مسکون ہو

آدم کو تو سجدہ میں گرہ پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے

١٢- م ١٣- ا ١٤- ب ١٥- ج ١٦- د ١٧- هـ ١٨- ز ١٩- ح ٢٠- ط

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَیَّدَیْضًا وَّیٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَیَّدَیْضًا وَّیٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَیَّدَیْضًا

مِنْهُ أَمَّا لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ فَتَشَقُّ

نکلوانہ دے تم کو بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں تجھ کو یہ ملامت

اَللّٰهُمَّ فُتِّحْ لَنَا بَابَ رَحْمَتِكَ ۝ وَابْنِ الْكَافِرِ

کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ نیگا اور یہ کہ نہ

تَطَيَّبُوا فِيهَا وَلَا تَضْحَكُوا ﴿١١٩﴾ فَوَسَّوْا لِيَدِ الشَّيْطَانِ

پیاں کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ پھرجی میں ڈالا اس کے شیطان سے

قَالَ يَا دَمَهُلْ ادْلِكْ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ

کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا رہنے کا اور

منزل ۴۴

قال السمۃ

بتلا کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ غنا قلبی سے محروم رہیں گے اور دنیا کے دنی کی دولت کے پیچھے مفلس و قلاں لوگوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ ابن جبیر یسلبہ القناعة حتی لا يشبع فمع الدين التسليم والقناعة والتوكل فتكون حياته طيبة وہ مع الاعراض الحرس والشرح فغيشه ضحك وحال مظلة (ہلاک ج ۳ ص ۵۵) جس شخص نے اللہ کی ہدایت کو محض ضد و عناد کی وجہ سے رد کر دیا قیامت کے دن اس کو قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ سے سوال کرے گا کہ بارے خدا یا! دنیا میں تو میں جنگا بھلا دیکھتا تھا اور تو نے میری آنکھوں کو نور دے رکھا تھا تو آج مجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال کن لك تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں اور مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور ان سے آنکھیں بالکل بند کر لیں اور ان سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور چھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان آیاتنا انتك واضحة مستنيرة فلم تنظرا اليها بعين المعتبر ولم تتبصروا تركتها وعييت عنها فكذا اليوم تركك على عماك ولا تنزيل غطاء عن عينيك (بحر ج ۶ ص ۲۸۷) لیکن یہ اندھا پن ایک معین وقت تک ہو گا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وهذا الترك يبقی الى ما شاء الله تعالى ثم يزال العی عنه فیزی احوال القيمة ویشاهد النار كما قال سبحانه وادی المجرمون النار الخ (روح ج ۶ ص ۲۸۷) جو لوگ حدود الہیہ کو بچانہ کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو جہنم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جہنم تو ناپائیدار اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اقلیم یہد لہم الخ یہ مکذبین کو لئے خوف دنیوی ہے۔ اجل مسمیٰ، کلمۃ پر معطوف ہے اقلیم یہد لہم الخ کی تہدید کے بعد ان مکذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ چکا ہے۔ اور اس امت کے مکذبین پر عذاب استیصال نازل

ظہ ۲۰

۷۰۷

قال الم

تُسْ ۱۲۶) وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ

تُجِبْ كُفْرًا يَكْفُرُ بِهِ نَفْسُهُ بِمَا كَانَتْ تَعْمَلُ

يُؤْمِنُ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ

وَأَبْقَى ۱۲۷) أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمُ

مَنْ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ إِنَّ فِي

ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَى ۱۲۸) وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ

سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ۱۲۹)

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ

أَنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

تَرْحَمُهُ ۱۳۰) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا

بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۳۱) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

۱۳۲) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا لَعَلَّكَ

تَتَذَكَّرُ ۱۳۳) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۳۴) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

۱۳۵) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۳۶) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

۱۳۷) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۳۸) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

۱۳۹) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۴۰) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

۱۴۱) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۴۲) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

۱۴۳) وَلَقَدْ جَاءَكَ ذِكْرُنَا فَأَنْتَ عَلَيْنَا

لَعَلَّكَ تَمْتَلِكُ ۱۴۴) وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَافِظٌ

ع ۱۴

مترجمین سے ام
۱۳ ص ۲۸۷

منزل ۴

نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مکذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العذاب لتأخیر عذابہم والاجل المسمی لاعمالہم لہما تاخیر عذابہم اصلاً (روح ج ۶ ص ۲۸۷) یہ پانچویں آیت شیعہ ہے جو پانچ امور موضح قرآن و آیات کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی موضح قرآن شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی و یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا مشرب ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔ و آخر وعدہ پر بھینٹنے کی مسلمانوں میں اور کافروں میں و دن کی عسری پہ پہر بعد وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہو گا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔

قال المزمع ١٤

سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

مراد احمد شاہی
مراد احمد شاہی
مراد احمد شاہی

٢٣١

پر لا حفظ و مائیک

فتح الرحمن و۱ یعنی قرآن مشتمل است بر قصص و غیر آن موافق کتب سابقه ۱۲۔

سورۃ انبیاء

ربط | سورۃ طہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کار ساز نہیں۔ لہذا اسی کو پکارو۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي (ع ۱) اب سورۃ انبیاء میں علی سبیل الترتیب یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کار ساز نہیں۔ لہذا اسی کو پکارو، وَمَا أَدْعُنَا مِنْ تَبْلُكٍ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِمْ آيَاتُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (ع ۲)

خلاصہ | سورۃ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا وہی کار ساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قَالَ رَبِّي يَحْكُمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (ع ۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعویٰ کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں ایک اجمالی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد، اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء میں دعویٰ سے پہلے اور دعویٰ کے بعد کتباً اُذْهِلْ لَكَ شِرْكُكَ (ع ۱) کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے حجت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدر سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَا أَدْعُنَا قَبْلَكَ إِلَّا بِحُجَّتِنَا أَنْتَ أَهْلُ الْحَقِّ (ع ۲) یہ پہلے سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا إِلَّا يَكُونُ لَكُمْ لَعْنَةً (ع ۳) یہ دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (ع ۴) سے تیسرے سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَبْرٍ (ع ۵) تحویف دینی ہے۔

تین عقلی دلیلیں

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْغَيْبِ (ع ۲) وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَنْ أَوْ كَفَرُوا أَتَى اللَّهُ الْكُفْرَ كَذِبًا أَتَى اللَّهُ الْكُفْرَ كَذِبًا (ع ۳) اس کے بعد بطور معارفہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ (ع ۴) یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی مؤید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

دلیل نقلی اجمالی

اس کے بعد وَمَا أَدْعُنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ (ع ۵) میں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالی نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۚ لَشَكُّوا ۚ (ع ۶) مشرکین پر شکوی ہے۔ جس کا سات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُجُنَا ۚ وَجْهٌ دُومٌ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۚ وَجْهٌ سَوْمٌ لَا يَسْبِقُونَهُ ۚ بِالْقَوْلِ ۚ وَجْهٌ چہارم وَهُمْ بِأَمْرٍ يَعْمَلُونَ ۚ وَجْهٌ پنجم يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَجْهٌ ششم وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ ۚ وَجْهٌ سَفَمٌ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (ع ۷) اس کے بعد اَوْ كَفَرُوا ۚ أَتَى اللَّهُ الْكُفْرَ كَذِبًا (ع ۸) تا۔ كُلُّ فِي فَلَكٍ يَسْبِقُونَ (ع ۹) سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۚ أَشَرُّ لِمَنْ كَفَرَ ۚ (ع ۱۰) مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا اعادہ ہے خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۚ (ع ۱۱) سَأَوْدِيكُمْ أَيْتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ (ع ۱۲) تحویف دنیوی۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ ۚ أَهْلُ الْوَعْدِ ۚ (ع ۱۳) شکوی تو یَعْلَمُ الْإِنْسَانُ الْكُفْرَ ۚ (ع ۱۴) جواب شکوی مع تحویف اخروی۔ وَلَقَدْ اسْتَهْزَىٰ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (ع ۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلی ہے، قُلْ مَنْ يَمْلِكُكُمْ مَوْتًا ۚ (ع ۱۶) تَحْوِيفٌ دُنْيَوِي۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ مُعْرِضُونَ ۚ (ع ۱۷) اَمَّا لَهُمْ إِلَهَةٌ ۚ تَمْنَعُهُمْ زَجْرًا فَلَا يَرَوْنَ ۚ (ع ۱۸) اَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ ۚ (ع ۱۹) تَحْوِيفٌ دُنْيَوِي۔ وَلَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ ۚ (ع ۲۰) تَحْوِيفٌ دُنْيَوِي اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زبانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ

الانبياء ۲۱

41.

١٢ اقتراب للناس ١٢

سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاثْنَتَا عَشْرَةَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعًا

۱۰ سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں اترتا کر عہد ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان مہنایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ۵

مَعْرُضُونَ ۝ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ

ملا ہے ہیں کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے پاسے

مَحْدُثٌ إِلَّا أَسْمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٢﴾ لَا إِلَهَ إِلَّا

نہی ہے مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں

قُلُوبِهِمْ وَأَسْرُ وَالنَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْلُ

دل ان کے اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے ہے شخص

هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَاءَ وَأَنْتُمْ

کون ہے **ہم** ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو جادو ہیں آنکھوں

تَبْصِرُونَ ﴿٣﴾ قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَ

دیکھتے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہوں یا

الْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٧﴾ بَلْ قَالُوا

زمین میں آہ اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں

أَصْغَاتُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

بہبودہ خواب ہیں کہ نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے

فَلْيَاْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْاَوَّلُونَ ﴿٥﴾ مَا اٰمَنَتْ

پھر جانیے لے آئے ہمارے سامنے وہ کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے وہ نہیں مانا

منزل ۴۴

الجزء السابع عشر

مرکز تحقیقاتی
۱۲ مرداد ۱۳۵۷

سورتنس

تَحَ وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَ هَارُونَ الْفُرْقَانَ
دلیل نقلی تفصیلی اولی از حضرت موسی و ہارون علیہما السلام
وَ لَقَدْ آتَيْنَا آدَمَ بَرَكَةً مِّنْ شَرِّهِمْ - ثُمَّ كَفَّيْنَاهُ مَا خَلَقَ (۵۷)
دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم
کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَ
لَوْ طَأَّتَيْنَاهُ مَحْكَمًا وَعَلَمًا دلیل نقل سوم از حضرت
نوح علیہ السلام وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ
دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام حضرت
نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم
ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی - وَ ذُوْدُ وَّسْلَمٰنٍ
اِذْ يَحْكُمْنَ فِي الْحَرْثِ الخ دلیل نقل پنجم
از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وَ اَيُّوْبَ
اِذْ نَادٰى رَبَّهُ اِنِّیْ مُسْمِنٌ الخ دلیل نقل ششم
از حضرت ایوب علیہ السلام اپنی تکلیف اور بیماری
کا شکوای اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے
کی دعا کی۔ وَ اَسْمٰعِیْلَ وَ اِذْ رِیْسٌ وَ ذَا النُّفُلِ الخ
دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، اور یس
اور ذوالنفل علیہم السلام وَ ذَا النُّفُلِ اِذْ ذَهَبَ
مُخَاضِبًا الخ دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ
السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے
حضور میں گم گرائے اور اللہ کو پکارا۔ وَ ذَکَرْنَا اِذْ
نَادٰى رَبُّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا الخ دلیل نقل نہم
از حضرت زکریا علیہ السلام۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی
تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں
پکارا۔ اِنَّہُمْ کَا فُوْا یٰسِیْ عُوْنَ الخ یہ آیت تمام مذکورہ
واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء
علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دہر کر بجا لاتے اور

پکارتے تھے۔ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَنِيلَ نَقْلُ دُحْمٍ از حضرت عیسیٰ علیہ السلام إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً اِلٰہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارسار سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارسار اور حاجت روا نہ تھے وَ اَنَّا دَبُّكُمْ وَ اُوْتِیْکُمْ اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَ تَقَطَّعُوا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَسَنَیَعْمَلُ مِنَ الصَّالِحَاتِ بَشَارَتِ اُخْرٰی ہے۔

فتح الرحمن و له مترجم گوید مراد از نشانه عقوبت عام میباشند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم یهود و الله اعلم ۱۲۔

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ (ع) تَخَوُّفَ دُنْيَاكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَّ بِكُمْ تَخَوُّفَ آخِرِي وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ الْآخِرِ بَشَارَاتٍ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَوَّعَدُونَ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا شِدَادَهُمْ فِي السَّاعَةِ الَّتِي أَتَوْا فِيهَا وَلَقَدْ أَبْغَضْنَا كَثِيرًا مِنْهُمْ وَأَهْلَكْنَاهُمْ أَهْلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَانُوا يُكَذِّبُونَ

اقتوب للناس ۱۷
۷۱۱
الانبیاء ۲۱

قَبْلَهُمْ مِنْ قَرِيبٍ أَهْلَكْنَاهُمْ أَفَهُمْ يَوْمِئِذٍ يَمُنُونَ ۝۱

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجُلًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا

أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۲ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ

جَسَدًا إِلَّا يَاطُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝۳

ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَ

أَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝۴ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا

فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۵ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

قَرِيبٍ كَانَتْ ظِلْمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

آخَرِينَ ۝۶ فَلَمَّا أَحْسَوْا بِأَسْنَانِ آهْمِ مِنْهَا

يَسْكُضُونَ ۝۷ لَا تَرَ كُضُوءًا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ

فِيهِ وَمَسْكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ ۝۸ قَالُوا يَا بُولُوكُنَا

مَنْزِلًا ۝۹

مَنْزِلًا ۝۱۰

مَنْزِلًا ۝۱۱

مَنْزِلًا ۝۱۲

مَنْزِلًا ۝۱۳

مَنْزِلًا ۝۱۴

ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے
اور پہنچا انہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم انکو سوچو چھو لو
یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بتاتے ہم نے انکو
ایسے بدن کر وہ کھانا نہ کھائیں نہ اور نہ پئے وہ ہمیشہ رہ جانے والے
پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سوچا دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور
غارت کر دیا ہم نے حد سے نکلتے والوں کو ہم نے آری ہے تمہاری طرف کتاب
کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں اللہ اور کتنی پسند دلیں ہم نے
بستیاں جو تھیں گندھگار ۱۷ اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور
لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تاب لگے وہاں سے
بھرجو ۱۷ لا تر کضووا وارجعوا الی ما اترفتم
ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش
کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پہچھے وہ ف کچھ لگے بٹے خرابی ہماری
منزل ۱۷

ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے
اور پہنچا انہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم انکو سوچو چھو لو
یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بتاتے ہم نے انکو
ایسے بدن کر وہ کھانا نہ کھائیں نہ اور نہ پئے وہ ہمیشہ رہ جانے والے
پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سوچا دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور
غارت کر دیا ہم نے حد سے نکلتے والوں کو ہم نے آری ہے تمہاری طرف کتاب
کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں اللہ اور کتنی پسند دلیں ہم نے
بستیاں جو تھیں گندھگار ۱۷ اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور
لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تاب لگے وہاں سے
بھرجو ۱۷ لا تر کضووا وارجعوا الی ما اترفتم
ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش
کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پہچھے وہ ف کچھ لگے بٹے خرابی ہماری
منزل ۱۷

کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اَفَتْ أَنْتَ السَّحَرَاءُ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو معاذ اللہ، جادو گر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے۔ ان کا عقیدہ
تھا کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعویٰ کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادو گر ہوتا ہے۔ وہ کائنات
يعتقدون ان الرسول من عند الله لا يكون الا ملكا وان كل من ادعى الرسالة من البشر وجاء بمعجزة فهو ساحر
و معجزة سحر (بحر ص ۲۹) یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی
موضع قرآن و یعنی موت بھی آئی ان کو و یعنی یہ بات ہونی نہ تھی۔
فتح الرحمن و یعنی یہ غنوار کی قوم احوال ثمانی پر سند ۱۲۔

سب کے لئے عام ہے۔ اور حساب سے حساب
آخرت مراد ہے۔ یعنی قیامت سرور ہے۔ مگر یہ لوگ
غفلت میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور حساب
آخرت کے لئے کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہے۔
دنیا میں انہماک اور آخرت سے غفلت و
اعراض کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی
آیت توحید نازل ہوتی ہے۔ تو وہ استہزاء و تمسخر
کے ساتھ اسے سنتے ہیں۔ اور ان کے دل اس میں
غور و فکر کرنے سے سراسر غافل ہوتے ہیں۔ محدث
یعنی پہلے سے ان کی سنی ہوئی نہیں ہوتی و ہُجُومُ
يَلْعَبُونَ يَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ مُسْتَهْزِئِينَ لَا هِيَ
قُلُوبُهُمْ مُعْرِضَةً عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ مُتَشَاعِلَةٌ
عَنِ التَّمَتُّلِ وَالتَّفَهُّمِ (شرطی ج ۱۱ ص ۲۷۸)
یعنی جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے خلاف
آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ الذین ظلموا
بظاہر اس سورت کا فاعل معلوم ہوتا ہے۔ مگر
قاعدہ کے مطابق فاعل ظاہر جمع کے لئے فعل مفرد آنا
چاہئے تھا۔ مفسرین اور ائمہ بخونے اس کے بہت سے
جواب دیئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ موصول۔
اسروا کا فاعل نہیں۔ بلکہ (۱) اسروا کی ضمیر
الناس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس
سے بدل ہے (۲) الذین کا فعل یقول اس سے
پہلے محذوف ہے (۳) الذین سے پہلے فعل اعنی
محذوف ہے اور یہ اس کا مفعول ہے (۴) یہ مجرور
ہے۔ اور مع صلیہ الناس کی صفت ہے۔ یا اسروا
کی واو علامت جمع ہے۔ علامت فاعل نہیں دمن
القرطبی والبحر وغیرہما۔ ۱۷ یہ مشرکین کا بہت
بڑا اعتراض تھا۔ کہ یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر اور
انسان ہے ہم اسے اللہ کا رسول کیوں مانیں پیغمبر تو
کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اَفَتْ أَنْتَ السَّحَرَاءُ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو معاذ اللہ، جادو گر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے۔ ان کا عقیدہ
تھا کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعویٰ کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادو گر ہوتا ہے۔ وہ کائنات
يعتقدون ان الرسول من عند الله لا يكون الا ملكا وان كل من ادعى الرسالة من البشر وجاء بمعجزة فهو ساحر
و معجزة سحر (بحر ص ۲۹) یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی
موضع قرآن و یعنی موت بھی آئی ان کو و یعنی یہ بات ہونی نہ تھی۔
فتح الرحمن و یعنی یہ غنوار کی قوم احوال ثمانی پر سند ۱۲۔

ہے۔ اور کوئی نہیں لہذا فرما دے کہ اس کا رسا اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہذا تمہارے معبود کچھ نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے براہِ فہم ہو کر نہوئے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ہل ہذا آلا بشر مثکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۷) کہ باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لائینی باتیں کہتا ہے بلکہ وہ خدا پرانہ اور بہتان باندھ رہا ہے بلکہ ہوشیار ہے۔

۱۲ الانبیاء

۴۱۲

اقترب للناس

اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۱۳ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ

ہم تھے بیشک گنہگار تھے پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد یہاں تک کہ

جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ۱۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ

ڈھیر کر دئے تھے کھاٹ کر بجھے پڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِبْدَانِ ۱۶ لَوَارِدْنَا اَنْ

اور زمین کو تھے اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے پھیلے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ

نَتَّخِذَ لَهُمْ اَوْلَادًا لَّا نَخْذِنَهُمْ مِنْ لَدُنَّا ۚ اِنْ كُنَّا

بنالیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو

فَاعِلِينَ ۱۷ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ

کرنا ہوتا فل یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں حق کو جھوٹ پر پھر وہ ہسکا ہوا ہوتا

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۱۸ وَ

ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو فل اور

لَهُمْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَكُمْ لَا

اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک ہے ہیں

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۱۹

مستکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کبھی یہ

يَسْبَحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۲۰ اَوَلَا تَأْخُذُوا

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں سکتے کیا ٹھہرتے ہیں انہوں نے

اِلَهًا مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ۲۱ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا

اور معبود زمین میں کے فل کہ وہ جلا اٹھائیں ان کو فل اگر ہوتے ان دونوں میں

اِلَهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اور معبود سوائے اللہ کے کھلے تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک

منزل ۴

بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی ضد سے کہیں جو کہی جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدًا وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِبْدَانِ ۱۶

مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقہ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَا زَمَنْتُ قَبْلَهُمْ اِلَّا تَخْوِيفَ دِيْوٰی اور مطالبہ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقہ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر

ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین کہہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؛ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ وَالْمَعْنٰی اِنْ اَهْلَ الْقُرٰی

اقتربوا علی انبیاءہم الاٰیات وعاہدوا انہم یؤمنون عندھا فلما جاءتہم نکتھوا وخالفوا فاهلکھم اللہ فلما اعطیتھنّ ہؤلائے ما یقترحون لنکتھوا ایضاً (مدارک ج ۳ ص ۱۵۵)

۱۹ یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو ہلے ہذا آلا بشر مثکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۷) میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ہل ہذا آلا بشر مثکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۷) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔

۲۰ مآل ہذا الرسول یا کل الطغام ویشی فی الاسواق تو اس کا جواب دیا کہ جب انبیاء موضح قرآن و کھلونا یعنی بیٹا۔ فل یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کالموں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

فتح الرحمن فل یعنی خردی بودند و این مناقض لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چہر آدمی رسول باشد بلکہ در تنزیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرد واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ فل یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ مراد درین کلام رد است بر عبادات اصنام ۱۲۔

۱۲ مراد درین کلام رد است بر عبادات اصنام ۱۲۔

۱۲ مراد درین کلام رد است بر عبادات اصنام ۱۲۔

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ اللہ یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم و احکامہ شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۸۷) اللہ یہ تحریف دینوی ہے۔ قَصَمْنَا اٰی اٰهْلَکُمْ یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمہ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّا أَحَسُّوا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْکُضُوا اللہ ہم نے کہا اب بھاگو موت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور عمارت کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گزرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزار کہا گیا۔ لَعَلَّکُمْ تَسْئَلُونَ عَذَابًا عَمَّا جَرٰی عَلَیْکُمْ وَنَزَلَ بِکُمْ فَتَجِیْبُوْا السَّالِیْنَ عَنْہُمْ وَمَشَٰہِدًا (مذکر ج ۳ ص ۲۸۷) جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا ذَٰلَتْ تُنَادِیْہُمْ وَتَدْعُوْہُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چہرہ رخ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

اللہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ خف کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق (توحید اور دین اسلام، باطل (کفر و شرک) پر غالب آسکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگان خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَکُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت دینا ہی ہے۔ ۵۱۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَکَ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بدگئی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ ٹھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ بھلا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند وہ کس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای ولہ تعالیٰ خاصۃ جمیع المخلوقات خلقا و ملکا و تدبیرا و تصرفا و احیاء و اماتۃ و تعذیبا و اثابۃ من غیر ان یکون لاحد فی ذلک دخل ما استقلالہ و استتباعا الخ (روح ج ۱ ص ۲۸۷) یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنہ لا یصح ان یکون الہا اذ لا یتحق هذا الاسم الا القادر علی کل مقدور و الانشراح من جملۃ المقدورات (مذکر ج ۳ ص ۲۸۷) ۵۲۔ نہ کورہ بالا عقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوانہ آسمان میں کوئی الہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کار ساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا یَسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَہُمْ یُسْئَلُونَ وہ بلا شرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

۱۵ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ۱۶ بطور معارضہ مشرکین سے ان کے مدعی پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعی پرتین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کر سکو گے کیونکہ عقل تو دعوے توحید کی مؤید ہے۔ جیسا کہ ابھی دو عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک و کار ساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیاء سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی و مبلغ تھے۔ جیسا کہ آگے فرمایا۔

اقترب للناس ۱۷ ۷۱۴ الانبیاء ۲۱

عَمَّا يَصْفُونَ ۲۲ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

مُسْأَلُونَ ۲۳ اِمَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَ

ذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

فَهُمْ مُعْرِضُونَ ۲۴ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

فَاعْبُدُونِ ۲۵ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا

سُبْحَنَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۲۶ لَا يَسْبِقُونَهُ

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِكَ يَعْمَلُونَ ۲۷ يَعْلَمُونَ مَا

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ

ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۲۸ وَمَنْ

جَسَّ مِنَ اللَّهِ رَاضِيًّا أَوْ كَارِهًا فَاسْتَفْعِلْ ۲۹

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۰

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۱

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۲

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۳

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۴

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۵

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۶

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۷

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۸

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۳۹

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۰

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۱

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۲

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۳

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۴

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۵

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۶

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۷

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۸

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۴۹

وَمَنْ يَشْفَعْ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۵۰

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا عَلَىٰ هَذَا دَلِيلٍ
وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے جیسا
کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ لَّيْسَ كَيْدُ الْحَيَاتِ
أَسْمَارُ الْهَيْكَلِ وَلَا هِيَ إِلَّا حُرَّةٌ مُسْتَعْتَبَةٌ
انبیاء علیہم سے دلیل نقلی اجمالی ہے کہ تمام انبیاء
علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد
ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ اللہ یہ شکوی
ہے یعنی انبیاء علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح
کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ
کار ساز بنائے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب
مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحَنَهُ یعنی اللہ تعالیٰ کی
ذات اس سے بہت بلند و برتر اور اعلیٰ و ارفع ہے۔
کہ اس کی عاجز و بے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا
ولد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ
فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں
داخل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے باعزت بندے ہیں
جواب ثالث لَا يَسْبِقُونَهُ وہ اس کے سامنے ہر وقت
ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر بات بھی
نہیں کر سکتے جواب رابع وَهُمْ بِأَمْرِكَ يَعْمَلُونَ وہ
اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس
يَعْلَمُونَ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سب کچھ جاننے
والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس وَلَا يَشْفَعُونَ
لَا يَشْفَعُونَ وہ ہر وقت اللہ کی ہیبت کے سامنے
خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت
نہیں کر سکیں گے۔ اَلَا لِمَنْ ارْتَضَىٰ اس میں ان
لوگوں کا ذکر ہے جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت
کی اجازت ہوگی۔ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائیں
اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی
شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو

سارے دلائل نقلی
اجملی ۱۲ اور منطوقی
۱۳ اور جواب شکوی
۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔

منزل ۴

تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا اله الا الله وشفاعتهم الاستغفار (روح ج ۱ ص ۳۳)
قال ابن عباس هما هاتان الشهادتان لا اله الا الله والمليكة يشفعون عند الله في الاخرة كما في صحيح مسلم وغيره
وفي الدنيا ايضا فانهم يستغفرون للمؤمنين الخ (قرطبي ج ۱ ص ۲۵)

موضح قرآن پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو عالم ہوتے تو جہاں خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہرتے ہیں اس کو مالک
کی سند چاہیے اس بغیر کیونکر نائب ہو سکے۔

۱۱۔ یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر یہ فرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی

سزا ہے۔ ۱۲۔ اَوَلَمْ يَرِ الْذِّينَ كَفَرُوا — تَا — كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ کائنات رتقاً یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فقط کھمبہ تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الایۃ الموعظۃ ان السموات والارض کانتا معدومتین فاوجدناهما (روح ج ۱، ص ۱۷۷)

زمین و آسمان کو عالم نیست سے عالم ہست میں لاننا زمین میں پہاڑ اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان کو ستاروں کے بغیر سہارا دینا، دن رات اور سورج چاند کی پیدائش غرضیکہ پورا نظام شمسی جس تکلیک اور کمال صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور نظام مسمی کے تمام احوال و کوائف کی موزونیت خداوند تعالیٰ کی توحید پر اہل عقلی دلیل ہے۔ ۱۳۔ یہ مشرکین کے لئے زجر اور تیسرے سوال کے جواب کا اعادہ ہے کُلُّ نَفْسٍ لِّخَبَرٍ مَّقْبِلٍ کی دلیل اور برہان ہے۔

موضع قرآن

فلا منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی

زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور جدا اور جاندار بنائے یعنی جانوریاتی سے یعنی لطف سے یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوں تو یہ بات کہاں تھی قل بجاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے منورنے تارے اور چال اور رات اور دن کی یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے وہ کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

يَقُلُ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهُ مِّنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ

ان میں سے کہ میری بناہی ہے اس سے ورے سوا اس کو ہم بدلہ دیتے

جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِيْنَ ۲۹ اَوَلَمْ يَرِ

دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین

رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنٰمِنَ السَّمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَیٍّ

بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان

اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۳۰ وَجَعَلْنٰ فِي الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

پھر کیا یقین نہیں کرتے اور رکھ دیے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ

اَنْ تَبْسُدَ بِهِمْ وَجَعَلْنٰ فِيْهَا جَاۤسِرًا سَبَآلَ الْعٰلَمِیْنَ

کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ

يَهْتَدُوْنَ ۳۱ وَجَعَلْنٰ السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَهُمْ

راہ پائیں اور بنایا ہم نے آسمان کو پتھر محفوظ اور وہ

عَنْ اٰیٰتِنَا مَعْرَضُوْنَ ۳۲ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَّیْلًا

آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے اور وہی ہے جس نے بنائے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۳۳

اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھومتے ہیں اور وہ

وَمَا جَعَلْنٰ لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخَلْدَ اَفَا یُنْسِی

اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشگی زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا ہے

فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذٰۤیْقَةُ الْمَوْتِ وَ

تو وہ رہ جائیں گے وہ ہر جی کو چھنی ہے موت اور

مذہب

یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ کائنات رتقاً یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فقط کھمبہ تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الایۃ الموعظۃ ان السموات والارض کانتا معدومتین فاوجدناهما (روح ج ۱، ص ۱۷۷)

۵۷۷ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزاء کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ يَذُكَّرُ الرَّحْمَنُ هُمْ كُفَرُوا ۚ خدا کا پیغمبر تو ان کے قبوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور

متصرف و کار ساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدا نے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ ۵۷۸ زجر ہے انسان کی سا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَأُودِيكُمْ آیتیں الخ تخویف دنیوی ۵۷۹ شکوی لَوَيْعَكُمُ الَّذِينَ تَتَّكِلُونَ وَآلَهُمْ يُنْظَرُونَ جواب شکوی مع تخویف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیکا تو وہ اپنے کو اس سے برگزین نہیں بچا سکیں گے فَتَبْتَهِمُ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قَالَ الْفَرَادِ فَتَبْتَهِمُ ۚ اے تحویر ہم (قطبی ج ۱۱ ص ۲۹) ۵۷۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و سخریہ سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بد قماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ ہی طریقہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

نَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَالْيَنَّا تَرْجِعُونَ ۝۳۵

ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمائے کو اور ہماری طرف پھر کر آ جاؤ گے وَلَا ذَارَكَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۚ اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے ۵۷۵ تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ الْهَيْكَلُ ۚ وَهُمْ يَذُكَّرُ الرَّحْمَنُ ۚ کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمن کے نام سے

هُمْ كُفَرُوا ۚ ۝۳۶ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَجٍ ۚ سَآوَرَكُمُ ۚ منکر ہیں وہ بنا ہے آدمی جلدی کا ۵۷۶ اب کھلاتا ہوں تم کو

آيَتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ ۝۳۷ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا ۚ آیتیں نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدِ ۚ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۸ لَوَيْعَكُمُ الَّذِينَ وعدہ ۵۷۷ اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ

كَفَرُوا ۖ أَحْيَيْنَ لَا يَكْفُونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُهُورِهِمْ ۚ وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ ۝۳۹ بَلْ تَأْتِيهِمْ اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْتَةً فَتَبْتَهِمُ ۚ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ ناگہان پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

يُنْظَرُونَ ۝۴۰ وَلَقَدْ آتَيْنَا نَبِيَّكَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں ۵۷۸ رسولوں سے تجھ سے پہلے ۵۷۹

فَخَاقَ بِالَّذِينَ سَخَّرَوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا يَسْتَهْزِءُونَ ۚ پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے وہ

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

موضع قرآن و نام لیتا ہے ٹھا کروں کا یعنی برا کہتا ہے۔ ۵۷۸ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزائے انہیں گھیر لیا۔

فتح الرحمن ۱۱ و این کنایت است از غلبہ استعجال بر آدمی ۱۲۔

۳۹ یہ تخویف دنیوی ہے۔ رات دن میں آیہ بوالہ مصائب سے تمہیں اللہ ہی محفوظ رکھتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے انکار و عناد پر تمہیں فوراً پکڑ لے بلکہ ہم عن ذکر ربہم معرضون زجر ہے۔ اہل کفر اسیکۃ یہ بھی زجر ہے۔ فرمایا دن رات میں حوادث روزگار سے انہیں اللہ کے سوا کون بچاتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا ان کے معبودان باطلہ ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی مدد سے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ ۳۹ تخویف دنیوی کیا مشرکین اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے کہ ہم ان کے

مقبوضہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جا رہے ہیں؟ کیا اب بھی ان کو امید ہے کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر سکیں گے؟ آفلا یذی ہولاً المشرکون آثار قدرتنا فی اسیان الارض من جواہرہا باخذ الواحد بعد الواحد وفتح البلاد والقری مہا حول مکة وادخالہا فی ملک محمد صلے اللہ علیہ وسلم

(خازن ج ۴ ص ۲۷۷) ۳۹ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں۔ تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کر لو۔ مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الہی اور احوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے۔ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ لَیْکِنْ وَہ جب عذاب موعود میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو چلا اٹھتے ہیں اے کاش! ظالم ہم ہی تھے اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ۔ اخبر تعالیٰ ان

تخویف دنیوی ۳۹ زجر ۳۹

قُلْ مَنْ يَكْلُوْكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ

اور کون کھاتی کرتا ہے تمہاری رات میں ۳۹ اور دن میں ۳۹ بلکہ ہم عن ذکر ربہم معرضون ۳۹ املہم

کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے اللہ تمہیں سے دور کر دینا لایستطیعون نصر

کوئی معبود نہیں کہ ان کو بچائے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں انفسہم ولا ہم منّا یصحبون ۳۹ بل متعنا

ہم کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے پیش ہوا لاء و اباء ہم حتی طال علیہم العسر

ہل ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی افلا یرون انّا ناتی الارض ننقصہا من

پھر یہ نہیں دیکھتے ۳۹ کہ ہم چلے آئے ہیں زمین کو اس اطرافہا افہم الغلبون ۳۹ قل انما اندرکم

کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں قل تو کہیں جو تم کو ڈراتا ہوں ۳۹ بالوحی ولا یسمع الصم الدعاء اذا ما یبذرون

سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارتے کو جب کوئی ان کو ڈر کر پکارتا وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَیَقُولُنَّ

اور کہیں پہنچ جائے ان تک اب بھاپ تیرے رب کے یہ عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں یو یلنا انّا کنا ظالمین ۳۹ ونضع الموازین القسط

ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف ۳۹ لیوم القیمة فلا تظلم نفس شیئاً وان کان

قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

ہو لاء الذین صمّوعن سماع ما اندر و ابہ اذا نالہم شیء مما اندر و ابہ ولو کان یسیرا نادوا بالہلاک و آخر و ابہم کانا ظالمین رجز ج ۶ ص ۳۱) ۳۹ یہ تخویف آخروی ہے۔ موضح قرآن و ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمان پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔ فتح الرحمن و لے یعنی باسلام اسلام و غفار پیش از ہجرت ۱۲۔

۳۳ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضہ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نور توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

الانبیاء ۲۱

۷۱۸

اقترب للناس

مُثْقَلًا حَبَّةً مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا

برابر رائی کے دانہ کی تو ہم نے آئینے اس کو اور ہم کافی ہیں

حَاسِبِينَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ

حساب کرنے کو ف اور ہم نے دی تھی ۳۷ موسیٰ اور ہارون کو نفیہ چکانولی کتاب

وَضِبَاءً وَذَكَرًا لِلْمُتَّقِينَ ﴿۴۸﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

اور روشنی اور نصیحت ڈہلنے والوں کو جو ڈرتے ہیں

رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿۴۹﴾

اپنے رب سے دیکھتے اور وہ قیامت کا حضور رکھتے ہیں

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ تُمَكِّنُونَ ﴿۵۰﴾

اور یہ ایک نصیحت ہے ۵۰ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۵۱ اور ہم رکھتے ہیں

بِهِ عَلِيمِينَ ﴿۵۱﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ

اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۵۲ اور اپنی قوم کو یہ کیسی

الْتَّمَائِشِلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا وَجَدْنَا

مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا

أَبَاءَنَا لَهُمَا عِبْدَيْنِ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَ

اپنے باپ داروں کو ۵۳ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر ہے تم ۵۴ اور

أَبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوا اجْتَنِبُوا هَٰذَا

تمہارے باپ دانے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے یہی بات

أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ

یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۵۵ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

منزل ۴

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والا اول ارجح ۳۳ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ

برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں

۳۴ دلیل عقلی تفصیلی دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وکُنَّا

بِهِ عَلِيمِينَ اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو بعد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے

باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِنْ قَبْلِ يَنْطَرِفِ بَنِي عَلِيٍّ النُّعْمِ ہے اس کا مضاف

الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ۲ ص ۳۲۶)

۳۵ اِذَا قَالُوا مَوْجِبٌ مِّنْ غَيْرِكَ اَوْ اذْكَرْ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں التماثل، تمثال کی جمع

ہے۔ تمثال اس مصنوعی چیز کو کہلاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء

علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف

اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم

جے بیٹھے ہو۔ التماثل موضوع للشیء لمصنوع مشابہ ما خلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱۱

ص ۲۹) ان القوم كانوا عبادا صنما علی صور مخصوصة كصورة الانسان او

غیرہ (کبرج ۶ ص ۲۱) وكانت علی ما قیل صور الرجال یعقدون فیہم وقد انقرضوا

وقیل كانت صور الكواكب صنعوها جسمًا تخيلوا (روح ج ۱ ص ۵۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شے کی وجہ سے ان مورتیوں کی

عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی

۳۶ ہے۔ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۳۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباؤ اجداد صریح گمراہی میں تھے کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض

خوابش نفسانی اور فریب شیطانی کے تابع ہو۔ ۳۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے تم سب کہہ رہے ہو یا بونہی ہنس مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ

مَوْجِبُ قُرْآنٍ یعنی اگر عمل کسی کا اتنا محفوظ ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے۔

یہی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔

پکارتے ہو۔ وہ عاجز و بے بس ہیں اور متصرف و مختار نہیں ہیں مالک مختار اور متصرف و کار ساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے ابتدا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعویٰ پر میرے پاس دلیل و حجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل و حجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالادلیل ما اقول (قرطبی) لکنہ و تالک لاکیدن حضرت غلیل علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان تھوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت عجیب و غریب محسوس طریقہ سے ان کے معبودان باطلہ کی بے چارگی کو واضح کرنے کے لئے ایک نئی حکم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر پھر کھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلہم جذاذ جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا البتہ سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ اور کہا ہاں اس کے کندھے پر رکھ دیا تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو

بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صیغہ سلامت براجہان ہیں اور کہا ہاں آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی میر جعون الیہ کما یرجع الیہ للعالم فی حل المشکلات فیقولون ما لہؤلاء مکسوق و مالک صیحنا و الناس علی عاتقک (کبیر ج ۱ ص ۱۶۳) اس سے مقصود الزام حجت تھا کہ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید مناکر واپس آئے تو حسب ستور اپنے معبودوں کو نذرانہ سجد و پیش کرنے کے لئے عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا فحش کیا ہے لکنہ قالوا اسمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کر رہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوئی ہے حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ یدعی ہم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جس کا نام ابراہیم ہے ہر وقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سبغافتی ید کو ہم) یعیدہم فجعلہم الذی فعل ذلک ہم (روح ج ۱ ص ۶۳) لکنہ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے دربر لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم سے کس قدر عبرتنا کم عزائیتے ہیں اسی یحضر و یحضر و یحضر لہ (مدارک ج ۳ ص ۶۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انہم کو ہوا مان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یحییوا بہ علی اعیین الناس لعلمہم یشہدون علیہ بما قالہ فیکون حجة علیہ بما فعل و هذا قول الحسن و قتادہ و السدی و عطاء و ابن عباس رض (کبیر ج ۱ ص ۱۶۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ کی قصہ تھا کہ جب

۱ الانبیاء ۲۱
۷۱۹
اقترب للناس

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّتِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلَىٰ

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذِكْمُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۖ ﴿٥٦﴾ وَتَاللَّهِ لَآ كِيدَنَّ

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں ملاحج کروں گا

أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُولُوا مَدْبَرِينَ ۖ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُم

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر شہ پھر کر ڈالا ان کو

جُذَازًا ۖ لَا كَبِيرَ إِلَٰهٍ لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۖ ﴿٥٨﴾

مکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں و

قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا ۖ إِنَّنَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ ﴿٥٩﴾

کہنے لگے کس نے ایسے کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًی يَدْعُوهُمْ يُقَالُ لَهُ ۖ اِبْرٰهِيْمُ ۖ ﴿٦٠﴾

وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوا فَاَنْتَ وَاٰلِیْهِ عَلٰی اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ

يَشْهَدُوْنَ ۖ ﴿٦١﴾ قَالُوا اَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا

دیکھیں بولے لکنہ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

يَا اِبْرٰهِيْمُ ۖ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا

اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے لکنہ ان کے اس بڑے نے

فَسَلُّوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ۖ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْا اِلٰی

سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْا اِنَّكُمْ اَنْتُمْ الظَّالِمُوْنَ ۖ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ

جی میں پھر بولے لوگو لکنہ تم ہی بے انصاف ہو و پھر

منزل ۴۴

ان تماشیل کے تمام پکار بولنے کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہو اسوقت وہ انکی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برطان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کر سکیں اور اس حقیقت کا اعلان کر سکیں کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے معجز کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنواریا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فاتوا بہ علی اعیین الناس) اسی علی رؤس الامتہاد فی الملاء الاکبر بحضرة الناس کلہم مکان ہذا هو المقصود الاکبر لا بواہیم علیہ السلام ان یبین فی ہذا المحفل العظیم کثرة جہلہم و قلة عقلہم فی عبادۃ ہذہ الاصنام الی لا تدفع عن نفسہا ضررا ولا تملک لہا نصرا فکیف یطلب منہا شیء من ذلک (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۵۲) لکنہ قالوا انت الخ اس سے پہلے اندماج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت موضوع قرآن و۔ یہ علاج کرتا انہوں نے چپکے سے کہا۔ پھر جب شہر سے باہر گئے ایک میلے میں سب بت فٹانے میں جا کر سب کو توڑ ڈال سمجھے کہ پتھر پوجنا کیا حاصل۔

ابراہیم علیہ السلام کو سرعام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کر لیں گے تو وہ انھیں حسب منشا برائے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہو گیا اور ان کے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵۔ قال بل فعلہ الذی لفظ بل انضاب کیلئے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جسکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بہ تفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں تھا بل فعلہ من فعلہ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تمہارا برائیت بھی یہاں موجود ہے تمہارے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کئی انداز میں سے تسلیم کر لیا امام رازی نے اس کو چھ کواں طرح بیان کیا ہے۔ ورا بعہما انہ کنا ینہ عن غیرہما ورا ای فعلہ من فعلہ وکبیرہم ہذا ابتداء الکلام ویروی عن الکسانی انہما یقف عند قولہ بل فعلہ ثم یبتدی کبیرہم ہذا کبیر ۴۶۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱

قد سرتة لفرع الى المناصبه (روح ج ۱ ص ۱۷۷) والنصر واليهتم بتحرقيق ابراهيم لانه يسبها ويحبها (قرطبي ج ۱ ص ۲۰۳) قلنا ينسأ الخ منور نے اسی گزلبی اور جالیس گز جوڑی چار دیواری بنوائی اور اس میں چالیس دن تک بندھن جمع کرایا اور اس کو آگ لگا دی جب آگ خوب شعل ہو گئی اور ہر طرف سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ کو اس میں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اس وقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کر کے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللھم انت الواحد فی السماء و انت الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حسبی اللھم و فعد الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الھ انت سبحانک رب العلمین لک الحمد و لک المملک لا شریک لک اور اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ یسأ کوئی بردا و سلا ما علی ابراہیم علیہ السلام

اقترب للناس

۷۲

الانبیاء

اٰتِیَاءَ الزَّكٰوٰةِ وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝۷۳ وَلَوْ طَاۤءَتِنَا

دینی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لو ط کو دیا جئے

حُكَمَاۤ و عَلٰٓمًا وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ

حکم اور سمجھ اور بچا نکالا اس کو اس بستی سے جو کرتے تھے

تَعْمَلُ الْخَبٰیثٰتُ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا قَوْمًا سَوِیۡۤا فٰسِقِیْنَ ۝۷۴

گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان اور

وَاَدْخَلْنَاهُ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۷۵ وَنُوْحًا

اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بخشن میں اور نوح

اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلِ فَاَسْتَجَبْنَا لَهٗ فَجَعَلْنَاهُ وَاَهْلَهٗ

کو جب سے اسے پکارا اُس سے پہلے پھر قبول کر لی جئے اس کی دعا سو بچا دیا اس کو اور اس کے

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۝۷۶ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ

گھروالوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْۤا بِاٰتِیِّنَا اِنَّهُمْ كَانُوْۤا قَوْمًا سَوِیۡۤا

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے بڑے لوگ

فَاَغْرَقْنَاهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۷۷ وَدَاوُدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یُحٰكِمُنِ

پھر ڈبا دیا ہم نے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے تھے

فِی الْحَرِّ اِذْ نَفَسَتْ فِیْهِ غَمَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا

فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑ جب رہند گئیں اس کو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا

لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۝۷۸ فَفَتَنَّاۤهُمْ سُلَیْمٰنَ وَكَوْنًا اٰتِیْنَا

ہمارے ان کا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا

حُكَمَاۤ و عَلٰٓمًا وَنَسَجْنَاۤ مَعْدَاوُدَ الْجَبَالَ یُسْجَنُ و

تھا جئے حکم اور سمجھ اور تابع کئے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تیس پر بھاگ کر کے اور

منزل

اگر تھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بنجا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھرتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کئے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کر لی گئی مگر جیسے اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کر سکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیمؑ سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کر لی اور اس کی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بددت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنها طبعها الذی طبعها علیہ من المحر والاحراق وابقاها علی الامناعۃ والاشراق و الاشتعال کما کانت واللہ علی کل شیء قذیر (بحر ج ۱ ص ۳۲) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سو کوئی کار ساز اور متصرف مختار نہیں ہے و نجینہ و لوط الخ ہم نے ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے و دھبنا لہ اسحق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں و جعلنہم ائمة فمیر منصوب سے حضرت ابراہیمؑ، لوط، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں یعنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا یسأ کوئی آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا و نجینہم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ و دھبنا لہ ابراہیمؑ کو اولاد ہم ہی نے عطا کی و جعلنہم ائمة ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا و احینا الیہم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا و انو لنا عابدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا اے لوط ایتنا کہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بد عملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اس پر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کر دیا اور حضرت لوط علیہ السلام

پہنچنے کی

پہنچنے کی

اور ان پر ایمان لانیوالوں کو بچا لیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کر لیا ایتنا کہ حکما و نجینہ۔ و ادخلنہ فی رحمۃنا جو زمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ہے و نوحا اذ نادى الخ یہ جو معنی تفصیلی نقلی دلیل ہے دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس کو ہلاک طوفان سے اٹکے اہل ایمان سا بھیجیں کو بچا لیا موصح قرآن و حضرت داؤد نے بکریاں دلوادیں گئیں والوں کو بدلان کے نقصان کا ان کے دین میں چونکہ جو کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمانؑ کے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو ان کا دودھ پو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہو جائے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو فتح الرحمن و یعنی گوسفندان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب درآمد و چرا کردند داؤد علیہ السلام حکم کر دیا ان کو گوسفندان عوض زراعت و سلیمان حکم اس قوم را با صلاح زراعت و آل قوم را با سقاء از شیر غنم تا و قتی کہ زراعت بحال خود رسد و حکم سلیمان اصوب بود ۱۲

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاَسْتَجَبْنَا لَكَ اُنکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَنَجَّيْنَاهُ اُن کو عذاب سے ہم ہی نے بچلایا وَنَصَرْنَاهُ اور مشرکین پر ہم ہی نے ان کو غلبہ دیا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اور مشرکین کو ہم ہی نے غرق کیا سُبْحَانَ الَّذِي يَرْفَعُ الْكُرْسِيَّ الخ یہ پانچویں تفصیلی نقل دلیل ہے ہم نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔ جب وہ ایک جگہ گئے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اَذْنَعْتَ الخ یہ اس قصے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ بیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں اسے دلاریں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس گئے تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے حضرت داؤد کو

الطَّيْرُ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝۹ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ

اُڑنے جانور اور یہ سب کچھ ہم نے کیا اور اسکو سکھلایا ہم نے بنانا ایک بہارا لباس

لَكُمْ لَتُخَصِّنَكُمْ مِّنْ بَّاسِكُمْ ۚ فَمَلْ اَنْتُمْ شَّاكِرُونَ ۝۱۰

کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں دل سو کچھ تم شکر کرتے ہو دل

وَلَسَلِمْنَ الرَّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ

اور سلیمان کے ساتھ تابح کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم سے اس زمین کی طرف

الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ۝۱۱ وَمِنَ

جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے دل اور تابع کے

الشَّيَاطِينِ مَن يَغْوُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ

کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور بہت سے کام بندے اس کے

ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ۝۱۲ وَآيُوبَ إِذْ نَادَىٰ

سواتر اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا دل اور ایوب کو کھے جس وقت بکا اسنے

رَبِّهِ اِنِّي مَسْنِي الطَّرِيقَ ۚ وَانْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝۱۳

اپنے رب کو کہ مجھ پر بڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا

فَاَسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ ۚ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ

پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطیہ اسکے کھلے

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝۱۴

اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بند کی گریہ والوں کو دل

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝۱۵

اور اسمعیل اور ادريس ۷۵ اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے دل

وَادْخُلْهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۚ إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝۱۶

اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

منزل ۴

اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اگر اسکا کھیت بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہل حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَرَقْنَا بَيْنَهُمَا سُلَيْمَانَ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈال دیا ۷۵ وسمخنا مع داؤد الخ ہم نے بہار اور برہنوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ الخ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی درہن بنانے کی تعلیم دی ۷۶ وَلَسَلِمْنَ الرَّيْحَ الخ یہ مع داؤد مرعوف ہے اسی سخننا لہ الریح الخ در روح یعنی ہم ہی نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان کے تابع فرمان بنا دیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں دوسرا کوئی نہیں وَمِنَ الشَّيَاطِينِ الخ مَن يَغْوُونَ الخ الریح پر معطوف ہے اور من الشیاطین اسکا بیان ہے یعنی ہم نے جنوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ لیکن ہمیشہ اور غیاں سے جنوں کو بچانا اور ان پر کنٹرول رکھنا یہ ہمارا کام تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ کریں داؤد و سلیمان علیہما السلام پر یہ تمام احسانات و انعامات ہم نے کئے تھے اور وہ ہمارے شکر گزار بندے تھے اس لئے وہ خود بخود و کار ساز اور لائق الوہیت نہ تھے كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ان کے فیصلے کو ہم ہی جانتے تھے فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۷۷ کو یہ فیصلہ ہم ہی نے سمجھایا اَوْكَلَّا اَتَيْنَاكُمْ دُونِی كَوْنًا و حکمت ہم ہی نے دی وَنَخَّرْنَا بِهَا رُوحَکُمْ ہم ہی نے تابع فرمان کیا و کنا فاعِلین یہ سب کچھ ہم ہی نے کیا وَعَلَّمْنَاهُ زَرْعًا سَازِی کی صنعت بھی ہم ہی نے سکھائی وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ اور ہر چیز کو ہم ہی جانتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ اور انکی حفاظت کرنے والے بھی ہم ہی

بہی نہیں دیکھیں

موضح قرآن دل حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی نہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے مڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے فل ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سائے کا رخاںوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھے پھر باؤ آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اور پر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ پر وہ میں پہنچاتی فل شیطانوں سے غوطہ لگواتے جو اہر دریا سے سکھواتے جہاں دمی کا مقدور نہیں و عمارت میں بھاری کام ان سے کرتے اور سفر میں حوض برابر لگنے کی اور کنوے برابر دیکھیں اٹھاتے چلتے اور ان میں کھانا پکانے اور سخت کام ان سے لیتے فل حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کھاتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گزار تھے پھر زمانے کے لئے اُن پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مویشی مگنے اولاد اکھٹی دب مری دوسرے دارالک ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیرے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری مولیٰ جلالی اور بی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر رہا کھچے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برساتیں اور سب طرح درست کر دیا فل کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور لکڑیہ نعمت سے

وَذَٰلِ النُّونِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ

اور پھل والے کو جب ۹۷ چلا گیا غصہ ہو کر مٹا پھر سمجھا کہ ہم نہ بچر نہ سکیں گے

عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

اسکو ۹۸ پھر پکارا اے اے اندھیروں میں کہ کوئی ماکم نہیں سوائے تیرے

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۹۸ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ

تو بے عیب ہے میں تمہا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اسی فریاد

وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نَجِي الْمُؤْمِنِينَ ۹۹

اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو

زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ

زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ۱۰۰ اور تو ہے

خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۱۰۱ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ

سب سے بہتر وارث ۱۰۱ پھر ہم نے سن لی اسکی دعا اور بخشا اسکو یحییٰ اور

أَصْلَحْنَاهُ زَوْجَهُ ۱۰۲ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْـَٔرُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

اچھا کر دیا اس کی عورت کو وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر

وَيَدْعُونَ نَارَ غَيَّا وَرَهَبًا ۱۰۳ وَكَانُوا لَنَا خِشَعِينَ ۱۰۴

اور پکارتے تھے ہم کو توتھ سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ۱۰۳

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا

اور وہ عورت جس نے قابو ۱۰۴ میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونکی ہم نے اس عورت

وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۱۰۵ إِنَّ هَٰذَا أَمْتَكُمْ

میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی جہانوالوں کے واسطے یہ لوگ ہیں تمہارے دین

أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ ۱۰۶ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۱۰۷

کے سب ایک دین پر ۱۰۶ اور میں ہوں رب تمہارا سو ۱۰۷ میری بندگی کرو ۱۰۷ اور

منزل ۴

۵۷۷ وَابْتُؤِبَ إِذْ نَادَىٰ الْخَمِيْطِي تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِي۔ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر اَبْدَا اَيَا۔ تَوَا نَحْوِي نِي دَفْعِ مَضْرُتِ اَوْر كَشَفِ مَصِيْبَتِ كَيْلِي تَمِيْنِ مِيْنِ بِيْكَارِ تَوْتَمِيْنِ تَمِيْنِ اَنْ اَنْ كُو مَصِيْبَتِ سِيْ نَبَاتِ دِيْدِيْ اَوْر تَمَامِ كُوْنِيْ هُوْنِيْ نَعْمَتِيْنِ اَنْ كُو دَاوِيْسِ دِيْدِيْسِ۔ مَرْحَمَةُ الْخَمِيْطِي مَفْعُوْلُ لَهْ هِيْ عِيْنِيْ هِيْمِ نِيْ يِهْ سَبْ كُچْ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر رَحْمَتِ وَ شَفَقَتِ كِيْ لِيْ كِيَا اَوْر اَتَا كُو دُو سِرِيْ عِبَادَتِ كُزَارِيْشِلِ كُو اَسْ سِيْ نَفِيْعَتِ وَ عَجْرَتِ حَاصِلِ هُو اَوْر وَ هِ مَصَابِ وَ مَشْكَلَاتِ مِيْنِ صَبْرِ كَرِيْسِ اَوْر صَرَفِ اَللّٰهِ تَعَالٰی هِيْ سِيْ مَصَابِ وَ مَشْكَلَاتِ مِيْنِ سَتَاعَانَتِ وَ اسْتِغَاثَةِ كَرِيْسِ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهْ اَنْ كِي دَعَا هِيْمِ نِيْ نِيْ قَبُوْلِ كِيْ فَلَ شَفْنَا اَنْ كِي تَكْلِيْفِ هِيْمِ نِيْ دُوْر كِي ۵۷۸ وَ اَنْ كِي عِيْلِ وَ اَذِيْسِيْ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر سَا تُوْسِ تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِيْ۔ يِهْ سَبْ صَبْرِ اسْتِقْلَالِ سِيْ تَوْحِيْدِ سَاتِيْ يِهْ وَ اَدْخَلْنَاهُمْ فِيْ مَرْحَمَتِنَا اَنْ كُو تَمِيْنِ نِيْ كَا فَرُوْنِ كِيْ شَرِيْ سِيْ بِيْكَارِ اَبْنِيْ رَحْمَتِ مِيْنِ رَا حِلِ كِيَا ۵۷۹ وَ ذَا النُّونِ اِذْ الْخَمِيْطِي تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِيْ حَضْرَتِ يُوْسُ عَلِيْهِ السَّلَامُ عَصِيْ نَكِ اَبْنِيْ قَوْمِ كُو دَعُوْتِ وَ مَبِيْعِ كِيْ بَعْدَانِ كِيْ اِيْمَانِ سِيْ مَالِيْسِ

ہو گئے اور ان کے کنارے و احصار پر ناراض ہو کر ہجرت کر لی حالانکہ

ابھی تک لشکر کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم ان پر نازل نہیں

ہوا غالباً اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر اب نجات خداوندی

تام ہو چکی ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں اب تو عقیقہ

ہی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو نہ والا ہے اسلئے یہاں سے

ہجرت کر جانا چاہیے۔ مغاضباً اسی غضبان علی قومہ لشکر

شکیمتھم و تمادی اصرار ہر جمع طول دعوتہ ایا ہم و

کان ذہابہ ہذا ہجرت عنہم لکنہ لم یومر بہ (روح

نجا، ص ۸۳) چنانچہ جب وہ اپنے شہر سے نکل کر روانہ ہوئے اور

بحرہ روم کے کنارے پہنچے تو کشتی تیار تھی اس میں سوار ہو گئے

کشتی گرداب میں پھنس گئی اور غرق ہونے لگی تو ملاحوں نے کہا

کہ سوار یوں میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اور ہمارا دستور یہ ہے کہ

ایسے موقع پر ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے

سمندر میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تینوں

مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا اب سمجھے کہ انہوں نے

بلا امر ربانی ہجرت کر کے غلطی کی ہے اور ملاحوں سے کہا بے شک

میں ہی اپنے آقا کے حکم کے بغیر بھاگا ہوا غلام ہوں اور سمندر میں

پھلاٹنگ لگا رہی ایک بڑی مچھلی نے اُن کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی

کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی تکلیف نہ دینا میں نے اسے تیری غذا

نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کیلئے قید خانہ بنایا ہے ۱۰۵

وَقَدْ أَنْتَ لَنْ تَقْدِرَ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر اَبْدَا اَيَا۔ تَوَا نَحْوِي نِي دَفْعِ مَضْرُتِ اَوْر كَشَفِ مَصِيْبَتِ كَيْلِي تَمِيْنِ مِيْنِ بِيْكَارِ تَوْتَمِيْنِ تَمِيْنِ اَنْ اَنْ كُو مَصِيْبَتِ سِيْ نَبَاتِ دِيْدِيْ اَوْر تَمَامِ كُوْنِيْ هُوْنِيْ نَعْمَتِيْنِ اَنْ كُو دَاوِيْسِ دِيْدِيْسِ۔ مَرْحَمَةُ الْخَمِيْطِي مَفْعُوْلُ لَهْ هِيْ عِيْنِيْ هِيْمِ نِيْ يِهْ سَبْ كُچْ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر رَحْمَتِ وَ شَفَقَتِ كِيْ لِيْ كِيَا اَوْر اَتَا كُو دُو سِرِيْ عِبَادَتِ كُزَارِيْشِلِ كُو اَسْ سِيْ نَفِيْعَتِ وَ عَجْرَتِ حَاصِلِ هُو اَوْر وَ هِ مَصَابِ وَ مَشْكَلَاتِ مِيْنِ صَبْرِ كَرِيْسِ اَوْر صَرَفِ اَللّٰهِ تَعَالٰی هِيْ سِيْ مَصَابِ وَ مَشْكَلَاتِ مِيْنِ سَتَاعَانَتِ وَ اسْتِغَاثَةِ كَرِيْسِ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهْ اَنْ كِي دَعَا هِيْمِ نِيْ نِيْ قَبُوْلِ كِيْ فَلَ شَفْنَا اَنْ كِي تَكْلِيْفِ هِيْمِ نِيْ دُوْر كِي ۵۷۸ وَ اَنْ كِي عِيْلِ وَ اَذِيْسِيْ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر سَا تُوْسِ تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِيْ۔ يِهْ سَبْ صَبْرِ اسْتِقْلَالِ سِيْ تَوْحِيْدِ سَاتِيْ يِهْ وَ اَدْخَلْنَاهُمْ فِيْ مَرْحَمَتِنَا اَنْ كُو تَمِيْنِ نِيْ كَا فَرُوْنِ كِيْ شَرِيْ سِيْ بِيْكَارِ اَبْنِيْ رَحْمَتِ مِيْنِ رَا حِلِ كِيَا ۵۷۹ وَ ذَا النُّونِ اِذْ الْخَمِيْطِي تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِيْ حَضْرَتِ يُوْسُ عَلِيْهِ السَّلَامُ عَصِيْ نَكِ اَبْنِيْ قَوْمِ كُو دَعُوْتِ وَ مَبِيْعِ كِيْ بَعْدَانِ كِيْ اِيْمَانِ سِيْ مَالِيْسِ

جس کے معنی قضا یا تنگی کرنے کے ہیں۔ یعنی یونس علیہ السلام کی

نزول مر ہجرت کر کے چلے گئے اور ان کا خیال تھا کہ اس فعل پر انکو

سزا دینے کا ہم کوئی فیصلہ نہیں کریں گے یا ہم ان پر کسی قسم کی تنقی

نہیں کریں گے۔ اِیْ لَنْ تَقْضٰی عَلَیْہِ الْعُقُوْبَةُ قَالَهُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی

رَوَاۤیَۃٍ عَنْہُ وَقَبْلَ مَعْنَاۃِ ظَنُّ اَنْ لَنْ نَفْصِقَ عَلَیْہِ الْحَبْسِ

(فازن ج ۴ ص ۲۵۵) ظن ان لَنْ نَقْدِرَ عَلَیْہِ اِیْ لَنْ نَفْصِقَ

عَلَیْہِ وَ هُوَ كَقَوْلِهِ تَعَالٰی اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ

عِبَادِہٖ وَ یَقْدِرُ اِیْ یَفْصِقُ وَ مَنْ تَقْدِرُ عَلَیْہِ رَزْقُہٗ اِیْ یَفْصِقُ

اَلْوَبِ عَلٰی السَّلَامُ پَر اَبْدَا اَيَا۔ تَوَا نَحْوِي نِي دَفْعِ مَضْرُتِ اَوْر كَشَفِ مَصِيْبَتِ كَيْلِي تَمِيْنِ مِيْنِ بِيْكَارِ تَوْتَمِيْنِ تَمِيْنِ اَنْ اَنْ كُو مَصِيْبَتِ سِيْ نَبَاتِ دِيْدِيْ اَوْر تَمَامِ كُوْنِيْ هُوْنِيْ نَعْمَتِيْنِ اَنْ كُو دَاوِيْسِ دِيْدِيْسِ۔ مَرْحَمَةُ الْخَمِيْطِي مَفْعُوْلُ لَهْ هِيْ عِيْنِيْ هِيْمِ نِيْ يِهْ سَبْ كُچْ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر رَحْمَتِ وَ شَفَقَتِ كِيْ لِيْ كِيَا اَوْر اَتَا كُو دُو سِرِيْ عِبَادَتِ كُزَارِيْشِلِ كُو اَسْ سِيْ نَفِيْعَتِ وَ عَجْرَتِ حَاصِلِ هُو اَوْر وَ هِ مَصَابِ وَ مَشْكَلَاتِ مِيْنِ صَبْرِ كَرِيْسِ اَوْر صَرَفِ اَللّٰهِ تَعَالٰی هِيْ سِيْ مَصَابِ وَ مَشْكَلَاتِ مِيْنِ سَتَاعَانَتِ وَ اسْتِغَاثَةِ كَرِيْسِ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهْ اَنْ كِي دَعَا هِيْمِ نِيْ نِيْ قَبُوْلِ كِيْ فَلَ شَفْنَا اَنْ كِي تَكْلِيْفِ هِيْمِ نِيْ دُوْر كِي ۵۷۸ وَ اَنْ كِي عِيْلِ وَ اَذِيْسِيْ اَلْوَبِ عَلِيْهِ السَّلَامُ پَر سَا تُوْسِ تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِيْ۔ يِهْ سَبْ صَبْرِ اسْتِقْلَالِ سِيْ تَوْحِيْدِ سَاتِيْ يِهْ وَ اَدْخَلْنَاهُمْ فِيْ مَرْحَمَتِنَا اَنْ كُو تَمِيْنِ نِيْ كَا فَرُوْنِ كِيْ شَرِيْ سِيْ بِيْكَارِ اَبْنِيْ رَحْمَتِ مِيْنِ رَا حِلِ كِيَا ۵۷۹ وَ ذَا النُّونِ اِذْ الْخَمِيْطِي تَفْصِيْلِي تَقْلِي دِلِيلِ هِيْ حَضْرَتِ يُوْسُ عَلِيْهِ السَّلَامُ عَصِيْ نَكِ اَبْنِيْ قَوْمِ كُو دَعُوْتِ وَ مَبِيْعِ كِيْ بَعْدَانِ كِيْ اِيْمَانِ سِيْ مَالِيْسِ

نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ نے

انکی آہ و زاری قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا حضرت یونس علیہ السلام نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے مچھلی کے پیٹ میں خدا کو پکارا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود متعزف و کار ساز

موضع قرآن و حقیق کے یاروں میں تھے یونس علیہ السلام نے بڑے شوق سے عبادت کی اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا کہ ان کو بھیجو شہر بنی نواد میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو گئے راہ میں ندی آئی

ایک بیٹا کنائے چھوڑا ایک کنہی پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے سے کنہی سے لڑکا پھسل پڑا ٹھکرا ہٹ میں دونوں بہ گئے۔ کنہی کے اڑے اڑے

دوسرے لڑکے پاس اسکو بھیڑ پائے کیا جب اس شہر پہنچے سرداروں سے ملے پیغام اللہ کا دیا وہ غصے کرنے لگے ایک مدت ہے آخر خفا ہو کر بد دعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب

لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے۔ سارے بت توڑ ڈلے۔ عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا یہ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جو ٹاٹا کیا حکم کی راہ

دیکھی کسی طرف چل پڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے مچھلی میں چکر کھانے لگے۔ نوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا کا قیدی ادا لاوے گا تو کھینچے ہیں جو کوئی اللہ کو پکائے تو قے سے یا زور سے وہ محبت تحقیق نہیں

یہاں سے اس کی غلطی نکلے۔

نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاَسْتَجِبْنَا لَهُ اَنْكِي دَعَاهُمْ سِي نَبُول كِي وَنَجِّنَهُ اَوْر مصیبت سے ہم ہی نے انکو بچایا ۱۲ وَذَكَرْنَا اِذْ نَادَى الْخَمِيہ نو ی تفصیلی نقل و دلیل ہے یعنی ذکر علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم ہی نے اس عمر میں ان کو بیٹا عطا کیا اور ہم ہی دینے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاَسْتَجِبْنَا لَهُ ذَكَرْنَا اِذْ نَادَى الْخَمٰیہ نو ی تفصیلی نقل و دلیل ہے کہ اور ہم ہی نے اس کو بیٹا عطا کیا وَ اَصْلَحْنَا اَوْر ہم ہی نے اسکی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اَنْتُمْ كُنَّا اَوْلَا الْخَمٰیہ اس سے تمام مذکور انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے ذکر رجاءات و مشکلات میں غائبانہ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَآ تَمَام اَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَام اُمید و بیم میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ وَ كُنَّا اَوْلَا الْخَمِيہ اَوْر ہم ہی نے اس سے متعلق ہے یا اس سے حضرت ذکر کیا، انکی بیوی اور بچی علیہم السلام مراد ہیں ۱۳ وَ اَنْتُمْ كُنَّا اَوْلَا الْخَمٰیہ نو ی تفصیلی نقل و دلیل ہے حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام سے اَحْصَيْنَا فَرْجَهُمَا یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَ اَحْصَيْنَا یعنی

الانبیاء ۲۱

۴۲۴

اقتوب للناس ۱۷

تَقَطَّعُوا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلُّ اِلْيَاسٍ جَعُونَ ۹۳
 ٹوٹے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام ۱۷ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے
 فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ
 سو جو کوئی کرے نیک کام ۱۸ اور رکھتا ہو ایمان سوا کارت نہ کرے
 لِسَعْيِهِ وَاِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ۹۴ وَ حَرَامٌ عَلٰی قَرِيْبَةٍ
 اسکی سعی کو اور ہم اسکو لکھتے ہیں ۱۹ اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر
 اَهْلُكُنْهَا اِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۹۵ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ
 جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر نہ آئیں گے ۲۰ یہاں تک کہ جب کھول دے ہائیں
 يٰۤاَجُوجُ وَمَا جُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۹۶
 یا جوج اور ۲۱ ما جوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آؤں
 وَاَقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ
 اور نزدیک آئے سب سے وعدہ ۲۲ پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں منکروں کی
 الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُوَلِّكُنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
 انکھیں ۲۳ ہمارے کبھی ہم بے خبر رہے اس سے
 بَلْ كُنَّا ظَالِمِيْنَ ۹۷ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
 نہیں پر ہم تھے گناہگار ۲۴ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اے اللہ کے سوائے
 اَللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۹۸ لَوْ كَانَ
 ایندھن ہے دوزخ کا ۲۵ تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ
 هٰؤُلَاءِ اِلٰهَةٌ مَّا وَرَدُوْهَا وَ كُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُونَ ۹۹
 بت معبود ۲۶ تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سد پڑے رہیں گے
 لَهُمْ فِیْهَا زَفٰیْرٌ وَهُمْ فِیْهَا لَا يَسْمَعُونَ ۱۰۰ اِنَّ
 ان کو اس میں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ۲۷ بیشک

منزل ۴

عفت فامتنعت من الفاحشة (قرطبی ج ۱ ص ۳۳۵) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا مینا اور عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک عجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے وافر دایۃ لان حالہما لمجد و عرہما آیۃ و اھدۃ وھی و لا دھما آیۃ من غیر محل (برج ۶ ص ۳۳) ای علامۃ و اعجوبۃ للخلق و علی نبوتہ عیسے و دلالتہ علی نفوذ قدرتنا فیما نشاء (قرطبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسیٰ کا قصہ تو ہماری قدرت کی دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کار سازی کے لائق نہیں ہیں ۱۲ اِنَّ هٰذِهِ اُمَّتُکُمْ اَلْخَمٰیہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے سوا عبادات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں ۱۳ یہاں ملت اور دین کے معنوں میں متعل ہے اور مراد ملت اسلام اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہوا الامۃ الملت وھذہ اشارۃ الی ملۃ الاسلام وھی ملۃ جمیع الانبیاء (مدارک ج ۳ ص ۱۵) خطاب للناس فَاِیْبۃ وَاشارۃ الی ملۃ التوحید و الاسلام (روح ج ۱ ص ۱۹) لَمَّا ذُکِرَ الْاَنْبِیَاءُ قَالَ هٰؤُلَاءِ کُلُّهُمْ مَجْتَمِعُونَ عَلٰی التَّوْحِیدِ فَالامۃ بمعنی الدین الذی ہوا الاسلام قالہ ابن عباس و مجاہد وغیرہما (قرطبی) ۱۵ وَ اَنَا رَبُّکُمْ اَلْخَمٰیہ حضرت شیخ فرماتے ہیں داؤد تفسیر یہ ہے اور جملہ ما قبل کی تفسیر ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب

موجب سوال مقدم
 ۲
 حاشیہ آخری

اور کار ساز ہوں لہذا تم سب میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو ای لا دین سوی دینی ولا رب غیری فاعبدونی و وحدونی و فاذا ج ۴ ص ۱۲ اَنَا اِلٰهَکُمُ اللّٰہ واحد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ۱ ص ۱۵) ۱۶ وَ تَقَطَّعُوا اَمْرَهُمْ اَلْخَمٰیہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بد عمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور نبوی دولت اور لایح کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچاسب کو ہمارے پاس ہی آئے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کار ساز بھی ایک

موضع قرآن و یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلادی و یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمن و یعنی دراصل دین ۱۲

الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا

مَبْعَدُونَ ۖ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۚ وَهُمْ فِي مَا

اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خِلْدُونَ ۖ لَا يَجْزِيهِمُ الْفَرْعُ

الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهِمُ الْمَلَائِكَةُ ۚ هَٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۖ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ

السِّجْلِ ۚ لَنَكْتُبُ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَّعِيدُهُ

وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۖ وَلَقَدْ كَتَبْنَا

فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا

عِبَادِي الصَّالِحُونَ ۖ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ

عَبِيدِينَ ۖ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۖ

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ

تُعْبُدُونَ إِلَّا مَا نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَنَّهُ مُصَوَّرٌ مِّمَّا يَخْلُقُ فِي سَعْدِ الْأَرْضِ ۚ يَوْمَ يُصْفَىٰ

الْبَاطِلُ مِنَ الْحَقِّ ۚ إِنَّ إِلَهُكُمْ إِلَهٌُ وَاحِدٌ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

فَعْبُدُوهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۚ وَأَنَا الْوَسِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ سَاعَتُهُمْ شَاءَ ۚ وَإِلَىٰ إِلَهِكُمْ أُنْتَبِهُونَ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ۚ أَحَدٌ

منزل ۳

ہی مقام اور تمام پیغمبر ایک ہی ملت پر متفق تھے لیکن بعد کے لوگوں نے ملت توحید کو پارہ پارہ کر دیا۔ وحاصل المعنی الملة واحدة والوب واحد والانبیاء علیہم السلام متفقون علیہم ہوا۔ بعد ازاں جملہ احوال الدین الواحد قطعاً الخ روح ج، ص ۱۷۸) کہے کہ فمیں یعل الخ ایمان و توحید والوں اور نیکوکاروں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وحرام علی قریبۃ الخ حرام یعنی ناممکن اور متمنع اہلکنا یعنی ہم نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا لا یرجعون یعنی مصدر ہے یعنی عدم رجوعہم اور مطلب یہ ہوگا کہ جزاء کے لئے ان کا ہماری طرف واپس نہ آنا متمنع ہے یعنی ضرور ہمارے پاس آئیں گے ای متمنع البتہ عدم رجوعہم البتہ للجزاء (روح) یا لا زائدہ اور سیف خطیب ہے یعنی جن لوگوں کی تباہی اور ہلاکت کا ہم نے فیصلہ کر دیا ان کا شرک و کفر سے توبہ کر کے توحید اور اسلام کی طرف آنا متمنع اور ناممکن ہے کیونکہ عذاب سے ہلاک کرنے کا فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے جب حجت خداوندی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر ان کے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے مہربانیت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔ المعنی ومتمنع علی قریبۃ قد مرنا ہلاکھا او حکمنا بہ رجوعہم البتہ ای توبتہم علی ان (لا اسیدف خطیب مثلہا فی قولہ تعالیٰ (ما منعک ان لاتسجد فی قول (روح ج، ص ۱۷۸) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مبتداء مخدوف کی خبر ہے یعنی الایمان حرام الخ اس صورت میں انہم لا یرجعون جملہ ماقبل سے بدل ہوگا۔ اور لا زائدہ نہیں ہوگا قال مجاہد والحسن (لا یرجعون) لا یرجعون عن الشریک (روح) انہم لا یرجعون عن الشریک ولا یرجعون عنہ وهو قول مجاہد والحسن (کنیز ج ۱ ص ۱۹۹) حتی اذا فیکت الخ یہ مخوف اخروی ہے ہم کی منیر سے سب لوگ مراد ہیں یا صرف یاجوج ماجوج پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ نفی ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر طرف جستہ کو روندنے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقوف کی طرف دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائیگا تو وہ زمین کے ہر حصہ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندنے سے ہوتے دنیا میں بھل جائیں گے اور ہر طرف شرف و فساد برپا کر کے ایک تباہی مچائیں گے۔ ثم قیل فی الذین ینسلون من کل حدیب انہم یاجوج و ماجوج وهو الاظہر وهو قول ابن مسعود وابن عباس وقیل جمیع الخلق فانہم یحشرون الی ارض الموت وهم یرجعون من کل حدیب (قریب ج ۱ ص ۱۷۸) کہہ داتقرب الی وعد الخ وعد الحق سے قیامت مراد ہو وهو بعد النفخة الثانية من البعث والحساب والجزاء لا النفخة الاولى (روح ج، ص ۱۷۸) کہہ انکم وما تعبدون الخ ما تعبدون سے بڑے پیر مراد ہیں جو اپنی پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مورتیاں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ بقرینہ ان الذین سبقت لہم من الحسنی الخ لکھ لوکان هؤلاء الخ اگر یہ معبود اور کارساز ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے تو آگ میں ہرگز داخل نہ ہوتے حالانکہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور پھر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ زفیو رونے چلانے کی آواز جس میں سینے کی خرخراہٹ سہی شامل ہوگی۔ انہیں دجاء عویل (مدارک ج ۳ ص ۱۷۸) کہے ان الذین سبقت الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب انکھ ۷۲۵ تعبدون الخ نازل ہوئی تو کفار قریش اپنے ایک سرکردہ ابن الزبیری کے پاس آئے اور اسے اس آیت کی اطلاع دی تو اس نے کہا اگر میں محمد کے پاس ہوتا تو اسکو اسکا معقول موضع قرآن ہ یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔

فتح الرحمن دا یعنی در آخر زمان پیغامبری مبعوث شود و امت او بر زمین غالب شود ۱۲۔

جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عیسیٰ ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سکر بہت خوش ہوتے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبیری کی بات لا جواب ہے اور محمد کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں المحسنی (جنت یا سمجھائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہو چکا ہے۔ من القبطی وابن کثیر وغیرہا ۴۲۱ الحسنی۔ اس سے مراد جنت ہے یا رحمت وسعادت یا توفیق طاعت۔ المحسنی اسی الجنة (قریبی ج ۱ ص ۲۳) المحسنی یعنی السعادة والعداة الجميلة الجنة (فازن ومعالم ج ۳ ص ۲۳) الحسنی ای الخصلة المفضلة فی الحسن وهي السعادة وقيل التوفيق للطاعة والمراد من سبق ذلك

الحجج ۲۲

۴۲۶

اقترب للناس

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۱۰۸ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلْنَا أَذْنُكُمْ

تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہہ دے میں نے خبر کر دی کہ

عَلَى سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرَى أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا

دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو

تَوَعَّدُونَ ۱۰۹ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

تم سے وعدہ ہوا ہے وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کر دے اور

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۱۱۰ وَإِنْ أَدْرَى لَعَلَّهُ فِتْنَةً

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو شاید اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا

لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۱۱۱ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ

ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک اللہ رسول نے کہا ہے رب فیصلہ کر انصاف کا

وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۱۱۲

اور رب ہمارا رحمن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

سُورَةُ الْحَجِّ مَذْنِبٌ وَهِيَ ثَمَانِيَةٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرٌ رُكُوعًا

سورہ حج میں نازل ہوئی اور اسکی آیتیں آٹھ سو اسی ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑی رحمت والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو! ڈرو! اپنے رب سے بے شک بھونچال قیامت کا

شَيْءٌ عَظِيمٌ ۱ يَوْمَ تَرْوُنَّهَا تَدْهُلُ كُلُّ مَرْضَعَةٍ

ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانے والی

عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اپنے دودھ پلانے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی ہوا اپنا پیٹ اور

منزل ۴

مقدیوہ فی الاذل (روح ج ۱ ص ۹۴) المحسنی الرحمة والسعا

(جامع البیان ص ۲۸۹) ۵۱۱ عنہا ای عن جہنم یعنی جن

کے لئے حسنی کا وعدہ ہو چکا ہے انہیں جہنم سے دور رکھا جائیگا

وہ توجنت میں ہوں گے ۵۱۲ لا یسمعون الخ جملة بعد

سے بدل ہے اسمیں روزخ سے ان کے بعد کی قدرے تفصیل

دیگئی ہے یعنی ان کو روزخ سے اتنا دور کیا جائیگا کہ وہ آتش

روزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سن پائیں گے حالانکہ حدیث

شریف میں آتا ہے کہ روزخ کی بھڑکتی آگ کا شور ہزاروں

میلوں کے فاصلہ تک سنا دیکھا۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ

جنت میں داخل ہو جائیں گے ۵۱۳ لا یحجزہم الفرع الخ

ناجہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا۔ نفخہ ثانیہ

سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور بڑی

سے بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہیں گے بیان لنجاتھم

من الافراع بالکلیۃ بعد نجاتھم من النار لانہم

اذالم یحجزہم الکبر الافراع لم یحجزہم ماعدا بالضرورة

کذا قیل (روح ج ۱ ص ۹۹) الفرع الاکبر سے نفخہ ثانیہ

یا تمام اسوال قیامت مراد ہیں ۵۱۴ تَتَلَقَّھُمْ مَلَائِکَتُہُ

الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے

اس وقت فرشتے انکا استقبال کریں گے اور ان سے کہیں گے

یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت

میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای

تستقبلہم الملائکۃ علی ابواب الجنة یھنئوھم و

یقولون لھم اھذا یومکم الذی کنتم توعدون) وقیل

تستقبلہم ملائکۃ الرحمة عند خروجھم من القبور۔

(قرطبی ج ۱ ص ۳۳۲) ۵۱۵ یوم نطوی السماء الخ یوم کا مال

انکسر مخدوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت

شیخ قدس سرہ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحجزہم

یا تلتقہم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف

للا یحجزہم۔۔۔۔۔ وقیل ظرف لتلتقہم (روح)

اعلم ان التقدير لا یحجزہم الفرع الاکبر یوم نطوی السماء اور تلتقہم الملائکۃ یوم نطوی السماء (کبیر ج ۶ ص ۲) ۵۱۶ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے

کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درجہ برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تک۔ خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون و فساد حادث ہے اور وہ فنا ہو جائیگا۔ فلاسفہ ملاحد نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم ازل وابدی مانے جو صریح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کو تاہ نظری اور بصری کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فناء عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیماکس ملطی۔ فیثاغورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

اذا في الروح ح، احتل) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اے کہ ماہد انا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اس طرح ہم دوبارہ پیدا کر لیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لا محالہ ایسا کر نیچے۔ وعدہ مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ اے وعدنا وعدنا۔ علیہنا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اے علیہنا انجازه والوفاء بہ اے من البعث والاعادة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۵) ولقد کتبنا الخ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ماقیل فیہ اندہ یاربھا الارض الجنة کما قال سعید بن جبیر لان الارض فی الدنیا قد ورثھا الصالحون وغیرہم وهو قول ابن عباس ومجاهد وغیرہما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسة یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) وقیل المراد بہما الارض المقدسة وقیل الشام (روح ج ۱ ص ۳۴۵) عبادی الصالحون الخ اس سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنة یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فازن ج ۲ ص ۲۶۷) قال مجاہد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم) واکثر المفسرین علی ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۵) لیکن النسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصالحون۔ تمام صلحاء کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصالحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ اعلم بالصواب اے ان فی هذا الخ ہذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والاول اذ فی ای فیما جبری ذکرہ فی ہذہ السورۃ من الوعد والتنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن اذ فی المذکور فی ہذہ السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ۔ (مدارک ج ۳ ص ۳۵۱) وما ارسلناک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کر دی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سورا ستعداد اور ضد و عناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مؤمن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مؤمن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہو گیا اور کافر غرق و خسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع الناس فمن امن به وصدق به سعد، ومن لم یؤمن به سلم مما الحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۵) والظاهر ان المراد بالغلبین ما یشمل الکفار ووجہ ذلك علیہ اندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما هو سبب لسعادة الدارين ومصلحة الناشئین الان الکافرون علی انفسہم الانتفاع بذلك واعرض لفساد استعدادہ عما هنا لک (روح ج ۱ ص ۳۵۱) قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کو بعد دلیل وحی ذکر کر گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب و بلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متقرب و کار ساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کار ساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کار ساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکار سنے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں؟ استفہام سے مقصود طلب فعل ہے اے منقادون لتوحید اللہ تعالیٰ: اے فاسدو! اقولہ تعالیٰ (فہل انتم منتمون) ای انتھو (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۵)۔ استفہام یتضمن الامر باخلاص لتوحید والا نقياد الی اللہ تعالیٰ (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رد شرک پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق و اجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثة الانبياء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصدقہم لا یتوقف علی الوجدانية فیجوز التمسک بالدلة السميعة كاجماع الانبياء علیہم السلام علی الدعوة الی التوحید ونفی الشریک وکان لقصص القطعية من کتاب اللہ تعالیٰ علی ذالک (روح ج ۱ ص ۳۵۵) فان تولوا الخ اذ انکم کا مفعول ثانی محذوف ہے اے ما اوحی الی اور علی سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی گئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کرنیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلا تخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتائے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو اے کائناتین علی سواء فی الاعلام بذالک لہم اخص احدا منکم دون احد (روح ج ۱ ص ۳۵۵) فقد علمتکم ما هو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علی سواء فلم افرق فی الابلاغ والبيان بینکم لانی بعثت معلما (کبیر ج ۲ ص ۲۰) یا علی سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کر کے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ اے مستویا انا دانتم فی العلم بما علمتکم یہ من وجدانية اللہ تعالیٰ لقيام الادلة علیہا (روح ج ۱ ص ۳۵۵) وان ادری الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتادی جو کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلا کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہو گے اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔ یہ سب کچھ ضرور سوچا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی و بربادی ہو جا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہو گا اور قیامت کب قائم ہو گی۔ ان امور کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا نہیں فرمایا ہذا الا یدان هو اعلامہ بما یحل بمن تولى من العقاب وغلبة الاسلام ولكن لا ادری متى یکون ذلک (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) مآ توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبہ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہر حال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہونیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمد راضی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبة المسلمین وظہور الدین والحشر مع کونہ انبیا لا محالہ (روح ج ۱ ص ۳۵۵) امام رازی فرماتے ہیں۔ اقرب ام بعید ما توعدون من یوم القیامة ومن عذاب الدنیا۔ . . . (ان ما توعدون بہ من غلبة المسلمین علیہم کائنات لا محالہ ولا بد ان . . . یدحقہم بذالک الذل والصغار وان کنت لا ادری متى یکون ذالک لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۲ ص ۲۰) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لا محالہ ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطا نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا: ای لا ادری متى يكون يوم القيامة لان الله تعالى لم يطلعني عليه ولكنني اعلم بانہ کائن لا محالة اولادى متى يحل بكم العذاب ان لم تؤمنوا (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) علامہ خازن رقم ہیں (ما توعدون) یعنی يوم القيامة لا يعلمه الا الله (خازن ج ۳ ص ۲۶۱) علامہ قرطبی خامہ فرسایں (ما توعدون) یعنی اجل يوم القيامة لا يدريه احد لا نبی مرسل ولا ملك مقرب قاله ابن عباس وقيل اذنتكم بالحرب ولكنى لا ادرى متى يؤذن لى في محارب بكم (قرطبی ج ۱ ص ۳۵۵) ما فظ ابن كثير فرماتے ہیں۔ اى هو واقع لا محالة ولكن لا علم لى بقربه ولا بعدة (ابن كثير ج ۳ ص ۲۵۹) انہ يعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے نہ ۹۵ وان ادرى اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلامہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرنا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں ۹۶ قل سرب احکم الخ یہ تحویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمائے۔ ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب و مقہور اور ذلیل و خوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے اى رب افض بیننا و بین اهل مکة بالعدل المقضى لتعجيل العذاب والتشديد عليهم فهو دعاء بالتعجيل والتشديد والا فكل قضائه تعالى عدل وحق (روح ج ۱ ص ۱۰۹) ۹۷ و ربنا الرحمن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کرے گا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت و غلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم كانوا يقولون ان الشوكة تكون لهم وان سراية الاسلام تخفق.... فاستجاب الله عز وجل دعوة رسوله صلى الله عليه وسلم فغيب اموالهم وغير احوالهم ونصر اولياءه عليه فاصابهم يوم بدر ما اصابهم (روح ج ۱ ص ۱۰۹) و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

(آج بتایں ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز شنبہ ۱۹ بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المسارین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورَةُ الْحَجِّ

سورۃ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا رابطہ کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں جن سے ان کا عمل واضح ہو گیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۃ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعا اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر و نیاز، منت اور چڑھانے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التقرت کا بیان تھا اور اب سورۃ حج میں نفی شرک فی التقرت کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصہ:- مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حصہ اول نفی شرک فی التقرت

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذوقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التقرت کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایہا الناس اتقوا ربکم الخ تحویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایہا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر و توانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو و ذالک بان اللہ هو الحق الخ اور وان الساعۃ انبیاء الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التقرت بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اول علی سبیل الترتیب۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد و عناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہذا فی الذل نیاخذی الخ (ع ۱) تحویف دنیوی و اخروی۔ ومن الناس من یعبدا للہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲)

زجراثیم جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کرے گا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ ان کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین امنوا والذین ہادوا الخ (۲۷) تخولیف اخروی المشرکین اللہ یسجد لہ الخ (۲۸) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہذا وہی ساری کائنات کا مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے اس لئے صرف اسی سے استعانت و استغاثہ کرو۔ فالذین کفرو الخ (۲۹) منکرین توحید کے لئے تخولیف اخروی ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (۳۰) مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے ان الذین کفرو الخ (۳۱) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تخولیف اخروی۔

حصہ دوم نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ ۱۔ واذبوا انالابراہیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے اختتام ان اللہ لا یحب کل خوان کفورتک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور میں تحریمات اللہ بجا ہیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جا ہیں۔ اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ واذبوا انالابراہیم مکان البیت الخ (۳۲) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں و یذکروا اسم اللہ الخ و لیوفوا بذورہم (۳۳) اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور قاجتنبہ الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حریمات اللہ الخ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شرک و غیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا و احلت لکم الانعام الخ (۳۴) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بچہ و سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ جو پائے جنہیں تم از خود حرام سمجھ رہے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (۳۵) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان و لکل امة جعلنا منسکاً الخ (۳۶) والبدن جعلناھا لکم الخ نذر و اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ (۳۷) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمہیں محض توحید کی خاطر بت اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت و امداد کا وعدہ بھی فرمادیا و لولاد فح اللہ الناس الخ مشر و عیت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرے تو دنیا میں اور تو اور عبادت کا بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوا فقد کذبت الخ (۳۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تخولیف دنیوی ہے ویستعجلونک بالعذاب الخ زجر مع تخولیف دنیوی۔ قل یا ایھا الناس انما انالکم مذیر مبین (۳۹) ترعیب ایمان فالذین امنوا و عملوا الصالحات الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی ایتنا الخ تخولیف اخروی برائے منکرین۔ واما اسلنا من قبلک الخ (۴۰) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈالتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذاک جعلنا لک منسی عد و الشیطنین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفرو الخ (۴۱) تخولیف اخروی۔ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفرو الخ تخولیف اخروی والذین ہادوا فی سبیل اللہ الخ (۴۲) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ و دنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا ٹھکین سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل ملی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرورت و فرما ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل انی ہے یعنی جو اللہ سلسلے نظام عالم کا مختار و متصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد و تائید پر بھی قادر ہے۔ المشرکین اللہ انزل من السماء الخ (۴۳) اعادہ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اول ہے۔ المشرکین اللہ سنحکم الخ (۴۴) دوسری عقلی دلیل۔ وھو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امة جعلنا منسکاً الخ (۴۵) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہم نے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر و نیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ المشرکین اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف و مختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر و نیاز بھی نہ رو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر مجاہدین۔ یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانستمک لیسر من ذالکم الخ (۴۶) تخولیف اخروی برائے مشرکین۔ یا ایھا الناس ضرب مثل الخ (۴۷) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین عبادت میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سود ہے اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ من سلا الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شئی (ہر بات کو سننے والے) ہیں اور نہ بصیر لکل شئی (ہر چیز کو دیکھنے والے) اور جاننے والے) ہی ہیں لہذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں رو۔ یا ایھا الذین امنوا رکعوا الخ مضامین سورت کا بالا جمال اعادہ رکعوا و اسجدوا و اعبدوا و اسبکھم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے و جاہدوا فی اللہ حق جہادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ ملکہ ابیکم ابراہیم الخ دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔

مختصر خلاصہ

سورۃ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ اول ابتداء سورت سے پیکر رکوع ۳ کے آخر تک عذاب الیم تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التقویٰ کا مضمون مذکور ہے اس حصے میں نفی شرک فی التقویٰ پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التقویٰ دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصے میں تین زجرات ہیں زجر اول کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ (۴۷) سے پیکر رکوع ۵ کے آخر تک ان الذی لا یحب کل یحسان کفر تک ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی پیش کی گئی ہے اور چار عنوانوں میں نفی شرک فعلی کا ذکر ہے: تحریات باری ان کو قائم رکھو۔ ۲۔ تحریات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی ندر و منت اس کو پورا کرو۔ ۴۔ غیر اللہ کی ندر مت دو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین ینتھون الخ اجازت جہاد اور کے

الحج ۲۲

۴۳۰

اقتوب للناس

بمقتضیٰ ہی وعدہ فتح و نصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدہ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

پہلا حصہ نفی شرک فی التقویٰ

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جا چکا ہے سورۃ حج کے پہلے حصے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التقویٰ کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۱۔ یا ایہا الناس اتقوا الخ یہ تحذیف اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلة الساعة الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اس کے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوبات الخ الہما ملئ فان ملاحظہ عظمها و هولها فقط ماہی من مبادیہ و مقدماتہ من الاحوال والاھوال الی لا ملجأ منھا سوا التقویٰ التدرع بلباس التقویٰ (ابو السعود ج ۶ ص ۳) لہ زلزلة الساعة۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے

تَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝۲ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ لَعَنَ اللَّهُ سَخِرَ ۝۳ وَبِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝۴

تو دیکھ لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت عذاب اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں فی اللہ بغیر علم و بتبعہ کل شیطن مرید ۝۵

اللہ کی بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان مریض کی عیب کتب علیہ انہ من توالہ فانہ یضلہ و ھدۃ جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ ضلے ہوگا اور لے جائے الی عذاب السعیر ۝۶ یٰٰایہا الناس ان کنتم فی ریب مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنَا مِّنْ شَرَابٍ ۝۷

عذاب میں دوزخ کے اے لوگو! اگر تم کو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا خمر سے

ثُمَّ مِّنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ ۝۸ مَخْلُقَةٍ وَغَیْرِ مَخْلُوقَةٍ لِّنَبِّیْنَ لَکُمْ وَنُقَرِّیْ فِی الْاَرْحَامِ ۝۹

پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بول سے مخلوقہ و غیر مخلوقہ لئن نبیین لکم و نقری فی الارحام نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھولے اللہ سناویں اور تمہارے ہر بیٹے میں

مَا نَشَاءُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نَخْرِجُکُمْ طِفْلًا ۝۱۰

میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا

لَتَبْلُغُوْا اَشْدَّکُمْ ۝۱۱ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفٰی وَمِنْکُمْ مَّنْ ۝۱۲

جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے لہ اور کوئی تم میں سے

یُرَدُّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمْرِ لَکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عَلٰی شَیْءًا ۝۱۳

سے پھر چلایا جاتا ہے کم عمر تک تاکہ سمجھنے کے بچھے کچھ نہ سمجھنے لگے

منزل ۴

طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئے گا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا یہ قول علقمہ اور شعبی کا ہے (کبرج ۶، ص ۲۷۹، ۲۸۰) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخہ اولیٰ کے ساتھ آئے گا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کا یہی قول ہے قال ابن عباس زلزلة الساعة قیامت کون معھا (غازن و معالج ص ۵) وقال الحسن اشد الزلزال ما یكون مع قیام الساعة (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئے گا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئے گا صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ جہنم کی طرف بھیج دے الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲) لہ یوم تودنھا تذلھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکی کا بیان

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ

اور دیکھتا ہے کہ زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں جہاں ہم نے آمارا اس پر پانی

اَنْزَلْنَا وَرَبَّتْ وَانْتَبَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝

نازی ہوئی اور ابھری اور اکائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں

ذَلِكَ بَأْنِ اللَّهِ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُخَيِّ السَّمَوَاتِ وَأَنَّهُ

یہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے حق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ

ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آئی ہے اس میں شک نہیں

فِيهَا ۝ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوئے کو اور بعض شخص ہے کہ

مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ

جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدولت

مُنِيرٌ ۝ ثَانِي عَطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ

راہن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ وہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اس کیلئے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنَذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

دنیا میں رسوائی ہے اور اسے جہنم میں لے جائے گا قیامت کے دن جہنم کی مار

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَكَ ۝ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تھے دو ہاتھ اور اس نے اللہ نہیں ظلم کرتا

لِلْعَبِيدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْبِدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ

بندوں پر اور بعض شخص وہ ہے کہ بندگی کرنا ہے اللہ کی کتاب پر

فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ طَبَّاعٌ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ

پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچی کسی اسکو جاپہ

منزل ۳

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مائے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیرخوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سرسیمگی کے عالم میں دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑنے لگیں گے مالاںکہ وہ شراب وغیرہ کے نش میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ سے ان کی عقلوں میں فتور آجائے گا۔ ذخوف عذاب اللہ ہوالذی اذہب عقولہم وطمیئیرہم در دھم فی مہو حال من یدہب الیکر بعقلہ وطمیئیرہ (مبارک ج ۳ ص ۷۷) ۷۷ و قفیع کل ذات حمل الہم اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیرخوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر و نشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بغرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی شدت سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے ۷۸ ومن الناس من یجادل الہم یہ زجر جو خوف

کے بعد فرمایا مسئلہ توحید میں جو ایک فصیح حقیقت ہے خواہ خواہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس نقل دینے کی تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم سے دلیل عقلی مراد ہے کہ وہ بتبع کل شیطن الخ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف قسم کے دوسرے اور شبہات پیدا کر کے ان کو توحید اور ایمان بالآخرہ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید کے بارے میں شکوکے شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں مجوزان یزید شیطا طین الانس وھم رؤساء الکفار الذین یدعون من دھم الی الکفر والشانی ان یکون المراد الذلک ابلیس وجنودہ (کبریٰ ج ۶ ص ۳۹) ۷۸ من تولاه الہم ضمیمہ منسوب شیطان کی طرف راجع ہے۔ تولاه اسی المتخذہ ولیا و تبعہ (روح ج ۱ ص ۱۱) یعنی جو شخص بھی ان شیطا طین سے دوستی رکھے گا اور انکی پیروی کرے گا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جہنم ہی کا راستہ دکھائے گا ۷۹ یا ایہا الناس الہم یہ توحید اور قیامت پہلے عقل دلیل ہے اس دلیل کے روح ہے ہیں ایک حصے میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے حصے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر دلیلین واضحین علی ذالک احدہما فی نفس الانسان وابتداء خلقہ و تطورہ فی مراتب سبع والشانی فی الارض الی تنشاہدون تنقلہا من حال الی حال الہم (مخرج ص ۱۵۱) فانما خلقکم سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات

یعنی دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات

تو بالکل ظاہر اور شک و شبہ سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جدا علی آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر و نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبعت فی البعث فمزیل ربکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء تسلوا واء ولس سبب انکارکم البعث الہذا (مبارک ج ۳ ص ۷۷) تمہارا سبب بڑا اشکال یہی ہے کہ تم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیگے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا بھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرہ آب کو مختلف احوال سے گزار کر احسن تقویم میں نہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

الحج ۲۲

۷۳۲

اقترب للناس

پھر گیا انا اپنے منہ پر گنواں دنیا اور آخرت ہے یہی ہے

ٹوٹا مریخ و پکارتا اللہ ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز

گوکہ نہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا بڑنا گمراہ منکر

پکائے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر ۲۲ پہلے پہنچے نفع سے ۳۳ بیشک بڑا دوست

ہے اور برا بہ نیک اللہ داخل کرے گا ۲۳ ان کو جو ایمان لائے

اور کہیں بھلا سیاں باغوں میں بہتی ہیں بچے ان کے نہیں

اللہ کہتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو سکے کہ مرگزنہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْهِمْ ذُنُوْبُهُمْ
مَدَدِ كَرِّمًا اِلٰكًا اَللّٰهُ دُنَا مِیْنِ اَوْرَاخْتِ مَسْ تُو تَنَانِ رَا اَكْبَرُ رَسُوْلًا

السَّمَاءِ لَمْ يَلْقَ فَمِنْ هُنَا يَدُ الْبَنِي إِدْرِيسَ

نَعِظُ (۱۵) وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

مکافقہ دارف اور لہ یوں آیا ہم نے یہ قرآن کھل پائیں اور یہ محکمہ اللہ

یہ کہدی سن یرید (۱۶) اِن الدین امتواوالدین

منزل ۴

بر بشارت احمدی
۱۲

تکات بیان کمال
مے ہے ۱۲
تخلیف اخروی ۱۲

عدم پہنچاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارضہ العریہ

موضح القرآن کا معنی دنیا کی نیکی پائی تو بندگی پر قائم ہے اور تکلیف پائی تو چھوڑ دے اور دنیا گئی اور دین گیا کسائے پر کھڑا ہے یعنی دل بھی نہ اس طرف نہ اس طرف مبرا کوئی مکان کے کسائے پر کھڑا ہے کھجائے دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور چھوٹی چیزیں پوچھے جن کے ہاتھ نہ بڑا نہ بھلا وہ اپنے دل کو مٹھانے کو یہ صورت تیس کرے میسے ایک شخص اچھی لٹکی رسی سے لٹک رہا ہے اگر چیز بھ نہیں سکتا تو قلع تو ہے کہ رسی اور پھینکے تو چڑھ جاتے جب رسی توڑ دی پھر کیا تو قلع رسی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی ادب خان

فتح الرحمن والیعنی اگر ازین غصه بمیرد هیچ ضرر نکند ۱۲۔

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائی قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آپے گل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مر جائیں گے اور ان کے بدن کا رُوں رُوں سڑ کر خاک میں مل جائے گا (الامشاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانافاک کے اُن ذروں کو بچا کر کے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ ساری کائنات کا مالک خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہذا اس کے سوا کار ساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں سیکھ و ستی الا رض الخ یہ پہلی عقل دلیل کا دوسرا حصہ ہے ہامد کا خشک بے آب و گیاہ و ہمو الا رض الا یكون فیہا حیاة ولا نبات ولا عود و لہم یصبہا مطر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۷) اہترت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رُبَّت پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پونے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا علم کہ تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہانے کھیت پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کار ساز ہے۔

ہلہ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا کہ کار ساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہی بھی الموقنی وانہ علی کل شئی قدير، وان الساعة آتیة اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ہوا الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرہ ہذین الدلیلین رتب علیہما ما ہوا المطلوب والنسیجۃ و ذکر امور خمسة الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۱۱)

۱۱۔ ومن الناس الخ یہ زجر اول کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی مندی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کر سکیں عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بخیر و علم ولا ہدی ولا کتب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ہدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقلی یہ تادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقل اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستند الی دلیل نقلی ولا الی وحی (ص ۲۹۱)

۱۲۔ ثانی عطفہ الخ یہ مجادل کے فاعل سے مال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیصل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے۔ یعنی جدال سے اس کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق مجادل عللہ فان غرضہ من الجدل الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۲، ص ۱۲)

۱۳۔ لہ فی الدنیا خیری الخ یہ تخویف دنیوی ہے و نذیقہ یوم القیمۃ الخ تخویف اخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الخلق اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۷) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہو گا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور داؤد عطفہ کے بعد علم مقدر ہے ورنہ ماقبل پر اس کا عطف جار نہیں۔

۱۴۔ ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذہب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علی الحدیث ای طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنا سے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انہیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو جائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہو گیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کر کے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے ساتھ جھک جاتے ہیں

۱۵۔ خسر الدنیا والآخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کر لی۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کریم کی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنواں اور آخرت بھی لکھ یدعو من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خباثت کے تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ استئناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۲، ص ۱۲)

۱۶۔ یدعو لمن ضل الخ لام ابتداء یہ جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا و عباد کا بد انجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف یبین مال دعائہ و عبادتہ غیر اللہ تعالیٰ و یقرر کون ذالک ضللاً لا بعیداً (روح ج ۲، ص ۱۲) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر نقصان معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رسا ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختار نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و درمازہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا ان کی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انہیں عبادت و مشکلات میں پکارنا ان کے بہاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدثها انفسهم ولا تنفع بانفسهم ولكن عبادتها بسبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۷) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبدونہم توہم انہم یشفعون لہم عند اکمال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہولاء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳ اقرب من نفعہ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفہم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرر ہوگا۔

۲۴ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔

۲۵ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیمہ منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے گا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سر بلند کر کے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کر کے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا ازراہ بغض و حسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض و حسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کر لینے سے اس کے سینے کی آگ سرد ہو جائیگی۔ قال ابن عباس ان الکناۃ فی (ینصرہ) (الشم) ترجع الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی یختنق یعنی چھت سے رسی لٹکا کر خودکشی کرے و معنی لیشد و حبلا فی سقف بیتہ فلیختنق بہ حتی یموت (غازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مر جا کما یقال للحاسد ان لم ترض هذا فاختنق و مت غیظاً (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اس کو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کر کے اس کو منقطع کر دے پھر دیکھے کہ اس جیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بہا الی السماء (شم لیقطع) ای شمل لیقطع النصران تھب ا لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوچھے جن کے ہاتھ نہ برانہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرنے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹکے ہوا ہو اگر چڑھ نہیں سکتا تو قیاس کرے کہ رسی اور کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی؟" اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیمہ منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہو گا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ اس کی مدد نہیں کریگا اس لئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ ان کی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفاعت بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو حاجات و مشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶ وکذا الذک انزلہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عادلاً مخذوف ہے ای یرید ہدایت یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷ ان الذین الخ یہ تحویل اخروی ہے الذین امنوا امت محمدیہ صلی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ہادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابغین حضرت یم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس و قمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصارى قوم عیسیٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشركوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابغین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں ان کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فذلک کفر من التارو للمومنین الحجۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱)

۱۳۳۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے

اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے
آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے
انہیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات
پہنائے جائیں گے دھندلائی الطیب الخ دنیا میں ان
کو کلمہ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی
جس کی وجہ سے آخرت میں انہیں یہ جزا دی گئی اسی
ارشد ہوا فی الدنيا الى كلمة التوحيد و
الى صراط الحميد اي الاسلام (مدارک ج ۳ صفحہ ۳۵)
۱۳۳۴ ان الذين كفروا الخ تخولف اخروی ان مشرکین
کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت
سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زندہ ہے۔ اور
یصدون۔ ان کی خبر ہے یا یصدون مبتدا محذوف کی
خبر ہے۔ ای دھم یصدون اس پر یہ جسد کفر
کے فاعل سے حال ہوگا اور ان کی خبر محذوف ہوگی بقیہ
آخر آیت ای نذیقهم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود
بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید
سے روکیں انہیں ہم دوزخ کا عذاب کا مزہ چکھائیں گے

دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی

۱۳۳۵ واذ بوأنا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ
شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے
یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی
جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس
میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان
البيت لبينيه وليكون مباءة لعقبه برجعون و
ميجونہ (روح ج ۱۴) مشرکین سے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا ذکر کرو کیونکہ وہ اولاد ابراہیم میں اور ملت
ابراہیمی کے پیرو کار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک کھا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے

بشارت اخروی
تخولف اخروی
سورت کا دوسرا
حصہ۔ نفی شرک
فعلی ۱۲
نفسی

۲
صفحہ

۳
صفحہ

اقترب للناس ۱۷

۷۳۶

الحج ۳۲

مِنْهُمْ غَمٍّ أَعِيدُوا فِيهَا وَذُقُوا عَذَابَ

دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں گے اندر اور پکھڑے رہیں

الْحَرِيقِ ۲۲) إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ملنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو کلمہ جو یقین لائے اور کریں

الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُجْلُونَ

بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا بہاؤ ہیں

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ

ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور اعلیٰ پوشاک

فِيهَا حَرِيرٌ ۲۳) وَهَدُّوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ

وہاں ریشم کی دل اور راہ پائی انہوں نے سستری بات کی دل

وَهَدُّوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۲۴) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ دل جو لوگ مشرک ہوئے

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے

الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً لِعَاكِفٍ فِيهِ وَالْبَادِ

جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا

وَمَنْ يَرُدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اور جو اس میں چاہے بڑی راہ سزاوت سے اسے ہم چکھائیں ایک عذاب

الْأَلِيمِ ۲۵) وَاذْ بُوْأَنَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ

دورناک دل اور جب ٹھیک کر دی جئے ۲۵ ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ

لَا تَشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَ

مشرک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کی واسطے اور

منزل ۴

موضع قرآن فیہ جو فرمایا کہ ہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں درگاہوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھیں
دل سستری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بجنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ نہ پائیں
فتح الرحمن والیعنی در دنیا ۱۲۔

صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشہد و امانافع لہم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضامندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا و منافع فی الآخرة فاما منافع الآخرة فرضوان اللہ تعالیٰ اما منافع الدنیا فاما یصیبون من لحوم البدن فی ذلک الیوم والذبايح والتجارات (روح ج ۱، ص ۱۳۵) لکنہ وید کو الی الخ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیازیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریکات برحق ہیں (۳) تحریکات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

وید ذکر اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور غریب اور مساکین کو بھی کھلاؤ و بھیمۃ الانعام میں اضافت بیان ہے ثم لیقفوا تفھم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفت سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفت المنسک کلہ من الوقوف بعرفة والسعی بین الصفا والمروة ودرہم الجھار (روح ج ۱، ص ۱۳۵) و لیوفوا نذرہم اور اللہ کی نذریں پوری کریں کہ ومن یعظم حرمان اللہ الخ یہ تحریکات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقویٰ ہے کہ داخلت لکن الخ تحریکات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بچہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں سنے انھیں کھاؤ الا ما یبئ علیکم میں تحریکات کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور انھیں حلال مت جانو اور ما یبئ علیکم سے الرجب مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالیٰ اهل لکم الانعام کھلا الا ما بین فی کتابہ فحافظوا علی حدودہ ولا تخموا شیئاً مما اهل کتہم البعض البعیرۃ ونحوہا و تھلوا مما حرم کاحلا لہم اکل الموقوذة والملتۃ وغیرہما۔ (مدارک ج ۳، ص ۳) الا ما یبئ علیکم آیت تحریمیہ استثناء متصل لکما اختاروا عنہا علی ان ماعبارۃ عما حرم منہا العارض کالمیتۃ وما اهل بہ لغير اللہ تعالیٰ (روح ج ۱، ص ۱۳۵)

اللہ کی نیازوں
میں تحریکات اللہ
کا بیان ہے
یعنی اللہ کی
حرام کی ہوئی
چیزوں کو حرام
سمجھو اور ان
ہیں حلال مت
جانو اور ما
یبئ علیکم سے
الرجب مراد ہے

الْقَائِمِينَ وَالرُّكْعَ السُّجُودَ ۲۶) وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ
کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے دل دلا اور بکارسے لوگوں میں
بالحج یا تؤک رجلاً و علی کل ضامر یا تین من
حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر ٹیلے اونٹوں پر چلے آئیں
کل فج عقیق ۲۷) لیشہد و امانافع لہم وید کروا
راہوں دور سے تہا کہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور پڑھیں کہ
اسم اللہ فی ایام معلومت علی ما رزقہم من بھیمۃ
اللہ کا نام کہی دن جو معلوم ہیں و رزق پر چوپایوں مواسی کے جو اللہ نے
الانعام فکلو امنہا و اطعموا البائس الفقیر ۲۸)
فیسے ہیں ان کو سوکھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے مال کے محتاج کو کہ
ثم لیقفوا تفھم و لیوفوا نذرہم و لیطوفوا
پھر جائے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں
بالبیت العتیق ۲۹) ذلک و من یعظم حرمت
اس قدیم گھر کا کہ قریب سے اور جو کوئی بڑا رکھے کہ اللہ کی حرمتوں
اللہ فہو خیر لہ عند ربہ و احدث لکم الانعام
کی سودہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو جو جائے کہ
الامایئۃ علیکم فاجتنبوا الرجس من الاوثان
مگر جو تم کو سناتے ہیں وہ سوچتے رہو بتوں کی گندگی سے
واجتنبوا قول الزور ۳۰) حنفاء للہ غیر مشرکین
اور بچتے رہو نہ کہ جھوٹی بات سے کہ ایک اللہ کی طرح کے ہو کر نہ کہ اسے ساتھ لے ساری بات
بہ و من یشرک باللہ فکان شاکراً من السماء
اور جس نے شرک بنایا اللہ کا سوچے گھر پر اسے آسمان سے

موضع قرآن و کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پہر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر کھیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ فاصل اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے و ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں لیک کہاجن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو ام مالک کے یہاں فرض ہے و جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاے اور جو بہ لا قصور کا ہو بھی آپ کھاے اور کسی دن فرمایا تین دن کو ذمی الحج کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام بھی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا وہاں سے لیک شروع کرتے ہیں حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے نیگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منیت اپنی مرادوں کیو سطرہ جو مانا ہوا وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں فتح الرحمن یعنی برے کا زکاردن ۱۲ یعنی یوم نحر ۱۲ یعنی کعبہ زیر کا اول بنا شد بعد از ان بیت المقدس ۱۲ یعنی شرو کا و بزد و گوسفند ۱۵ یعنی میتہ و خون مسفوح ۱۲۔

لَمْ فَاجْتَنِبُوا الْإِيمَانَ مِنَ الْإِدْثَانِ مِنْ بَيَانِهِ هُوَ اور الاوثان سے پہلے مضاف محذوف ہے اسی عبادۃ الاوثان (معالم و فاضل) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اہل عبارت اس طرح بھی فاجتنبوا الرجس الذی ہو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (دعا) پکارا اور نذر و منت جو سراسر ناپاک اور نجس ہے اس سے اجتناب کرو یعنی بالرجس عبادۃ الاوثان وقدر وی ذالک عن ابن عباس وابن جریج فکانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وهو العبادۃ (روح ج ۴، ۱۳۸) اس صورت میں من بمعنیہ ہوگا لہذا فاجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور عادۃ فعل مزید استہام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تبلیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھایا کرتے تھے قیل ہو قول المشرکین فی تبلیہہم لیبیک

الحج ۲۲

۴۳۸

اقترب للناس ۱۷

فَخُطِفَهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهَوَّى بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ

پھر اٹھتے ہیں اس کو اڑنے والے دارخواریا جا ڈالا اس کو ہوائے کسی دور مکان

سَحِيقٍ ۳۱ ذَلِكُمْ وَمَنْ يُعْظِمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا

میں دلدار یس بے شک اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۳۲ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ

سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ

مُسَمًّى ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۳۳ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ

دعوت تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ہے ڈک اور ہر امت کو واسطے

جَعَلْنَا مَنَسَكًا لِّذِكْرِ اللَّهِ وَالسُّمَاءِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ

ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کی یاد دہانی کے اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے

مِنْ بَهِيمَةٍ الْأَنْعَامِ فَالْهُكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَكُلُّهُ

جوان کو اللہ نے ہے سوائے تمہارے ایک اللہ ہے سو اس کے

أَسْمَاؤُا وَبَشِيرِ الْغَيْبِ ۳۴ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ

حکم میں رہو ڈک اور بشارت سنائے عاجزی کرنیوالوں کو وہ اللہ کے جب نام لیجئے اللہ کا

وَجَلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ

ڈر جاویں ان کے دل اور سینے والے اس کو جو ان پر پڑے اور

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۳۵ وَالَّذِينَ

قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کچھ چھڑھانے والے

جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۳۶

تمہارے لیے ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ

سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

منزل ۴

لا شريك لك لبيك الا شريكاً هولاك تملكه وما لك (معالم و فاضل ج ۵) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریک مشرکین مراد ہیں کاندہ تعالیٰ لاحت علی تعظیم الحرامات تبع ذالک بما فیہ من دلائل کانت الکفرۃ علیہ من تحویج الجائر والسواست (دفعوہا روح) سورہ مائدہ کی تفسیر (۲۷) حاشیہ میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک اہل یہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہو فاجتنبوا قول الزور اسی النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ مانتے سے بھی اجتناب کرو لہذا حنفاء للذبح حنفاء اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال ٹوکہ ہیں دھما حالان ٹوکہ تان من واد فاجتنبوا (روح ج ۴، ۱۳۸) حنفاء حنیف کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہو نیوالا اور فالصۃ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا مائیدین عن کل دین فرائع الی الدین الحق محمد صین لہ تعالیٰ (روح ج ۳) ومن یشرک الخ ایک تشبیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اس کی برائی واضح کی گئی ہے یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں شرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک لیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اس کی بوٹیاں بوج لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے گڑھے میں جا پھینکے من اشرك بالله فقد اهلك نفسه اهلا کالیس بعدا هلاک بان صور حالہ بصورت حال من خرم السماء

بلا اللہ کی نذر و منت کا بیان ۱۷

فاختطفه الطير فتفرق قطعا في حواصلها او عصفت به الریح حتى حوت به فی بعض المھا للک البعیدۃ (مدارک ج ۳) یا یہ تشبیہ تفصیل ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیسا تھ موضع قرآن لا برائی دیکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے مکھولال میں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتر ہے چوپائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تمھان پر ذبح کیا وہ مردار ہو اور جھولی بات سے یعنی جو کسی کے تمھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شرک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے ایک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر ہری ہو گیا ڈک جتنے مویشی ہیں نکاح حق ہی ہے کہ کام لے لیجئے پھر کچے پاس لیجا کر چڑھا لیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کچے کو چڑھایا اور ہری یا نزدیک ہوگئی یعنی مویشی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہوگئی تو شرک ہوا۔

ذبح الرحمن والیعنی حاصل نہ مالک شہر جوئی کی لکھنؤ نجات نامہ ۱۳

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے انکار باطلہ اور اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کر کے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت پر نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں نوحہ لینگے اور اس کی عقل و فکر کو اس طرح معطل کر دیں گے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اسے اڑا کر صراطِ مستقیم سے کہیں دُور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا۔"

۳۳ ذالک ومن یعظم الذالک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالک امر اللہ اذ اتبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور متعاسر سے اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الہدایا کما روی عن ابن عباس ومجاہد وجماعۃ... واطلقت علی البدن الہدایا لانھا من معالم الحج او علامات طاعنہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۷، صفحہ ۱۵۱)

۳۴ ثم محلھا الخ محل مصدر می ہے بمعنی وجوب یا ظن زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۳۵ ولعل امتنا جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کا بیان ہے منسک اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا مستحب ہے مجاہد ہذا الذبح و اراقتہ الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۷، صفحہ ۱۵۱) یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے لئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منیٰ دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منها امۃ (قرطبی ج ۱۲، صفحہ ۱۵۱)

۳۶ فاللھکم الخ چونکہ منہار المعبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نیاز زمی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ والحمد للہ اخلصوا للذکر خاصۃ واجعلوا لوجھہ سالما خالصا لا تشوبہ باشراف (روح ج ۱۷، صفحہ ۱۵۱) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذكرہ وان یکون الذبح لہ لانه رازق ذالک... فاللہ واحد لجمیعکم فکذلک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۳۷ ولبشر الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۳۸ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھانے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتب بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں ہمتارادین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انھیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیہ کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذلک سخرھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نیاز دو ای تشکر و انعامنا علیکم ب لتقرب والاحلاص (روح ج ۱۷، صفحہ ۱۵۱)

۳۹ بن ینال الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوشنودی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اسکا خون اٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذلک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تقرب میں لے دیے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو ولبشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک (اعتقادی اور فعلی) سے اجتناب کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ولبشر المحسنین قال ابن عباس الموحدين

۱۷۱۷ھ ان اللہ بیدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد یہ اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی وہی ازل ایہ نزلت فی القتال بعد ما نفی عنہ فی نیت وسبعین ایہ علی ماروی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (روح ج ۱ ص ۱۷۱) ۱۷۱۷ھ ان اللہ لا یحب الخیر ما قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوآن (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکر گذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا

اقترب للناس ۱۷۱۷ھ ۴۲۰ الحجہ ۲۳

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَائِمَ وَالْمُعْتَصِرَ كَذَلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بچنے کو اور بیقراری کرتے کو اسی طرح

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۳۶ لَنْ يَبَالِ اللَّهُ

تمہارے بس میں کر دیا ہے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ۱۷۱۷ھ اللہ کو نہیں پہنچتا ہے

حَوْمَهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَبَالِهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ

اسکا گوشت اور نہ ان کا لہو ۱۷۱۷ھ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَكُمْ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی بڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ بھائی اور

بَشِّرَ الْمُحْسِنِينَ ۳۷ إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

بشارت سنائے نیکی والوں کو ۱۷۱۷ھ اللہ دشمنوں کو مٹا دے گا ایمان والوں سے وہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۳۸ أذن لِلَّذِينَ

اللہ کو خوش نہیں تا ۱۷۱۷ھ کوئی دغا باز ناشکر ۱۷۱۷ھ حکم ہوا ان لوگوں کو جس سے

يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظِلْمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

کافر لڑتے ہیں ۱۷۱۷ھ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيرٌ ۳۹ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغْيٍ

قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں

إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفَعَهُ اللَّهُ النَّاسَ

سوائے کہ کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ ۱۷۱۷ھ لوگوں کو

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهْدِمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلُوتٌ

الکب کو دوسرے سے توڑ دھاتے جاتے ۱۷۱۷ھ اور مد سے اور عبادت خانے

وَمَسْجِدٌ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلِيَنْصُرَنَّ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور ان مقررہ کرے گا ۱۷۱۷ھ

منزل ۳

اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نسیا نہ دینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس اور امام زجاج سے منقول ہے قال ابن عباس خافوا الله وجعلوا معه شريكا وكفروا نعمه قال الزجاج من تقرب الى الاصنام بذبيحته وذكر عليها اسم غير الله فهو خوان كفور (معالم وفازن ج ۵ ص ۱۹) ۱۷۱۷ھ اذن للذين الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورہ حج مدنی پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہو گا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہلے نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں لجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلا وجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک مقرر اور کار ساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اذن کا متعلق یعنی مآذون فیہ مقرر ہے بقربنیہ یقاتلون اسی فی القتال التقدير۔ اذن للذين یقاتلون فی القتال فحذف المآذون فیہ لدلالة یقاتلون علیہ (کبری ج ۱ ص ۲۳) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اذن کا مفعول مقرر ہے یعنی اذن للذين یقاتلون ان یقاتلوا الخ ۱۷۱۷ھ دولا دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعہ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادت خانے کو کہتے ہیں بیع۔ بیعت کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادت خانہ (چریح) صلوت۔ صلوة کی جمع ہے اور صلوة

۱۷۱۷ھ اعلان جہاد
۱۷۱۷ھ اذن للذين الخ
۱۷۱۷ھ اذن للذين الخ

یہودیوں کے عبادت خانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر ذنگا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل ملل کو ان کے شر سے بچالیا۔ ای لولا اظہارہ وتسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالمجاہدۃ لاستولہ

موضع قرآن ۱۔ اونٹ کو زنج کے بدلے خر ہے کھڑا کرے قبے کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیتے جب سارا ہونکل چکا وہ گر پڑا ٹٹنے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف جب تک حضرت کے ہر حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدی تو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

تحت الرحمن ورا یعنی ضرر عداوایشان ۱۷۱۷ھ

المشركون على اهل الملل المختلفة في ازمتهم وعلى متعبداتهم فهدموا ولم يتركوا للنصارى بيعة ولا ليهود صوامع ولا صلات
اي كنائس ولا للمسلمين مساجد (مدارك ج ۳ صفحہ ۵۵) ولينصرون الله الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین
حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان اللہ لقوی عزیز جملہ ماقبل کی عدت ہے اللہ الذین ان مکلف الخ یہ من بنصرہ
سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے ان کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو بھی وہ راجہ حق سے سرموا نحراف نہ کریں اور

زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ
میں اللہ کے قانون کو رائج کر دیں۔ دنیا میں نیکی اور
صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور حرم و گناہ سے
اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ
آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت
کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت
کی پیشگوئی ہے ویكون (الذین ان مکنتهم فی الارض)

اربعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لم یکن فی الارض غیرہم (قرطبی ج ۲ صفحہ ۱۲۷)
ہو اخبار من اللہ عما ستکون علیہ سیرۃ

المہاجرین ان مکنتهم فی الارض و بسط لہم
فی الدنیا و کیف یقومون بامر الدین و دلیل
صحۃ امرا الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳
صفحہ ۱۷) علامہ غازی رقمطراز ہیں کہ الذین ان مکنتهم

چونکہ ان لوگوں کی صفحہ جن کا پہلے الذین اخرجوا
من دیارہم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین
ہی مراد ہیں۔ و قبل ہم المہاجرین و ہوا لافح

لان قوله (الذین ان مکنتهم) صفة لمن تقدم
ذکرہ و ہوا قوله (الذین اخرجوا من دیارہم) ہم
المہاجرین (غازی ج ۵ صفحہ ۲) و فیہ دلیل صحۃ

امرا الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم لان
الایۃ مخصوصۃ بالمہاجرین لانہم المخرجون بغير
حق و الممکنون فی الارض منہم الخلفاء دون غیرہم

فلولم تثبت الاوصاف الباقیۃ لزم الخلف فی
المقال تعالیٰ اللہ سبحانہ عنہ (روح ج ۱ صفحہ ۱۶۱)
۱۷۵ وان یکذبوا کتا والی المصیریہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہو
وان یکذبوا الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں
اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو

نہیں مانتے تو آپ پر شان اور آزر دہ ظاہر نہ ہوں حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرمائیجئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا
میں بھیجے گئے کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور آزمیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب
موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اسوقت آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا فزول کی تکذیب اور ایذا رسانی

موضح قرآن و جو اسکی مدد کر چکا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہ معاملہ ہے پہلے برے آپس میں سننے پانچ
و یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۴۰ الَّذِينَ

اسکی جو مدد کرے گا اسکی مدد اللہ زبردست ہے زور والا وہ لوگ کہ اللہ

إِنْ مَكَّنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا

اگر ہم ان کو قدرت میں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ

زکوٰۃ اور حکم کریں سہلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

لِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝۴۱ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ

اللہ کے اختیار میں آخر کام کا و اگر تجھ کو جھٹلا رہے ہوں تو انہی پہلے جھٹلا چکے ہیں

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ ۝۴۲ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوطٍ ۝۴۳ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۚ وَكَذَّبَ مُوسَىٰ

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا

فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ

پھر میں نے کافروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

نَكِيرٌ ۝۴۴ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

میرا انکار سو کتنی قہر بستیوں ہم نے غارت کر دیں اور وہ گنہگار تھیں

فِيهَا خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْسَ مَعْطَلَةٌ وَقَصِيرٌ

اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کتھے کتھے پڑے اور کتنے محل

مَشِيدٌ ۝۴۵ فَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونْ لَهُمْ

ہر گام کی کیا سیر نہیں کی تھے ملک کی جو ان کے

قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا

دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں۔ ہذا تسلیۃ لہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم من تکذیب اہل مکہ ایہ امی کست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص ۳۸) ہذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتغریۃ، ای کان قبلك انبیاء کذبوا فصبوا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاقتد بہم واصر (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۸) اللہ فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خدا داد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہم نے

الحج ۲۲

۴۲۲

اقتب للناس ۱۷

لَا تَعْنِي الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْنِي الْقُلُوبُ الَّتِي فِي

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو

الصُّدُورِ ۴۶ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ

سیوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اللہ اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا

اللَّهُ وَعَدَهُ وَإِنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

اپنا وعدہ اور ایک دن میرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو

تَعْدُونَ ۴۷ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَمَلَتْ لَهَا وَهِيَ

تم جانتے ہو طاقتور اور کتنی بستیوں میں ملے کہ میں نے انکو وعید دی اور وہ

ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۴۸ وَإِلَى الْمَصِيرِ ۴۹ قُلْ يَٰ أَيُّهَا

گنہگار تمھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے

النَّاسُ إِنَّمَا آتَاكُمُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۵۰ فَالَّذِينَ آمَنُوا

لوگو! میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تمکو بھول کر سو جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۵۱ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۵۲

اور تمہیں بھلائی ملے ان کے گناہ بخش دیئے ہیں اور انکو روزی ہے عزت کی

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جو لوگ دوزخ کے ہماری آیتوں کے ہولنے کو وہی ہیں دوزخ کے

الْجَحِيمِ ۵۳ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا

رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے پہلے یا نبی سو

نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ

جب تم دعا کرنا خیال باندھنے شیطان نے ملادیا اس کے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا

اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَتَهُ وَاللَّهُ

ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر چکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

متر ۳

ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرے گا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئے گا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ اسی اندہ انجزل ذلک یوم بدہر (غازن ج ۵ ص ۵۲) اللہ دان یوما الخ یہ ظالم و نادان عذاب کیوں مانگتے ہیں لاکھ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنیکی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ہذا وعید لہم بامتداد عذابہم فی الآخرة الف سنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۸) اللہ دکان من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے تفسیر کے لئے ماشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھئے

موضع قرآن و یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمن و یعنی اگر خواہد کا ہزار سال دریک روز تمام کند پس مہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جزا و کسی نمیداند ۱۲۔

ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اصرار سے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو قوماً سابقہ کا ہوا ۵۸ فکان من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدر سے تفصیل ہے یعنی بہت سی بستیوں میں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ بکھتیاں اور باغات تباہ کر دیئے یہاں تک کہ ان کے مکانات کی چیتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظالمہ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمہ۔ اھل کفر کی غیر منصوب سے حال ہے حال اہل ہا مشرکون (مدارک ج ۳ ص ۳۸) اللہ اندھ دیو و الخ اس میں سیہ و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے میں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تکلف کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ یوب گذشتہ مفکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں مگر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لہم قلوب یعقلون بھائی یعلمون یا محجب ان یعلم من اللہ حید (روح ج ۱ ص ۱۶) اللہ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا و لن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسوا کن عذاب سو

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے مہید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤ گے ۷۴۳ قل یا ایہا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونک بالعذاب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۷۴۵ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تحریف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بائے میں شبہات پیدا کر نیکی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجہد فی ابطالہا فسنموتھا تاثر سحر و تاسرۃ اساطیر الاولین (روح ج ۱ ص ۱۷۷) دعا مرسلنا الخ یہ مشرکین کے زمانے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرمادیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدا و امیطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ۱۲ ع) تسمیٰ بمعنی تسماء ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرتبہ میں کہا تھا۔

تسمیٰ کتاب اللہ اول لیلۃ و آخرھا لاقی حمام المقادیر (بخاری)

اور امنیتہ ای قراءتہ و تلاوتہ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک وادی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۃ والنجم اذا ہوئی تلاوت فرماتے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کر دیئے۔ تلک الغرائیق العلیٰ وان شفاعتہن لتوچی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمد نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جب زیل علیہ السلام نے اگر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القار تھا یہ قصہ شان نبوت کے سرسرمافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحہوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وہی قصہ سئل عنہا لامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ہذا من وضع الزنادقۃ و صنف فی ذلک کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی ہذا القصة غیر ثابتہ من جہۃ النقل (بحر ج ۶ ص ۳۰۷) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منہا شئی یصح (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۸) علامہ فائز لکھتے ہیں انہ لم یروہا احد من اهل الصحۃ ولا اسندھا ثقتہ بسند صحیح او سلیم متصل (فائز ج ۵ ص ۲۵۷) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحق بن خزیمہ انہ سئل عن ہذا القصة فقال ہذا وضع من الزنادقۃ و صنف فیہ کتابا الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۴۵) امام ابوالسعود رقمطراز ہیں۔ وهو المراد عند المحققین (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۵۷) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اهل التحقیق نقادوا ہذا الرایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبیر) بشرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یتلوا اللات والعزی دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ و قرب صوت من صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علی المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۸) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تسمیٰ) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبہات فی قلوب السامعین (فی امنیتہ) ای فی اثناء تلاوتہ۔ یعنی سہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنا تا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا کہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنیٰ پر دو باتیں متفرع ہیں اول القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القی پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

۱۔ محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں لگی صراحت موجود ہے۔ (سجاد بخاری)

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَاتِلُوا أَوْ مَاتُوا لِيَرْزُقَهُمُ اللَّهُ

اللہ کی راہ میں پھر مائے گئے یا مر گئے البتہ ان کو دیکھا اللہ

رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۵۸

روزنی خاص ملے اور اللہ ہے سب سے بہتر روزنی دینے والا

لِيَدْخُلَهُمْ مَدَنًا يَرْضَوْنَ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ خَلِيمٌ ۵۹

اللہ پہنچائے گا انکو ایسے ایک جگہ جس کو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے سمجھنے والا

ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

یہ سنئے کہ جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی نہ

لِيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۶۰

تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے یہ سنئے کہ اللہ

يُؤَيِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَيِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَإِنَّ اللَّهَ

لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اللہ

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۶۱

سننے والا دیکھنے والا یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے سمیع اور جس کو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ

پکارتے ہیں اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر

الْكَبِيرُ ۶۲

تو نے نہیں بچا کہ اللہ نے آسمان سے پانی کو

فَتَصْبِحُ الْأَرْضُ خُضْرًا إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۶۳

پھر زمین ہوجاتی ہے سبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو

لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ

اسکی ہر شے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بچوا

منزل ۴

على الاطلاق (يومئذ لا يكون فيه لاحد تصرف من الصفات في امر من الامور لا حقيقة ولا مجاز ولا صورة ولا معنى كما في الدنيا) (البوسعود ج ۴ ص ۲۵۹) کے فالذین امنوا عذاب مہین یہ محکم بینہم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائے گا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین و مکذبین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذین امنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ والذین کفرو الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تحذیف اخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ محکم بینہم یعنی یوم القیامۃ ہوگا وہی وحده لا منازع له فیہ ولا مدافع.... ثم بین حکمہ فقلا

(فالذین امنوا وعملوا الصالحات فی جنت النعیم والذین کفرو اذ کذبوا بایاتنا فاولئک لہم عذاب مہین

(قرطب ج ۱۲ ص ۱۲۸) کفار و مشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں

عذاب ذلت و رسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا

میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی

سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت و رسوائی نہیں بلکہ ان کی

تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی الخ والذین

ہاجروا لانا۔ هو العلیٰ لکبیر یہ ان اللہ بیدافع عن

الذین امنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے

کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت

کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد

حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں علمانیہ

شُرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم و ستم کرتے ہیں

اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت

دی گئی اور ساتھ ان کو فتح و کامرانی کی خوشخبری اور شہید

ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین

ہاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت

کی اپنا مال و جان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے

جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب

کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں

ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔

کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوں اور خواہشوں کے

مطابق ہوگا۔ رزق احسن اسی لا ینقطع ابداً و هو

رزق الجنة لان فیہا ما تشہی الانفس وتلذ الا بعین

(غازن ج ۵ ص ۲۵۹) کے لیدخلنہم الخ اور ان کو ایسے

بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیت صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز و اکرام عطا کریگا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر

فرمائے گا الخ ومن عاقب الخ وینصرن اللہ من یمنصر من مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور

ایک ملی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں ثم تعقیب ذکر کر کے لئے ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں

کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم و شدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابل میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا اور انہیں فتح و ظفر سے ہمکنار کریگا

موضح قرآن صا یعنی بدلہ واجب لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ لینا بہتر تھا ہر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی لڑائی کا پھر کافر نے زیادتی کو بخواہد ملی و احزاب میں پھر اللہ نے پوری

مدد کی و یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کرے گا۔

مذکورہ نصرت
اعادہ کرنے کی
بشارت کی دلیل

یہ فتح کی دلیل
اولیٰ کا اعادہ
نہی کی ترغیب
پر پہلی عقلی دلیل

یہ فتح کی دلیل
اولیٰ کا اعادہ
نہی کی ترغیب
پر پہلی عقلی دلیل

یہ فتح کی دلیل
اولیٰ کا اعادہ
نہی کی ترغیب
پر پہلی عقلی دلیل

۴۷ ذلک بان اللہ یولج الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل اتی ہے وعدہ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلین ذکر کی جائیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد شکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لا سکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے اسی ذلک النصر کا ثبوت سبب ان اللہ تعالیٰ شانہ قادر علی تغلب بعض مخلوقات علی بعض والمد اولہ بین الامشیاء المتضادة ومن شانہ ذلک (روح ج ۱۷ ص ۱۹) ۴۸ وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ باقیل کا تتمہ

الحج ۲۲

۴۴۶

اقترب للناس

الحَمِيدُ ۶۲) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِی

تعریفوں والا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر پائے تمہارے جو کچھ ہے

اَلْاَرْضِ وَالْفُلْکَ تَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَاَنَّ

زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور

یَمْسُکُ السَّمَاءُ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِیْمٌ ۶۵) وَهُوَ الَّذِی

بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرے والا مہربان ہے اور اسی نے

اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ

تم کو جلائے گا پھر مارتا ہے پھر جلائے گا بے شک انسان

لَکَفُوْرٌ ۶۶) لَکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مُنْشَاۡہُمْ نَاسِکُوْہٖ

ناشکر ہے ہر امت کے لئے تم نے مقرر کر دی ایک بندگی کی کردہ ایک طرح کرتے ہیں

فَلَا یُنَازِعُکَ فِی الْاَمْرِ وَاذْعٰۤی اِلٰی رَبِّکَ اِنَّکَ

سوچا ہے تم سے جھگڑا کرے اس کام میں اور تو بلائے جا ہے رب کے طرف بیشک تو کو

لَعَلٰی هُدٰی مُسْتَقِیْمٌ ۶۷) وَاِنْ جَدَلُوْکَ فَقُلِ اللّٰہُ

سیدھی راہ پر سوچھ والا اور اگر تم مجھ سے جھگڑے لگیں تو تو کہہ اللہ

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۶۸) اللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ

بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن

فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۶۹) اَلَمْ تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰہَ

جس چیز میں تمہاری راہ جدا کرتی ہے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ

یَعْلَمُ مَّا فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِکَ فِی کِتٰبٍ اِنْ

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں یہ سب لکھا ہوئے کتاب میں

منزل ۴

۴۷ ہے کیونکہ جس طرح ناصر مدد کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو اس طرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تتمہ الحکم لابد منه اذ لا بد للناس من القدرة علی نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذلک (روح ج ۱۷ ص ۱۹) ذلک بان اللہ هو الحق الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل اتی ہے یعنی فتح و نصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دے گا۔ جو خالصتہً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پیجاریوں کو مغلوب و مقہور کرے گا یا یہ دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاطعہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الہییتہ فلا یصلح لہا الا ان کان عالماً قادراً (ابو السعود ج ۶ ص ۲۹) اَلْعَلٰی قَدْرَتِہٖ میں ہر چیز پر غالب، مثال و نظیر اور شریک و ہمراز سے پاک و منزفہ۔ الکبریٰ ذات میں کامل، واجب الوجود ازل و ابدی، اعلیٰ العالی علیٰ کل شئی بقدرتہ والعالی عن الاشیاء والانداد۔۔۔۔۔ الکبریاء عبادة عن کمال الذات۔ اسی لئے الوجود المطلق ابدی و ازلہو الاول القدیم والاخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹) ۴۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ سَآءِلَ الْاِنْسَانِ لَکَفُوْرٌ یہ مضمون حصہ اول (نفی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور اس پر دو عقلی دلیلین ذکر کی گئی ہیں اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے تم سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کھیت ابلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اکا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے خبیث اور اپنے بندوں و تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں و ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی جتیا فرماتا ہے ۴۹ مافی السموات الخ تقدیم خبر افادہ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ کسی کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اسی محتاج ہے الحمید وہ تمام کائنات کا مالک و مصلح و توفیق دہندہ ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوا کوئی غنی ہے اور نہ صفات کار سازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کار ساز اور حاجت رول ہے لہذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ۵۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُم مَّا فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِکَ فِی کِتٰبٍ اِنْ

نوع الرحمن و در این آیات اشارت است بآنکه اختلاف شرک بسبب اختلاف تصور است و تصور شرک نیز از تصور حق است پس از آنکه در این آیت و در حقیقت اینها یاد کرد ۱۲۔

موضع قرآن و یعنی اس کا حق نہیں ماننا یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

سلطان سے دلیل دینی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطاناً ای حجة وبرهاناً سماویاً من جهة الوحي والسمع والمبصر علم ای دلیل عقلی ضروری اور عیوہ (بحر) ہے واذانتی الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں گے قل افانذبعکم تحویف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غیظ و غضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے النار ای ہواندار (مدارک) وہ

اقترب للناس ۱۷۸ ۴۳۸ المحج ۲۲

دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا

اللہ کے سوا کسی ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

لَهُ وَإِنْ تَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا

اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی

لَا يَسْتَنْقِذُوكَ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ

چھڑانہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور

الْمَطْلُوبُ ۝۳۱ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھے جسے جیسا کی قدر ہے

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۳۲ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ

بیشک اللہ زوردار ہے زبردست و اللہ چھانت لیتا ہے

الْبَنَاتِ كَرُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ

۳۱ فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝۳۳ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

سنتا دیکھتا ہے و جانتا ہے ۳۳ جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۝۳۴ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝۳۵

اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچے ہر کام کی و

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا

نہ لے ایمان والو رکوع کرو اور

أَسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ

سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور

أَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۳۶

بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو

منزل ۴

آگ ہے جو ایسے منکرین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے ۳۱ یا ایہا الناس الخ یہ سورت کے دونوں مضمونوں کے ساتھ متعلق ہے پہلے سے بالذات اور دوسرے سے بالتبع یعنی اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور اپنے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں لہذا وہ نذو نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے اس طرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہوئی ابتدائے سورت سے یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کی گئے۔ یہاں معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و عاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور داد رسی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو رب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیرا کر نیکی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے کسی کچھ سقوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے اڑے تو وہ اس کے منہ سے چھڑنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے توجو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں انکی عبادت کرنا۔ ان کو کار ساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضا جوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب و المطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا و المطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوتے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پیجاری کو کچھ نہ دے سکا الطالب عابد غیر اللہ تعالیٰ و المطلوب الالہیہ (روح ج ۱، ص ۲۱)

یہ ایک بڑا بڑا سوال ہے ۱۷۸ کا بالاجل اعادہ

اللہ تعالیٰ

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی مانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اس لئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلفوا ذبلاً) اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یتغیثون بھم فی الشدة غافلین عن اللہ تعالیٰ وینذرون لھم النذور و العقلاء منهم یقولون انھم وسألنا الی اللہ تعالیٰ... ولا یجفی انھم فی دعواھم أشبہ الناس بعدة الاصنام الغالین انما یغیدھم لیتقربوا الی اللہ زلفی... وقہم من ینتبت التصوف لھم جمیعاً فی قلوبھم... والعلماء منهم یحرمون التفسیر فی القبور فی اربعة احسنہ واذ طویلوا بالدلیل قالوا ثبت ذالک بالکشف قال لھم اللہ تعالیٰ ما جھلھم واکثر انراھم و منھم من یزعم انھم یخرجون من القبور ویتشکون بأشکال مختلفہ... وکل ذالک باطل لا اصل لھ فی الکتاب السنۃ وکلام سلف الحق وقد افسدھو لای علی الناس ینھم الخ (روح ج ۱، ص ۱۱۳)

وہ نذریں عطا نہیں کرتے بلکہ انکی دعا قبول کرتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلفوا ذبلاً

موضع قرآن و چاہنے والا کافر اور حکو چاہتا ہے اُنکے بت مکھی چاٹتی ہے کونہ وہ مورت اُڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان و یعنی ساری خلق میں بہر وہ لوگ ہیں پر پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں ہیں

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت اس نے

اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَثَلَهُ آيَاتُ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ کے

إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمُّكُمُ الْمُسْلِمِينَ ه

ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ

پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو

شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ

بتانے والے تم پر اور تم ہو بتانے والے

عَلَى النَّاسِ فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ

لوگوں پر سو قائم رکھو نماز

وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا

اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو

بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ

اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ

فہ سو خوب مالک ہے اور

نِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۸﴾

خوب مددگار و

منزل ۴

یہ مآقدرو اللہ الخ ان ظالموں نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حق و قیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز و معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع و نقصان کا اقتبا نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک کمٹی سے بھی عاجز ہیں مآقدرو اللہ حق قدرہ (جیسا کہ اللہ کو ابہ شیئاً لا یفاد ۱) ضعیف مخلوقاتہ (جامع البیان ص ۲۹) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدرنا شناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت و قدرت کا مالک اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں کسی عاجز مخلوق کو کار ساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ہے اللہ

یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنالیا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کار سازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانہ عالم میں متصرف و مختار اور کار ساز نہیں ہیں کیونکہ کار سازی کے لئے

غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شیء (ہر بات کو سُننے والا) اور بصیر بکل شیء (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کار ساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے معبود من دون الٰہی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کار سازی سے عاری ہیں ۷۹

یَعْلَمُ مَا بَيْنَ الْيَدَيْنِ وَالْغَيْبِ صَفِ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہذا دور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذرین نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۸۰

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْيَوْمَ أَنْتُمْ مَضَامِينُ سورت کا بالا جمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کار ساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذرین منیتیں بھی اسی کے نام کی رو الغرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو کسی

عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوا ولا تعبدوا وغیرہ (کبیر ج ۶ ص ۲۶۳) و افعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجا لاؤ۔ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۸۱ وجاہدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور یہ خود اس میں شریک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست و نابود ہو جا

موضع قرآن و اسی نے تمہارا نام رکھا، مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعائیں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور رسول بنانے والا ہو یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول نکلاؤ یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتائی ہیں

فتح الرحمن و ا یعنی در کتب سابقہ ۱۲۔

خواجہ تبارک الخ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حراج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطہارۃ والصلوۃ والصوم والحج بالیتیم وبالایماء وبالقصیر والافطار لغدیر السفر والمغن و عدم الزاد والرحلۃ (مدارک ج ۳ ص ۵۹۲) ملکہ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقل ہے ملکہ کا نائب مقدس ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا ملکہ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) اپنے باب ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو ان کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا مستحکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (خازن ص ۹۲) لیکن رسول اللہ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شہداء اس کی جمع ہے میرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم انہوں کی نسلوں کو حق سنا دیا شہید معنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا۔ امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دی (شہید علیکم) اے یوم القیامۃ ان قد بلغکم وتکوفا شہدا علی الناس) ای تشهدون یوم القیامۃ علی الامم ان سلفکم قد بلغکم (خازن ج ۵ ص ۲۴) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۴ حاشیہ ص ۹۲ فاقیموا الصلوۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجا لاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و طاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ و انہا خصکم بہذہ الکرامۃ والاثوۃ (فاقیموا الصلوۃ) وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوۃ والزکوۃ (مدارک ج ۳ ص ۵۹۲) واذ قد خصوا بہذہ الکرامۃ والاثوۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرة والولایۃ الامنہ فہو خیر مولیٰ وناصر (بحر ج ۶ ص ۳۹۲) ۹۵ ہو مولیکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

سورۃ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ یا ایہا الناس ان کنتم فی سرب — تا — وانہ علی کل شئی قذیر (۱۷) دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التصرّف
- ۲۔ یدعوا من دون اللہ — تا — لبس المولیٰ ولبس العشیر (۲۷) نفی شرک فی التصرّف
- ۳۔ الم تر ان اللہ یسجدلہ — تا — ان اللہ یفعل ما یشاء (۵۷) نفی شرک فی التصرّف
- ۴۔ واذ بوأنا لبراہیم — تا — فالحکم الہ واحد فلہ اسلموا (۵۷) نفی شرک فعلی
- ۵۔ ذالک بان اللہ هو الحق — تا — وان اللہ لہو الغنی الحمید (۸۷) نفی شرک فی التصرّف
- ۶۔ الم تر ان اللہ انزل — تا — وان اللہ لہو الغنی الحمید (۸۷) نفی شرک فی التصرّف
- ۷۔ الم تر ان اللہ سخر لکم — تا — ان الانسان لکفور (۹۷) نفی شرک فی التصرّف
- ۸۔ الم تعلم ان اللہ یعلم — تا — ان ذالک علی اللہ یسیر (۹۷) نفی شرک فی التصرّف بالذات ونفی شرک فعلی بالبتع
- ۹۔ ان الذین یتدعون من دون اللہ — تا — ان اللہ لقتویٰ عزیز (۱۰۷) تمثیل برائے نفی شرک و اختیار از معبودان باطلہ
- ۱۰۔ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقل و نقل اور وحی کی دلیل نہیں
- ۱۱۔ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔
- ۱۲۔ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔
- ۱۳۔ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔
- ۱۴۔ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور عین الشرک کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔
- ۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۱۴ بجے
بعد نماز عصر سورۃ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ
دائماً ابداً ————— سجاد بخاری)

معنوی ربط دومیں اول سورہ حج کے آغاز میں تحویل اخروی تھی یا یہاں الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شئ عظیم اور سورہ مومنوں میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امور ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور ثلاثہ الذین ہم فی صلاتہم خاصعون۔ تا۔ والذین ہم علی صلواتہم محافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوم یہ ہے کہ سورہ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورہ مومنوں میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریات اور نذر و نیاز سے باز آجائے مگر اس کے بجائے وہ شرک کی منی منی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولہذا اعمال من دون ذلک ہم لہا عملون (۴۷)

خلاصہ | دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتدا سے لے کر اذا هم فیه مبلسون (۴۷) تک ہے اور دوسرا حصہ وہو الذی انشا لکم السمع والابصار (۴۸) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصہ اول

حصہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اول۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ہم فی صلاتہم خشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ہم عن اللغو معرضون والذین ہم للزکوٰۃ فعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ہم لفر وجہم حفظون۔ تا۔ والذین ہم لا ملئنتہم وعہد ہم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیل مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہل عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سائلۃ من طین۔۔۔۔۔ فتبارک الله احسن المخلّیقین تمام انسانوں کے باب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گزار کر اس سے کامل المخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہذا وہی کار ساز اور حاجت رُو ہے دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا ذوقکم۔۔۔۔۔ تنبیت بالذہن و صیغ لاکلین۔ انسانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زمینوں جیسا کار آمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ فیض والا بھی ہے ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر دنیا زمت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکھ فی الانعام لعبارة — تا — وعلى الفلك تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی بار برداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہوئے جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کار ساز ہے اور وہی پکارا و نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقل دلیلیں مذکور ہیں۔

در آئل نقلیہ

پہلی نقل دلیل ولقد ارسلنا نوحًا۔ تا۔ وان كنا لمبتليين (۲۴) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیل نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من اللہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں دوسری نقل تفصیل دلیل ازہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیہم رسولاً (۲۴)۔ تا۔ ما لتبق من امة اجلها دما یا تا آخرون (۲۴) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ ما لکم من اللہ غیرہ

تیسری نقلی دلیل اجمالی۔ ثمار سلسلہ رسالت ترا۔ تا۔ فبعد القوم لایومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسیٰ و ہارون علیہما السلام ثمار سلسلہ موسیٰ و ہارون۔ تا۔ لعلہم یحیدون حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسیٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم واملہ ایۃ الایۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی و ربکم الخ (مریم ۲۷) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدگی راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا الصالحات الخ (۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔ فان ہذہ امتکم امۃ واحده الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اول کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدک کا اعادہ ہے۔ ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون میں امر اول کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ہم برہم لایشکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا۔ یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور الذین یوقن ما اتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی و دین علی سبیل الاعتراف من انہم پہلی عقلی دلیل و هو الذی انشا لکم السمع والابصار۔ تا۔ افلا تعقلون (۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیے دوسری عقلی دلیل قل لمن الاحراض ومن فیہا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل قل من رب السموات السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ چوتھی عقلی دلیل قل من بیدہ ملکوت کل شیء الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچالے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من انہم پہلی عقلی دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟

اس کے بعد زجریں تخویفیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ہی احسن (۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا قلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہو۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تخویف آخری ہے۔

حصہ اول۔ رتبہ عذاب کیلئے امور ثلاثہ، توحید پر تین عقل اور چھ عقل دلائل کا ذکر ہے۔ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب و مقصود کو پالینا اور جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ رہنا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاة من المرهوب اسی فاذا بما طلبوا ونجو مما هربوا (مدارک ج ۳ ص ۴۸) سورہ حج کی ابتدا میں ان ذلزلہ الساعة شئی عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سالی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کر لیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ الخ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ

مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح بعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موصوفہ ہیں الذین ہم فی صلاتهم خشعون یہ امر اول ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحديث سو و اصفوكم اولیٰ خالفن اللہ بین قلوبكم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبت کام کرے۔ وفی المنہاج وشرحہ لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاتہ بقلبه بان لا یحصر فیہ غیر ما ہو فیہ وان تعلق بالخشوع و بجوارحہ بان لا یعبت باحد (روح ج ۸ ص ۸۷) والذین ہم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لہذا بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التفرق ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گناہ بجا نامراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشراك۔

(فازن دمعالم ج ۵ ص ۵۲) وقال الضحاک ان اللغو هنا الشراك وقال الحسن انه المعاصی کلھا فہذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال هو الشراك وقول من قال هو الغناء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

۵۷ والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدينة نصابها وقد رها واما اصلها فقد كان واجبا بمكة (جامع البیان ص ۲۹) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال شرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ والمراد زکوٰۃ النفس وتطہیرھا من الزنائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من تزکی و ذکر اسرار بہ فیصلۃ (سورہ الاعلیٰ) والذین ہم لفر وجہم حفظون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں

سورة المؤمنون مكية و هي ثمان عشرة آيات وست

سورة مؤمنون لے مکہ میں تری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ

کام نکال لے گئے ۲ ایمان والے ۳ جو اپنی نماز میں

خَاشِعُونَ ۲ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۳

چھٹنے والے ہیں اور جو بے بات پر دھیان نہیں کرتے ۴

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۴ وَالَّذِينَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اور جو اپنی

لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۵ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا

شرکت کی جگہ کو بچاتے ہیں ۶ مگر اپنی عورتوں پر کچھ یا اپنے

مَلَكَتْ أَيْمَانَهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۶ فَمَنْ

ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

اِسْتَفْتَىٰ وَرَأَىٰ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۷

ڈھونڈے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۸

اور جو اپنی ۹ امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۹ أُولَٰئِكَ

اور جو اپنی ۱۰ مسازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوَارِثُونَ ۱۰ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ

میراث لینے والے ۱۱ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

کو ناجائز اور غیر محل میں استعمال کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں حضرت شیخ فرماتے ہیں زنا اس لئے ظلم ہے کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوگا اُسے یا تو تہمت کے خوف سے قتل کر دیا جائیگا یا اسے کہیں پھینک دیا جائیگا۔ اور وہ مادر و پدر کی شفقت سے محروم رہیگا اور در بدر خوار ہوگا۔ یہ دونوں ظلم ہیں کہ اللہ علیٰ ازواجہم الخ یہ ما قبل سے مستثنیٰ ہے مرد کو صرف دو قسم کی عورتوں کے ساتھ جنسی اختلاط کی اجازت دی گئی ہے اول وہ عورت جو از روئے شریعت اسلامیہ اسکی بیوی ہو۔ دوم وہ عورت جو شرعی طور پر اس کی زرخیز لوندی ہو۔ دنیا میں اس دوسری قسم کا وجود باقی نہیں رہا۔ فمن ابتغی وراء ذلك الخ جو لوگ مذکورہ بالا دونوں جگہوں کے علاوہ شہوت رانی کریں

المؤمنون ۲۳

۷۵۴

قذافہ ۱۸

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ

وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا اُدنی کو

سُلَّةٍ مِّنْ طِينٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفَةً فِي قَرَارٍ

چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو پال کی بوند کر کے ایک جگہ مٹی

مَكِينٍ ۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

ٹھکانہ میں پھر بنایا اس بوند سے لہو جابوا پھر بنایا

الْعَلَقَةَ مَضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظًا فَكَسَوْنَا

اس لہو جگہ مٹی سے گوشت کی بول پھر بنایا اس بول سے ہڈیاں پھر پہنایا

الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَرَكْ

ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کر کیا اسکو ایک نئی صورت میں دیا سو بڑی برکت

اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۱۴ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ

اللہ کی جو صفت سے بہتر بناؤالا ہے پھر تم اس کے بعد

لَمَسِيَّتُونَ ۱۵ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَبْعَتُونَ ۱۶

مردوں کے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے اور

لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا كُنَّا

ہم نے بنائے تیرں تمہارے اوپر سات راستے ہلے اور ہم نہیں ہیں

عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۱۷ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

خلق قلم سے بے خبر اور امارا ہم نے آسمان سے کھلے پانی

بِقَدَرٍ فَأَسْكَنْتَهُ فِي الْأَرْضِ قَطْرًا وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ

ماپ کر پھر اسکو ٹھہرایا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو

بِهِ لَقَدَرُونَ ۱۸ فَأَنشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتٍ مِّنْ

لے جاسکتے ہیں پھر اگائے تمہارے واسطے اس باغ

منزل ۴

وہ ظالم اور حد سے گزرنے والے ہیں اور حلال سے حرام کی طرف بڑھنے والے ہیں۔ اِی الظالمون المجاوزون الحدین الحلال الی المحرام الخ (خازن و معالم ج ۵ ص ۳) یہ آیت متعہ، لواطت، اور استمناء بالید کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ یہ تمام صورتیں وراء ذالک میں داخل ہیں و فیہ دلیل علی تحریم المتعہ والاستمناء بالکف لاداة الشهوة (مدارک ج ۳ ص ۳۸) و یدخل فیہا وراء ذالک الزنا واللواط ومواقعة البهائم ما اخلاف فیہ (روح ج ۸ ص ۱۸) ووافض کہتے ہیں جس عورت سے متعہ کیا جائے چونکہ وہ بھی بیوی کے حکم میں ہے اس لئے وہ، ازواجہم میں داخل ہے اور وراء ذالک میں داخل نہیں لہذا اس آیت سے نکاح متعہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ متعہ والی بیوی از روئے شریعت بیوی نہیں کیونکہ اس کے احکام شرعی نہ وجہ سے بالکل مختلف ہیں دونوں کا فرق سمجھنے سے پہلے متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (۱) اگر وہ فوت ہو جائے تو خاوند اس کا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (۲) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (۳) خاوند کی جانب سے طلاق لیئے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکیگی (۴) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکیگی لیکن متعہ یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (۱) اس کے اور متعہ کرنے والے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (۲) اولاد بھی شرعاً اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (۳) طلاق کی ضرورت نہیں کہ ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور (۴) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کر سکتی ہے۔ اس طرح متعہ شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ و هذا یقتضی تحریم الزانی وما قلناه من الاستمناء والنکاح المتعہ لان المتعہ بہا لا تجری مجری الزوجات لا تزنت ولا تورث ولا یلقی بہ ولدھا ولا یخرج من نکاحھا بطلاق بیت لھا واما یخرج بانقضاء المدۃ التي عقدت علیھا وصارت کالمستأجرة (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۱) والذین ہم لا ینتھم الخ یہی صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے والذین ہم علی صلوٰتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

نکاح متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (۱) اگر وہ فوت ہو جائے تو خاوند اس کا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (۲) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (۳) خاوند کی جانب سے طلاق لیئے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکیگی (۴) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکیگی لیکن متعہ یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (۱) اس کے اور متعہ کرنے والے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (۲) اولاد بھی شرعاً اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (۳) طلاق کی ضرورت نہیں کہ ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور (۴) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کر سکتی ہے۔ اس طرح متعہ شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ و هذا یقتضی تحریم الزانی وما قلناه من الاستمناء والنکاح المتعہ لان المتعہ بہا لا تجری مجری الزوجات لا تزنت ولا تورث ولا یلقی بہ ولدھا ولا یخرج من نکاحھا بطلاق بیت لھا واما یخرج بانقضاء المدۃ التي عقدت علیھا وصارت کالمستأجرة (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۱) والذین ہم لا ینتھم الخ یہی صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے والذین ہم علی صلوٰتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

فتح الرحمن وایمن نفع روح ورویدن ناخن و موی ۱۲۔

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ہم فی صلاحہم خشعون میں نماز میں خشوع و خضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب و مستحبات اور وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلا ناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظة التعمد لشروطها من وقت وطهارتہ وغیرہما والقیام علیٰ اسرارکما تھا و انما ما حتی یكون ذالک دلیلہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۷۷) ۱۵ اولئک ہم المؤمنون الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المؤمنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلاثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ہم فیہا خالدون اور وہ جنت الفردوس میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگا نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انہیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لا یؤمنون ولا یخضعون منها (روح ج ۸ ص ۱۸۱) عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۵ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان — تا — یوم القيمة تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رحمہ مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات خداوند تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی عین الشکر کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے ذکر کر کے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتہم من خلقہم یقولن اللہ (زخرف ۷۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حضور یعنی اس عجیب و غریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدمؑ ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے غلاصے اور ست سے پیدا فرمایا ۱۵ ثم جعلنہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحمہ مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحمہ مادر میں پھرتا ہے اس آیت میں اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے فیہم مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضامین مقررہ ہیں۔ اسی ثم جعلنا نسلہ سے ویھون (النطفۃ) منصوب بانزع الخافض واختار بعض المحققین اسی ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۸ ص ۱۸۱) اور قسار ملین یعنی قرار کی محفوظ جگہ سے مراد رحمہ مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص ۸۷) ۱۵ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحمہ مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقہ نطفہ قرار یا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جیسے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جیسے ہوئے خون کو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظمیٰ یہ چوتھی حالت ہے عظام کا مضغ مقرر ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذاعظام یعنی پھر ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما یا پنجویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنا خلقا اخریہ چھٹی حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حرکت تھا اور اس کے اعضاء مطلقاً ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع و بصیر بنا دیا اور تمام اعضاء کامل بنائے۔ اسی خلقا مبانیاً للخلق الاول مبانیۃ ما بعدہا حیث جعل حیوانا وکان جماداً وناطقاً وکان ابکم وسمیعاً وکان اصم ولبصیراً وکان اکہ وودع باطنہ وظاہرہ بل کل عضو من اعضاءہ وکل جزء من اجزاءہ عجائب فطرۃ وغیر انب حکمۃ لا یحیط بہا وصف الواصفین ولا تشرح الشارحین (کبیر ج ۶ ص ۳۷۷) فتبارک اللہ الخ یہ دلیل مذکورہ کا مشرور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صفت سے ایک حقیر نطفہ کو مختلف احوال سے گزار کر ایک خوبصورت تمام الخلق اور کامل الخواص انسان کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات و منہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی مقرب و برکات دہندہ نہیں، الخلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۵ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تحویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے دور کا صراحتہ ذکر نہیں لیکن اشارۃ وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القيمة تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن تمہیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے حیا کرو اور خدا کے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۵ ولقد خلقنا فوقکم — تا — وصیغ للخلین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر دوسری اور تیسری دلیلوں میں ان پر کئے گئے گوناگوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں ان انوں کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طلاق، طریقت کی جمع ہے اور اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اسے طریقت کہتے ہیں اولاً آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انہیں طرائق کہا گیا یا طریقت کہتے ہیں اس کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انہیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسموات طرائق لان بعضہا فوق بعض والعرب سمي کل شئی فوق شئی طریقت وقیل لانہا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۲ ص ۱۸۱) قال علی بن عیسیٰ سمیت بذالک لانہا طرائق للاملائکۃ فی العروج والاسبوط والطیوان الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۷۷) ۱۵ وما کننا عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کر کے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سائے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی پرورش کر رہے ہیں بل غلہ، جمیع المخلوقات جلتھا و دقھا فندبر اصرھا (جامع البیان) جب سائے جہان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سائے عالم کا مدبر و قیوم اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں کہے و انزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکتھ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کر کے یا وادیوں میں جمع کر کے محفوظ کر دیتے ہیں جسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ هذا الذی ذکرہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ واخبر بانہ استودعه فی الارض وجعلہ مخزنا والسقی الناس یجدونہ عند الحاجة الیہ وهو ماء الانهار والعیون وما یستخرج من الباسا (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۱) وانا علی ذہاب الخ یہ ایک قسم کی تحویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو تجارت بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کر دیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے فانشأنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کھجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے و منہا تاکلون۔ من تبعضیہ ہے اسی بعضہا یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتدائیہ ہے اور اکل سے مجازاً روزی کا نام مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتدائیہ و قیل انہا تبعضیہ و مضمونہا مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناه الحقیقی (روح ج ۸ ص ۲۱) و منہا تاکلون من قولہم فلان یأکل من حرقة یحرقہا ومن صنعة یعتلہا ومن تجارة یترجمہا یعنون انہا طعنت و حقتہ التي منہا یحصل برزق الخ (بحر ج ۶ ص ۱۹) و شجرة الخ یہ جنبت پر معطوف ہے اور اس درخت سے زیتون کا درخت مراد ہے طور سیناء وہی پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے طور بمعنی پہاڑ اور سیناء اس پہاڑ کا نام ہے یہ پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالدھن الخ جملہ شجرة کی صفت ہے اور بلا لابت و مصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق مخدوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے ای تنبت متلبیۃ بالدھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا بقاء بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت و معها الدھن (مدارک ج ۳ ص ۹) روغن سے روغن زیتون مراد ہے نہ و صیغ للذکرین یہ الدھن پر معطوف ہے اور صیغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روغن کھائی جائے تاکہ وہ خوشحوا ہو جائے صیغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا۔ جعل اللہ فی ہذا الشجرة المبارکۃ ادماد و هو الزیتون و دھنا و هو الزیت (غازن و معالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے

المؤمنون ۳۳

۷۵۶

قد افلح ۱۸

تَجْنِيلٌ وَأَعْنَابٌ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهِ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۱۹

کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے

تَنْبُتُ بِالذَّهْنِ وَصَبِغٍ لِلَّذِينَ لَا يَكْلَنُونَ ۲۰ وَإِنَّ لَكُمْ

لے اگلتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۱۹

فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَ

چوپایوں میں لگے دھین کر کے اتارے پلاتے ہیں ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۲۱ وَعَلَيْهَا

تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور انہی

وَعَلَى الْفُلْكِ تَحْمَلُون ۲۲ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

اس کی قوم کے پاس ۲۲ تو نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ مال کے

مِّنْ إِلَهِ غَيْرِهِ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۲۳ فَقَالَ الْمَلَأُو

حاکم نہیں اگے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ

جو ۲۳ کافر ہے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثْلَكُمْ يُرِيدُ أَنْ يُتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ

جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑا کرے تم پر اور اگر ارادہ چاہتا

اللَّهُ لَا نَزْلَ مَلَكَةٍ ۲۴ مَّا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا

تو امارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ

منزل ۴

پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالدھن الخ جملہ شجرة کی صفت ہے اور بلا لابت و مصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق مخدوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے ای تنبت متلبیۃ بالدھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا بقاء بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت و معها الدھن (مدارک ج ۳ ص ۹) روغن سے روغن زیتون مراد ہے نہ و صیغ للذکرین یہ الدھن پر معطوف ہے اور صیغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روغن کھائی جائے تاکہ وہ خوشحوا ہو جائے صیغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا۔ جعل اللہ فی ہذا الشجرة المبارکۃ ادماد و هو الزیتون و دھنا و هو الزیت (غازن و معالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے

۲۔ یعنی دابقہ مذکورہ ۱۲۔
۳۔ محض من ۱۱۔
۴۔ دیس اول کا فرقہ ہے ۱۶۔

و لقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقل دلیل از حضرت نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یقوم اعبدوا اللہ فالکم من اللہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اس کی بجالاً وہی حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پیکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعاء ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلاتتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور عنین اللہ کو غائبانہ پکارتے ہوئے فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوحؑ سے بدظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوحؑ پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوحؑ پیغمبری کا دعویٰ کر کے قوم کا سردار اور بُرا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول

الْأَوَّلِينَ ۚ (۲۳) إِنَّهُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ مَّا بَصُرُوا

۲۵) قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونَ ﴿٢٦﴾

فَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ اِنْ اَصْنَعِ الْقُلُوكَ بِاَعْيُنِنَا وَّوَحَيْنَا

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْزِيلُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ

کُلُّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ

ہر چہیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قیمت میں پہلے

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تَخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ

سے ٹھہر چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کرو ان ظالموں

ظلموا انہم مغرقون ﴿۲۷﴾ فاذا استويت انت
کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو اٹھ

اور جو تیس کے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے

چمڑا یا ہلکے گھنگھار لوگوں سے اور کہہ دے رب

انار مجھ کو برکت کا آئینا اور تو ہے بہتر انار ہے والا

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ وَأَنَّ كُنَّا لُمُبْتَلِينَ ۝۳۰ شَمَّ

اس میں نشانیاں ہیں گلے اور ہم ہیں جاننے والے نسل پھر

بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذ باللہ — بیان عدم رسالت البشر علی الاطلاق علی زعمهم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۸ ص ۲۵۸) ۲۵۴ ما سبعا الخ ہذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (جہذا) ای بار سال بشر رسولاً او بما یا مرنابہ من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۹) الذی یدعون الیہ نوح فانہ منہا (۳۵) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیت اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو یکسر بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ ثم ان قولہم ہذا امالکونہم و ابائہم فی فترۃ و اما لفرط غلوہم فی التکذیب و العناد و اما لکھفی الغی و الفساد (روح ج ۸ ص ۲۵۸) ۲۵۵ ان ہو الخ

یہ بھی رؤساء مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہو جائے اور وہ اپنے اس عجیب غریب دعویٰ سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عناد کی انتہا تھی ۱۷۷ قال سب انصرونی الخ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی ہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ میری متواتر تبلیغ و

المؤمنون ۲۳

۴۵۸

قد افلح المؤمنون ۱۲

أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿۳۱﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ

رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ آلِهِ غَيْرُهُ

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا الْآخِرَةِ وَأَشْرَفْنَاهُمْ فِي

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشْرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ

أَطَعْتُمْ بَشْرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذْ الْخَيْرُونَ ﴿۳۴﴾ أَيْعِدْكُمْ

أَنْتُمْ إِذْ أَمِئْتُمْ وَكُنْتُمْ تَرَابًا وَعِظَامًا أَنْتُمْ

مُخْرَجُونَ ﴿۳۵﴾ هِيَئَاتِ هِيَئَاتِ لِمَا تُوْعَدُونَ ﴿۳۶﴾ إِنَّ

هِيَ الْآحْيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

بِمُبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۸﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۹﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۰﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۱﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۲﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۳﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۴﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۵﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۶﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۷﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۸﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۹﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۰﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۱﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۲﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۳﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۴﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۵﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۶﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۷﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۸﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۵۹﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۶۰﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۶۱﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۶۲﴾

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۶۳﴾

۲۴

سادہ دوسری نقل دیں ۱۲

دعوت پر ان کے مسلسل انکار و وجود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کر دے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے سہی اہلکھم بسبب تکذیبہم ایامی (کبیر ج ۱ ص ۱۷۷) فاوحینا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان سے ہلاک کر نیک فیصلہ فرمایا۔ اس پر نوح علیہ السلام اور مومنوں کے بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی کہ ہماری ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کرو اور جب تنور میں سے پانی ابلنے لگے فوراً خود بھی اس میں سوار ہو جاؤ اور اپنے مومن اہل و عیال اور دوسرے مومنوں کو بھی اس میں سوار کر لو اور جن جانوروں کی زیادہ ضرورت ہے ان میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) ساتھ لے لو۔ اور اب ان مشرکین کے بارے میں کسی قسم کی سفارش وغیرہ نہ کرنا کیونکہ اب ہم انہیں ہلاک کر نیک فیصلہ کر چکے ہیں ۱۷۷ فاذا استویت الخ جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ تو شکر نہمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو جس نے ظالم و کفرش قوم سے تم کو نجات دی ہے وہی تو کار ساز اور مصائب و مشکلات سے نجات دینے والا ہے وقل سب انزلنی الخ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اے اللہ اس کشتی سے مجھے صحیح سلامت آماؤ اور میرے اترنے کو دین و دنیا کی برکات کا سبب بنائو (منزل امتداد کا) یتسبب لمزيد الخیر فی الدارین (روح ج ۸ ص ۱۷۸) ۱۷۸ ان فی ذالک الخ ذالک سے واقعہ مذکورہ کی طرف اشارہ ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنوں کو بچانے اور مشرکین کو ہلاک کرنے میں ہماری قدرت کا مسلہ کی نشانیاں ہیں اور منکرین کے لئے عبرت اور وعظت ہے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں اور منکرین کو توحید کو ہلاک کرتا ہے اسی دلائل علی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ وانہ ینصر انبیاؤہ و ینہک اعلاءہم (قرطبی ج ۱ ص ۱۷۹) ۱۷۹ وان کنا الخ ان محققہ من المتقلہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ ابتلاء۔ بلا سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای اند کنا المبطلین مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا للنظر من یعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص ۲۱) ای وان الشان کنا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم وعقاب شدید او مختبرین بھذہ الآیات عبادنا للنظر من یعتبر و یتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوح کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوح کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کار ساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۸۰ انشأنا الخ قوم نوح کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں ۱۸۱ فاسرسلنا فیہم الخ یہ دوسری نقل دیں ہے از سہو

منزل ۴

۱۸۰ انشأنا الخ قوم نوح کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں ۱۸۱ فاسرسلنا فیہم الخ یہ دوسری نقل دیں ہے از سہو

۳۶ قال رب انج ب حضرت ہود علیہ السلام و خواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بددعا کی و اعلم ان ذلک الرسول لما یئس من قبول الکفار و الاصحاح فیہ الی سربہ و قال سرب النضری بما کذبون فاجابہ اللہ فیما سأل (کبرج ۶ ص ۲۸) قال عما قلیل النج عن بمعنی بعد ہے اور مانجہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا مازائدہ ہے (ابو السعد - روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے بعد ہی ان پر عذاب آئیگا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہو گئے فاخذ تھم الصیحة النج چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غناء وہ خس و خاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے ای کغشاء السیل دھوا و محملہ من الورق و العیدان البالیة (روح ج ۸ ص ۳) یہ اس دلیل کا مژہ ہے مشرکین قوم مؤذ نے جن خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا گئے شتم انشأ النج ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ فاتسبق من امۃ النج ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہوئی ۳۸ شتم ارسلنا النج یہ توحید پر تیسری منقلی دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تری اصل میں دتوی تھا و او کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ سلسلہ سے حال واقع ہے ای ارسلنا سلسلہ امتواترین (بحر روح) و جعلنہم احادیث النج یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخباراً یسمع بہا یتعجب منها (مدارک ج ۳ ص ۹۳) ۳۹ شتم ارسلنا موسیٰ النج یعنی شکر فی الترفہ پر چوتھی منقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

قدا فلاح المؤمنون ۱۸ ۷۶۰ المؤمنون ۲۳

فَكَانُوا مِنَ الْهَالِكِينَ ۳۸ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۳۹ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَامَّةً

تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور انکی ماں کو

آيَةً وَأَوْيَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۴۰

ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی تھرا گئے و اے

الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي

رسولو ۳۸ کھاؤ سقوی چیزیں اور کام کرو بھلا جو

بِمَا تَعْمَلُونَ عَلَيَّ ۴۱ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً

تم کرتے ہو میں جانتا ہوں و اور یہ لوگ ہیں تمکے تمہارے دین کے سب

وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۴۲ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ

ایک بن پر اور میں ہوں تمہارا رب سو تجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈالکر کر لیا اپنا کام

بَيْنَهُمْ فَرَقًا كُلَّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۴۳

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہر فرقہ تمکے جو ان کے پاس ہے اس پر فخر ہے ہیں و

فَذَرَهُمْ فِي غُصْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۴۴ اِيْحْسِبُونَ أَنَّمَا

سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیٹھوں میں ڈوبے ایک قیامت تک کھٹے کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ

نَسْفُهُمْ رَبُّهُمْ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ۴۵ نَسَارِعَ لَهُمْ

ہم ان کو دے جاتے ہیں مال تمکے اور اولاد سو روڑ روڑ کر رہنا ہے میں ہم انکو

فِي الْخَيْرِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۴۶ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ

بھلائیوں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں مرا البتہ جو لوگ

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۴۷ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ

اپنے رب کے خوف سے ۴۹ اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ ۴۵

منزل ۴

موضع قرآن و حضرت عیسیٰ جیساں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مرچ کاتب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا طے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا و یعنی سبے سولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں و ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوارا کٹھا بتا دیا اب سب بن مل کر ایک دین ہو گیا۔

۱۲

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا آنومن لبشرین الخ اور یہاں کہہ دیا مومن و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انہیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلام ہے اور ہر وقت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک بہت قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انہیں حقیر سمجھتے تھے۔

۱۴۷؎ فکذبوہما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انہیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اتینا موسیٰ الکتاب الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سرِ پادہایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جھوٹ سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا ۱۴۸؎ وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں منقلی دلیل ہے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوئے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ سہی و ربکم فاعبدوہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے سبوحہ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ہی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۱ ص ۸۸) ربوہ سے مراد کے بائیں میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ہی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص ۳) قال قتادہ کنا نجد ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاک وقتادۃ (الی ربوۃ ذات قرار و معین) هو بیت المقدس فہذا واللہ اعلمہوا الاظہر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳) قال قتادہ و کعب بیت المقدس وزعم ان فی التورۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص ۲۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ نجومیوں کے ذریعہ اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انہیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں و ذکر ان سبب ہذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسیٰ علیہ السلام ففرت بہ امہ الخ (روح ج ۱ ص ۸۸) و سبب الایواء انھا فرات بابنہا عیسیٰ الی الربوۃ و بقیت بہا اثنتی عشر سنۃ و انما ذهب بہما ابن عمہا یوسف ثم رجعت الی اہلہا بعد ان مات ملکہا اکبر ج ۶ ص ۲۸) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بائیں میں ارشاد ہے۔ فنادھا من تحتہا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چٹھریاں دی تھیں (ابن کثیر) ۱۴۹؎ ذات قرار پر امن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی و روح) ۱۵۰؎ یا یہاں الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی منقلی دلیل ہے یا یہاں الرسل سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ منقلی دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ عین اللہ کے لئے تحریکات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذر و نیازیں دو ومن الطیبات یعنی غیر الرحمن من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے حکم دیا تھا حکایت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لا یخطب بہ کل رسول فی عصرہ (روح ج ۱ ص ۸۸) ہذا النداء والخطاب لیساعی ظاہر ہما لانہما رسلوا متفرقین فی ازمۃ مختلفۃ و انما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلک و وصی بہ (مدارک ج ۳ ص ۹۳) و اعلموا صالحا اور اللہ کی وحی اور اس کی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دوں گا ۱۵۱؎ وان ہذہ الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہو گا۔ والخطاب للرسول علیہم السلام علی نحو ما مر و قبل عام لہم ولغیرہم (روح ج ۱ ص ۸۸) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم و شریعتکم ایہا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملتہ و شریعتہ متحدۃ (ابو السعود ج ۶ ص ۲۹) امۃ واحدۃ یہ ان ہذہ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سائے کے سائے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اسے سوا کوئی حاجت روا اور دُور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے و اناس ربکم الخ یہ ان ہذہ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو ۱۵۲؎ فقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اس کا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فقط عوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوا من بعد ما جاءہم البیت بغیا بینہم الا یہ (بقرہ ۲۶) اور آل عمران (۲۴) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم الا یہ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کر نیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور سپر ہی تھے ذرا ذوق رکھ کر جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں ذرا ای فرقا و قطعاً مختلفہ (خازن ج ۵ ص ۳۹) لکھ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انہم معبودون بہ معتقدون اند الحق (روح ج ۱ ص ۲۲) لکھ فذہم الہیہ مشرکین قریش پر شکوئی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انہیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انہیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور مانتے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لکھ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انہیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لایشعرون یہ محسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استراحت اور اہمال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان ہم پہنچا لو۔ بل لایشعرون اضراب من قولہ ایحسبون اسی بل ہم انہا البھائم لافطنہ لہم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا اھواست دراج ام مسارعة فی الخیر فیہ تھدید ووعید (ہرج ۶ ص ۳۹) لکھ ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتدا و سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات مالا و لا اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

مؤمنون ۱۸ قذالک المؤمنون ۷۲ المؤمنون ۲۳

سَرَّہُمْ یَوْمُنُونَ ۵۸ وَالَّذِینَ ہُمْ بِہِمَّ لَا یَشْرِکُونَ ۵۹
اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے کسی کو شریک نہیں مانتے
وَالَّذِینَ یُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُہُمْ وَجَلَةٌ ۶۰
اور جو لوگ کہہ دیتے ہیں اے جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اے درے ہیں اس لئے کہ ان کو
الی سَرَّہُمْ رَجْعُونَ ۶۱ اُولَئِکَ یَسَارِعُونَ فِی الْخِیرَاتِ
اپنے رب کی طرٹ لوٹ کر جائے و وہ لوگ اے دوڑ دوڑ کر دیتے ہیں خیراتیں
وہم لہا سَبِقُونَ ۶۲ وَلَا نَکْفِ نَفْسًا اِلَّا وَسْعًا
اور وہ ان پر پہنچے سے گئے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے لکھ مگر ان کی کجانی کیوناق
وَلَدِینَا کَتَبَ یَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَہُمْ لَا یُظْلَمُونَ ۶۳
اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا
بَلْ قُلُوبُہُمْ فِی غَمْرَةٍ مِّنْ ہٰذَا وَلِہُمْ اَعْمَالٌ
کوئی نہیں ان کے دل اے بے ہوش ہیں اس سے اور ان کو یہ اور کام لگے ہیں
مِّنْ دُونِ ذٰلِکَ ہُمْ لَہَا عَمَلُونَ ۶۴ حَتّٰی اِذَا اخَذْنَا
اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب پوچھیں ہم
مُتَرَفِّہِہُمْ بِالْعَذَابِ اِذَا ہُمْ یَجْرُونَ ۶۵ لَا تَجْرُوا
ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبہی وہ لگیں گے چلائے مت چلاؤ
الْیَوْمَ تَفِ انْکُم مِّنَّا لَا تَنْصُرُونَ ۶۶ قَدْ کَانَتْ اٰیَتِیْ
آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے تم کو سناں جانی تمہیں
تُثَلِّیْ عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ تَنْکَبُونَ ۶۷
آئیں اے تم اڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے
مُسْتَكْبِرِیْنَ ۶۸ بِہِ سِمًا اَتَّجَرُونَ ۶۹ اَفَلَمْ یَذَّبَرُوا
اس سے تجر کر کے اس کو قسہ گو سمجھ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے ڈھب نہیں کیا

منزل ۴

یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان ہم پہنچا لو۔ بل لایشعرون اضراب من قولہ ایحسبون اسی بل ہم انہا البھائم لافطنہ لہم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا اھواست دراج ام مسارعة فی الخیر فیہ تھدید ووعید (ہرج ۶ ص ۳۹) لکھ ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتدا و سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات مالا و لا اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

موضع قرآن و یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آئے نہ آئے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات و خیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذكره بقوله يحسبون انهم قد صدقوا من مال و بنين نساء لهم في الخيرات ثم قال بل لا يشعرون۔ بين بعده صفات من يسارع في الخيرات ويشعر بذلك (كبیر ج ۶ ص ۲۹) ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون میں الذين هم في صلاتهم خاشعون کا اعادہ ہے۔ والذین هم بالیت الخ اس میں قد اقم المومنون کا اعادہ ہے۔ والذین هم بربهم لا یشرکون میں هم عن اللغو معضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریا) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ شرک عام ہے خواہ غلی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریا ہی کو شامل سمجھتے دیتے ہیں اختصار بعض المحققین التعین اسی لا یشرکون بلہ تعالیٰ شرکا جلیاد لا خفیاء ولعلہ الاولی (روح ج ۸ ص ۴۸) والذین یؤتون الخ اس میں الذين هم لا منتهم وعهدهم مراعون کا اعادہ ہے یوتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال برکات کو شامل ہے۔ قال ابن عباس وابن جبیر هو عام فی جمیع اعمال البرکات قال والذین یفعلون من انفسهم فی طاعة الله ما بلغه جهدهم (بجرج ۶ ص ۴۸) یعنی الشرک الطاعت اور اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انھیں بجا لاتے ہیں۔ دلو بہم وجدة الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انھیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذين یصومون ویصلون ویصدقون وهم یخافون ان لا یقبل منهم اولئك الذين یسارعون فی الخیرات (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) اولئك یسرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ شیک دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں۔ ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات و خیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سنیہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجالاؤ۔ ولدینا کتب الخ کتاب اسم جنس ہے اور اس سے اعمال نامے مراد ہیں اور یہ تحلیف اخروی ہے یعنی ممالے پاس تھا ہے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء ملے گی۔ بل قلوبہم الخ یہ بل لا یشتعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ترسان و لرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتیٰ الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انھیں چاہیے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولہم اعمال من دون ذلك الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورہ حج میں غیر اللہ کی نذر نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔ ۱۴۱۱ ختم اذ انہیں سے لیکر اذ اھم فیہ مبلسون تک تحو لیں شکوے اور زجر ہیں۔ حتیٰ اذا اخذنا الخ یہ تحو لیں دیوی اور ماقبل کے لئے غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی و زاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابهم یوم بدر من القتل والاسرکما روی عن ابن عباس وجبیر وقتادة وقد قتل واسر فی ذلک الیوم کثیر من صنادیدہم وروساءہم (روح ج ۸ ص ۴۸) قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون اسی ترجعون، متکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بہک غیب قرآن مجید سے کنایہ ہے جو ایتی سے مفہوم ہو رہا ہے منہما، تھجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سنا تا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنا جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنائے والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے۔ ۱۴۱۲ اقلہم یدبروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءہم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لہم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے جی نہیں پہچان سکے؟ ام یقوتون بہ جند یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عباد اب اللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے تاکیر و زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شاعت کا اظہار مقصود ہے الھمنہ لا نکسار الواقع و استفہامہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انھیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حد

اور بعض وعناد مقلی قال سفیان بطے قد عرفوا ولكنهم حسدوه (قرطبی ج ۲ ص ۱۳۱) ام یقولون بہ جنة جنون و ليس كذا لك لانهم یعلمون انه ارجحهم عقلا و اثبتهم ذهنا (مدارک ج ۳ ص ۹۵) بل جاءهم الخ یہ ماقبل سے اضطراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت و عیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق و امانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام

المؤمنون ۱۸

۷۶۴

قد افلم المؤمنون ۱۸

الْقَوْلُ ام جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۴۸

اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس و

ام لم یعرفوا رسولهم فهم له منكرون ۴۹

یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانے والے کو سو وہ اس کو پہچانتے ہیں یا

نقولون بہ جنة بل جاءهم بالحق و اكثرهم

کہتے ہیں انکو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو

للحق كرهون ۵۰ و لو اتبع الحق أهواءهم

سچی بات بری ملتی ہے اور اگر نہ سچا رہے ان کی خوشی پر

فسدت السموات و الأرض و من فيهن بل

تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں

اتينهم بذكرهم فلهم عن ذكرهم معرضون ۵۱

اللہ ہمیں پہنچاتی ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے

ام تسألهم خراجا فخرج ربك خيرا و هو خير

یا تو ان سے مانگا ہے کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے

الزريقين ۵۲ و انك لتدعوهم الى صراط

روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ

مستقيم ۵۳ و ان الذين لا يؤمنون بالآخرة

پر اور جو لوگ نہ ماننے آخرت کو

عن الصراط لنا كبون ۵۴ و لو رجعناهم و كشفنا

راہ سے پڑھے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولیں

ما بهم من ضرر ليجوا في طغيانهم يعمهون ۵۵

جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے و

منزل ۴

حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں و اکثرہم للحق كرهون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑا اور حق بیان کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد و ضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں (جاءهم بالحق) یعنی القرآن و التوحید الحق والدین الحق (و اکثرہم للحق كرهون) حسد و بغیاء و تقلید (قرطبی) و لو اتبع الحق الخ یہ زجر جو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس لامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کار ساز ہیں۔ لات مناہ عزی وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر و نیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء یتبعہم الغاوان بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تراہم فی کل واد یھیمون و انھم یقولون ما لا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے ہائے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اول یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ ففسدت السموات الخ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان

کا نظم و نسق بہت سے معبودوں اور کار سازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الاصر المطابق للواقع اھواء ہم بان کان الشریک حق الفسدت السموات و الارض حسبما قرر فی قولہ تعالیٰ لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا (رو ج ۱۸ ص ۵) بل اتینہم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن و بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ موتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے و یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہوا کی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ و حضرت کی دعا سے ایک بار مجھے کے لوگوں پر غلط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا۔

شرف و فضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بد نصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات و خیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدہ لا شرک ہو نیکاً اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تبلیغ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللہم لبیک لا شریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول و اقرار کی مزید تشریح و تفسیر کر دی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کر کے ان کے خود ساختہ کار سازوں کی نفی کی جاتے تو آمادہ پیکار ہو جاتے ہیں ۱۲۷ م

تسللہم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ و تبلیغ اور تعلیم و تدریس پر کوئی اجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا برے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخر حاج سہبک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دینگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھ دی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اسی مایعطیک اللہ من رزقہ و ثوابہ خیر (غازن و معالم ج ۵ ص ۳۷) د ان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہو نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں ولو رحمناہم الخ ان کی سرکشی اور اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرما دیں اور انھیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد و عداوت اور بغض و حسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ۱۲۸ د لقد اخذناہم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ہوا قحط والجوع الذی اصابہم بدعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہذا مروی عن ابن عباس و ابن جریر (بحر ج ۶ ص ۴۱۵) ان کی سرکشی اور ضد و عناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب

۲۳ المؤمنون ۲۵
۱۲۷ م
۱۲۸ م
۱۲۹ م
۱۳۰ م
۱۳۱ م
۱۳۲ م
۱۳۳ م
۱۳۴ م
۱۳۵ م
۱۳۶ م
۱۳۷ م
۱۳۸ م
۱۳۹ م
۱۴۰ م
۱۴۱ م
۱۴۲ م
۱۴۳ م
۱۴۴ م
۱۴۵ م
۱۴۶ م
۱۴۷ م
۱۴۸ م
۱۴۹ م
۱۵۰ م
۱۵۱ م
۱۵۲ م
۱۵۳ م
۱۵۴ م
۱۵۵ م
۱۵۶ م
۱۵۷ م
۱۵۸ م
۱۵۹ م
۱۶۰ م
۱۶۱ م
۱۶۲ م
۱۶۳ م
۱۶۴ م
۱۶۵ م
۱۶۶ م
۱۶۷ م
۱۶۸ م
۱۶۹ م
۱۷۰ م
۱۷۱ م
۱۷۲ م
۱۷۳ م
۱۷۴ م
۱۷۵ م
۱۷۶ م
۱۷۷ م
۱۷۸ م
۱۷۹ م
۱۸۰ م
۱۸۱ م
۱۸۲ م
۱۸۳ م
۱۸۴ م
۱۸۵ م
۱۸۶ م
۱۸۷ م
۱۸۸ م
۱۸۹ م
۱۹۰ م
۱۹۱ م
۱۹۲ م
۱۹۳ م
۱۹۴ م
۱۹۵ م
۱۹۶ م
۱۹۷ م
۱۹۸ م
۱۹۹ م
۲۰۰ م

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِلرَّبِّهِمْ وَمَا يَضُرُّعُونَ ۱۲۷
اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں ۱۲۷ پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے
حَتَّىٰ إِذَا فُتِحْنَا عَلَيْهِمْ بَابُ ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذْ أَهْمُ فِيهِ ۱۲۸
یہاں تک کہ جب کھول دیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا ۱۲۸ تب بھی اس میں
مُبْلِسُونَ ۱۲۹ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ
آس ٹوٹے گی دل اور اسی نے بنا دی ہے تمہارے کان ۱۲۹ اور آنکھیں اور
الْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۱۳۰ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي
دل ۱۳۰ تم بہت تمہارا حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے
الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُخْشَرُونَ ۱۳۱ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ
زمین میں ۱۳۱ اور اسی کی طاعت جمع ہو کر جاوے گی اور وہی ہے جلاتا اور مارتا
وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۳۲ بَلْ قَالُوا
اور اسی کا ہر بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں تو وہی کہہ
مِثْلَ مَا قَالِ الْأَوَّلُونَ ۱۳۳ قَالُوا إِذْ آمَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا
ہیں جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ ۱۳۳ کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی
وَعِظَامًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۱۳۴ لَقَدْ وَعَدْنَا لَكُنَّ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا
اور ہڈیاں کیا ہمکو زندہ ہو کر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہمکو اور ہمارے باپوں کو
مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۱۳۵ قُلْ لِّمَنِ
پہلے سے ۱۳۵ اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے
الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۳۶ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ
زمین ۱۳۶ اور جو کوئی اس میں بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب اللہ کا
قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۱۳۷ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ
تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا

منزل ۴

میں مبتلا ہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ۱۲۷ حتیٰ اذا فتحنا لہ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہو جائیں گے لیکن جب ہم نے ان پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروردگاروں کی کامیابی اور ہر خیر و برکت سے مایوس ہو جائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ حصہ دوم — منعی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیل اور تین علی سبیل الاعتراف من انحصار ۱۲۷ د هو الذی انشا لکم الخ

موضع قرآن شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوتے۔

پہلی تفصیل عقلی دلیل برائے نفی شرک اعتقادی سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں لیکن انسان نہ ان نعمتوں سے کام لیتا ہے اور نہ ان کا شکر ادا کرتا ہے کہ توحید کے دلائل کو دیکھ کر اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو تسلیم کر لے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا ہی ان کا شکر ہے۔ وہو الذی ذرأکم الہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کر کے زمین میں پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن تمام انسان میدان حشر میں اس کے سامنے جمع کئے جائیں گے وہو الذی یحیی و یمیت الہ زندگی اور موت اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور رات دن کا اختلاف یعنی رات دن کی آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی بھی اسی کے تصرف میں ہے افلا تعقلون کیا تم

المؤمنون ۲۳

۷۶۶

قذافہ المؤمنون ۱۸

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۱۶ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلَا

اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم

تَتَّقُونَ ۱۷ قُلْ مَنْ بِيَدِ مَلَكُوتِ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ

ڈرتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ

يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَا يَجَارِعُ عَلَيْهِ أَنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۸ سَيَقُولُونَ

بجا لیتا ہے اور اس سے کوئی بجا نہیں کتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیے

لِلّٰهِ قُلْ فَآتِي تَسْحَرُونَ ۱۹ بَلْ آتَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَ

اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو اپڑتا ہے کوئی نہیں ہم نے انکو ہتھیایا سچ قلم اور

لَهُمْ لَكُذُوبُونَ ۲۰ مَا اخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ

وہ البتہ جھوٹے ہیں اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ

مَعَهُ مِنْ آلٍ إِذَا الذَّهَبُ كُلُّ آلٍ بِمَا خَلَقَ وَ

انکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور

لَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۲۱

چڑھائی کرتا ایک پر ایک اللہ عزوجل ایسے اللہ کی بتائی باتوں سے

عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعْلَمَ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۲۲ قُلْ

جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اذی ہے اس سے جو کہ یہ شریک بتاتے ہیں تو کہہ

رَبِّ إِمَّا تُرِيتُنِي مَا يُوعَدُونَ ۲۳ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي

اے رب کہ اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کر لو

فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۲۴ وَإِنَّا عَلَى أَنْ تَشْرِكَ مَا نَعُدُّهُمْ

ان گنہگار لوگوں میں سے دل اور ہم کو قدرت ہے کہ جھگڑا دکھلا دیں جو ان سے وعدہ

لَقَدَرُونَ ۲۵ إِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ ۲۶ نَحْنُ

کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ہم

منزل ۴

اب بھی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ جس قادر و قیوم نے سب کو پیدا کیا ہے ہر ایک کو سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں دی ہیں موت و حیات اور سارا نظام عالم جس کے قبضہ میں ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ وہ وعدہ لاشریک ہے عبادت اور پکار میں اسکا کوئی شرک نہیں اور وہ حشو و نشر پر بھی قادر ہے (افلا تعقلون) کہ قدرتہ و ربوبیتہ و وحدانیۃ و دانہ لا یجوز ان یکون لہ شریک من خلقہ دانہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۷) بل قالوا الہ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشو و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا اذ امتنا الہ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کر دیے جائیں گے لقد وعدنا نحن الہ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سر اسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناٹے چلے آ رہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوئی ہے وہاں اس سے حشو و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ۱۔ قُلْ مَنْ الْأَرْصَاقُ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من انحصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذكرون) فاعلموا ان من فطر الارض ومن فیہا کما ان قادر علی اعادۃ الخلق و کما ان حقیقۃ بان لا یشرک بہ بعض

برہان عقلی دین
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مع ۵

المنصم مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ظالمو! کچھ تو خدا کا خوف کرو جب تم مانتے ہو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہی ہے اسکا فتح ہو گیا کہ سب کا رسل بھی دیا افلا تخافونہ فلا تشہر کو اب یہ افلا تَتَّقُونَ فی جمودکم قدرتہ علی البعث مع اعترافکم بقدرتہ علی خلق ہذہ الاشیاء (مدارک ج ۳ ص ۹) قُلْ مَنْ بِيَدِ مَلَكُوتِ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَا يَجَارِعُ عَلَيْهِ أَنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ دانہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۷) بل قالوا الہ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشو و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا اذ امتنا الہ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کر دیے جائیں گے لقد وعدنا نحن الہ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سر اسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناٹے چلے آ رہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوئی ہے وہاں اس سے حشو و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ۱۔ قُلْ مَنْ الْأَرْصَاقُ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من انحصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذكرون) فاعلموا ان من فطر الارض ومن فیہا کما ان قادر علی اعادۃ الخلق و کما ان حقیقۃ بان لا یشرک بہ بعض

موضح قرآن مابین دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔

اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ لے رب ۹۶ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

هَمَزٍ الشَّيْطَانِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّخْضَرُوْنَ

شیطان کی پھیس سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں رب سے کہ میری پائیں ہل

حَتّٰى اِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنَ ﴿۹۸﴾

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں سے کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیج دو

لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ

شاید کہ میں بھلا کام کروں اس میں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے

هَوَّاقِلَهَا مِنْ وَّرَآءِ لَهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۹۹﴾

کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں

فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ

پھر جب پھونکے مارے صور میں تو نہ رہیں ان میں اس دن اور

لَا يَتَسَاءَلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ

نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے سو جس کی بھاری ہوئی تولیے تو وہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ

کام لے نکلے اور جس کی ہلکی ہوئی تولیے تو وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ تَلَفُّ

جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں یہ جھٹس دیں

وَّجُوهُهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُونَ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ تَكُنْ

ان کے منہ کو آگ اور وہ انہیں بد شکل ہو رہے ہونگے کی تم کو

اٰتٰى تَنْثِيْرًا عَلٰىكُمْ فَاَنْتُمْ مَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ قَالُوْا

سناں نہ تھیں ہماری آیتیں کہ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

منزل ۳۴

اور ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے دھو بھجیر و لایجا ہر علیہ اور جسے وہ چاہے بچائے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ای من اراد اللہ اہلکما و خوفہ لم یمنعہ منہ مانع ومن اراد النجۃ وامنہ لم یبدلہ من نصرۃ اٰمنہ دافع (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۷) قل فانی لتسحرن آپ ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کار ساز سمجھتے ہو۔ ای فانی تخذعون و تصرفون عن توحیدہ و طاعتہ (فازن ج ۵ ص ۲۷۱) ای کیفیت بخیل الیکم ان تشرکوا بہ ما لا یضر ولا ینفع (قرطبی) ۷۶۹ بل انہم

یہ ان ہذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا کہ مسئلہ توحید اور شر و نشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمندان کو سمجھ سکتا ہے۔ دانیہم لکذبون اس لئے مشرکین اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد بالبعث وقیل مایعہ والتوحید ویدل علی ذالک السیاق (روح ج ۸ ص ۱۵۵) انک ما تخذ اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت و مبرہن کرنے کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی ہو۔ دعا کا ان مع الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک نہیں کوئی نہیں کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعل بعضہم الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وعدہ لا شریک ہے وہی قادر و متصرف اور مختار و کار ساز ہے اور ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے و اذاک ان کذلک فاعلموا انہ اللہ واحد بیدہ ملکوت کل شئی و یقدر علی کل شئی (فازن ج ۵ ص ۲۷۱) انک سبحن اللہ الخ لہذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے عالم الغیب والاشہادہ اللہ متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہذا وہ ہر شریک سے پاک اور ہر عیب سے منزہ ہے لہذا کل سب امال الخ تخویف دنیوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان

خبریں
تخلیف اخروی
بشارت اخروی
مذکر ۱۲

منکرین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچاؤ یہ اس عذاب کی شدت و فطاعت کے اظہار کے لئے کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ نظام ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہو گا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیے (روح) ولنا علی ان سریل الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت و طاقت ہے لیکن ہم عذاب کو موخر کر نیچے تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں ۷۷۰ ادفع بالستی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضع قرآن کا چھٹا شیطان کی ہے دین کے جواب سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب ہے اس سے بہتر وہ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی کو پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں و یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے وہ جلتے جلتے بدن سو ج جاؤ پیچھے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک و زبان ٹھٹھکی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر اور دلائل کے ساتھ بیان کریں بخسن اعلم بما یصفون باقی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی لکھ دقتل مراب الخ توحید بیان کرتے وقت آپ شیطان و دوسو سوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال و افعال میں دخل دیں لکھ جتنے اذیاء الخ یہ تحریف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بد انجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

المؤمنون ۲۳

۷۶۸

قد افلح ۱۸

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿۱۰۶﴾

اے رب زور کیا ہم پر ہماری بختی نے اور ہے ہم لوگ بھٹکے ہوئے

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ

اے ہمارے رب نکال دے ہمیں اس سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا

اخْسَوْا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿۱۰۸﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ

بڑے ہو چکے تھے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فریق تھا جسے میرے

عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ

بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو معاف کر دے اور رحم کر دے اور

أَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذَ لَهُمُوهُمْ سَخِرَ بَا حَتَّىٰ

تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پھنسا دیا

أَنْسَوَكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾ إِلَىٰ

بھول گئے ان کے چہرے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَلِهُمُوهُمْ الْفَايزُونَ ﴿۱۱۱﴾

آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کر نیکا اے کہ وہی میں مراد کو پہنچنے والے

قُلْ كَمْ لَبِئْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدُوِّ سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا

فرمایا تم کتنی دربرے اے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے

لَبِئْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلُ الْعَادِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ

ہم بے اہم دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھے گنتی والوں سے بول فرمایا

إِنْ لَّبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾

تم اس میں بہت نہیں اے تو خود ہی جانتے ہو اگر تم جانتے ہوئے

أَفَحَسِبْتُمْ أَنْبَا خَلْقْنَكُمْ عِبَادًا وَأَنْتُمْ إِلَيْنَا لَا

سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تمکو بنایا کھینے کو اور تم ہمارے پاس

منزل ۴

اب اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیج دے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ مشرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا اس جوعن جمع برائے تکرار ہے ای ار جعنی ار جعنی اسرا جعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیاء فی جہنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تنبیہ تکرار کے لئے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ع۔ قنابذ من ذکری حبیب ومنزل ای قف قف۔ ار جعنی علی جہت التکریر ای ار جعنی ار جعنی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) لکھ کلا الخ کلا کلمہ ردع ہے یعنی ای ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حشر اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا ہے گا مگر کفائد ومن وساءلہم بوزخ الخ ان کا موت کے بعد دنیا میں پس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے لکھ فاذا نفخ الخ تحویر اخروی ہے نفخ سے نفخ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہو جائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں بلکہ دوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اس جہان میں نسلی امتیاز کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر و غور سے کچھ فائدہ ہوگا لکھ فمن ثقلت

سرا دخال الی ۱۲

الخ یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تحویر اخروی ہے وہاں نسی اور خاندانی ٹرائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ملکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلف و جوہم الخ جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلاد لے گی اور ان کی شکلیں جل کر بد بنا اور قبیح ہو جائیں گی لکھ الم تحین الخ یہ زحر ہے اور اس سے پہلے یقال لہم مقدر ہے جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں

موضح قرآن یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی تھیں گے سو گناہ میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہی ہاں تھوڑی نظر آویگی یہ پوچھنا اس لئے کہ دنیا میں غدا کی ثنابی کرتے تھے اب کہ مشابہ آیا۔

۵۵۰ فتح اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شرکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سائے عالم کا کار ساز اور سائے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کار ساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ اسی تنزه و تقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد و الشریکاء و الانداد الخ (قرطبی ج ۲ ص ۱۵۵) لا الہ الا ہو الخ اس کے سوا کوئی کار ساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ عزت والے عرش کا مالک ہے جو سائے جہان کو محیط ہے ۵۵۱ ومن یدع الخ یہ تحریف اخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کار ساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انہیں سخت سزا ملے گی۔ اور ایسے کا فرد مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاء العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند رب کا ثنا قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لا یقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۵۹) سورت کی ابتدا میں فرمایا قل افلم المومنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی ۵۵۲ و قل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کر نیک حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا درکت احدا اغنت عن رحمة غیرہ و رحمة غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۱)

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مِلَّالَاتُ تَوْحِيدٍ

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ _____ تا _____ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۵ عذاب الہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان
- ۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ _____ تا _____ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۵ (۱۷) نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ
- ۳۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا _____ تا _____ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۵ (۲۷) نفی شرک اعتقادی
- ۴۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ _____ تا _____ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۵ (۳۷) نفی شرک فعلی
- ۵۔ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ _____ تا _____ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۵ (۴۷) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔
- ۶۔ وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ط نفی کار سازی از غیر اللہ۔
- ۷۔ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمْ السَّمْعَ _____ تا _____ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۵ (۵۷) نفی شرک اعتقادی۔
- ۸۔ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا _____ تا _____ قُلْ فَإِنِّي تُسْحَرُونَ ۵ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من انحصار۔
- ۹۔ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ _____ تا _____ فَتَعَلَّ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۵ نفی شرک فی التصرف
- ۱۰۔ فَتَعَلَّى اللَّهُ الْمَلِكُ _____ تا _____ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۵ (۶۷) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۳ شوال ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۰ فروری ۱۹۱۶ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورہ مؤمنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد لله اولا و آخر و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابداً)

سُورَةُ نُّورٍ

ربط سورۃ نور کو سورۃ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے: سورۃ مومنون کی ابتدا میں فرمایا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۃ نور میں فرمایا اَللّٰهُمَّ تَوَدِّعْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰهَ الشَّرِّ تَعَالٰی کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سورۃ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی نذرین نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکڑے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورۃ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعَلٰی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ — تا — اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ اب سورۃ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے خدا اور چڑکی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اکٹھا جائے اور وہ بدظن ہو کر آپ کا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھر کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ سورۃ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر و کَبُشِ الْمَصِيْبُوْنَ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعویٰ توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتدا رَاٰیَا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمْ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:-

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حصہ

ابتداء میں سورۃ انزلنا و فرضنا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ و الزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنات الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا۔ چوتھا حکم والذین یرمون ازواجہم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جاءوا بالافتک (۲۷) سے لیکر واللہ غفور رحیم (۳۷) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنیوالوں کے لئے زجر ہیں۔ ان الذین جاءوا بالافتک الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھر کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموه ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تعلقونہ بالسنتکم — تا — واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تحویل ہے۔ ولا یأتمل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون الخ — تا — هو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تحویل اخروی اس کے بعد الخبیثات للخبیثین الخ میں برے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یتاٰیہا الذین امنوا لاتدخلوا الخ (۴۷) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ ایستہ جو گھر ہالشی نہ ہوں بلکہ عمومی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمؤمنین یعضوا من البصاہم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمؤمنات یغضضن من البصاہن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) ولا یبدین زینتھن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل شرم حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں ایستہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ

پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کر سکتی ہیں اور (م) دلائل بن با جہنم الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چونکہ قانون دانتک حوالا ایامی منکھ الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر ڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبتغون الکسب الخ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انہیں مکاتب کر دو۔ چھٹا قانون دلائل بن با جہنم الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم ایئت الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتداء سورت میں مذکور ہوئی اور تحویف دینیوی ہے۔

اللہ نوس السموات والارض الخ (ع ۵) اس میں دعویٰ توحید کو ایک تشیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارسازی و صفات الوہیت، ہی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ الخ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکار نیوالوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالہم کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ الخ (ع ۲) دعویٰ توحید جو اللہ نوس السموات والارض میں مذکور ہے پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس کا اعلان کرتی ہے واللہ ملک السموات والارض الخ اور زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یسبح الخ یہ دعویٰ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور ابلے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے واللہ خلق کل دابة من ماء الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل و صورت اور افعال و خواص کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تمام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم و داناسب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لہذا انزلنا ایئت بیئت الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتداء سورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون امناباللہ تا۔ بل اولئک ہم الظالمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوہی ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین تا۔ فاولئک ہم الفاسقون (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل و جان سے پیروی کرتے ہیں فاقسموا باللہ تا۔ الا البلیغ المبین (ع ۸) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا تا۔ لعلکم ترحمون ہ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دینیوی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تحویف اخروی ہے

دوسرا حصہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا ایہا الذین امنوا لیست اذنکم الخ (ع ۸) اوقات استراحت و خواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ملکہ سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پرزے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعنی حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذلک یبین اللہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین امنوا باللہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تحویف دینیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جو نہی موقع پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان اللہ مافی السموات والارض و آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں اگر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حصہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح و تطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعویٰ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعویٰ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

الْآخِرَ وَلَيَشْهَدُ عَذَابُهُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ②

پچھلے دن پہر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک وال سے اور بدکار عورت ہے

لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ہے

الْمُؤْمِنِينَ ③ وَالَّذِينَ يُرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ

ایمان والوں پر دوسرا اور جو لوگ نے عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْلًا لَهُمْ وَهُمْ مُّصَنِّفِينَ

نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو استغنی

جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ④ وَأُولَٰئِكَ

ڈرتے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کہیں اور وہی لوگ

هُمُ الْفَاسِقُونَ ⑤ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ

ہیں نافرمان و مگر جنہوں نے توبہ کر لی اس کے پیچھے

ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا ⑥ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑦ وَ

اور سزا دے گا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِينَ يُرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شَهَادَةٌ

جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوڑوں کو کہے اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعَةٌ شَهَدَتْ بِاللَّهِ

سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کہ

إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ⑧ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ

کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں باریہ کہ اللہ کی قسم کہ

منزل ۴

۷ سورۃ انزلہا الخ سورۃ مبتدا مخذوف کی خبر ہے اسی ہذہ سورۃ اور انزلہا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (مدارک) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر و عفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرض نہا نہیں مفعول سے پہلے معنات مقدر ہے اسی فرضنا احکامہا (روح) احکام سے ستر و عفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں و انزلنا فیہا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے

اینت بینت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ و

فرض نہا اشارۃ الی الاحکام الی بینہا اولاتہم

قولہ و انزلنا فیہا اینت بینت اشارۃ الی ما

بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص ۳۱) ۷

الزانیۃ والزانی الخ یہ ستر و عفاف اور تطہیر معاشرے

متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور

زانیہ کو سو سو درجہ مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تا کہ لوگ

بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو

باتوں کا خاص خیال رکھو اول و لا تاخذکم بہما راۃ

الخ اگر واقعی تم الشریعہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی

اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو

نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی

کرو اور نہ اس قدر ملے کوڑے مارو کہ ان کو پست بھی نہ

چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس

نہی کے تحت داخل ہے۔ دوم لیشهد عذابہما الخ جابہی

کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیے

تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ

گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوئے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر

کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم

ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ

منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم

کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور

مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجوم منہ علیہ

الصلوۃ والسلام متواتر المعنی کثیافت علی کرم

اللہ تعالیٰ وجہہ وجود حاتم (روح ج ۸ ص ۷۹)

اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے شامے سے بھی ثابت

ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ

یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا

حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام

کے پاس مقدمے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

موضع قرآن لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی ہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے و قید والیاں یعنی کہیں ان کو بری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگا دے، عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمن مترجم گوید ازین آیت معلوم شد کہ زانیہ مصرہ بر زنا را نکاح نتوان کرد و ہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی است کہ حرام کردہ شد شرک زنا بر مسلمانان یا گویند حاصل است بقومی یا گویند منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲۔

کہا کورے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں کے ایک عالم بن صوری کو حلف دے کر پوچھا سچ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا اس پر سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وحیث یحکمونک و عندہم التوراة فیہا حکم اللہ الخ (۶۷) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا تکبر ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں لہذا الزانی لا ینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بدکار کر لیا گیا ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جاسکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک مشرک کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لا ینکح کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح کرے یعنی عدم بیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لا یکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تفسیر الامر الزانی اشد تفسیر بیان انہ بعد ان رضی بالزنا لا یلیق بہ ان ینکح العقیفۃ المؤمنہ... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیۃ ہی فی طبقہ... (فلائیکم) خبر مراد منہ لا یلیق بہ ان ینکح لکما نقول: السلطان لا یکذب لہذا لا یلیق بہ ان ینکح فیہ عدم البیہ الفعل من نزلة عدمہ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۷) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چھڑ جائے وہ ایسے ہی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک مشرک کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اعتنا کرتے ہیں۔ فالمعنی الزانی لا یطأ فی ذقت الزنا الا زانیۃ من المسلمین او من ہی احسن منها من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان النکاح فی هذه الآیۃ العطاء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے یا آیت وانکحوا الایامی متکم (قرطبی ج ۲ ص ۱۶۷) لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ہے و حرم ذلک الخ ذلک سے زنا کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہوگی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہوگا۔ والاشارة یمحتمل ان تكون للزنا المفہوم مما تقدم والتحريم علیہ علی ظاہرہ ولعل هذه الجملة وما قبلها متضمنة لتعلیل ما تقدم الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۷) یا اشارہ مذکور بالا نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ و حرمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کا ملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم نے تکوینی طور پر مومنین کا مِلن کے دلوں کو ایسے بدکار مرد و عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ و یمحتمل ان تكون لنکاح الزانیۃ و علیہ فالمراد من التحريم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعہم عن نکاح الزوانی جعل نفوسہم ابیۃ عن المیل الیہ فلا یلیق ذلک بہم الخ (روح ج ۱۷ ص ۱۷۷) والذین یرمون الخ یہ تمیز احکم ہے جب یہ بات واضح ہوگی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے بُرے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انھیں مدوزف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی درجے ملے جائیں ولا تقبلوا الہم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئک ہم الفسقون یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ متانفہ ہے کلام مستأنف غیر داخل فی حیث جزاء الشرط کانہ حکایۃ حال الرامین عند اللہ بعد انفقوا الجملة الشرطیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) کذا فی البحر المحیط ج ۴ ص ۱۲۳) الا الذین قالوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کر لی اور اپنے گئے پرنا دم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ اسی رجوعا عما قالوا وندموا علی ما تکلموا استثناء من الفاسقین كما صرح بہ اکثر اصحاب... کون الاستثناء من الجملة الاخیرۃ مذهب الحنفیۃ فعندہم لا تقبل شہادۃ المحدث و فی قذف و ان تاب و اصلہ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۷) و لیس یقتضی ظاہر الایۃ عود الاستثناء الی الجمل الثلاث بل الظاہر هو ما یعضدہ کلام العرب وهو الرجوع الی الجملة التي تليہا الخ (محرج ج ۴ ص ۱۲۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمۃ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص ۳۵۷ و ارشاد العقل السلیم (لابی السعود ج ۶ ص ۳۲۳) بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی لہذا فی روح المعانی ج ۸ ص ۱۱۱ کے والذین یرمون ازواجہم الخ یہ جو حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لہذا ذکر حکم قذف الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لٹکا ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں اپنے اوپر بدعا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشادۃ اھم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

قدا فلم ۱۸

445

النور ۲۴

اس شخص پر اگر مردہ جھوٹا اور عورت سے مل جائیگی

ار ہے یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقررہ شخص

اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

وہ جس کی ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل ہے

دے آہ و آواز ہو کہ یہاں سے کھڑی ہو کر

۱۳۴۵۶۷۸۹۱۰۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹۱۰۰

بلکہ یہ بہتر ہے کہ اسے حق ہے ہر آدمی کے لئے ان میں سے

جتنا اس نے گناہ کیا ہے اور جس نے ۲۱ لے اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ

سُورَةُ الْعَنْكَابِ ٢٨

وَمِنْتِ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ

لَمْ يَأْتِهِمْ عَلَيْهِ بَارُوعَةٌ شُهُدَاءُ

یہ سب کے سب اس بات پر چاہیے کہ

منزل ۴۴

...

سے پھر آتے تھے۔ رات کو کوڑھ موافقی اور نقارہ نہ تھا

مے گراٹھا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا

نہ کہتے لیکن دل اس خفا میں قہقہے کے بعد حاکم المؤمنین نے

سرفاسطی کے اللہ کر و ماتر سزا دے گا کہ نہ بڑا اور وقتنا کما

اف جھٹا دیتے ان کھلوانے کوٹ فہلانا اور سب کو کھنڈا بہت

کے بعد یہ ان پڑھوں کی طرح رہا۔

منکم کالفاظ استعمال فرمایا۔ ومعنی (منکم) من اهل ملتکم ومن ینتقی الی الاسلام سواء کان کذا الذی فی نفس الاصرام لا فی شمل بن الی لان من ینتقی الی الاسلام ظاہراً وان کان کافر فی نفس الامر (روح ج ۸ ص ۱۱۱) لے لا تحسبوا الخ اس ایک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیشتر ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تہمت سے پاک ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ گزشتہ چار احکام بھی نازل فرمائے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طلب و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل ہو خیر لکم لا کتابکم بہ الثواب العظیم وظہور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشر آیت فی نزہۃ

النور ۲۴

۷۷۶

قد افلح ۱۸

فَاذْلَمُوا بِاَنْتَوَابِ الشَّهَادَةِ فَاُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ

پھر جب نہ لائے شاید تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں

الْكَاذِبُونَ ۱۳ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

جھوٹے و اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر ہلہ اور اس کی رحمت

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ

دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچ کرنے میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۴ اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ

کوئی آفت بڑی و جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر ہلہ اور

تَقُولُونَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَ

بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور

تَحْسِبُونَهُ هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۱۵ وَلَوْ لَا

تم سمجھتے ہو اسکو ہلکے بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے و اور کیوں نہ

اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا

جب اللہ تم نے اسکو سنا تھا کہا موزنا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۱۶ يَعِظُكُمُ اللَّهُ اَنْ

اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ

تَعُوذُوا بِاللَّهِ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۷ وَ

پھر نہ کرو اللہ ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو و اور

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيٰتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۱۸ اِنَّ

کھواتا ہے اللہ تمہارے واسطے پنے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے و جو

الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الذِّیْنِ اٰمَنُوا لَهُمْ

۱۸ لے لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

منزل ۴

ساحتکم الخ (ابو السعود ج ۶ ص ۳۳) لکل امرئ

منہم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے

انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا

لیا ہے الخ والذی تو لی الخ اس سے عبد اللہ بن ابی

رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد

کا سرغنہ اور لیڈر ہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں

حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ والا قرب

فی الروایۃ ان المراد بہ عبد اللہ بن ابی بن

سلول فانہ کان منافقا یطلب ما یكون قدحا

فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعاً لہ

خیما کان یاتی الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۵) (والذی تو لی

کبیرہ) ہو عبد اللہ بن ابی بن سلول (معالم قرآن

ج ۵ ص ۶) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ

یہاں موصول سے عبد اللہ بن ابی بن سلول ہی مراد ہے

مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو:- مدارک ج ۳ ص ۱۰۳،

جامع البیان ص ۳، ابو السعود ج ۶ ص ۳۳، روح

ج ۸ ص ۱۱، بحر ج ۶ ص ۳۳ وغیرہ لے لولا اذ

سمعتہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے۔ قالوا

ظن یر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو

اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے

میں حسن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا

کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی شخص

اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان

نہیں کر سکتے کہ وہ زنا یا برا کام کر گذریں لے

لولا جاءہ الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت

لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے؟ جب

وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے

ہیں لہذا لے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط

بات سننے ہی اعلان کر دیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے

اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی۔ و هذا تو بیخ و تعنیف للذین سمعوا الافک ولہما یجدوا

موضع قرآن و چاہئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگاویں انکو جھٹلائے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تعنی عذاب کے و یعنی

پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے۔ اگل آیت میں پتہ بتا دیا۔

فتح الرحمن دا یعنی جنہی کہ میگفتند فلان وفلان چنین میگوند وماندید ایم و تحقیق نمیدانیم ۱۲۔

ملاک کر دیتا اور مہلت نہ دیتا العجل لکم العذاب وکودہ المنتہ بترک المعاجلة بالعقاب مع حذف الجواب مبالغۃ فی المنتہ علیہم والتوبیخ لہم (ملاک ج ۳ ص ۵۱) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ماذکی منکم الخ ۱۱ یا ایہا الذین الخ ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت بُرا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہیے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ من یتبع الشیطان او تکب الفحشاء والمنکر فانہ لا یامر الا بہما ومن کانت

النور ۳۴

۷۷۸

قد افلح ۱۸

المُحْصَنَاتِ لُغِفَلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُغَوًا فِي الدُّنْيَا

حفاظت والیوں بیچر ایمان والیوں کو انکو بھڑکارے دنیا میں اور
الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۲۳ یوم تشهد علیہم

آخرت میں اور ان کیسے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کر دیں گی
الْسِّنْتِمْ وَأَيِّدْ بِيَمِينِكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۲۴

ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے
يَوْمَ يُؤْفِكُ فِيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُونَ أَنَّ

اُس دن پوری دیکھا کہو اللہ ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ
اللَّهُ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۲۵ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ

اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں گندوں کے واسطے
وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے
لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مَبَرَّءُونَ مِنْمَا يَقُولُونَ لَهُمْ

واسطے ستھروں کے وہ لوگ جسے بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے
مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۲۶ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف تم اے ایمان والو
لَا تَدْخُلُوا بِيُوتَا غَيْرِ بِيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا

مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرو اور
تَسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

سلام کرو ان گھر والوں پر بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم
تَذَكَّرُونَ ۲۷ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا

یاد رکھو اگر نہ پاؤ گے اس میں کسی کو تو اس میں نہ

منزل ۴

كذلك لا يجوز اتباعه وطاعته (روح جلد ۱ ص ۱۲)

۱۲۱۱ کے دلو لا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ماذکی منکم الخ

جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بھائی اور بہتان تراشی کو روکنے کے لئے احکام و حدود

مقرر فرمائے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج

ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ ہو جاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرما کر ان کے

منہ بند کر دیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات بینات نازل فرما کر توحید اور شریعت کی

راہ واضح کر دی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی

کھول دیا ہے تاکہ گنہگار توبہ کر کے گناہوں سے اپنے کو پاک کر سکیں توبہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ

ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہو سکتا و لکن اللہ بزرگی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی

مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اس کا فضل و کرم شامل حال ہوتا ہی انسان

گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے ای ان تزکیۃ... لکم و تطہیرہ و ہدایتہ انما ہی بفضلہ لا

باعمالکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۰۷) ۱۲۱۱ ولا یأتل اولوالفضل الخ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی

اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق کے قریبی رشتہ دار تھے

یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بناء پر ان کی مالی امداد کیا کرتے

تھے واقعہ افک میں مسطح رضی اللہ عنہ سے بھی غلطی ہو گئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رضی اللہ عنہ پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

مبشارت
آخر دی ۱۲
پہلا قانون
مبشارت
۱۲

۳
ج ۹

موضح قرآن لا ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جائے کیا جانے وہ

کس حال میں ہو۔ اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے جلتی اللہ یا ربنا اننا لنعجب ان تعضل لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بجال کر دیا ۲۳ ان الذین یومنون الخ
یہ منافقین کے لئے تحریف دنیوی و اخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انہیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا
اس سے عبد اللہ بن ابی رہیس المناقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ہذا خاص فی عبد اللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص ۵۷۷)، غازی
(۵۷۷) یوم تشہد الخ طرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے از نکاب سے انکار کریں گے
تو اللہ تعالیٰ ان سے گویائی کا اختیار سلب کر لے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمائے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اختیار سے بغیر
بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انظر من اللہ من غیر اختیار ہم اجمع مکث ۲۳ یومئذ یؤذینہم اللہ الخ دینہم، دین کے معنی حساب اور
جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا اسی حساب ہم و جزاء ہم
(قرطبی) دمعنہ الحق الثابت الذی ہم اہلہ (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں
تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہو جائیں گے اور ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس
انہما نزلت فی عبد اللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامت علم حیث لا ینفعہ (بحر ج ۶ ص ۴۴) الخ الخبیثت
للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک
عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ
لوگوں کی شان کے شایان ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے
کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکیزہ اور عقیف انسان ہیں
اور زنا ایسی خباثت سے مبرا ہیں۔ قال مجاہد وابن جبیر وعطاء و اکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من
الرجال و کذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱۱) یا الخبیثت سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں
مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی
گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکیزہ انسانوں کا بدکار اور گندی
عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و طاہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہذا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی
بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آج نہیں آنے دیتا
کان تعالیٰ یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اظہر من الرسول فاذا وجہ اذن لا یجوز ان
یکن الاطیبات (کبیر ج ۶ ص ۳۹۹) حضرت شیخ قدس سرہ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس
کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جن کو خبیث لوگ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ
یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاکے مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت
سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارة قیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقہ و صفوان (روح ج ۱۸ ص ۱۳) اولئک
مبرءون مما یقولون ای عائشہ و صفوان الخبیثون و الخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور
آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعوت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یا ایہا الذین امنوا الخ فقست افک کی تفصیل کے بعد اب
آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دوائی کا سد باب ہو جائے اور آئندہ کے لئے
کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقع نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں
اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اگر کسی حتی تستأمنوا ای تستاذنوا من یملك الاذن من اصحابہا (روح ج ۱۸ ص ۱۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں
داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو و تسلوا علی اہلہما جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو
سلام مسنون کہو ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صفر مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ اگر اجازت نہ
دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم اس جعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ہواذکی لکم۔ اجازت نہ ملنے
کی صورت میں تمہارا واپس آجانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالارہو گے اب
دروازے پر چھٹ کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لانیہ من سلامۃ الصدور والبعد عن الریبۃ (مدارک ج ۳ ص ۱)

۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل و عیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً موٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیہ وقتادة ومجاهد فی الفنادق التي فی طرق السبلۃ قال مجاهد لا یسکنها احد بل هی موقوفۃ لیاوی الیہا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۲ ص ۲۸) ہی المخافات والمنازل المبنيۃ للسبلۃ وقیل بیوت التجار وحوادثہم (غازن ج ۵ ص ۶۹) قل للمؤمنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت و عفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب و محرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا ۲۹ قل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غرض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتہن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت و آرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت و آرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اولیٰ ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انھیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۰ ولیضربن جھڑھن الخ عورت کے خلقی حسن و جمال میں سبب نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی حفاظت سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیہن من جلابیہن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ دلابیہن الخ اور اپنی زیبائش کو

کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت و عفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب و محرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا ۲۹ قل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غرض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتہن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت و آرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت و آرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اولیٰ ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انھیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۰ ولیضربن جھڑھن الخ عورت کے خلقی حسن و جمال میں سبب نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی حفاظت سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیہن من جلابیہن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ دلابیہن الخ اور اپنی زیبائش کو

موضع قرآن ۱۲ کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ

قد افلحہ ۱۸ ۷۸۰ النور ۲۴

تَدْخُلُوها حَتّٰی يُؤْذَنَ لَکُمْ ۚ وَ اِنْ قِیلَ لَکُمْ اَرْجِعُوْا فَاَرْجِعُوْا ۚ اُوْا زِیْ لَکُمْ ۖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۙ ۲۸

جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے ٹکرو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب ستم ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے ۲۸

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بَیوتَ غَیْرِ مَسْکُوْنَةٍ ۚ

ہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِیْہَا مَتَاعٌ لَّکُمْ ۖ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ ۚ وَ مَا تَکْتُمُوْنَ ۙ ۲۹

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو ۲۹

و یَحْفَظُوْا فُرُوجَہُمْ ذٰلِکَ اَزِیْ لَہُمْ طٰرِئٌ اَللّٰہُ خَبِیْرٌ ۙ

اور تھامتے ہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستم ہے تمہارے لئے بیک اللہ کو خبر ہے

بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۙ ۳۰

جو کچھ کرتے ہیں ۳۰ اور کہہ دے ایمان والوں کو چھپی رکھیں ذرا

اَبْصَارَہُمْ ۚ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوجَہُمْ ۚ وَ لَا یُبْدِیْنَ

اپنی آنکھیں ۳۰ اور تھامتے ہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں ۳۰

زَیْنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْہَا ۚ وَ لَیْضْرِبْنَ جُھُورَہُنَّ

اپنا سنگار مگر جو کھل چیز ہے اس میں سے ۳۰ اور ڈال لیں ۳۰ اپنی اوڑھنی

عَلٰی جُیُوْبِہُنَّ ۚ وَ لَا یُبْدِیْنَ زَیْنَتَہُنَّ اِلَّا

اپنے گرمیابان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبَعُوْلَتِہُنَّ اَوْ اَبَائِہُنَّ اَوْ اَبَاءِ بَعُوْلَتِہُنَّ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

منزل ۳

دی ہو تو نہ جافے اور پھر جاؤ کہے سے برانہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہو کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جاناجد سے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے نوٹندی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ۱۲ یعنی مواضع زیور ۱۲ و ۱۳ یعنی وجہ و کفین ۱۲۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی رباط وقت ۱۲ و ۱۳ یعنی مواضع زیور ۱۲ و ۱۳ یعنی وجہ و کفین ۱۲۔

أَوْ أَبْنَاءَهُنَّ أَوْ أَبْنَاءَ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانَهُنَّ أَوْ بَنِي
 إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَاءَ بَنِي أَوْ مَا
 مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرَ أُولِي الْأَرْبَابَةِ
 مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى
 عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا
 يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا
 الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۲۱ وَأَنْكِحُوا الْأَيَّامَ
 مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمْثَلِكُمْ أَنْ
 يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِمَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ
 عَلِيمٌ ۝۲۲ وَلِيَسْتَعْفِفَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ
 نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ
 نِكَاحًا حَتَّى يَكُنْ لَهُمْ مَقْدُورٌ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

منزل ۴

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذمی رحم محرم ہیں باب، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اذنیاء ہن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کر سکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن و جمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس رضی اللہ عنہ لا یجوز للمسلمۃ ان تراهـ

یہودیۃ او نصرانیۃ لئلا تصفہا الزوجہا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ۱۳۲۵ او مالک الت الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم میں ہیں ای من الاملہ ولو کوا فر واما العبد فہم کلا جانب روح ج ۱۸ ص ۱۳۲) ۱۳۲۵ او التابعین الخ یعنی وہ نوکر یا کرایہ وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھیا کھا کر گزارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بلکہ اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاجر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کر سکتی ہیں الرجل یتبع القوم فی کل معہم ویوافقہم وہو ضعیف لا یکتث للنساء ولا یشتہیہن (قرطبی ج ۲ ص ۱۳۲) ۱۳۲۵ الملاد بالتابعین غیر اولی الاربابۃ ہم الذین یتبعون القوم لیمسبوا من فضل طعامہم لاہمۃ لہم الا ذلک ولا حجت لہم فی النساء (خازن ج ۵ ص ۵۷) ۱۳۲۵ او الطفل الذین الخ اس طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن باسراجلہن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں میں پر اہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

راحت چھانڈوں
معاشرت
پاؤں خوں قانون
معاشرت

موضع قرآن و سنکار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور تلی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھونا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلیے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا پھللا اور باقی بدن اور گٹا ڈھانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدلتا عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگر دیا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آئے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے کی رسول نے فرمایا اے علیؓ تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ راند عورت جب مرد سے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند نہ ہو عیب سے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن
 واما اصل این آیت آلت کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچه در ستر آن حرج است و آن وجہ و کفین بود۔ و آنچه در ستر آن حرج نیست مانند سرو گردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیاں فرض است نہ از محارم۔ و اللہ اعلم

پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ گروٹیں لینے لگیں و تو بوالہ اللہ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر و نواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخون عن سہو و تقصیر فی ادا امرہ و نواہیہ و ان اجتہد و اخلذ و صی المومنین جمیعاً بالتوبۃ و بتامیل الفلاح اذا تابوا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) ۱۲۳ و انکو الایامی الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح و عفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامی ایم کی جمع

النور ۲۴

۷۸۲

قد افلح ۱۸

الْكِتَابُ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ
لَهُمْ اَزَادِي كَالْمَالِ يَكْرَانِ مِثْلَ مَا تَمْلِكُ مِنْ اَمْوَالِكُمْ كَرْدِيدُو اِنْ سَمِعْتُمْ
فِيهِمْ خَيْرًا ۱۲۴ وَ اَتَوْهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي اَتٰكُمْ
اِنْ مِثْلَ كَمَّ تَنِي اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تم کو دیا ہے
وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوڑیوں پر بیکہ بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں گے قید سے رہنا
لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُمْ
کرتے ممانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر زبردستی کرے
فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِمْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۲۵
تو اللہ سے ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَمَثَلًا مِّنَ
اور ہم نے تمہاری مہارت کی طرف آئیں گے کھلی ہوئی اور کچھ مال
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۱۲۶ اللّٰهُ
انکا جو پہلے تم سے پہلے اور نصیحت کرنے والوں کو اللہ
مُؤْمِنِي السَّهْوٰتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ كَوْكَبٍ
روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی لگے مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق
فِيْهَا مِصْبَاحٌ مِّمَّصْبَاحٍ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ
اس میں ہو ایک چراغ لگے وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے
كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
جیسے ایک ستارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا
زَيْتُوْنَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا
وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب اس کا تیل کہ

منزل ۳

ہے اور ایم غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کہتے ہیں
یا وہ مرد و زن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو الایم
قال لفظین شمل کل ذکر لانی معہ و کل
انثی لا ذکر معہا بکراکان او ثیباً... و فی
مشرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الایم
السی لا زوج لہا و اصلہ ہی السی کانت متزوجة
ففقدت زوجہا بزعم طرأ علیہا الخ و روح ج ۸
ص ۱۲۴ یعنی جس عورت و مرد کا ابھی تک نکاح نہیں کیا
ہو کر بیوہ یا رنڈا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان
کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے
جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جانے سے
ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہو جائیگا اور نکاح نہ کرنے میں
بہت سی خرابیاں ہیں الصالحین سے یا تو شرعی معنی مراد
نئے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی
گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کر سکیں و زوجین
اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیخصن دینہم
و یحفظ علیہم صلاحہم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵)
یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی
اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ
بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کر سکیں صلاحیت کہتے ہیں

۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

موضع قرآن لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام ،
لونڈی کہنے کہتیں اتنی مدت میں
استانچہ کو کمادوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا
لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی
تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری
بدکاری نہ کرے گا اور دو ہمتندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام
لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ
سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کرائی
مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ و یمن
پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمن ما یعنی فتیدہ روشن است ۱۲۔ ۱۳ یعنی در قندیل ۱۲۔

مدبر الامور فی السموات والارض (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵) اسی کے قدرت و تصرف سے زمین و آسمان کی رونق اور سائے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے منور اور موجود ہے المعنی اسی بہ و بقدرتہ انما ہذا صنواء ہا و استقامت امور ہا و قامت مصنوعاتہا (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵) الواجب الوجود الموجد لما عدلہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سائے جہان میں جو حسن و خوبی اور جمال و کمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ۲۲ مثلاً نور اللہ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین آسمان میں ظاہر و عیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف و شفاف شیشے کا شمع دان ہو جو

النور ۲۴

۷۸۳

قد افلم ۱۸

يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ

کہ روشن ہوگا اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے

لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ

اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳۵ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ۳۵ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا کہ ان کو

تُرْفَعُ وَيُذَكَّرُ فِيهَا السُّبَّةُ لَا يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ

بلند کر دینا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور

وَالْأَصَالِ ۝۳۶ رَجَالٌ لَا تُلْهِيمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا

شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَاقَامِ الصَّلَاةَ وَآتَا الزَّكَاةَ

اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝۳۷

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں لوٹ جائیگی دل اور آنکھیں

لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّنْ

تاکہ بدل دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو

فَضْلِهِ ۝۳۸ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۹

اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ۳۸ اور

الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُ الظَّالِمُونَ

جو لوگ منکر ہیں ان کے کام گھلے جیسے ریت جنگل میں پیسا سا جانے اس کو

مَاءٌ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فُوقًا

پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

منزل ۴

درخشاں سائے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو جو کثیر الفوائد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں ہے۔ وہ تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ دکھائے بغیر ہی جل ٹھے گا مشکوٰۃ طاق جس میں چیراغ رکھا جاتا ہے مصباح چیراغ نہاجۃ شیشہ کو کب دری چمکتے والا ستارہ لاغریقہ دلاغریقہ یعنی وہ نہ باغ کی شرقی جانب ہو نہ غریبی جانب بلکہ کھلے میدان اور صحرا میں ہو تاکہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ ایسے درخت کا روغن نہایت صاف و شفاف لطیف اور عمدہ ہوتا ہے اسی مناجیۃ للشمس لا یظلمہا جبل ولا شجر ولا یحجبہا عنہا شیء من حیث تطلع الی ان تغرب وذلک احسن لزیتہا۔

مذکورہ روغن

مذکورہ روغن

(روح ج ۱۸ ص ۱۶۹) یوقد من شجرة الخ المصباح سے حال ہے شجرۃ سے پہلے مضاف مقدم ہے اسی من ذیت شجرۃ نور عنی نور یعنی اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو گئیں۔ چیراغ میں تیل بھی زیتون کا ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چیراغ اعلیٰ درجے کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کار سازی سائے جہان کے ذرے ذرے سے ظاہر و عیاں ہوتی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ترانی تعلیمات کی ضیا پاشیوں سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

موضع قرآن یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان و زمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباس نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیج کا نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے و ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

فتح الرحمن دا حاصل اس مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت و عبادت در دل مسلمانا حاصل می شود بنور چیراغ کہ در غایت درخشندگی باشد بہت اشعار بان مواظبت می فرما و ۱۶۔

فوس علی نور کا مصداق بن گیا۔ جہدی اللہ دنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے سالے جہان میں ظاہر و عیاں ہے۔ جہان کے ذریعہ سے اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چرخ کی روشنی و وضوح و انجلا کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کار ساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں دینا۔ اللہ الاحمال اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ہوا علم بمن یشحق الہدایۃ ممن یشحق الضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) لکھ فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقل ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف و مختار اور کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدس کرتے ہیں۔ فی بیوت غن یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیہا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت و فیہا تکریر یقولونک نمید فی الدار جالس فیہا (بحر ج ۶ ص ۳۵۵) یا فی بیوت جز مقدم ہے رجال بحرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اسکی توحید مراد ہے والہمد بالاذن العز والرفع التعظیم (روح ج ۸ ص ۱۸۱) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما المادبہ (بذ کل سمہ) توحیدہ عز وجل وهو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۸ ص ۱۸۱) یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کا ورد کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادت ہی سے غافل ہو جائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے جیسا کہ فون یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہو جائیں گے مراد قیامت کا دن ہے لیجزمہ۔ یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح و تقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی جزاء دے اور مزید فضل و مہربانی سے نوازے (روح) واللہ یرزقانیہ ما قبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل و کرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزاء دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار و کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے لکھ والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہ کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب ہے کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین و آسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت و دعائیں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافر خانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کار ساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالہم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قبیحۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو قحطی میں سفر کر رہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بد حال ہو چکا ہو، دُور سے اسے سراب نظر آئے جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سوا ریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں والبتہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام و نشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذ اسأی السراب من هو محتاج الی الماء بحسبہ ماء قصد یشرب منه فلما انتہی الیہ (لم یجدہ شیئاً) فکذا اللک الکافر یحسب ان عملہ وانہ قد حصل شیئاً فاذا دافی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیہا و نوقش علی افعالہ لم یجد شیئاً بالکلۃ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) حتی اذا الخ۔ حتی غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بدشہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ مخدوف ہو گا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائیں گے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انہیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کرے گا لکھ او کظلمت الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات و درظلمات ہیں جس طرح ایک بہت سی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھاتے ہوئے ہوں۔ ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک و جہالت کے ایسے ہی تہ بہ تہ اور موج و در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رُشد و ہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک و ضلالت کے ان دبیر اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراسر اظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبہہما (اعمالہم) فی ظلمتہا وسوا دھا لکونہا باطلۃ و خلوہا عن نور الحق بظلمات متراکمة من لجم البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱۳) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمنگ ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضا جوئی کے لئے ناپ و گانے کی نذر و منت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناپ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان و قلم کی نوک پر لانے سے شرم و حیا مانع ہے

کہ وہ من لم يجعل الخ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نور توحید عطا نہیں فرمایا اور جس نے دنیا میں نیک کام نہیں کئے وہ آخرت میں بھی نور رحمت اور مغفرت سے محروم ہے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت عطا نہیں فرمایا اُسے اور کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ای من لم يشأ اللہ تعالیٰ ان يهديه الله سبحانه لنوره في الدنيا فماله هدايته ما من احد صلا فيها وقيل ومعنى الآية من لم يكن له نور في الدنيا فلا نور له في الآخرة (روح ج ۱۸ ص ۱۵۵) کہ الم ترا الخ یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقل دلیل ہے زمین و آسمان کی ساری ذی عقل اور

النور ۲۴

۷۸۶

قد افلح ۱۸

حَسَابُهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۳۹ اَوْ كُظِّلْتُمْ فِي بَحْرِ

اے کاکھ اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب و ادب یا جسے اندھیرے گہرے دریا میں لپیٹ کر غشہ موج من فوق موج من فوق سحاب ظلمت

چڑھی آئی ہے اس پر ایک لہر لہر لہر اس کے اوپر بادل

بَعْضًا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا خَرَجَ يَدُهُ لَمْ يَكْدِرْهَا

اندھیرے میں ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اسکو ہٹو جائے

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۴۰ اَلَمْ

اور جو کو اللہ نے نہ دی روشنی اس کو واسطے کہیں نہیں روشنی دے کیونکہ

تَرَانَّ اللَّهُ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْظُّلُمُ

دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہے آسمان و زمین میں اور اُن کے

صَلَّتْ كُلُّ قَدْعَةٍ صَلَاتَهُ وَتُسَبِّحُهُ ۴۱ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

پرکھوئے ہوئے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے

بِمَا يَفْعَلُونَ ۴۲ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى

جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ کی مکت ہے آسمان و زمین میں اور

اللَّهُ الْمَصِيرُ ۴۳ اَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ

اللہ ہی تک پہنچ جاتا ہے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ بلبک لاتا ہے بادل کو پھر انکو ملا دیتا ہے

بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

پھر ان کو رکھتا ہے تہہ برتہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے

خَلَلِهِ وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ

ذبح سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں

بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ

اوبوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے

ہ نزل ۴

سج ۱۱

مذہبیوں کی توجہ کی ضرورت ہے

غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ واللہ ملک السموات الخ زمین و آسمان کا مالک و مختار بھی ہے اسے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر۔ من پر معطوف ہے۔ اور صفات اس سے حال ہے یہ جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور جس رخ چاہتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں کل کی تینوں مضامین الیہ سے عوض ہے اسی کل واحد من ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تہلیل کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل و مسبح صلاة ففسما و تسبیحہ الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۸) ویراد بافرادھا (الطیر) بالصلوة والتسبیح ما الھما اللہ تعالیٰ کل واحد منها من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵)۔

۴۹ الم ترا ان اللہ یزجی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں کی مانند بادلوں میں سے اگلے برساتا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے جب بجلی کووندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھوں کی روشنی ہی سلب کر لے۔ یہ سارا نظام اللہ ہی کے قبضے میں ہے یقلب الليل والنهار الخ اس کے علاوہ رات دن کا انقلاب یعنی رات دن کی یکے بعد دیگرے آمد و رفت اور ان کی کئی بہتی

موضع قرآن کا فرد طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں۔

فتح الرحمن واصل اس میں مثل آنت کہ اعمال کا ضبط شود و در آخرت آنرا بیج ثواب نباشد ۱۲ واصل اس میں مثل آنت کہ برکات و ظلمات بہیمیہ مترکب شد است و فتح الرحمن انوار ملکیت از وی بجلی معدوم شدہ است ۱۲۔

بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام تکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کار سازی، اس کا معبود برحق ہونا اور سائے عالم میں متصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبرة لا ولی الا بصار) ای دلالت لاهل العقل و البصائر علی قدسۃ اللہ و توحیدہ (غازن ج ۵ ص ۸۲) یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل من جبال، من السماء سے بدل ہے اور جبال بادلوں سے کنایہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء۔۔۔۔۔ من جبال ای من قطع

النور ۲۳

۷۸۷

قد افلم ۱۸

يَكَادُ سَنَابَرُ قَهْ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۚ يَقْلِبُ اللَّهُ

ابھی اسکی بجلی کی کوند لپھائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ

رات اور دن کو اس میں دھیان کرتی جگہ ہے آنکھ والوں کو

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّن يَّمْشِي

اور اللہ نے بنایا ہے ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے

عَلَىٰ بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّن يَّمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ

اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ

مِّن يَّمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۚ وَاللَّهُ

ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اتاریں آیتیں اھ کھول کر بتائے والی اور اللہ

يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ وَيَقُولُونَ

چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں

أَمَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

اے ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں گئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان کی

مِّن بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ وَإِذَا

اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں مانتے والے اور جب

دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

ان کو بلاتے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں فیصلہ چکائے تب ہی ایک فرقہ کے لوگ

مُعْرِضُونَ ۚ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۚ

منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر

منزل ۳

تیسری صفحہ
دین پر غیبی
مع اعادہ
تیسری بار
برائے شکر و اعادہ
احوال منافقین

عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۸ صفحہ ۱۹)
۵۵ واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطعہ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوہا ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سائے جہان میں متصرف ہے ۵۵ ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہدایت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہونگے ۵۶ ویقولون امنا الخ یہ منافقین پر شکوئی ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد و آبرو نگہ کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہر گز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذ دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ ملو

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پیغمبر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لہم الحق الخ لیکن اگر انہیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہو گا تو وہ ذکر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعة طلبا لحقہم لا رضایا بحکم رسولہم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) ۵۷ فی قلوبہم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا و رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ہم

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ۵۴ انہما کان لہ منافعین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں خروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن تو مخلصین کا حال یہ ہے کہ

النور ۲۴

۷۸۸

قد افلح ۱۸

أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمْ رَأَوْا أَنْ يَخْفَوْا أَنْ يَخْفَىٰ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا

اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۵۵

ان پر اللہ اور اس کا رسول کوئی نہیں ڈرے گا وہی لوگ بے انصاف ہیں و

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائے انکو اللہ اور رسول کی طرف

لِيُحْكَمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

فیصلہ کریں گے ان میں تو کہیں سمجھنے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہیں

الْمُفْلِحُونَ ۵۶ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ

بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور

يَتَّقِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۵۷ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

بیکر چلے اس سے سو ڈری لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی بے

أَيْمَانِهِمْ لَنْ أَمْرًا لَهُمْ لِيُخْرِجُنَا قُلُوبًا نَقُصُّهُمْ وَأَطَاعُوا

کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو ہمارے چھوڑ کر نکلتا ہیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

مَعْرُوفَةً ۵۸ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۵۹ قُلْ أَطِيعُوا

چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو

اللَّهُ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ہے پھر اگر منہ پھرو گے تو اس کا ذمہ ہے

مَا حَسَلْ وَعَلَيْكُمْ مَا حَسَلْتُمْ ۚ وَإِنْ تُطِيعُوا

جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا مانو

تَهْتَدُوا ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۶۰ وَعَدَ

تو راہ پاؤ اور پیغام لایا کہ تمہیں نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کر لیا کہ

منزل ۷

وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون و چرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس و پیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ و من يطع الله الہ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے بخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈسے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے و بخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵) ۵۵ منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپ کا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کئی کتر جاتے ہیں قل لا تقسموا الہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرمایا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری طاقت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعت معرّفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدا محذوف ای طاعتکم طاعتہ و جملہ تعلیل لدھی کا نہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعة لان طاعتکم طاعتہ معرّفۃ بائنا واقعۃ باللسان فقط من غیر مواطاۃ من القلب الہ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶ قل اطیعوا الہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرمادیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الہ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے۔ ای فان تتولوا محذوف احدی التائین

۱۲

۱۲

۱۲

موضع قرآن دل میں روگ یہ کہ خدا اور رسول کو بیچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

قد افلح ۱۸



فتح الرحمن وای یعنی چنانکه بنی اسرائیل را بعد عاقله پادشاه ساسانی یعنی چونکه قاتلان حضرت عثمان را کردند مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمده الخلفه بعدی ثلاثون سنة. والله اعلم ۱۲ وای یعنی غلامان و کنیزکان ۱۲-

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور مجھے ہی سارے جہان کا مقصد و کار ساز سمجھیں گے اور حاجات و منجات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ بعد و نفی لائشرون بی سبھا ففیہ دلالت علی ان الذین عنانہم لا یتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشریک (کیرج ۶ ص ۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تحویف و تہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور نافرمانی کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل

قد افلحہ ۱۸۰ ۴۹۰ النور ۴۲

صَلٰوةُ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

کے نماز سے پیچھے یہ تین وقت بدن کھنے کے ہیں تمہاری کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر جناح بعدھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذلک

ان وقتوں کے پیچھے پھر ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس یوں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰتٰىكُمُ الْاٰيٰتُ وَاللّٰهُ عَلَيْهِمْ حٰكِمٌ ۝۵۸ وَاِذَا بَلَغَ

کھوتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا رکھتا ہے اور جتنے نہیں

الْاَطْفَالُ مِنْكُمْ الْحُلُمُ فَلْيَسْتَاذِنُوْا اُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ مِنْ

لڑکے ۵۸ تم میں کے عقل کی حد کو تو انکو دینی کی اجازت دینی چاہیے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے

قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلَيْهِمْ حٰكِمٌ ۝۵۹ وَ

اگلے یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا رکھتا ہے اور

الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

جو بیٹھ رہی ہیں گھونٹتھاری عورتوں میں سے جن کو توقع نہیں ہے نکاح کی ان پر گناہ نہیں

جَنَاحٌ اِنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَاِنْ

کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھر اپنا سنکار اور اس

يُسْتَغْفِرْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۶۰ لَيْسَ

سے بھی پیچیں تو بہتر ہے ان کیلئے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے نہ نہیں ہے

عَلَى الْاَعْرَاجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَاجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى

اندھے پر ۶۰ کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ

السَّرِيْضِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ

بیمار پر ۶۱ تکلیف اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے

بَيُوْتِكُمْ اَوْ بَيُوْتِ اٰبَاكُمْ اَوْ بَيُوْتِ اُمَّهَاتِكُمْ اَوْ بَيُوْتِ

گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے

منزل ۴

میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال و جان اور ان کی عزت و آبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھالیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی قتال اہل التفسیر اہل من کفر بھڈا النعمة و مجد حقها الذین قتلوا عثمان فلما قتلوه غیر اللہ ما بہم و ادخل علیہم الخوف حتی صاروا یقتلون بعد ان کانوا اخوانا (غازن ج ۵ ص ۱۵۹) و اقیمو الصلوۃ الخ اس سے پہلے و اقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر ناز اور نیکوۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں علی تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطو علی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا یضرب الفصل وان طال (ملک ج ۳ ص ۱۶۰) لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تحویف اخروی ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر و شرک میں منہمک اور سہارے احکام سے بغاوت و سرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائیں گے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بُری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

سرا و سر اقلون معاشرۃ ۱۲

دوسرا حصہ تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر

موضع قرآن کا ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام بونڈی کو بھی پروانگی دینی چاہیے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں و ایسی پروانگی جیسے جدے گھروالے ہر وقت خبر کر کر آویں گے یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ہے یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمن و اھل سنت کہ محارم و اطفال نیز درین ساعات استیزان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشد و عریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را و اطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۳۔

اٰخْوَانِكُمْ اَوْ بِيُوتِ اَخْوَتِكُمْ اَوْ بِيُوتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بِيُوتِ

اھل کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی

عَمَّتِكُمْ اَوْ بِيُوتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بِيُوتِ خَلَتِكُمْ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْكُمْ

پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی

مَفَاحِجُہٗ اَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْهَا

بجلیوں کے گھر سے یا اپنے دوست کے گھر سے یا جس گھر پر کھانا آجائے

اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّۃً

باہر سے آکر گھر میں داخل ہوئے تو سلام کہو اپنے لوگوں پر یہ کہنا ہے

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ كَذٰلِكَ يَبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ الْاٰیٰتِ

اللہ کے یہاں سے برکت والی ستمی یوں کہتا ہے اللہ تمہارے آگے ظاہر

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۙ اِنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

تاکہ تم سمجھ لو وہ ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ

وَرَسُوْلِهِ وَاِذَا كَانُوْا مَعًا عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا

اور اپنے رسول پرستہ اور جب ہوتے ہیں کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتّٰی يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جب تک اس اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَاِذَا اسْتَاْذِنُوْكَ لِبَعْضِ شَاۡئِهِمْ

مانتے ہیں اللہ کو اور اسے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے

فَاِذْنٌ لِّسَنٍ شِعْمَتٍ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهُ

تو اجازت دے جسکوان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کی واسطے اللہ سے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۡءَ الرَّسُوْلِ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کہو بلانا رسول کا

منزل ۴

جس کی وجہ سے منافقین نے ہمت لگا لی تھی ۱۱۔ یا ایہا الذین امنوا انہ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت و عصمت کی حفاظت میں ممد و معاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام و ہدایات کا متمم ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہو چکی ہیں قیل ہذا رجوع الی تتمہ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الایات الدالۃ علی وجوب الطاعة (جامع ص ۳۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ غاوند بیوی میں مخالفت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور

لوندیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لیننی چاہیے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد یس علیکم جناح الخ ان تینوں قتل کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لوندی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافوں علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد و رفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے بطوفون علیکم للخدمة و تطوفون علیہم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافقی الی حرج و هو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج ۳ ص ۱۱۲) و اذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں سرت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۱۳۔ والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۱۴۔ لیس علی الاعنی الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

۱۱۔ یا ایہا الذین امنوا انہ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔

۱۲۔ یا ایہا الذین امنوا انہ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔

موضع قرآن یعنی اپنا بیت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دروغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۱۴۔ لیس علی الاعنی الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

فتح الرحمن وایضی نگاہبان وکیل حفظ او باشد ۱۲۔ یعنی اذن کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند و حاجت اذن صریح نیست ۱۲۔

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انہیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگھڑے اور مدلیں وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو وہ انہیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انہیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تمہارے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو دفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھاپی لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیز یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلا دے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں رروح وغیرہ جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھاپی لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں ماں اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیحدہ رہتا ہو بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماسوں اور خالہ ادا ملکتم مضامعہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنبی بردار اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تصرف میں لے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھاپی سکتے ہو اور صدیق گھر اسی طرح اپنے گھرے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے

الفرقان ۲۵

۷۹۲

قد افلح ۱۸

بَيْنَكُمْ كَذِبًا بَعْضُكُمْ بِعَضَاءٍ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذٍ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٦١ ٦٢

اپنے اندر برابر اس کو جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو
تسلسل کرنے والے ہیں تم میں سے جو لوگ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے ہیں
عَنْ أَمْرِهِ اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو
عَذَابٌ أَلِيمٌ ٦١ ٦٢ عذاب دردناک ہے سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں
وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٦٢

اور زمین میں ہے اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن
پھرے جائیں گے اس وقت تو بتائیں گے ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک
شے پر علیم ٦٢

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَسَمِعْنَا

سورۃ الفرقان مکیہ ہے اور اس میں ستر آیتیں اور چھ کوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ شروع اللہ کے نام سے جو بھلا دہران نہایت رحم والا ہے

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ١

بڑی برکت ہے اے جس نے اپنے بندہ پر
لے کر نازل کیا کہ دنیا کے لوگوں کو نذر ہو

منزل ۴

حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ ابھرتا ہے وصفہا بالبرکۃ لان فیہا الدعاء واستجلاب مودۃ المسلمو علیہ وصفہا ایضاً بالطیب لان سامعہا یستطیبہا (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۱۹) کذا الذی یبیین اللہ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام

موضع قرآن حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

سبب ان حال میں
تسلسل کرنے والے
عَنْ أَمْرِهِ اس سے کہ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ٦١ ٦٢
عذاب دردناک ہے
وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
سورة الفرقان
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
تَبَارَكَ الَّذِي
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ
نَذِيرًا ١

سُورَةُ تُوْرٍ مِیْ اٰیَاتِ تَوْحِیْدٍ سِکِّیْ خِصُوْصِیَا

- آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے سورہ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمدر للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ سبحان و بحارمی

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

ربط نامی ربط۔ سورہ نور میں فرمایا اللہ نور السموات والارض یعنی مسئلہ توحید سی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورہ فرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط۔ سورہ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جا رہا ہے کہ لہ یَتَّخِذُوْا لِدٰىعِنِیْ سَآءَیْ جَہَانِ کَآفَآتٍ سَآءَیْ عَالَمِ کَآمَدٍ اَوْرَاقِیْ اَمُوْرٍ مِّیْنِ مَّتَّصِفٍ دَفْحًا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہذا وہی سب کا کار ساز اور حاجت رُو ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں منیں دو۔ اب سورہ فرقان سے سورہ سبائک بطور ثمرہ و نتیجہ بیان ہو گا کہ جب کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں تو برکات و منہدہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہذا اسی کو برکات و منہدہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورۃ کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات و منہدہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اول ابتداء سورت تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔ دوم تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِی السَّمَآءِ اَلْحَمْدُ (۶ ع) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات و منہدہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سوم تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِی السَّمَآءِ اَلْحَمْدُ (۶ ع) میں۔ تیسری بار ذکر دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بے بس بندوں کو متصرف و مختار اور برکات و منہدہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات و منہدہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت و حیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا ا لہ یہ شکوی اولیٰ ہے مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات و منہدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ ہے واعانہ علیہ ا لہ یہ دوسرا شکوی ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین ا لہ یہ تیسرا شکوی ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو صبح و شام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی ا لہ یہ تینوں شکوؤں کا جواب ہے اور اصل دعویٰ پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعویٰ کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصے کہانیاں ہے، بلکہ یہ دعویٰ اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا لہذا الرسول ا لہ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھانا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہیے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک ا لہ۔ پانچواں شکوی۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیج دیا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ او یلقی الیہ کتبا لہ چھٹا شکوی۔ رسول کی تو بڑی ٹھاٹھ اور شان و شوکت ہونی چاہیے۔ وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہیے۔ ان تینوں شکوؤں کے جوابات لف و نشر غیر مرتب کے طور پر آگے آئے ہیں۔ وقال الظالمون ا لہ یہ مذکور تینوں شکوؤں سے متعلق ہے۔ تَبٰرَكَ الَّذِي اَنْشَأَ اَلْحَمْدُ (۶ ع) یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعيم آخرت آپ کے لئے شوکت دنیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعة۔ تا۔ ثبورا کثیرا تخويف اخروی ہے۔ قل اذک خیر۔ تا۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے۔ یوم نحشرھم۔ تا۔ نذقة عذابا کبیرا مشرکین کے لئے تخويف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات و منہدہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کار ساز اور برکات و منہدہ نہیں تھے۔ برکات و منہدہ اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعا ارسلنا قبلك من المرسلین۔ تا۔ وکان سربك بصیرا یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب بوازم بشریہ سے متصف تھے ہماری سنت جاریہ ہی یہی ہے وقال الذین لا یسجدون ا لہ (۳ ع) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوئے جو ہمارے پاس آکر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے یہ زائد بات ہے یوم یرون الملائکۃ ا لہ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہو گا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت تر عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصعب الجنة یومئذ ا لہ بشارت اخروی۔ و یوم تشقق السماء۔ تا۔ هذا القرآن مہجوران تخويف اخروی۔ وکذلك جعلنا لکل نبی عدوا لہ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال

الذین کفرو والوالا نزل علیہ الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کر کے خود بناتے ہو کذا لک لنتبہت بہ فوائد الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولایا قونک بمثل الخ ساتوں شکوؤں کا جواب ہے کہ فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجہہم الخ یہ تحریف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ

ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر بھی دعویٰ تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ ولقد اتینا موسیٰ الکتاب الخ (۴۷) یہ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز مکرین دعویٰ کے لئے تحریف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تحریف دنیوی۔ وعداد و ثمود۔ تا۔ وکلا قبیلات تبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تحریف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریۃ الخ ساتویں نقلی دلیل واذہا وک۔ تا۔ بل ہم اصل سبیل زجریں ہیں۔ الم تر انی سابق کیف مد الفل الخ (۵۷) یہ دعویٰ سورت پر چھٹی نقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وهو الذی جعل لکم البیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وهو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آسمانی عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہو جاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنہ بینہم لیلہ الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وهو الذی مر ج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکٹھے جلتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وهو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرہ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں دعبدون من دون اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکور سے ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وعاشر سنک الامبترا وندیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الخی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندہ جاوید ہے۔ الذی خلق السموات والارض الخ یہ دعویٰ سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سائے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سائے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذ قیل لہم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدا نے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبرک الذی جعل فی السماء الخ (۶۷) یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعویٰ پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آ رہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وهو الذی جعل البیل والنہار الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئک یمشون العزفہ۔ تا۔ حسنت مستقر مقام میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعوب بکم ربی الخ۔ تحریف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات با برکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں کچھ بے حد و حساب نعم و اکرام سے نوازے مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کر نیسے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہو گیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کریں گے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک و شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جنہیں ان کے انکار و جھوٹ کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

دعویٰ سورت کا تین بار ذکر، دعویٰ سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعویٰ مذکورہ کے بارے میں سات شکوؤں اور شبہوں کے جوابات مختصر خلاصہ زجر و تحریف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

۱۲ تبارک الخ یہ دعویٰ سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منفعت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاتا۔ ہر برکت و خیر (خازن ج ۵ ص ۹۵) عن ابن عباس معناه جاء بكل برکت دليله قول الحسن عی البرکت من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارک) غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ وھذا الفعل لا یستعمل الا غلب الی غیرہ تعالیٰ (روح ج ۱۸ ص ۲۸) اسی کلمہ تعظیم لہ لا تستعمل الا لله وحده (مدارک ج ۳ ص ۱۲) الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلیہ ما قبل کے لئے موصوفت میں ہیں۔ الفرقان کے

قد افلم ۱۸ ۷۹۶ الفرقان ۲۵

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ

سلطنت کے آسمان اور زمین میں اور نہیں بچہ اس نے بیٹا اور نہیں کوئی

يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءَا

اس کا ساتھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اس کو

تَقْدِيرًا ۲ وَاتَّخَذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ

ما بکے اور لوگوں نے بچہ لکھے ہیں اس سے دوسرے کتنے حاکم جو نہیں بناتے

شَيْئًا وَهُمْ يَخْلُقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا

کچھ نہیں اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں بڑے کے

وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوةً وَلَا نَشُورًا ۳

اور نہ بچنے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّا هَذَا آلِهَةٌ مُّزْتَرَةٌ

اور کہنے لگے ہم جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان بانہ لایا ہے

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلُمًا

اور ساتھ دیا ہے ان کو اور لوگوں نے سو آگئے سے انسانی

وَزُورًا ۴ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اس نے لکھ رکھا ہے سودی

تُمْلَأُ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۵ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي

لکھوائی جاتی ہیں اس کے پاس صبح اور شام و تو کہہ دے اس کو اتارے اس نے جو

يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ

جانتا ہے چھپے ہوئے آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ

غَفُورًا رَحِيمًا ۶ وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ لَطْعَامًا

بخشنے والا مہربان نہ کہ اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

منزل ۴

مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ سماہ لھما الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل والھدی والضلال والخی والرشاد والحلال والحرام (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰) لیکن للعلیین نذیرا۔ اللہ نے اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلاشبہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں کے الذی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی اس کا نائب اور شریک نہیں لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق کل شیء الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی کھن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہوگا؟ ہرگز نہیں! لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لہذا یَتَّخِذُ وَلَدًا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسی ولایت کی نفی مقصود نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلہ اولاد سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور کارخمار نہیں بنا رکھا۔ اسی لہذا یَنْزِلُ احدا من منزلة الولد (روح ج ۱۸ ص ۲۳) ولس یَتَّخِذُ وَلَدًا الظاہ نفی الاتخاذ ای نہ یَنْزِلُ احدا من منزلة الولد (بحر ج ۶ ص ۴۸) ولس یَتَّخِذُ وَلَدًا فبین سبحانہ انہ هو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبود او وارثا للسلک عنہ اکیر ج ۶ ص ۴۵) فقدرة تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک انداز کیساتھ وہی رکھتا ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا؟ ۵ و اتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے ضدی ہیں کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ اللہ اور برکات دہندہ

موضع قرآن بخشش اور مہربانی سے یہ اتارا۔ اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اتار ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافروں کہنے لگے و یعنی اپنی

وہی ہو جتنا ہے جو ان مذکورہ بالا صفات سے مصنف ہو۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود چونکہ ان صفات سے عاری ہیں اس لئے خیر و برکت بھی ان کے اختیار میں نہیں لے قال الذین کفروا الخ یہ پہلا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعویٰ کہ "برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے" اس کا خود ساختہ ہے، اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ دعا عام علیہ قوم اخرون یہ دوسرا شکوی ہے اور اس خیال کی ساخت پر داخست میں کئی دوسرے لوگ بھی اس کے معاون ہیں۔ فقد جاء وظلما ذورا یہ ادخال الہی ہے اس میں مشرکین کے قول مذکور کو سراسر بے انصافی اور جھوٹ قرار دیا گیا۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ قرآن تو محض اگلے لوگوں کے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے پس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیرے وہی اس کے سامنے پڑھا اور پڑھاتا ہے کہ قل انزلہ الخ یہ تینوں مذکورہ شکوک کا جواب ہے نیز دعویٰ سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعویٰ اور یہ قرآن جو اس دعویٰ کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعویٰ مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سائے جہاں کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگزر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیہلہم ولا یعاجلہم بالعقوبۃ وان استوجبوا مکابرتہم (مدارک)

الفرقان ۲۵

۷۹۷

قدا فلو ۱۸

وَيَشْهَىٰ فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ

اور پھر تاج بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا

مَعَهُ نَذِيرًا ۚ أَوْ يُلْقِي إِلَيْهِ كَنزًا أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ

اس کے ساتھ ڈرائے کو یا آ پڑتا اس کے پاس وہ خزانہ یا ہو جاتا اس کیلئے ایک باغ

يَا حُلَّ مِنْهَا ۖ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا

کہا یا کرتا اس میں اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد

مَسْحُورًا ۚ ۸ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

بازو مالے کی دیکھ کیسی بھٹاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۚ ۹ تَبَرَّكَ الَّذِي إِن شَاءَ

اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو نام

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

کرنے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ تجھے بہتی ہیں ان کے

الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا ۚ ۱۰ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ

نہیں اور کرنے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت

وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۚ ۱۱ إِذَا تَتَمَمَّ

کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جب دیکھے کل اکو

مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا ۚ ۱۲ وَإِذَا أَلْفَا

دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھجھکانا اور چلانا اور جب ڈالے جائیے

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مَّقْرَنَيْنِ دَعَا هُنَالِكَ ثَبُورًا ۚ ۱۳ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ

اسکے اندر ایک جگہ تنگ میں ابک بچیں کسی نہ بچے پکار بیٹھے اس جگہ موت کو مت پکارو آج

ثَبُورًا وَاحِدًا ۚ وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۚ ۱۴ قُلْ أَذِلَّكُمْ خَيْرًا مِّنْ جَنَّةٍ أَخْلَدَ

ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے والے تو کہہ لے بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

منزل ۳

یہ دعویٰ سورت کا عادی اور چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعویٰ اور یہ قرآن جو اس دعویٰ کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعویٰ مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سائے جہاں کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگزر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیہلہم ولا یعاجلہم بالعقوبۃ وان استوجبوا مکابرتہم (مدارک) ج ۳ ص ۱۲ جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ہے وقالوا مال الخ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کاتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اسکو نبوت مل گئی۔ واذ کان کذلک فمن ابن لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز عنا بالنبوۃ (غازن ج ۵ ص ۹۳) لولا انزل الیہ الخ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا ہی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ہوتا۔ انزل الیہ ملک من عندنا لئلا فیکون لہ شاهد علی صدق ما یدعیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱) ۹ ادلیقی الخ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظالمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکوکوں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض ازراہ عناد و مکارہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبران کر اس کی پیروی کر لے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عبادۃ اللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور مٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینوں

موضع قرآن کا یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

الفراق ۲۵

49^

قد افلم ۱۸

جسکا وعدہ ہو چکا پرومیز گائنٹ وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جاہلی جگہ ان کی سب سے دہاں

ہے جو وہ چاہیں رہا کرے ہمیشہ مویچکا تیس کر رب کے ذمہ وعدہ مانگتا ملتا اور جسد

جمع کر بلائے نکاح انکو اور جن کو وہ چوتھے ہیں اللہ کے سوائے پھر اتنے کہیں گے کہ تم نے بہر کیا یا

میرے لیے ان بندوں کو یا وہ آپ ہی کے راہ سے پوئیں، جسے تو پاک ہے، ہم سے

بن نہ آتا تھا کہ بکری لیں گے، کوئی تیرے بغیر رقیق نہیں دے سکتا۔ انکو فارہ پہنچاتا رہا

وَابَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّلَّةَ ۖ وَكَانُوا فُجُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ

سَاتِقُمْ لَهُ : لَا تَسْتَطِيعُ : صَدَقَ : فَأَمَّا الْإِنَّمَاءُ : وَمِنْ ظَلَمَ

سہارہ کی باتیں اب نہ ہم لوٹا سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی ہم میں سے

ہے اسکو ہم مزہ چھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بیٹھے ہم نے تجھ سے پہلے ۷۱

السَّارِسِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَاكُونَ الطَّعَامَ وَ

يَسْئَلُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمْ

جا بچنے کو دیکھیں ثابت بھی ہوتے ہو اور میرا رب سب کچھ دیکھتا ہے

منزل ۳

منزل ۴

۱۲
انگولف اتردی

۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

في الشهر الثاني عشر

1

1

1

1

1

موضح قرآن والی یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے دیتے پر تفسیر حسینی میں ہے کہ یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پٹ ڈالنی یا پیغمبر اہلس کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر میں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے کہ وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اترے ہم پر

الْبَلَاةُ أَوْ نُرِي رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْا عُتْوًا كَبِيرًا ۚ يَوْمَ يَرَوْنَ الْبَلَاةَ لَا

اور سرچڑھ رہیں ہیں بڑی شرارت میں جس دن ہم دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ

بَشَرِي يَوْمَ يَمْذَلُ الْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَبْرًا

خوشجی نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے

مُخْجَرًا ۚ وَقَدْ مَنَّآ إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

کوئی اثر اور ہم پہنچے ۱۹ ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے

فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ۚ ۲۰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑانی ہوئی بہشت کے لوگوں کے ساتھ اس دن

خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۚ ۲۱ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ

خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جدن پھٹ جائے

السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلُ الْبَلَاةُ تَنْزِيلًا ۚ ۲۲

آسمان بادل سے اور اترے جائیں فرشتے تار لگا کر دیا

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْخَقُّ لِلرَّحْمَنِ وَكَانَ

بادشاہی اس دن سچی ہے رحمن کی اور ہے

يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۚ ۲۳ وَيَوْمَ

وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

يَبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

منزل ۴

ترجیح اس کو ہے کہ یثاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) و عذاب مسئلہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی و حمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی
لہذا مسئولیت یہاں عذر کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کتایتہ
عن کونہ امر عظیم و یجوز ان یراد کون الموعود مسئلہ حقیقتہ بمعنی یسألہ الناس فی دعاؤہم بقولہم ربنا انتینا ما وعدتنا علی سلسلک الخ (روح ج ۲ ص ۲۷۴)

۱۹ وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

۱۹ وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

کاش کاش کھا بیٹا گنہگار کہ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

یومئذ یبْعَثُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ

فتح الرحمن وایضاً آسمان بہ ہیئت معتدہ خود باشد اما ابرنا کا منش شود ۱۲۔

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایہا المكلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الہا اخر کھولاء الکفرۃ الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۵) دوسرا مسئلہ الخ یہ جو تھے شکوے کا جواب ہے یعنی رسل سابقین علیہم السلام جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جاتے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہو جاتی حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ ہی یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی اور اچنبھے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم لآخر یہ جواب کا تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے یعنی کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان و ابتلاء مقصود ہے تصبر و انصاف کیا تم اس ابتلاء پر صبر کرو گے؟ استفہام سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای محنت و ابتلاء و هذا تصبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامیہ بد من الفقر و مشیہ فی الاسواق یعنی انہ جعل الاعدیاء فتنۃ للفقراء فیغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۲) کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے برائے بیان زیادت یعنی اونری سربنا مشرکین جو منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہ حکم صادر فرمائے۔ لولا انزل علینا الملائکۃ فتخبرونا انک رسول حقاً اونری سربنا فیخبرونا بذلک (بحر ج ۶ ص ۹۹) لقد استکبروا فی انفسہم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے اسے یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ محض ان کی حذر اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا حجراً مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے اور محجور اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہار ہا و محجور لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۱۲ ص ۱۲۵) قد مننا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ قد مننا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قد مننا ای عمدنا (منظر ج ۷ ص ۱۳) ہبائ غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم و غارن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ و عیزہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

الفرقان ۲۵

۸۰۰

وقال الذین ۱۹

سَبِيلًا ۲۰ يُولِيكَ لِيَتَنِيَ لَمْ أَخْذْ فَلَا نَخْلِيلًا ۲۱

لے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلا نے کو دوست

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۚ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۲۲ وَقَالَ الرَّسُولُ

اس نے تو بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکے تھے پیچھے۔ اور ہے

الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۲۲ وَقَالَ الرَّسُولُ

شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے ۲۲

يَرْبِّ إِنَّا قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۲۳

اے میرے رب میری قوم نے بھڑایا ہے اس قرآن کو جھک جھک

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۚ

اور اسی طرح ۲۳ رکھے ہیں مجھے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۲۴ وَقَالَ

اور کافی ہے تیرا رہ دھلانے کو اور مدد کرنی کو اور کہنے لگے ۲۴

الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِ الْقُرْآنَ جُمْلَةً

وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ آتا اس پر سراسر سارا

وَإِحْدَةً ۚ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ

ایک جگہ ہو کر اسی طرح آتا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس تیرا دل اور پڑھ سنایا جائے

تَرْتِيلًا ۲۵ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جُنْكَ بِالْحَقِّ

مطہر ٹھہر کر ۲۵ اور ۲۵ نہیں لے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ تک ٹھیک بات

وَإِحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۶ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھر کر لائے جائیں گے ۲۶ اونٹ پرے ہوئے چہرے

إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۷

دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بگڑے ہوئے ہیں راہ سے

منزل ۴

اور محجور اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہار ہا و محجور لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۱۲ ص ۱۲۵) قد مننا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ قد مننا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قد مننا ای عمدنا (منظر ج ۷ ص ۱۳) ہبائ غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم و غارن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ و عیزہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

موضع قرآن ہے۔ یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لا دے گا ف یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت

جس سے مشرکین و کفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں ہباء منثوراً ای باطلا لا ثواب له لغوات من ط الشواب علیہ من الایمان و الاخلاص للہ تعالیٰ (منظری) لہذا اصحاب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقر رہنے پہنچنے کی جگہ مقبلاً استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن ایمان والوں کو سامنے پہنچنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ دیوم تشق السماء الخ یہ تحویل اخروی ہے الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئے گی اس طرح دنزل الملائکۃ تنزیلاً ما قبل کا بیان ہے اور واوتفسیر یہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملائکۃ یومئذ الحق الخ بادشاہ تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ بیشک آج بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافکندہ کھڑے ہیں۔ دکان یوماً الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسیبہ کے متعلق ہے اللہ دیوم بعض الخ قیامت کے دن مشرکین و کفار حسرت و ندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لا کر اللہ کی توحید اور اس کے برکات و ہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویدلشی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور اور صنادید کفر سے دوستی نہ گانتھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لہذا صلی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعویٰ تبارک سے ہٹا دیا۔ خذ ولا خوار کرنے والا۔ شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کر کے ان کو شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ دوسو سے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا اور آخرت میں برکات دیندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ معبود اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذ ولا هو مبالغۃ من الخذلان ای من عادة الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲) ۲۲۲ وقال الرسول الخ الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار و طغیان اور عناد و عدوان دیکھ کر اظہارِ افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد و عناد اور رد و انکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لما اکثروا من الاعتراضات الفاسدة ووجوه التعنت ضاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و شکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یارب..... اکثر المفسرین انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو مسلم بن الماردان الرسول علیہ السلام یقول فی الحنۃ..... والاول اولی لانہ موافق للفظ الخ (کبیر ج ۴ ص ۱۲) ۲۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد و عناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداۃ قومہ وکفالتی ہادی الی طریق قہرہم والانتصار منہم وناصر لک علیہم (مدارک ج ۳ ص ۱۲) وکذلک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۲۴ وقال الذین الخ ساتواں شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کر کے بناتا اور لوگوں کو سناتا ہے کذلک لنبی الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنا یہ شبہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ سے آسانی کے ساتھ یاد کر سکیں ورنہ تلناہ تدریجاً یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے ترسل و تدریج کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک) ۲۲۵ ولایاتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب غریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا اسات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح اللہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور اعترض فاسد وار دیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کر دے گا۔ ولایاتونک بمثل بسؤال عجیب من سؤل الا قہم الباطلۃ کانه مثل فی البطلان الا اتیناک نحن بالجواب الحق الذی لا یجیل عندہ..... وما هو احسن تکشیفاً لما یبعث علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۴ ص ۱۹) ۲۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تحویل اخروی ہے جو لوگ محض ضد و عناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور لایعنی اعراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مومنوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی دور ہیں۔ ضد و عناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہو چکا ہے۔

۲۷۔ ولقد اتينا النجيه دعوى سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعوی کے لئے تخلیف دیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیل میں اگرچہ دعوی کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبارک سے دعوی ذکر کر دیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعوی کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت فے کر اسکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ و قوم نوح اچھے یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام

الفرقان ۲۵

۸۰۲

وقال الذین ۱۹

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کیساتھ اسکا بھائی

هَارُونَ وَزِيرًا ۳۵ فَقُلْنَا أَذْهَبَ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ

ہارون کام بٹائیوالا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۳۶ وَقَوْمُ نُوحٍ

جہنوں نے جھٹلایا ہمارے باتوں کو پھر فے مارا ہم نے انکو کھاڑ کر اور نوح کی قوم کو

لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ

جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لائیوالوں کو ہم نے انکو ڈبو دیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں

آيَةً ۳۷ وَاعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۳۸ وَعَادًا

نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہم نے گنہگاروں کیوسطے عذاب دردناک اور عاد کو

وَشُعُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ

اور شعور کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں

كَثِيرًا ۳۹ وَكَلَّا ضَرْبًا لَهُ الْأَمْثَالُ وَكَلَّا تَبَرُّنَا

بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے

تَنْبِيْرًا ۴۰ وَلَقَدْ آتَيْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطِرَتْ

نار کر کر اور یہ لوگ تھے ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر بارش

مَطَرُ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۴۱ بَلْ كَانُوا

برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر

لَا يَرْجُونَ نَشُورًا ۴۲ وَإِذَا رَأَوْا وَلًا نَنْتَحِدُونَ ۴۳

امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں سمجھ کو دیکھیں سمجھ کام نہیں سمجھتے

لَا هَؤُلَاءِ أَهْذَاءُ الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۴۴

مگر جھٹھٹے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

منزل ۴

۲۸۔ فلا يؤمنون (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۲) لا یوحون ای لا یخافون ولا یعتقدون ۲۸۔ واذراؤك النجیہ شکری ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جسے نہ بتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم بچے رہے یعنون اذکاد یفتنہم عن عبادۃ الاصنام لولا ان صبروا و تجلدا و استمروا علیہما (ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۳۱۹) و سوف یعلمون النجیہ تخلیف اخروی ہے مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

موضع قرآن مانگوے دالے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوے میں مندا پھران پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا۔

دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ۱۲ دوسری نقلی دلیل ۱۳

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے۔ اس آیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودان باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کا دلیضنا عن الہتنا بھی قریب ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالایۃ شاملۃ

من عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ہواہ ولمن اطاع الہوی فی سائر المعاصی وهو الذی یقتضیہ کلام الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲۱۵) اسی مفہوم کی ایک آیت سورہ جاثیہ (ع ۳) میں ہے اذلت من اتخذ الہواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا بنالیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ۱۱ محاسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لانہم لا یلقون الی استماع الحق اذ نادوا الی تدبرہ عقلا و مشہمین بالانعام الی مثل فی الغفلة والضلۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) اللہ تعالیٰ سبک الخ یہ دعویٰ سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور یکسر تاج اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹنا بڑھتا ہے دھوا لہذی جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، نیند کو باعث راحت اور دن کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا دھوا لہذی ارسل الریاح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار سوائیں چلاتا ہے جو باران رحمت کی خوشخبری بیکرا آتی ہیں۔ پھر وہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور

وقال لذین ۱۹ ۸۰۳ الفرقان ۲۵

ان کاد لیضلنا عن الہتنا لولا ان صبرنا علیہا و سوف یعلمون حین یرون العذاب ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو

من اضل سبیلا ۲۱ ارعیت من اتخذ الہواہ کو کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو نہ اس شخص کو جسے پوجنا

ہو بہ افانت تكون علیہ وکیلا ۲۲ ام تحسب کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتے ہیں اس کا ذمہ یا تو خیال رکھتے

ان اکثرهم یسمعون او یعقلون ان ہم کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں

الا کالانعام بل هم اضل سبیلا ۲۳ الم برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بھگے ہوئے ہیں راہ سے تو لے نہیں

تدرالی ربک کیف مد الظل و لو شاء جعلہ دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو دا اور اگر چاہتا تو اس کو

ساکنا ۲۴ ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ۲۵ ثم ٹھہرا رکھا پھر ہم نے مقرر کیا سورج کو اس کا راہ بتلانے والا پھر

قبضنہ الینا قبضنا یسیرا ۲۶ وهو الذی بچھین دیا ہم نے اس کو اپنی طرف ہیج ہیج سمیٹ کر ڈا اور وہی ہے جس نے

جعل لکم البیل لباسا و النجوم سباتا و بنادیا تمہارے واسطے رات کو اور دن کو اور نیند کو آرام اور

جعل النہار نشورا ۲۷ وهو الذی ارسل دن کو بنادیا اٹھ کھٹنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلاتا

منزل ۴

غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور فیض خیرات ہے اور کوئی نہیں۔

موضع قرآن ۱۱ اول ہر چیز کا سایہ لہنا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اول روز ۱۲ یعنی ہر صفت کہ آفتاب تقاضا می کند روز ۱۲۔

اناسی، انسی کی جمع ہے جیسا کہ کراسی، کرسی کی۔ (مدارک) ۳۲ ولقد صرفنہ الخ یہ زجر ہے یعنی ہم دعویٰ توحید کو گونا گوں دلائل سے اور مختلف اسالیب سے واضح کر کے بتاتے ہیں تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور اسے سمجھ لیں مگر اکثر لوگ پھر بھی انکار کرتے ہیں ۳۳ ولوشئنا الخ یہ تسلی ہے یعنی اگر ہم چاہتے تو تبلیغ رسالت کا کام آپ سے ملکا کر دیتے اور مختلف شہروں میں متعدد انبیاء بھیج دیتے لیکن ہم نے فیصلہ کر لیا کہ اب سارے جہان کی رسالت کا شرف آپ ہی کو عطا کیا جائے تاکہ آپ کا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ اور آپ کا اجر و ثواب سب سے اعظم ہو۔ اس لئے آپ کا فزول کی کوئی بات نہ مانیں اور

الفرقان ۲۵

۸۰۴

وقال لذین ۱۹

الرَّيِّحُ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۴۸ لِنُخْرِجَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْمَنًا ۴۹

ہوائیں خوش خبری لایو الیاں اسکی رحمت سے آئے اور اتارا ہم نے

آسمان سے پانی پاک حاصل کر نیکا کہ زندہ کر دیں اسکی مرے ہوئے دیں کو

اور پلا لیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو

اور ۳۲ طرح طرح سے تقسیم کیا ہم نے اسکو کئی جگہ میں تاکہ دیکھ سکیں پھر بھی نہیں سمجھتے

بہت لوگ بدوٹنا شکری کرتے اور اگر ۳۳ ہم چاہتے تو اٹھاتے

ہر بستی میں کوئی دروازے والا سو تو کہنا مت یان منکروں کا

اور مستابلہ کرانکا اسکے بڑے زور کا دل اور وہی ہے

جس نے ۳۴ ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھائیوال اور یہ کھارکی

ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی

اور وہی ہے جس نے بنایا ۳۵ پانی سے آدمی پھر مٹھایا اس کیلئے جد

اور ۳۶ اور تیرا رب سب کچھ کر سکتا ہے اور پوچھتے ہیں ۳۷ اللہ کو چھوڑ کر

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

اور قرآن کے دلائل سے ان کے ساتھ خوب جہاد کریں اور ہرگز ہمت نہ ہاریں کیونکہ سارے جہان کے ہادی و رہنما آپ ہی ہیں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کی غمیر قرآن مجید سے کنا یہ ہے کہ ای بالقرآن یعنی بدلائل یعنی قرآن کی دعوت اور اس کے دلائل کو خوب واضح کر کے ان تک پہنچائیں و جہاد ہر بہ ای بالقرآن (خازن ج ۵ ص ۵۸) لہذا علم تعالیٰ ما کابدہ الرسول من اذی قومہ اعلمہ اندہ تعالیٰ لو اسرا دلبعث فی کل قریۃ نذیرا فیخف عنک الامر ولکنہ اعظم اجرک واجلک اذ جعل انذارک عامال للناس کلہم ود وخصک بذلک لیکثر ثوابک الخ (مخرج ۶ ص ۵۰۶) و جہاد ہر بسبب کونٹ نذیر کا فخر القری جہاد اکبر اجماعا کل مجاہدہ (مدارک ج ۲ ص ۱۸) ۳۳ دھوالذی مرج الخ یہ دعویٰ سورت پر نویں عقلی دلیل ہے یہ بھی اسکی توحید اور قدرت کا مل کی دلیل ہے کہ دو سمندر ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرے کا پانی نہایت تلخ ہے اور ان کے درمیان برزخ اور ایک سیا پردہ حامل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا یعنی کوئی مرنے پر پردہ نہیں محض قدرتی پردہ ہے مگر اس کے باوجود دونوں آپس میں ملتے نہیں حاحنا غیور مرنے من قدراتہ (ابو السعود) جو اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے وہی برکات دہندہ ہے ۳۴ دھوالذی خلق الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ایک قطرہ آب سے انسان کو پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کو دو قسم کے رشتوں سے آپس میں جوڑ دیا ایک نبی رشتہ دوم مصاہرت کا رشتہ۔ یہ رشتے بھی اللہ تم

۱۲
۱۱
۱۰
۹
۸
۷
۶
۵
۴
۳
۲
۱

کے انعامات میں سے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۳۵ و یعبدون الخ یہ شکوی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھتے ہیں جنہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع و ضرر کے مالک نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں دکان الکافرا علیہا بہ ظہیرا۔ علی بہ میں تعین سے۔ ای عالیا علی مخالفہ سارہ یا علی بمعنی الی ہے اور ظہیرا کے معنی ہیں پیچھے پھینکے والا یا ظہیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے یقول عونا

موضع قرآن یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے نبیوں کی بہتات کرے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کر سکتا ہے یعنی مالے پھر ملائے۔

لشيطان على دبه بالعداوة والشرا (ابن كثير ج ۳ ص ۳۲) لکھا دما ارسلناك الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین ازراہ ضد و مکابروں سے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلكم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرمادیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضا قلب سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو لکھا دیکھو کہ

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کریں اور اس زندہ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک ہے گا اور ہر قسم کی برکات و خیرات جس کے قبضہ و اختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح و تحمید کرنے میں وہ آپ کا حافظ و ناصر ہے فاذہ الحقیق

بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنهم الموت فاضع اذ اما تواضع من توکل علیہم (ابن

ج ۴ ص ۴۹) دکنی بہ الخ یہ کفار کیلئے تنویف آخری ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم و گناہ سے بے خبر

نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا دے گا لکھا الذی خلق الخ یہ دعویٰ سورت پر

گیا رہوس عقل دیں ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا

فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس کے کسی کے حوالے نہیں

فرمایا۔ لہذا برکات و منہ بھی وہی ہے الرحمن یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ہوا الرحمن فالرحمن خبر

مبتدا محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مکران ہے

اسکا ایک نام الرحمن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت و تعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے ای ہوا الرحمن الذی

(لا ینبغی السجود والتعظیم الا للہ (کبیر ج ۴ ص ۴۹) فنسئل بہ خبیروا کسی عارف خیر سے اسکی رحمت کے

بارے میں پوچھ دیکھو۔ ای فنسئل عنہ رجلا عارفا بخبرک برحمتہ (بحر ج ۴ ص ۵۰) یا خبیروا سے مراد

اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیا کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیا کے بارے میں اللہ سے سوال

کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایہا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بهذا الی غیر ذلک وقیل معناه فاسأل عنہ خبیروا ہوا اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص ۵)

لکھا واذ اقبل الخ یہ شکوی ہے۔ مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمن کون ہے ہم تو رحمن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم و معرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔

ای لا تعرف الرحمن وکافوا یتکرون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمن (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲) لا یتکونون علی اللہ وکافوا یتکونون لا تعرف

وقال الذین ۱۹
۸۰۵
الفرقان ۲۵

اللَّهُ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۖ وَكَانَ الْكَافِرُ
اللہ کو بھڑک کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے نہ برہا اور نہ ہی کافر

عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝۵۵ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا
اپنے رب کی طرف سے پیغام بھیر رہا اور تجھ کو مجھے بھیجا گیا یہی

مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۵۶ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر

مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝۵۷
بہ کچھ مزدوری اور جو کوئی چاہے کہ پھڑلے اپنے رب کی طرف راہ

وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ۚ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ وَكُفَىٰ
اور بھروسہ کر اور پر اس زندہ کے جو نہیں مرتا یہ اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی

بِمَذْنُوبٍ عِبَادَةٍ خَيْرًا ۝۵۸ وَالَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ
اپنے بندوں کے گناہوں سے بھردار جس نے بنائے آسمان

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَىٰ
اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہو چھ دن میں پھر قائم ہوا

الْعَرْشِ ۚ وَالرَّحْمَنُ فَسُئِلَ بِهِ خَيْرًا ۝۵۹ وَإِذَا قِيلَ
عرش پر وہ برہم رحمت والا سو پوچھا اس سے جو اسکی بھڑکھٹا ہو اور جسے کہے

لَهُمْ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنْجِدْ لَنَا
ان سے سجدہ کرو رحمن کو کہیں رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم چکر

تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝۶۰ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي
تو فرماتے اور بڑھ جاتا ہے اسکا بدگنا بڑی برکت ہو اسکی جس نے بنائے

السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ۝۶۱
آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا

موضع قرآن و آسمان کے بارہ حصے اسکا نام برج ہر ایک ستاروں کا پستہ۔ یہ حدیث رکھی ہیں حساب کو۔

الرحمن الرحمان الیما مہد یعنون مسلیمة الذباب یسمنہ رحمان الیما مہد (منظری ج ۲، ص ۲۹) لکھ تبرک الہیہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ اور دعویٰ پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالم تاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور کی سفید چادر بچھائیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کوکب سیارہ کی منازل مراد ہیں ہی منازل الکواکب السیارات مدارک ج ۳ ص ۱۳) لکھ دھوا لذی الہیہ دعویٰ سورت پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبیر کرنا

الفرقان ۲۵

۸۰۶

وقال لذین ۱۹

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَرَادَ

اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن بدلتے بدلتے اس شخص کیلئے کہ چاہے

أَنۢ يَّذْكُرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۖ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ

دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا اور بندہ رحمن کے لکھ وہ ہیں جو

يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُونَ ۖ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ

چلتے ہیں زمین پر جیسے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ

قَالُوا سَلَامًا ۖ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

تو کہیں حقاً سلامت اور وہ لوگ جو رات کھڑے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور

قِيَامًا ۖ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

کہتے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا

جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَنَا كَانَ غَرَامًا ۖ وَالَّذِينَ اسْتَقْرَأُوا

عذاب بے شک اسکا عذاب چھیننے والا ہے وہ بری جگہ ہے بھرنے کی

مُقَرَّمًا ۖ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يَسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا

اور جگہ لینے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بچاؤ نہیں اور نہ تنگی کریں اور

كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۖ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ

ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گزدان اور وہ لوگ لکھ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ

إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے

وَلَا يَزْنُونَ ۖ وَمَنۢ يَّفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ہے دونوں کا اسکو

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدُ فِيْهِ مُهَانًا ۖ إِلَّا مَنۢ تَابَ

عذاب قیامت کے دن اور پڑا ہے گا اسیں خوار ہو کر مگر جس نے توبہ کی

منزل ۳

چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا چاہے وہ اسکا شکر بجالائے لکھ و عباد الرحمن الہیہ پہلے یہ مذکور ہو کر دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ عباد الرحمن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیا یہی آیت کی ابتدا میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی ادلک یجوزون الہیہ درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں مذکور ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اخلاص عمل کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یمشون الہیہ یہ عباد الرحمن کی پہلی صفت ہے، وہ غور و تدبیر نہیں کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق غلط ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رہتا ہے لکھ والذین یبیتون الہیہ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری رات نماز میں گزار دیتے ہیں۔ والذین یقوون الہیہ تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچائیو۔ کیونکہ اس کا عذاب ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی بری جگہ ہے غراہ۔ شر لازم اور عذاب دائم الخرام الشر اللانزم والہلاک الدائم (خازن ج ۵ ص ۱۱) والذین اذا انفقوا الہیہ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصاً مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

موضع قرآن و بدلتے یا تو بڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو یوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگار یا راہ لوٹنے پر ف یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

موضع قرآن و بدلتے یا تو بڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو یوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگار یا راہ لوٹنے پر ف یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

وَأَمِنْ وَعَمِلْ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سوان کو بدل دے گا اللہ

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۴۰ وَمَنْ تَابَ

برائیوں کی جگہ بھلائیوں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے

وَعَمِلْ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۴۱ وَالَّذِينَ لَا

اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر اتنی جگہ و اور جو گتے

يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۴۲ وَ

شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گزرتے ہیں کھیل کی باتوں پر تنکباں بزدگانہ و اور

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صَبَاطًا

وہ لوگ تھے کہ جب انکو سمجھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور

عَمِيَانًا ۴۳ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا

اندھے ہو کر و اور وہ لوگ تھے جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرح

وَذُرِّيَّتِنَا قَرَةً أَعْيُنٌ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۴۴

اور اولاد کی طرح آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا و

أُولَٰئِكَ يَجْزُونَ الْعَرْفَةَ بِسَاصِرٍ وَأَوِيلَقُونَ فِيهَا

ان کو تھے بدلانے کا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور اپنے اپنے

تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۴۵ خَلِدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا

انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ق سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَمَقَامًا ۴۶ قُلْ مَا يَعْבוُّكُمْ رَبِّي لَوْلَا دَعَاؤُكُمْ

اور خوب جگہ دینے کی و تو کہہ نہ پڑو انہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اسکو نہ پکارا کرو

فَقَدْ كَذَبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۴۷

سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہونی ہے منہ پھیر و

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اتقار ہے، الاتفاق فی غیر طاعة اسراف والہماک عن طاعة اقتاد (ہرج ۶ ص ۵۸۵) ۵۸۵ والذین لا یدعون الیہ عباد الرحمن کی صفات کی پانچویں نوع ہے جس میں متعدد نفیس مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات و منہ سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تحریف آخری ہے ومن یفعل ذلک الخ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دہرا عذاب یا جانیگا

ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ

رہیگا الامن تاب دامن الخ یہ ماقبل سے مشتق ہے اور توبہ کر نیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ

کر لی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ پر لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل

کر دے گا کیونکہ وہ بڑا ہی مہربان ہے ومن تاب و عمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ

کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ

بعد الموت (متابا) ای حسنا بفضل علی غیوہ الخ (فان ج ۵ ص ۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک

ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ مٹا ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاتا ہے معناه

ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفۃ للذنوب محصلۃ للثواب لعظیم (کبیر ج ۶ ص ۵) ۵۸۵ والذین لا یشہدون الخ یہ عباد الرحمن کی چھی

صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشہدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور سے

مراد شرک ہے یا ہولعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشہدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاہر ان المعنی لا

یشہدون بالزور اور شہادۃ الزور قالد علی والباقر خفو من الشہادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاہدۃ و

الزور الشرک والصنم والکذب اور الغناء (ہرج ج ۶ ص ۵۸۵) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجال میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر

اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجال کے پاس سے ان کا گذر ہو جائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں

سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گذر جاتے ہیں

المعاصی کلہا لغو.... یعنی لہ محض و اجمالہ و اذا اتفق موراہبہ لہ یتدلسوا بشی (جامع ص ۳۲) یعنی جب شرک کی مجال سے اتفاقا گزرتے ہیں تو اپنا ایمان بچا کر گذر جاتے

ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے متلوٹ نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی ہولعب کی مجال سے گزرتے ہیں تو باوقار گذر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے ۵۸۵ والذین اذا الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں درجے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گہ پڑتے

موضع قرآن و بدل دیجا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ مٹا کر یگا۔ و پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھا ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب

موضع قرآن توبہ کرے یعنی پھر اپنے کام سے توبہ کرے ہاں جگہ پائے و یعنی گناہ میں شامل نہیں و رکھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں و

انکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پر ہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے و یعنی فرشتے آگے آگے لے جاویں گے و یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا طے تو بھی غیبت ہے انکا تو وہی گھر ہے و یعنی بندہ مغرور نہ ہو غاوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد۔

اعمال صالحہ
خیر
۱۲

ج ۶
ص ۵۸۵

ج ۶ ص ۵۸۵
مقامی بلدیہ و شیعہ سنی کھنڈہ ۱۲

یعنی اگر آیتیں سن کر شدت خوف یا فرط مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایب کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کر کے لئے تکلف اور تصنع سے ایب نہیں کرتے یعنی انہم اذا ذکرنا واماخروا واسبجلوا ولبکيا سامعین باذان واعية مبصرین بعبیون سامعین لما امرنا بہ ونبهوا عند لا کالمنافقین وانشاہم بعد (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) شکر والذین یقولون الخ یہ عباد الرحمن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایب بنانا کہ انہیں کچھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچائے کہ ہم پر ہمہ گیر کاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس الخ والسدي وقادة والربيع بن السن ائمة یقتدی بنانی الخیر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳) ائمة یقتدی بنانی الخیر فلنا نفع متعدد الخ غیر فلا جامع البیان حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں المستقیم کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المتقیم کے حال ہے ای حال کو انہم ائمة اولئک یحجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالافانے دیے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا۔ جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے خلدین فیہا وہ جنت کی نعم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگی نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انہیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی چھام مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے نہ کہ قلم ما یعبثوا الخ یہ تحریف و ترویج ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بلکہ میں بلاء تقدیر کیلئے ہے ربی۔ یعبثوا کا فاعل ہے دعا کے مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبتکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم بعد بکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرمادیں میرے رب کو تمہاری پروا نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کر دیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکارتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وما کننا معذبین حتی نبعث رسولا یا ما یعبثوا بکم ربی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام شافعی، ابوالسعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ ما یصنع بکم ربی لولا دعاء ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابوالسعود وغیرہما) فقد کذتم الخ لیکن ای نہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ہذا العذاب فی الآخرة وقیل کان یوم بدر وهو قول مجاہد (کبیر ج ۶ ص ۵۰۴) ہنوف یكون الخ بكون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے۔

سورۃ فرقان میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ تبارک الذی نزل الفرقان — تا — وخلق کل شئ فقد راع تقدیرا ۵ نفی شرک فی التقرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔
- ۲۔ لا یخلقون نساء وھم یخلقون — تا — ولا یملکون موتا ولا حیوة ولا نشورا۔ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں
- ۳۔ الذی یعلم السر — تا — انہ کان غفورا رسیما ۵ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب لہذا برکات دہندہ ہی وہی ہے۔
- ۴۔ ویوم یحشرھم وما بعدون — تا — فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ۵ (۲۷) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کار ساز اور برکات دہندہ ہونیسے صاف انکار کریں گے۔
- ۵۔ واذ امر اولک ان یتخذونا — تا — افانت تکون علیہ وکیلا ۵ (۴۷) خصوصیت سورت جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے لگتے ہیں۔
- ۶۔ المر ترائی ربک کیف مد الظل — تا — خلقنا النعاما وانا سوا ۵ (۵۷) جب یہ تمام تقرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندگی
- ۷۔ ویعبدون من دون اللہ — تا — علی سربہ ظہیرا ۵ خصوصیت سورت جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ بروز شنبہ ۲ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات و برحمۃ تنزل البرکات والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین وعلی آلہ وصحبہ وسائر عبادہ الجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعویٰ پر تیز و دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعویٰ پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَآءًا۔ یعنی تم کذب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں واقع اہم سائق بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَزْوَاجٌ۔ یعنی یہ مشرکین کہ دعوتِ توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہو نیا والا ہے جو اہم گزشتہ کا سوا جن کا ذکر اسی سورت میں آ رہا ہے۔

[illegible]

مفصل خلاصہ

تفصیل

پہلی دلیل نقلی - وَلَا ذُنَادَى رَبُّكَ مُؤْمِنٌ (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشہ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر عذاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آ کر دعوتِ حق کو

مقبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ **وَإِذْ نَبَّأْنَاهُمْ نَبَأَ آدَمَ** (۵۶) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات و ہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر چیز و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ مُوسَىٰ وَلِئِيمَ سُلَيْمَانَ** (۶۷) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیا دار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب طوفان سے بالکل ختم کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ لِّئِيمَ سُلَيْمَانَ** (۷۷) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس رب جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیض برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اسے ہود! تو ہمیں وحط کرنا نہ کر ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عجزناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ لِّئِيمَ سُلَيْمَانَ** (۷۷) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معائنہ جواب دیا۔ معجزہ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعامات خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ لِّئِيمَ سُلَيْمَانَ** (۷۷) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بد بخت قوم اپنی بد اعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ لِّئِيمَ سُلَيْمَانَ** (۷۷) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پسند و نصیحت کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا واقعے میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوت توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَإِنَّكَ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۸۱) یہ ابتدائے سورت میں مذکور زمر سے متعلق ہے اور دعویٰ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعویٰ توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے **وَإِنَّكَ لَنُزِيلُ قَوْلِیْنَ** دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعویٰ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے **أَوَلَمْ یَكُنْ لَّكُمْ مِّنْ قَبْلِیْ نَبِیٌّ** یہ بھی دلیل نقلی ہے **كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ الْخُطُوبَ** دنیوی ہے **أَفَبِعَدَدِ آيَاتِنَا یَسْتَعْجِلُونَ** اللہ معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے العذاب مانگتے ہیں۔ **وَمَا تَكُنْ لَّكَ بِهِ تُلْطِیْطِیْنِ** الخ یہ **وَإِنَّكَ لَتَنزِيلُ قَوْلِیْنَ** الخ پر مشرکین کے دُشمن ہوں میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملاء اعلیٰ تک سائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ الخ یہ بیان سابق کا مکرر نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے غافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم **وَإِذْ دَعَا شُعْبَةَ ثَمَارَ خَافِیَ** الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم **وَإِخْفِضْ جَنَاحَ الْإِيمَانِ** والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَنِ** الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ أَتَىٰكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّیْطَانُ الخ یہ شبہ اولیٰ کے جواب کا متمم ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں غلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشَّعْرَاءُ مِیَّتٌ مِّنْ الْغَاوِنِ الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے مطہر یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مومن ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

سورة الشعراء مكية آیتیں ہیں اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طسّم ۱ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ لَعَلَّكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۳ شاید تو اسے

بَاخِعٌ نَفْسِكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۴ إِنْ شَاءَ

گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

نُزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ

اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر وہ جانیں ان کی گزشتیں

لَهَا خاضِعِينَ ۵ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ

اس کے آتے پہنچے اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت ۶

الرَّحْمَنِ مُحَدِّثٍ إِذْ كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۷

رحمن سے مٹی جس سے منہ نہیں مڑتے

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِه

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

يَسْتَهْزِءُونَ ۸ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْآرِضِ كَمَا أَنْبَأْنَا

کھٹکتے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو جسے کہتے اکائیں ہم نے

فِيهَا مِن كُلِّ زوجٍ كريمٍ ۹ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّ

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں الیتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۱۰ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ہے وہی

منزل

۱۰ یہ تہید ہے اس میں قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے مضامین خوب واضح، جس کا اعجاز اور جس کا من عند اللہ ہونا اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ آئینۃ کی صفت آئینہ لاکر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل نقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۱ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ دعویٰ توحید پر کچھ دلائل سورۃ الفرقان میں بیان ہو چکے ہیں اور کچھ اب سورۃ الشعراء میں بیان ہوں گے۔ ان دلائل کے باوجود بھی اگر مشرکین نہ مانیں تو آپ اپنی جان کو غم میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ غرض تبلیغ تھی جو احسن طریق سے ہو چکی اور زبردستی منوانا مقصود نہیں۔ اِنْ شَاءَ

نُزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَآيَةً تَضطرهم إِلَىٰ إِيمَانٍ قَهْرًا وَلَكِنْ لَا نَفْعُ لَٰك لَٰئِن لَّا نُرِيدُ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا الْإِيمَانَ الْأَخْيَارِ ۱۲

د ابن کثیر ج ۳ ص ۱۱۱

۱۲ یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے

ہیں چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت

تبارک پر مشتمل کوئی تازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس

سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبُوا

فَسَيَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ رَبِّكَ مُخِيفٌ ۱۳

پھر ہماری جہت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید پہلو سے ان پر دلائل

کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و

اعراض کر رہے ہیں، اس لئے اب محقریب ہی انہیں توحید

سے اعراض و استہزار کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح

اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزار کی

سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح

ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے جنگ

بد کے دن کا عذاب مل رہے یا آخرت کا۔ وھذا وعد

لہم وافذا اربابہم سیعلمون اذا مسهم عذاب

اللہ یوم بد راویوم القیامۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱)

۱۳ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے

کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار لگاتے ہیں جس

میں ان کے لئے گوناگون فوائد ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّ

یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہاں کا

کار ساز اور برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن اگر وہ غور و تدبیر سے کام لیں تو حق سمجھنے کے لئے یہی ایک دلیل ہی کافی ہے۔ لیکن ان

کی اکثریت کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جہاریت لگ چکی، اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے ہر نقلی دلیل کے بعد اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے جس سے یہ تمبیہ مقصود ہے کہ ان

میں سے ہر دلیل فی نفسہ مستقل اور عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے مگر اس کے باوجود معاندین نہیں مانتے۔ ۱۴ تیرا پروردگار بڑا زبردست ہے و جب چاہے منکرین کو پکڑ لے،

لیکن وہ رحیم و مہربان ہے اس لئے مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا مزید موقع مل جائے اور وہ راہ راست پر آجائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں سے

انتقام لینے میں زبردست اور توبہ کرنے والوں کے لئے مہربان ہے۔ (مظہری)

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

کھ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا یَتَّقُونَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تھروں سرکشی میں بدست ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔

وقال للذین ۱۹ ۸۱۲ الشعراء ۳۶

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۰ وَادْنَادِي رَبُّكَ مُوسَىٰ ۱۱

زبردست رحم والا ۱۰ اور جب بلکارا تیرے رب نے کھ موسیٰ کو کہ

اَنْتَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۱۰ قَوْمِ فرعون ۱۱ اَلَا یَتَّقُونَ ۱۱

جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّکُنْ بَوْنٌ ۱۲ وَ یَضِیْقُ ۱۲

بولا اے رب شہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلا میں اور رک جاتا ہے

صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْۤ اِلَیْ هٰرُونَ ۱۳

میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَلَهُمْ عَلٰی ذَنْبٍۭ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۱۳ قَالَ ۱۳

اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا فَادْهَبَا بِاٰیٰتِنَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۱۵

کبھی نہیں ملے تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاٰتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۶

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا

اَنْۢ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنٰیۤ اِسْرَءٰیِلَ ۱۶ قَالَ اَلَمْ تَرٰ رَبَّكَ ۱۶

یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بولا کیا نہیں بولا ہے ہم نے تجھ کو

فَبِنَاوَلِیْدًا وَّلَکِبْتُ فَبِنَا مِنْ عَمْرِو سَنِیْنٍ ۱۸

اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کتنی برس لے

وَفَعَلْتَ فَعَلْتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنْ ۱۸

اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْکٰفِرِیْنَ ۱۹ قَالَ فَعَلْتُمَا اِذَاۤ اَوْ اَنَامَ مِنْ ۱۹

ناشکر کہ کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

منزل

ہے ماقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسل وفيہ معنی القول (مدارج ۳۶) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس میں رسالت کا دعویٰ اور دعوت توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنٰیۤ اِسْرَءٰیِلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ اللہ ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالت شیر خوار گی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گزارا؟ مجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الہ مانا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعَلْتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنْ الْکٰفِرِیْنَ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ وَلَکِبْتُ فَبِنَا مِنْ عَمْرِو سَنِیْنٍ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ سورہ قصص میں آوے گا۔

پہلی نقلی دلیل

دو اعتراض

دو اعتراض

دو اعتراض

الصَّالِّينَ ۲۰ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ

پھر بھاگے والے پھر بھاگے میں سے تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بھاگ

لِي رَبِّي حَكِيمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۲۱ وَ

مجھ کو میرے رب نے حکم اور چھڑایا مجھ کو پہنچانے والا اور

تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنَّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۲۲

کیا نیک وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۲۳ قَالَ رَبُّ

بول فرعون کہ کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنتُمُ

آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

مُوقِنِينَ ۲۴ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْمَعُونَ ۲۵

یقین کرو بولا کہ اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۲۶ قَالَ إِنَّ

کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا

رَسُولُكَ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمْ جُنُونَ ۲۷ قَالَ

پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط إِنَّ كُنتُمْ

پروردگار مشرق کا اور مغرب کا کہ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

تَعْقِلُونَ ۲۸ قَالَ لَئِنْ اتَّخَذْتُ آلِهَةً غَيْرِي

جو مجھ رکھتے ہوں بولا اگر تو نے چھڑایا کوئی اور حاکم میرے سوا

لَا جَعَلَكَ مِنَ الْمُسْجُورِينَ ۲۹ قَالَ أَوْ لَوْ جِئْتُكَ

تو مقرر والوں کا تجھ کو قید میں کہا اور کہ اگر تیرے آگے آجوں تیرے پاس

مذلل ۵

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تو نے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرنے ہوئے ایک اور گنہگار کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلا وجہ قتل کر دیا۔ وَكَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ یہ کفران نعمت سے ہے قال اکثر المفسرین الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی يقول ربنا فكافيتنا ان قتلت منا نفسا وكفرت نعمتنا وهي رواية عن ابن عباس (بخازن ومعالجہ ص ۱۳) یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف و نشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض چونکہ عصمت میں قاذر تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلا قصد و ارادہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے قبلی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ای من الجاهلین وادار

عليه السلام بذلك على ما روي عن قتادة انه فعل ذلك جاهلا به غير متعمدا يا ه فانه عليه السلام اقامت عمد السوء للتأديب فأدى الى ما أدى (سرو ج ۱۵ ص ۱۵) اس غیر ارادی قتل کی وجہ سے مجھ سے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرہ مرسلین میں داخل فرمادیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیر ارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

میں نے اعتراض کا جواب

حكمًا من نبوت يا عقل وحكمة مراد ہے حکم ای حکمت اور نبوة (ابو السعود ج ۴ ص ۱۵) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وجعلني من المرسلين یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعویٰ لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے منیوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں

۱۳ یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ ای عبادت ای بنان عبادت یہ باطل کا سبب ہے یعنی تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تو نے میری قوم کو ذلیل و رسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تو نے ظلم و عدوان سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم و جور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقة انما عليه تعبید بنی اسرائیل لان تعبیدهم و قصلهم بذبح ابناهم هو السبب فی حصوله عندہ و تربیتہ ولو ترکهم لرباہا ابواہ (مدار ج ۱ ص ۱۳)

۱۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا أَنَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ اب فرعون نے ان

سے سوال کیا وہ رَبُّ الْعَالَمِينَ کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ الْغَرِيبَاتِ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ الْعَالَمِينَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کار ساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ۱۵ موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ اکلًا تصغون الی هذه المقالة اغراء به وتجبًا اذ كانت عقیدتہم ان فرعون رہم و معبودهم (بجرح ص ۱۳) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ

موضع قرآن و حضرت موسیٰ ایک بات کہہ جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے پتے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی بندہ گرفتار بنی اسرائیل نعمت نبود پس ہمیں پرورش کردن کہ بآن ضرورت بود نعمت نباشد ۱۲۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے پھر فرمایا۔ ہاں ہاں دور کیوں جاتے ہو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اور جو سب کی پرورش کرتا ہے وہی سارے جہان کا رب اور کارساز ہے۔ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ اَنْتُمْ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قدر سنجیدہ ہو رہے تھے فرعون اسی قدر غیر سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ خائف تھا کہ کہیں ان کی معقول باتوں سے اس کے درباری متاثر نہ ہو جائیں۔ اب کی بار تو وہ اچھاپن پر اتر آیا اور درباریوں سے بطور استہزاء کہنے لگا یہ تمہارا رسول تو دعیاؤ بالشد دیوانہ ہے بھلا بتاؤ میرے سوا بھی کوئی رب اور معبود ہے۔ لہٰذا جنوں حیث یزعم ان فی الوجود الہا غیری وکان فرعون ینکر الہیۃ غیریۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) کہ اب

وقال للذین ۱۹ ۸۱۴ الشعراء ۲۶

بَشَىٰ مُبِينٌ ۚ قَالَ فَاتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتَ مِنَ
الْصَّادِقِينَ ۚ ۳۱ ۚ قَالَ لَعَنَ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ
مُّبِينٌ ۚ ۳۲ ۚ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنُّظُرِينَ ۚ ۳۳
قَالَ لِلْمَلَاحِقَةِ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ عَلِيمٌ ۚ ۳۴ ۚ يُرِيدُ
أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا
تَأْمُرُونَ ۚ ۳۵ ۚ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَبْعَثْ فِي
الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۚ ۳۶ ۚ يَا شُعْبَةُ بَكِلْ سِتْرَ عَلِيمٍ ۚ ۳۷
فَجَمْعَ السَّحَرَةِ لِبَيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۚ ۳۸ ۚ وَقِيلَ
لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مَجْتَمِعُونَ ۚ ۳۹ ۚ لَعَلَّنَا نَتَّبِعَ
السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۚ ۴۰ ۚ فَلَمَّا حَآءَ
السَّحَرَةَ قَالُوا الْفِرْعَوْنُ أَهْنُ وَنَحْنُ الضَّالُّونَ ۚ ۴۱ ۚ

منزل ۵

بھی موسیٰ علیہ السلام برہم نہیں ہوئے بلکہ پوری سنجیدگی سے روزمرہ کے مشاہدات سے استدلال پیش کر دیا مشرق سے طلوع شمس اور مغرب سے غروب شمس مراد ہے۔ ارادہ بالمشرق طالع الشمسی ظہور النہار واداد بالمغرب غروب الشمس زوال النہار (کبیر ج ۲ ص ۱۵۱) فرمایا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر ڈوبتا ہے۔ اس نظم عجیب اور نسق غریب کے ساتھ سورج کا طلوع و غروب جس کے قبضہ قدرت میں ہے وہی رب العالمین ہے۔ اگر تم عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات کس قدر واضح اور معقول ہے۔ اس پر فرعون کا مزاج شاہانہ برہم ہو گیا اور اب موسیٰ علیہ السلام کو قید کی دھمکی دیدی کہ قَالَ لَئِنْ اَتَّخَذْتَ الْاِلٰهَ غَيْرِي اَنْتَ بَعْنِي اَنْ تَمُوتَ اَنْ يَخْلُقَ لَكَ مِنْ مِثْلِي حَكَمٌ ۚ ۱۸ ۚ میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا۔ الٰہا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ ۱۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصح مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوجھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر غمگن بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالو گے اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ والمعنى اتفعل ذلك ولو جنتك بحجة بينة وانما قال ذلك موسى لان من اخلاق الناس لسكون في الانصاف والاجابة الى الحق بالبيان (معالي خازن ج ۱ ص ۱۹) فرعون نے

کہا ہاں لاؤ وہ کوئی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور رد و قدح کی گنجائش مل جائے۔ قَالَ لَعَنَ عَصَاهُ اَنْتَ بَعْنِي اَنْ تَمُوتَ اَنْ يَخْلُقَ لَكَ مِنْ مِثْلِي حَكَمٌ ۚ ۱۸ ۚ میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا۔ الٰہا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ ۱۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصح مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوجھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر غمگن بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالو گے اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ والمعنى اتفعل ذلك ولو جنتك بحجة بينة وانما قال ذلك موسى لان من اخلاق الناس لسكون في الانصاف والاجابة الى الحق بالبيان (معالي خازن ج ۱ ص ۱۹) فرعون نے

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکے۔ گئے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔

۱۲۳ جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو تم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جاہر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کوابہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔

۱۲۴ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈال دو فَاتَّقُوا حَيَاتَكُمْ وَعَصِيَّتَهُمْ الخ چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا خسوس ہو رہا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَاتَّقِ الْمُؤْمِنِينَ عَصَاكَ ابْنُ مُوسَىٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ نے بھی اپنی لاٹھی ڈال دی جو زمین پر گرنے ہی ایک بہت بڑے اثر و باکی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادوگروں کے تمام سپہلوں کو ہڑپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ — ۱۲۵ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تاویل اس طرح سجدے میں گر پڑے کہ گویا سی

وقال لذین ۱۹

اور رسولی پر چڑھاؤں کا سب کو ۴۲۶ ہوئے کچھ ڈر نہیں

مَنْزِل ۵

نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ اے خدو اساجدین اثر ما شاهد و اذک من غیر تلعتہ و تردد لعلہم بحبان مثل ذلک خارج عن حد و السجود انہ امر الہی قد ظہر علی بیدہ علیہ السلام لتصدیقہ (روح ج ۱۹ ص ۷۷)

۵۷۷ فرعون جادو گروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کارِ حجب جمانے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادو گروں کو خوف زدہ کرنے کے لیے اس نے کہا تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں

موضع قرآن و یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رحمہ

اور میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اب تمہارے اُلٹے ہاتھ پاؤں یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں، کٹوا کر تمہیں سو لی پر لٹکا دوں گا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ شاید جادوگر اس سزا کے ڈر سے ایمان لانے سے باز آجائیں نیز رحمت کو باور کرنا مقصود تھا کہ ناکامی اس لئے ہوئی ہے کہ جادوگر اندر سے موسیٰ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے فن کا پورا مظاہرہ کیا ہی نہیں۔ ۳۶ جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کے جواب میں کہا ہمیں سو لی پر چڑھائے جانے کی پرواہ نہیں کیونکہ آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی اگر ہم اس طرح اللہ کی راہ میں شہید کر دئے جائیں تو ہمیں اور کیا چاہئے۔ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُتَّقِلُوْنَ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ تعلیل لنفی الضدیرای لاضدیر فی ذلک بل

وقال لذین ۱۹ ۸۱۶ الشّعراء ۳۶

لنا فیه نفع عظیم لما یحصل لنا من الصبر علیہ لوجه اللہ تعالیٰ من الشواہب لعظیم (روح ج ۱۹ صفحہ ۱۹)

۳۷ یہ لاضدیر کی دوسری تعلیل ہے۔ اَن کُنَّا اِی لان کنا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمادے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں۔ ۳۸ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کرے گا۔ ۳۹ فَارْسَلْ فِرْعَوْنُ جِب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگا ہے تو ان کا تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی اکٹھے کئے۔ اِن هُوَ لَآءِ اِخ یہ ہیں کیا چیز غھوڑے سے تو ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب جوش میں آگیا ہے۔ وَرَأٰنَا الْجَمِیْعَ حَادِرُوْنَ اور اب ہم حسرت و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۴۰ فَارْفِیْصِیْہ فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم نے ان کو باغیوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔ کَذٰلِکَ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی قوم فرعون کو سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنادینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۴۱ جب سورج طلوع ہوا ہاتھ اس وقت فرعون مع قوم ان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرہ قلزم کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے فرعونوں نے ان کو آلیا۔ فَکَلَّمَا تَرَاۤءَ الْجَمِیْعَ میرا ب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھ کوئی تدبیر بتلائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ ۴۲ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاشیٰ سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الْیَچنانچہ انہوں نے لاشیٰ ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی نہ تک بارہ راستے بن گئے

اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۵۰ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا ۵۱

ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم عرض رکھتے ہیں کہ ہم بخش دے ہم کو

رَبُّنَا خَطِیْنًا اَنْ کُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۵۱

رب ہمارا تقصیر میں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور

اَوْحٰیْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ اِنَّا کُمْ مُتَّبِعُوْنَ ۵۲

حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۵۲ کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا

مُتَّبِعُوْنَ ۵۲ فَارْسَلْ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ

پہنچا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں

حٰشِرِیْنَ ۵۳ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ۵۴

نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے غھوڑی سی

وَاِنَّمَا کُنَّا لَغَآیْطُوْنَ ۵۵ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حَادِرُوْنَ ۵۶

اور وہ مقرر ہم سے دل جملے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِنْ جَنَّتِ وَعِیُّوْنَ ۵۷ وَکُنُوْا

پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغیوں اور چشموں سے ۵۷ اور خزانوں اور

مَقَامِ کَرِیْمِ ۵۸ کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ

عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے

فَاَتَّبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ۶۰ فَکَلَّمَا تَرَاۤءَ الْجَمِیْعُ

پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۶۰ پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فرجیں

قَالَ اَصْحٰبُ مُوسٰی اِنَّا لَمُدْرٰکُوْنَ ۶۱ قَالَ کَلَّا ۶۲

کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں

اِنَّ مَعِیْ رَبِّیْ سَبِیْهُدِیْنَ ۶۳ فَاَوْحٰیْنَا اِلٰی مُوسٰی

میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۶۳

منزل ۵

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھ کوئی تدبیر بتلائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ ۴۲ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاشیٰ سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الْیَچنانچہ انہوں نے لاشیٰ ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی نہ تک بارہ راستے بن گئے

موضح قرآن ۱۱ ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو

اِنْ اَضْرَبُ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

کے مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا بھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھاٹک

كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ۖ وَاَزَلْنَا شَمَّ الْاٰخِرِيْنَ ۝۶۳ وَ

جیسے بڑا پہاڑ اور پاس پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو اور

اَنْجَيْنَا مُوسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَجْمَعِيْنَ ۝۶۴ شَمَّ

بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو اس کے ساتھ سب کو پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۝۶۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَ

دوبایا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور

مَا كَانْ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۶۶ وَاِنَّ رَبَّكَ

نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیسرا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶۷ وَاَثَلُ عَلَيْهِمْ نَبَا

وہی ہے زبردست رحم والا اور سنائے ان کو خبر

اِبْرٰهِيْمَ ۝۶۸ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ

ابراہیمؑ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَاَنْظُرْ لَهَا عَكْفِيْنَ ۝۶۹

وہ بولے کہ ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارا دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝۷۰ اَوْ يَنْفَعُوْكُمْ

کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا

اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝۷۱ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ

یا بڑا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی

يَفْعَلُوْنَ ۝۷۲ قَالَ اَفَرءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ

کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو اُنہیں جن کو تم پوجتے رہتے ہو

منزلہ

اور پانی کا پہاڑ کی مانند اور نچا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قرضہ و اختیار میں نہ تھا۔ جب وہ نہ غیب دہاں تھے نہ متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات دہندہ بھی نہ تھے۔ ۳۳ جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گزر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا۔ جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ قَاتِلْنَاهُمْ اَوْ سَلِّ عَلَىٰ اٰلِہٖمُ السَّلَامُ اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے صبح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا ۳۴ اَغْرَقْنَا الْاٰخِرِيْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ ۳۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً کہنے کے لئے یہ کافی دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ مشکل و رومعاندہ لوگوں کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ بنی اسرائیل کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی وہی دیتا ہے اور کوئی نہیں۔ ۳۶ یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ اس سے تخریف دنیوی مطلوب نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر انکار دعویٰ کی وجہ سے اُس وقت عذاب نہیں آیا۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْہٖ وَقَوْمِہٖ اٰلِہٖمُ السَّلَامُ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و دعا میں مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ وَاِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَعْلَمُ اَنَّهُمْ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ وَلٰكِنَّہٗ سَاَلُوْہُمْ لَیْسَ بِہُمْ اَنْ مَا یَعْبُدُوْنَ وَہٗ لَیْسَ

بمستحق للعبادة (مدارک ج ۳ ص ۳۳۳) ۳۷ مشرکین نے کہا ہم ٹھاکروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَکُمْ اَنْہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ ۳۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰلِہٖمُ السَّلَامُ نے اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے پاس ان معبودوں کے سیمع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اَضْرَبُوا عَنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَہُمْ سَمْعٌ اَوْ نَفْعٌ اَوْ ضَرٌّ اَعْرَافًا بِمَا لَا سَبِيْلَ لَہُمْ اِلٰی اِثَارِہٖ وَاضْطُرَّ اِلٰی اِظْہَارِ اَنْ لَا سَبَدَ لَہُمْ سِوَى التَّقْلِیْدِ فَكَانَ ہُمْ قَالُوْا لَا یَسْمَعُوْنَ وَلَا یَنْفَعُوْنَ وَلَا یَضُرُّوْنَ وَامَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا یَفْعَلُوْنَ مِثْلَ فَعَلْنَا وَیَعْبُدُوْنَ مِثْلَ عِبَادَتِنَا فَتَدْبِرْنَا بَہْمَ (روح ج ۳ ص ۳۳۳) ۳۹ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے غمزہ کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے موضع قرآن و پانی پھٹ کر اٹھا ہوا جگہ سے پھٹ کر گئیں بلکہ بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ گھرے رہ گئے یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ کہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

فلسفہ میں

الشعر آء ٢٤

△△△

وقال الذين

تم اور تمہارے باپ دادا کے اگلے سودہ میرے غنیم ہیں

مگر جہاں کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے۔

اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

اور وہ جو مجھ کو مایہ کا اور پھر جلائے گا

اور وہ جو کہ وہی ہے۔ یہی ہے جس کی تفسیر انصاف ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُبَدِّلُوا كَلِمَاتِ اللَّهِ فَيَكُونَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

وَأَشْهَدُ حَبَّةَ النَّعْمِ ۝ وَأَغْفِرُ لَكُمْ ۝ وَأَشْهَدُ

كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ (٨٦) وَلَا تَخْزِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ

عَنْ سَيِّدِيٍّ (٩٠) وَأَرْعَفِ الْجَنَّةِ لِلْمُفِيقِينَ

الحمد لله

منزلہ

میں یہ ادغال اچھی ہے

خُمد یہ مراد ہوا اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور الزمان من یكون داعیا الى الله تعالى وذلك هو حتم طلب لهيب الحسن والذكر الجميل فيهم بدعته ن ملة ابراهيم عليه السلام روح ج ۱۹ ص ۱۰۰ اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے موضع قرآن و یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے

پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصول دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل الثانی انہ سأل ربہ ان يجعل من ذریئہ فی آخر الزمان من یکون داعیاً الی اللہ تعالیٰ وذلك هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبیرہ ۲۸۴) و یحتمل ان یراد بالآخرین اخوۃ یبعث فیہا نبی وانہ علیہ السلام طلب لہمیت الحسن والذکر الجمیل فیہم ببعثۃ نبی یجد اصل دینہ و یدعو الناس الی ما کان یدعوہم الیہ من التوحید معلماً لہما ان ذلک ملۃ ابراہیم علیہ السلام (روح ج ۱۹ ص ۱۳۸) اور مجھ جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرماؤ اغفر لابی الخ اور میرا پاپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ واغفر لابی بالہدایۃ والتوفیق للإیمان (ابو السعود ج ۳ ص ۳۵) وَلَا تُخْزِنِ یَوْمَ یُبْعَثُونَ
موضح قرآن فلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَبُرِّزَتِ الْحَجِیْمُ لِلْغَوِیْنِ ۙ وَقِيلَ لَهُمْ اٰیِنَمَا

اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۙ مِنْ دُونِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْكُمْ

تم بلو جتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری

اَوْ يَنْصُرُوْنَ ۙ فَكَبِكُمْ اَفِيْهَا هُمْ وَالْغَاوِنُ ۙ

یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندرھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو شک

وَجُنُودُ ابْلِیْسَ اٰجْمَعُوْنَ ۙ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا

اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں

يَخْتَصِمُوْنَ ۙ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ

باہم جھگڑیں گے قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں

اِذْ تُسَوِّیْكُمْ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَمَا اَضَلَّنَا اِلَّا

جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سوان

الْمُجْرِمُوْنَ ۙ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ۙ وَلَا صِدِّیْقٍ

گناہگاروں نے شک پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست

حَبِیْمٍ ۙ قُلُوْا اَنْ لَّنَا كَرَّةٌ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

محبت کرنے والا اللہ سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیةٌ لِّمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۙ

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُو الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلائے قوم

نُوحٍ بِالْمِرْسَلِیْنِ ۙ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوْهُمْ نُوحٌ

نوح نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے شک

منزل ۵

اور قیامت کے دن سرختر مجھے رسوا نہ کیجیو۔ انبیاء علیہم السلام کو تو قیامت کے دن سب سے زیادہ اعزاز و اکرام سے نوازا جائے گا، ان کی رسوائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شدت خوف سے بطور نواضع یا بغرض تعلیم غیر یہ دعا مانگی۔ ۸۱۹ یہ ادخال الہی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام نہیں یہاں یوم حشر کے شدت ہول کا بیان ہے بقلب سلیم ایسا دل جو شرک و شک سے محفوظ اور اخلاص سے لبریز ہو ای خالص من الشک والشک خازن و معالجہ ۵ ص ۱۹، وَأَذْلَقَتْ الْجَنَّةُ النَّارَ جنت پر ہیز گاروں کے نزدیک کر دی جائے گی اور دوزخ کافروں کے لئے ظاہر کر دی جائے گی وقیل کہم اور مشرکین سے کہا جائے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور انہیں خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ای ابن الہتکم الذین کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اُنہم شفعاء کم فی ہذا الموقف (روح بح ۱۹ ص ۱۹) کیا آج وہ تمہارے کام آئیں گے یا عذاب سے اپنے کو بچا سکیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا سرگز نہیں ہوگا۔ وہ نہ تمہیں عذاب سے بچا سکیں گے نہ اپنے کو۔ ۸۱۹ ان مشرکوں اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو اور ابلیس کے سارے لشکر کو جو انسانوں کو گمراہ کرتا رہا، جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد معبودان باطلہ و جھگڑیں گے اور حسرت و ندامت سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور معبودان باطلہ سے کہیں گے کہ ہم تو بہت بڑی گمراہی میں تھے جب استحقاق عبادت میں تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے وَمَا اَضَلَّنَا اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ اور ہماری گمراہی کا سبب مشرک پیشوا بنے انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا المجرمون من دعاهم الی عبادۃ الاصنام من الجن والانس (محرر، ص ۱۱۱) انوس جن کو دنیا میں ہم خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے آج ان میں سے کوئی بھی ہماری سفارش نہیں کر رہا اور نہ کوئی دوست کام آتا نظر آرہا ہے۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ وَلَا صِدِّیْقٍ حَبِیْمٍ من الذین کنا نعد ہم شفعاء و اصدقاء لانہم کانوا یعتقدون فی اصنامہم انہم شفعاء ہم عند اللہ تعالیٰ وکان لہم اصدقاء من شیاطین الجن (کبیر ج ۶ ص ۳۵) کاش! ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اخلاص اور صدق نیت سے ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور شرک سے دور بھاگیں اور پھر ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو ہم اس عذاب میں مبتلا نہ

ہوں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیةٌ لِّمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۙ ہوں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیةٌ لِّمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۙ اس آیت میں قوم نوح کی طرف بہت سے رسولوں کی تکذیب منسوب کی گئی ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح آگے چل کر عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے ایک پیغمبری کو جھٹلایا جو ان کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام توحید اور دیگر اصول دین میں متفق تھے اور سب کی دعوت ایک تھی اس لئے ان میں سے ایک کو جھٹلانا اور اس کی دعوت کو نہ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب کو جھٹلادیا و تکذیب ہمارے رسولین باعتبار اجماع الكل علی التوحید و اصول الشہادتہ التی لا تختلف باختلاف الازمنۃ والا عصار (روح بح ۱۹ ص ۱۹) ۸۱۹ اَخُوْهُمْ نُوحٌ ضمیر مجرور قوم کی طرف راجع ہے اور اخوت سے قومی اور خاندانی اخوت مراد ہے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ان مشرکین ہی کی قوم اور انہی کے

دیس گمراہی

۵ ص ۹

خاندان سے تھے اخوہم نسباً لادیناً (مدارک ج ۳ ص ۳۵۸) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور حبشی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجالاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت

الشعراء ۲۶

۸۲۰

وقال لذین ۱۹

أَلَا تَتَّقُونَ ۝۱۰۶ ۱۰۶ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اٰمِیْنٌ ۝۱۰۷ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر ہوں سو ڈرو

اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنَ ۝۱۰۸ وَمَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ ۝۱۰۹

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰۹ فَاتَّقُوا اللّٰہَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِیْعُوْنَ ۝۱۱۰ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ بِکَ وَاتَّبَعُکَ

اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں گے اور تیرے ساتھ ہو جائیں گے

اَلَا رِزْکُوْنَ ۝۱۱۱ قَالَ وَمَا عَلَیْیَ بِمَا کَانُوْۤا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۱۲

کیسے گئے کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں و

اِنْ حَسَابُہُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ کُوْتُشْعُرُوْنَ ۝۱۱۳ وَمَا

ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں

اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۱۴ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۱۵

مانگنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس ہی ڈر سنائیے والا ہوں کوئی

قَالُوْۤا اَلَیْنَ لَمْ تَنْتَهِ لِیُؤَخَّرْ لَّسْکُوْنٌ مِّنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ۝۱۱۶

بولے اگر تو نہ سہم چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذٰبُوْنَ ۝۱۱۷ فَافْتَحْ بَیْنِیْ

کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلایا سو فیصلہ کرے میرے

وَبَیْنَهُمْ فَتَحَّوْۤا وَنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیْ مِّنَ

اور انھیں بچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں

اَلْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۱۸ فَاَنْجِیْہُ وَمَنْ مَّعَہٗ فِی

ایمان والے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

منزلہ

سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ و حاصلہ وما وظیفتی الا اعتبارا لظواہر دون الشق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرب فی عدم اخلاصہم فی ایمانہم کما ترجمون (روح ج ۵ ص ۱۵۸) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اِنْ حَسَابُہُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔ توالہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لائے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانے کا ہے خواہ وہ اشراف ہوں یا اراذل اور پھر ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری موعظ قرآن و کتب کا مانتی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوتے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکی پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سے دینی اخوت مراد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے ہی اخلاقی عاقل و فاضل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور وفاق اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنَ فِیْمَا اَمَرَکُم بِہِ مِنَ التَّوْحِیْدِ وَالطَّاعَةِ لِلّٰہِ تَعَالٰی (روح ج ۱۵ ص ۱۵۸) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ لکھ مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر تم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا پڑے گا۔ یہ بات تم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور خاں اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۱۱۹ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۱۲۰ ط

اس لہی ہوئی کشتی میں پھر ڈوبا دیا ہم نے اس کے بچھان باقی بے ہوؤں کو

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ هُمْ مُؤْمِنِينَ ۱۲۱

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَأَنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۲۲ كَذَّبَتْ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

عَادُ الْإِسْرَئِيلِينَ ۱۲۳ إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ هُودٌ

عاد نے پیغام لائے والوں کو نہ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے

أَلَا تَتَّقُونَ ۱۲۴ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۱۲۵ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لائے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۱۲۶ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۱۲۷

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۲۸ أَتَبْنُونَ بِنَاءَ

میرا بدلہ ہے اس جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رَبِّعٍ آيَةٍ تَعْبَثُونَ ۱۲۹ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

ادبیتی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم

تُخْلَدُونَ ۱۳۰ وَإِذَا ابْطَشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ۱۳۱

ہمیشہ رہو گے طا اور جب ٹھوڑا لگے ہو تو پتھر مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۱۳۲ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچایا

بِمَا تَعْلَمُونَ ۱۳۳ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامِهِ وَبَنِينَ ۱۳۴ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

منزل ۵

دعوت قبول کر لیا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۱۱۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصہ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِبُيُوتٍ ابْنِ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرما دے یعنی ان پر عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

۱۱۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے

ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن

ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا

لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کر کے ہلاک کر دیا

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ

تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو

طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی

نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین مکہ

کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۱۲۰ یہ جو تھی نقلی دلیل

اور تخویف دہیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ هُودٌ

تَا۔ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ اس کی تفسیر بھی

گذری ہے۔ اَتَبْنُونَ بِنَاءَ رَبِّعٍ الْخَرِيعِ بلند جگہ

ایہ علامت، مینار۔ مَصَانِعَ مالیشان علات حضرت

ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوت توحید دینے کے

بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان و شوکت

کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے

ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو یا

معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں

باندھے بیٹھے ہو۔ وَ اِذَا ابْطَشْتُمْ بَطِشْتُمْ

شَرًّا اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِينَ بَطِشْتُمْ

ثَانِي كَيْ فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے

خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۱۲۱ اس

لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبت اور ظالمانہ افعال

کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں

ان کی پیروی کرو۔ وَ اتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ

كُلَّ الْخَيْرِ قَوْم كوالہ کے انعامات یاد دلانے تاکہ ان کے دلوں میں

جذبہ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں

وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور

جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ أَمَدَّكُمْ

بِمَا تَعْلَمُونَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گونا گوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے

تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فل ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینار سے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشعر آء ٢٦

۸۲۲

وقال لذين ١٩

باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں آہ تم پر ایک بڑے

دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا

نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے

گلے لوگوں کی صفہ اور ہم پر آفت نہیں آنے والی صفہ پھر اس کو جھٹلانے

ہم نے ان کو غارت کر دیا اس بات میں البتہ لسانی ہے اور ان میں

بہت لوگ ہمیں مائے دالے اور میرا رب وہی ہے ربودست

جسٹس یا مودے پیغام لائے وائوں نوٹ

ہاں ان کو ان کے بھائی شجاع نے کیا م درے ہیں میں

ہمارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سوڈو اللہ سے اور میرا کہا مانو

درہائیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی

ہسان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں پر

منزل ۵

۶۔ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُشْرِكِينَ مَسْرِفِينَ سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ وَالْمُسْرِفُونَ ہم کبراء ہوا علا صہم فَاَلْكَفَرُ وَالْاَضْلَالُ وَكَانُوا تَسْعَةً رَهْطٍ يَفْسِدُونَ فَاِلَادِئِ (مہجور، مشرک) الْمُسْرِفِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُسْرِفُونَ (خا ذن و معال مجرہ منہ) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

کھہ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے ورنہ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کوئی انبیاءِ خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے جن لیا گیا ہے قَاتِلْ بَايَةَ الْإِنَّمِ لِهَذَا اَلْوَاقِعِ تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ اِنَّكَ يَشْرُهُمْ مِثْلُنَا فَكَيْفَ تَكُونُ نَبِيًّا وَهَذَا بَأْسُ نَزْلَةِ مَا كَانُوا يَذْكُرُونَ فِي الْاَنْبِيَاءِ اَنَّهُمْ لَوْ كَانُوا صَادِقِينَ لَكَانُوا مِنْ جَنْسِنَا مَكَرًا كَبِيرًا (کبیرہ سچ)

۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قدر و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرمادیا۔ دوی انہم قالوا نريد ناقة عشرين نخرة من هذه الصخرة فتلد سقبا فجعل عليه تفكرك قال جبريل صل ركعتين واسئل ربك الناقة ففعل فخرجت الناقة ومنتجت سقبا مثلها في العظم (مداد لہجہ ۳۵۳) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگادی گئی کہ چشے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلا یا کریں اور لیکن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمْسُوْهَا بِسَوْءِ الْخَيْرِ اَوْ تَنِي كَوْسِيْ سَمٍ كِي تَكْلِفُ بَهِمَتٍ دِيْنًا وَرَنَ سَمْتِ تَرِيْنِ عَذَابٍ مِّنْ بَنَلَا كَنَ جَاوْغَ۔ ۵۹ پانی کے ایک دن کے نامہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آگیا تو اب اپنے گئے پر بہت پشیمان ہوئے گمراہ کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیغہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ اَلْخَاسِي تَفْسِيْرٌ كَذِبِيْ ہے۔

الشعر ۲۶

۸۳۳

وقال الذين ۱۹

اٰمِيْنُ ۱۴۶) فِيْ جَنَّتٍ وَعُيُوْنُ ۱۴۷) وَزُرُوْعٍ وَ

بے کھٹے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۱۴۸) وَتَنْحِتُوْنَ مِنْ

کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو

اَلْجِبَالِ بِيَوْمٍ تَافِرِهِيْنَ ۱۴۹) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ

پہاڑوں کے گھسے تکلف کے سوڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَلَا تُطِيعُوا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۱۵۱) اَلَّذِيْنَ

اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۱۵۲)

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے

قَالُوْا اِنَّهَا اَنْتَ مِنَ الْمُسْحَرِيْنَ ۱۵۳) مَا اَنْتَ اِلَّا

بولے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۱۵۴) قَاتِلْ بَايَةَ اِنْ كُنْتَ مِنَ

آدمی ہے جیسے ہم سولے آکھ نشان اگر تو

الصّٰدِقِيْنَ ۱۵۵) قَالَ هٰذِهِ نَاقَةٌ لِّهَا شَرْبٌ وَ

سچا ہے کہا یہ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور

لَكُمْ شَرْبٌ يَوْمَ مَعْلُوْمٍ ۱۵۶) وَلَا تَمْسُوْهَا بِسَوْءٍ

تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر و اور مت پھیڑو اس کو بُری طرح سے

فَيَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَظِيْمٍ ۱۵۷) فَعَقَرُوْهَا

پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو وہ

فَاَصْبَحُوْا نِدْمِيْنَ ۱۵۸) فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنْ

پھر کل کورہ گئے پچھتاتے و پھر آپکڑا ان کو عذاب نے البتہ

منزل ۵

موضح قرآن و اونٹنی پیدا ہوئی۔ پھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ و ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تنھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تم اس قدر حد سے گزر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں مٹراتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَأْتُونَ نِسَاءَكُمْ مُنْجَرِفَةً (عنکبتو) ۱۵ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پرہیزگاری و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تندہ اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعویٰ نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ إِنِّي لَعَمْرُكَ مِنَ الْفَٰلِقِينَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پروا نہ کی اور صاف فرمادیا مجھے تمہارا اے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قَابِلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ تہمدید ہم فلاں ہماذکتیبہ ما علی عدم الا کثراث بہ وانہ راغب فی الخلاص من سوء جوارہم لشدۃ بغضہ لعلمہم (روح ج ۱۵ ص ۱۱۷)

۱۶ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پُرکارا مجھے اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ اَنْ يَّمُوتَ لَوْطًا وُرَانِ کے اہل بیت

بستی کو نہ دے والا کر دیا اور اسے سخت پتھر

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے
 وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ
 اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا لوٹ

کی قوم نے پیغام لانے والوں کو نہ جب کہا ان کو ان سے بھائی لوط نے
 اَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگارِ عام پر
 کیا م دورے ہو

الذِّكْرَانِ مِنَ الْعُلَمَاءِ (۶۵) وَتَذَرُونَ مَا

حق لکم ربکم بین ارجلکم بین انکم قوم
مہارے واسطے بنادی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جور و نیکیں بلکہ تم لوگ ہو

میں نے کہا کہ میں نے تم کو اس کے لئے بھیجا ہے کہ تم اسے لے آؤ۔
 ﴿١٦٤﴾ قَالَ اِنِّیْ لَعَمَلُکُمْ مِّنْ

القائِلین (۱۶۸) رَبِّ رَیْجِیْ وَ اَهْلِیْ مَا یَعْمَلُوْنَ (۱۶۹)
 بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں

منزلہ

فَنَجَّبْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی

الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۝ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ

ان پر ایک برسائو سو کیا بڑا برسائو تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُو الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَ أَصْحَابُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

نُعِيكَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا

بن کے رہنے والوں نے پیغام لائے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم

تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ

ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے

وَأَطِيعُوا أَمْرًا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ

میترا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا پھر کر دو ماپ

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَس

اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی

الْمُسْتَقِيمَ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَ

ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

۸۲۵ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تحریف انہروی ہے
إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ - نَا - عَلَىٰ رَبِّ لَعَلَّيْنِ ۝

اس کی تفسیر گزری ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا
نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں
تھا اس لئے یہاں اَخُوهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا
اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں
فرمایا - قَوْلًا مِّنْ مَّدِينٍ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ہود ۸۶) لم یقل
هنا اخوهم شعيب لانه لم يكن من نسبهم بل
كان من نسب اهل مدین ففی الحدیث ان

شعيبًا اخا مدین امرسل اليهم والی
اصحاب الایکة (مدارک ج ۳ ص ۳۳۸) ۸۲۵

شکر کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ
تول میں بددیانتی کرتے تھے۔ اس لئے حضرت شعیب
علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر
لوگوں کی حق تلفی نہ کرو۔ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ اس بخ اور
صحیح ترازو سے تولو لا کرو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے
اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے۔ لیتے وقت زیادہ
مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے
وقت کم مقدار والے۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اس بخ اس طرح
بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ وَكَرْتَعْتُوا
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور بے چینی نہ پھیلاؤ۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
مَلِكٌ فِي الدُّنْيَا وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ عَرْشُ عَالَمِينَ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَدَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ إِنَّكُمْ لَعِندَهُ
عَاكِفُونَ ۝

ملک میں بدامنی اور بے چینی نہ پھیلاؤ۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَدَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ إِنَّكُمْ لَعِندَهُ
عَاكِفُونَ ۝ کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تحریف و نبوی ہے یعنی اللہ
سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا
جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب
سے تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ وَآمَرَهُمْ بِاتِّبَاعِيهِمْ
مِنْ أَوْفُوا الْكَيْلَ ۝ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝

قادر علی ان یعد بہم ویہلکم ہم (بجرج ۳۳)

وقال لذین ۱۹

دُر سنادینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھتا ہے

١٠
ع
١٤
١٣

سورۃ الباقیہ
مکملہ

فَخَرَجَ الرَّحْمَنُ مِنْ عَيْنَيْ آتَشٍ بِشَكْلِ سَائِبَانَ ظَاهِرٍ شَدِيدٍ وَبِلَاكِ سَهَابٍ خَفِيفٍ ۱۲۔

زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۱۹۱) أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاؤُا

بہلوں کی کتابوں میں کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ

بَنِي إِسْرَءِیْل ۱۹۲) وَكَوْنَزَلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۱۹۸

بنی اسرائیل کے اور اگر انارے ہم یہ کتاب کسی ادیری زبان والے پر لکھ

فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۱۹۹) كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ

اور وہ اس کو پڑھ کر سنا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے وہ اسی طرح کھسا دیا ہم نے انکار

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۲۰۰) لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا

گہکاروں کے دل میں نہ وہ نہ مابین گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے

الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۲۰۱) فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

عذاب دردناک پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ۲۰۲) أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ

پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی کیا ہمارے عذاب کو جلد مانتے ہیں لکھ

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۲۰۳) ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا

بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا

كَانُوا يُوعَدُونَ ۲۰۴) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَمْتَعُونَ ۲۰۵)

ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرِيْبٍ إِلَّا لَمْ يَأْمُرُوا بِذِكْرِي ۲۰۶)

اور کوئی بستی نہیں لکھ غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈرسانے والے یاد دلانے کو

وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۲۰۷) وَمَا تَنْزِيلُ الْكِتَابِ بِإِذْنِ الشَّيْطَانِ ۲۰۸)

اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان لکھ اور نہ

يَسْتَعْجِلُ لَهُمْ وَمَا يُسْتَعْجِلُونَ ۲۰۹) إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو سننے کی جگہ سے

منزل ۵

تھم آیت الخ یہ علماء بنی اسرائیل سے دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔ کیا ان کے لئے یہ دلیل کافی نہ تھی کہ اس دعوے کو علماء بنی اسرائیل بھی مانتے ہیں اور اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ علماء بنی اسرائیل سے وہ علماء مراد ہیں جو ایمان لائے تھے۔ علماء بنی اسرائیل بن سلام و خوخہ قالہ ابن عباس و حجاج ہد (مخرج ص ۱۷) یہ مشرکین کے فرط عناد کا بیان ہے جو دلائل عقلیہ و نقلیہ کے باوجود نہیں مانتے۔ ان کی ضد و عناد کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم یہ فیض و بلیغ عربی قرآن کسی عجمی پر نازل کر دیتے جو عربی زبان سے بالکل نا بلد ہوتا اور اس کے باوجود معجزانہ طور پر صحیح صحیح پڑھ کر ان کو سنا دیتا تو وہ پھر بھی نہ مانتے اور نہ ماننے کے لئے کئی

بہانے تراش لیتے۔ المراد بیان فرط عناد ہم و شدت شکیمتہم فی الکابرة (روح ج ۱ ص ۱۹) و کونزلنہ علی بعض الاعاجم الذی لا یحسن العربیۃ فضلا ان یقدر علی نظم مثله فقرأہ علیہم ہکذا معجزا الکفر و ابہ کما کفروا و لتتحلوا بحجودہم عذرا

و سبوتہ سحرًا (مداد ج ۳ ص ۱۷)

یا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر عربی زبان میں نازل کر دیتے تو غرور و استکبار کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لاتے اور عذر کرتے کہ ہم اس کی زبان ہی نہیں سمجھتے و قیل المعنی و لونزلناہ علی بعض الاعاجم بلغة العجم فقرأہ علیہم ما کانوا بہ مؤمنین لعدم

فہم ہم و استندنا فہم من اتباع العجم ابو السعد

ج ۱ ص ۱۷ لیکن علامہ ابوالسعود اس معنی کو مناسب

مقام نہیں سمجھتے چنانچہ وہ معنی مذکور کے بعد فرماتے

ہیں و لیس بذلک فأنہ معزل من المنا سبۃ لمقام بیان تمادیم فی الکابرة و العناد لکھ

یہ تحریف دیوی ہے۔ سکتا ہے میں ضمیر مفعول شرک

و تکذیب یا استہزاء سے کنایہ ہے قال ابن عباس الحسن

و حجاج ہد ا دخلنا الشرک و التکذیب (معالم و

خازن ج ۵ ص ۱۷) مشرکین کے دلوں میں شرک کی

بیماری اور پھر توحید کی تکذیب اور اس سے استہزاء

کار وگ سرایت کر چکا ہے اور وہ اس وقت تک ایمان

نہیں لائیں گے جب تک کہ المناک عذاب کو نہ دیکھ لیں

فما یتیم بعتہ الخ لیکن عذاب اچانک انہیں آئے

گا اور اس سے پہلے انہیں اس کا علم نہ ہوگا تاکہ اس

کی آمد سے پہلے وہ ایمان لے آئیں۔ فقیقولوا الخ جب

عذاب آپہنچے گا تو اب حسرت و افسوس کے ساتھ نمنا

کریں گے کہ انہیں مہلت مل جائے تاکہ وہ اپنی گزشتہ

بد اعمالیوں کی تلافی کر سکیں۔ لکھ یہ مشرکین پر زہر ہے

یعنی یہ ظالم ایک طرف تو مطالبہ کرتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے اور دوسری طرف جب عذاب آجاتا ہے تو پھر مہلت مانگتے ہیں۔ افرأیت ان متعناہم۔ نا۔

ما کانتوا یستعجلون۔ یہ مشرکین کے عناد و مکابہ کی مزید وضاحت ہے نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر عمر میں اضافہ انہیں عذاب خداوندی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔ یعنی اگر ہم ان کو سالہا سال مزید مہلت دیدیں اور وہ عیش و عشرت کے مڑے لے لیں۔ اس کے بعد ان کے مسلسل کفر و شرک کی وجہ سے موعود عذاب آجائے تو اس مہلت سے انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ نہ وہ ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار سے باز آئیں گے، نہ خدا کا عذاب ان سے ٹل سکے گا۔ لکھ تحریف

موضع قرآن و یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ۱۲ مندرجہ و کافر کہتے تھے کہ قرآن آنا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آنا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کاجی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ ۱۲ مندرجہ اللہ تعالیٰ۔

تحریف دیوی

منزل ۵

منزل ۵

منزل ۵

دنوی ہے۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ **یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السَّيِّئَاتِ فَإِنْ أَضَلُّوا ضَلُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ** اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہ ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس خبریں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً متاثر کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ و

الشعر آء ۲۶

۸۲۸

وقال للذین ۱۹

لَمَعَزُولُونَ فَلَا تَدْعُمَعَ اللَّهُ إِلَهًا آخَرَفَتَكُونُ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار رکھ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الْمُعَذِّبِينَ ۚ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۖ وَخَفِضْ

عذاب میں و اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو و اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے و پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۚ الَّذِي

ہیں۔ بیزار ہوں تمہارے کام سے و اور مجھ سے کہ اس زبردست رحم والے پر جو

يُرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۖ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجْدِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب اٹھتا ہے کھڑے اور تیرا پھر نماز نمازوں میں و بے شک ہی ہے سننے والا

الْعَلِيمُ ۚ هَلْ أَنْبَيْكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنْزِلُ الشَّيْطَانُ تَنْزِيلًا

جاننے والا و میں بتاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان کھ اترتے ہیں

عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۚ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَذِبُونَ

ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں و

وَالشَّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۚ أَلَمْ تَرَأَهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ

اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں کھ ک تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَهيمُونَ ۚ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۚ إِلَّا الَّذِينَ

مہارت پھرتے ہیں کھ و اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے و مگر وہ لوگ جو

أَقْنَأُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ وَكَرِهُوا اللَّهَ كَرِهًا أَوَّاهًا مُنْتَصِرًا ۚ وَمِن بَعْدِهَا

یقین لائے کھ اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان

ظَلَمُوا ۚ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۚ

ہر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کرد و لائے ہیں نہ و

منزل ۵

حوالہ یا کسی کے حجب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملائیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و کا فر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ و یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو پڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رحمہ و جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رحمہ و مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عجیب نہیں ۱۲ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن و یعنی از قیام بر کوع و از رکوع بحدود ۱۲ و یعنی نماز گزاران ۱۲ و یعنی ہر مضمون مبالغہ می کنند ۱۲۔

مذکورہ بالا

ساعتی بخواب

شعبہ اولیٰ

شعبہ دوم

شعبہ سوم

شعبہ چہارم

شعبہ پنجم

شعبہ ششم

شعبہ ہفتم

شعبہ ہشتم

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ **وَإِذْ رُعَيْشُ بْنُ رَافِئٍ** (۱۹ ص ۵۹) یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ **وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ** الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لائے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ **كَأَنَّ عَصَاكَ** الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعِزِّ بْنِ الْحِجَابِ** الخ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ ٹکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ **هَلْهُ** اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے **حِينَ تَقُومُ** جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ **وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ** اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے قلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ **(حِينَ تَقُومُ)** ای الی الصلوة **(وَتَقْلِبُكَ)** ای ویری سبحانہ تغیرک من حال کالجوس والوجود والی آخر کالقیام **(فِي السُّجُودِ)** ای فیما بین المصلین اذا اتممتهم (روح ج ۱۹ ص ۵۹) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے **وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ** اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ **السَّامِعُ** دین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ کرام کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وہود ذکر ما کان یفعله فی جوف الليل من قیامہ للتعبد وتقلبه فی تصفح احوال ملہ تہجدین من استعابہ لیطلع علیہم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعلمون (آخر تہجد) **(مَدَارِجُ)** انہو السبعہ **(مَدَارِجُ)** انہو السبعہ **(مَدَارِجُ)** انہو السبعہ کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سناچہدین سے حضور علیہ السلام کے آبار و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آبار و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ **إِنِّي لَا أَقُولُ بِحُجَّةِ الْآيَةِ عَلَى هَذَا الْمَطْلَبِ** (روح ج ۱۹ ص ۵۹) یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کافروں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینہ کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ **وَحَيْثُ كَانَتْ سَاحَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُنَّ عَنْ أَنْ يَحْضُرَ حَوْلَهَا شَائِبَةٌ شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَوْصَافِ انْقَضَتْ** استحالۃ تنزلہم علیہ علیہ الصلوۃ والسلام **(ابو السعوی ص ۵۹)** **هَلْهُ** یہ مشرکین کے دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ **مَسْئُوقٌ لَتَنْزِيهِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ** ایضا عن ان یکون وحاشا من الشعراء وابطال زعم الکفرۃ ان القرآن من قبیل الشعر **(روح ج ۱۹ ص ۵۹)** یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غلویت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ **قالہ الشیخ قدس سرہ**۔ **هَلْهُ** یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و بجا د اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ **وَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ** الخ یہ ان کے غادی گمراہ ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ **فَقَدْ ظَهَرَ بِهَذَا أَنَّ حَالَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ يَشْبَهُ حَالَ الشُّعْرَاءِ** (کبیر ج ۱ ص ۵۹) **هَلْهُ** مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی بھجویں ابتداء نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ **إِیْ كَانْ ذَكَرَ اللَّهُ وَتَلَاوَةِ الْقُرْآنِ** اغلب علیہم من الشعر واذ قالوا شعراً قالوا فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والمواعظۃ والزہد والادب و مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ و صلحاء الامۃ ونحو ذلک مما لیس فی ذنب **(مَدَارِجُ)** **هَلْهُ** یہ تحویف دنیوی ہے **الَّذِينَ ظَلَمُوا** سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشکرکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاہر المظہر من الھجاء (خازن ومعالم ج ۵ ص ۵۹) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعویٰ توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے **ولما ذکر وانتصری وامن بعد ما ظلموا** اتوعد الظالمین **هَذَا التَّوْعِدُ الْعَظِيمُ** **إِلَهُاتُ الصَّادِقِ لِلْكَتَابِ** **وَابِهِمْ فِي قَوْلِهِ** **أَيُّ مَنْ قَلْبٍ يَنْقَلِبُ** (مخرج ص ۵) تہدید شدید ووعید اکید (روح ج ۱۹ ص ۵۹) **(وَإِخْرُجْ عَوْنًا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝)**

سورۃ الشعراء میں آیات توحید

- ۱۔ اَوَكُمۡ يَرۡوٰى اِلٰى الْاَرْضِ — تا — مِنْ كُلِّ ذُوۡرٍ كَرۡهٍ ۝ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۲۔ اِذۡ قَالَ رَبِّيۡهِ وَقَوْمِهٖ — تا — وَجَدْنَاۤ اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ (۵۴) نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ اَلَّذِیۡ خَلَقَنِيۡ فَهُوَ یَهْدِیۡنِ — تا — وَالَّذِیۡ یُخۡبِیۡنِیۡ ثُمَّ یُخۡبِیۡنِ ۝ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔
- ۴۔ وَرَقِیۡلَ لَہُمۡ اٰیٰتِنَا کُنۡتُمْ تَعْبُدُوْنَ — تا — وَمَاۤ اَصۡلَکُمۡ اِلَّا الْمُجۡرِمُوْنَ ۝ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔
- ۵۔ وَرَاٰیۡہُ لَکُنۡزِیۡلِ رَبِّ الْعٰلَمِیۡنَ — تا — عَلَّمُوۡا بَنِیۡۤیۡۡ اِمۡرَآءَۤیۡلَ (۵۶) دعویٰ تبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔
- ۶۔ فَلَا تَدۡعُمۡ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ فَتَکُوۡنَ مِنَ الْمُعَذِّبِیۡنَ ۝ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

۸۳۱ سورۃ النمل

ربط | سورۃ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۃ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۃ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۃ نمل میں بیان ہو گا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو کیا یہاں النمل اذ ملحو امسا ککم لا یحطونکم سلیمن و مجود کا وہم لا یشعرون ۵ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکر کی تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وہم لا یشعرون کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۃ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعویٰ تبارک پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۃ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کار ساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

خلاصہ | تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ - تا - وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ تہدید مع ترغیب۔ اَلَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ اِنْ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُونَ - تا - هُمْ اَلْخٰسِرُونَ تخویف آخری۔ وَتِلْكَ لَآئِكَ الْقُرْآنِ اَلْحَمْدُ عَزَّ وَجَلَّ مع تسلی۔ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِهٰٓؤُلَآءِیْ - تا - فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۵ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَكَذٰلِكَ اَتَيْنَاكَ اٰذًا وَوَسَّلَيْنَا عَلَیْكَ (۲۷) - تا - وَاسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہڈ ہڈ کے غائب ہونے کی وجہ، ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا - تا - وَاجْعَلْنَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا اٰیٰتٍ قٰوِمَةً (۳۴) یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعویٰ کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَكَوْطٰرًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِیْہِمْ - تا - فَاَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۵ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ (۴۵) یہ لطف و نشر خیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفات کار سازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلْحَمْدُ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا اَلْحَمْدُ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاكَ اَلْحَمْدُ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یُّهْدِیْکُمْ اِلَیْہِ الْبَیْطَ الْحَرَامَ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ یُّبَدِّلُ الْخُلُقَ اَلْحَمْدُ قُلْ هَآؤُنَا بُرْہَآئُکُمْ اَلْحَمْدُ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضح بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَا یَعْلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ اَلْحَمْدُ یہ لطف و نشر خیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَلْحَمْدُ (۴۶) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مکر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض امانہ ہے۔ قُلْ سَیُرْوٰی اِلَی الْاَرْضِ اَلْحَمْدُ منکرین کے لئے تخویف دہی ہے۔ وَرَآہُ تَحْزَنُ عَلَیْہِمْ اَلْحَمْدُ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اَلْحَمْدُ یہ دوسرا شکوہ ہے۔ قُلْ عَمَلِیْہِمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلْحَمْدُ یہ جواب شکوہ ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَ اِنَّ رَبَّکُمْ لَیَعْلَمُ مَا تَکْتُمُ اَلْحَمْدُ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اَلْحَمْدُ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَحَّلْ عَلٰی اللّٰہِ اَلْحَمْدُ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ اَلْحَمْدُ تخویف دہی ہے۔ وَ یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّلٍہِ (۴۷) یہ تخویف آخری ہے۔ اَلْحَمْدُ سِرُّوْا اَنَّا جَعَلْنَا الْاٰیٰتِیْہِ دلیلیں ہیں اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَ یَوْمَ نُنْفِخُ فِی الصُّوْرِ اَلْحَمْدُ یہ تخویف آخری ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ اَلْحَمْدُ بشارات آخری ہے۔ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ اَلْحَمْدُ تخویف آخری ہے۔

اِنَّمَا اَمْرٌ اَنْ اَعْبَدَ اَلْحَمْدُ آخریں دعویٰ مذکورہ پر دلیل و جی بطور ثمرہ اِنَّمَا اَنَّا مِنْ اَلْمُنْذَرِیْنَ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا میں تو صرف ڈرا نیوالا ہوں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرْوٰی بِکُمْ اَلْحَمْدُ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں

مختصر خلاصہ

ابتداء میں تمہید مع ترغیب تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتداء میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لفظ و نشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا شمار ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی

وقال لذين ۱۹

۸۴۴

النمل ۲

سورة النمل اكتبته وهى ثلث وتسعون آية فى ثمان وعشرين

سورہ نمل لے مکہ میں اتری اور اس کی ترانوں آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طَسَّ قَفْطَلُكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ① هُدًى وَ

یہ آیتیں ہیں اللہ قرآن اور کھلی کتاب کی سہ ہدایت اور

بُشْرَى الْمُؤْمِنِينَ ۚ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ

خوشنمیزی ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت میں یقین ہے

أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے کہ آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے کلمے

فَمِنْهُمْ يَعْذَرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ

سو وہ پہلے پھرے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بری طرح کا عذاب ہے

وہم فی الآخرۃ ہم الاخسر ون ﴿۵﴾ اور ان کے

لَتَشْكُرَنَّ الْفُؤَادَ أَنْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦٠﴾ أَذْ قَالَ

فَإِنْ يَخْتَارُوا حَافًۢمَ ۖ أَكْبَرُ حِكْمَتِ ۖ وَالَّذِي خَفَا عَنْكَ إِثْرُكَ ۗ أَعْلَمُ الْغُيُوبِ

مُوسَىٰ أَهْلِيهِ إِنِّي أَنسُتُ نَارًا ۖ سَآئِتِكُمْ مِّنْهَا

موسیٰ نے کہ اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس میں

بَخْرًا وَاتَّبِعُوا فِي شَبَابٍ قَبَسَ لَكُمْ تَصْطَلُونَ ۝

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سدا گھر شاید تم سینگو

منزل ۵

دلیلین ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد عر اللہ معہ اللہ
فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر
کے بناؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے
بعد پہلے دو قصوں کا ٹھہرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لفظ و نشر
مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش
کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ٹھہرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر
کی گئی ہے اور اختتام پر لفظ و نشر مرتب کے طور پر اول
پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ٹھہرہ ذکر
کیا گیا ہے۔ ۵۲ یہ تمہید اور ترغیب انی القرآن ہے۔
کِتَابٌ مُّہِیْدٍ سے مراد قرآن ہے انشیل عطف صفت
علی الصفتہ کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی
چیز کی صفتیں ہیں۔ والمراد بہ القرآن وعطفہ علی جمع
اتحادہ معہ فی الصدق کعطف احدی الصفتین
علی الاخری کما فی قولہ ہم هذا فعل لسنخی والکجواد
الکریم (روح ج ۱۹ ص ۱۵۱) یا کِتَابٌ مُّبِیْن
سے جنس کتاب مراد ہے جو نہام کتب سابقہ کو شامل ہے
اس صورت میں آیت القرآن سے اس طرف اشارہ
ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو
کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ
یَقْضِیْ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْہِ یُحْتَلَفُوْنَ
سے معلوم ہوتا ہے۔ اور کِتَابٌ مُّہِیْدٍ سے ان مضامین
کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ قالہ اشع
رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۵۳ یہ آیت القرآن سے حال ہے یا
تَدْلِکَ کے لئے خبر بعد خبر ہے (مدارک) یعنی اس سورت
میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین
مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم
کی طرف صریح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے متصف
مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ اَکْذِیْنِ یُقِیْمُوْنَ

الصَّلَاةُ الْخَالِيَةُ سورت ان مومنین کے لئے ہدایت و بشارت

ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ یہ منکرین کے لئے تحریف و خدوشی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کار ساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر و ثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اِی شَدِّ لِنَاسٍ خَسْرًا ۙ لَوْ اَنَّ لِقَاؤَ الثَّوَابِ اَسْتَحَقَّ الْعِقَابُ (ابو السحجہ ص ۵۵) یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو علیم و علیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دوبار تسلی کا ذکر ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہِہَا وَکَانَ مَکْرُہًا اور قَتُوْا کُلَّ النَّفْسِ الَّتِیْ حَمَلَ اللّٰہُ الْکِبْرَ (۷) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸﴾ يَمُوسَى

اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا وہ اے موسیٰ

إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۹﴾ وَأَلْقِ عَصَاكَ ط

وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاکھی

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَّى

پھر جب دیکھا اس کو نلہ پھلپھناتے جیسے سانپ کی شک لوطا پیٹھ پھیر کر اور

يَعْقِبُ يَمُوسَى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ

دیکھا اے موسیٰ مت ڈر لے میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے

الرُّسُلُونَ ﴿۱۰﴾ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلْ حُسْنًا

رسول کی مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں فلا اور ڈال دے ہاتھ اپنا

فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ

اپنے گریبان میں تلک نکلتے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو

آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۱۲﴾

نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان فلا

فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۱۳﴾

پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا

اور ان کا انکار کیا تلک اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

منزل ۵

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کر کے اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح و کامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ لے یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدتِ اجارہ پوری کر کے جب اپنے اہل بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طوی میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنائیں ایک

طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہو تو کم از کم سینکڑے تاپنے کے لئے انگارے ہی لے آؤں گا۔ شہاب

ای شعلۃ مضیئة (صدادک ج ۱۹ ص ۱۹۷) سم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب ب کی

صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای شعلۃ نار مقبوسۃ ای مأخوذة من اصلها فقبس صفة

شہاب او بدل منہ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۷) اے موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ

آگ سمجھے تھے وہ دینیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نورانی کی بجلی ہے۔ اُن بُورِک، اُن مخففة من

المثقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخففة من الثقيلة و تقدیر کا نودی

باند بُورِک والضمیر ضمیر الشان (مدارک ص ۱۹۷) موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس

کی بجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خط ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے

ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نور بجلی ظاہر ہوا ہے اور بانی چیزوں کو بھی

اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ہو نور اللہ ومن حولہا الملائکۃ دھومروی عن قتادة و

النجاح (کبیر ج ۱ ص ۱۵۷) اس سے پہلے اقول مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور اُن بُورِک پر

معطوف ہے والظاہر ان قوله وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ داخل تحت قوله نودی الخ (مخرج ص ۱۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم و رنگ اور دیگر صفات مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور

کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

موضع قرآن ول آگ کے اندر اور اس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ول اول

شک سی بن گئی تھی بتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۴ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ول موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا، اس کا ڈر تھا،

ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۴ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ول سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فاصدا وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میوؤں کا نقصان

اور طوفان، اور ٹھڈی اور چھڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عضا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورہ اعراف میں اس رکوع میں سے، جس کا

بشرع ہے وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ ۱۲ منہ رحمہ اللہ علیہ فتح الرحمن ول مترجم گوید کسیک در آتش است ملائکہ دران نور مصور بصورت آتش بودند کسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فروتر از ایشان بودند ۱۲۔

وقال لذین ۱۹

بولو اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کمروں میں رہے احسان کا جو تو نے کیا

مِنْ غَيْرِ سُوءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ ای اے سلیمان یعنی ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو اور قوم فرعون کے فسق و فجور اور ان کی ضد و عناد کی حد

موضع قرآن

وَلَا وَارِثُهَا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا
 رَحِمَهُ اللہ تَعَالٰی وَلَا چوٹی کی آواز کوئی نہیں

عَلَىٰ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۱۹

مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور

ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں و

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَدْيَ ۚ

اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہد ہد کو ۲۰

أَمْ كَانُ مِنَ الْغَائِبِينَ ۚ ۲۰ لَأَعَذَّبَنَّكَ الْعَذَابَ

یا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت

بَشِيدًا أَوَلَا أَذْهَبْتُكَ أُوْلِيَائِي ۚ ۲۱

سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند

مُبِينٌ ۚ ۲۱ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا

صریح پھر بہت دیر نہ کی ۲۲ کہ آکر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز

لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۲۲

کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سب سے ایک خبر کی تحقیقی و

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ

میں نے پایا ۲۳ ایک عورت کو کہ جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۲۳ وَجَدْتُهُمْ وَ

لی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا و ۲۴ میں نے پایا کہ وہ اور

قَوْمَهُمْ يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ

اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور

زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَغْمَا لَهُمْ فُصِّلَ لَهُمْ عَنِ

بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

منزلہ

کرشمے ہیں۔ ۳۷ طُلُمًا وُعُلُوًّا یہ دونوں جحد و ا کے مفعول لہ ہیں اور وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ جملہ جحد و ا کے فاعل سے حال ہے۔ قوم فرعون کو دل سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے برحق ہونے کا پورا پورا یقین تھا لیکن انہوں نے محض بے انصافی اور غرور و استکبار کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔ خَا نَظَرَ كَيْفَ كَانَتْ لَمْ پھر دیکھ لو ان معاندوں اور سرکشوں کا کیا حشر ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر کے ان کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے مصیبتوں سے نجات دی اور دنیا و آخرت میں آرام و راحت اور اعزاز و اکرام عطا فرمایا۔ اس میں مومنوں کے لئے بشارت کا پہلو ہے۔ ۳۸ یہ

دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم و فضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش و طیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ عجب دانا نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہر بد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکہ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے یَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَعْيُنُ یَا رُسُلَیْ بَعِثْنَا لَمْ فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں علم سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تنوین تھیل کے لئے یا تعظیم و تعظیم کے لئے۔ یعنی علوم و فنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا تعظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای اتینا کل واحد منہما طائفة من العلم لا نقده

من علم الشرائع والاحکام وغیر ذلک مما یختص بكل منہما کصنعة لبوس ومنطق الطیر وعلما سنیاً غزیراً فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح مخضاج ۱۹ ج ۱) وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِیْ قَضٰنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادٍ اَلْمُؤْمِنِیْنَ ۵۰ وَ اُوْدُوْ سَلِیْمَانَ دُولُوْنَ ہمارے شکر گزار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجالاتے تھے۔ ۵۱ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوتہ و علمہ و ملکہ دون سائر اولادہ و کان لداؤد علیہ السلام تسعة عشر ابناً معاً لم یخارن (روح مخضاج ۱۹ ج ۱) ای قام مقامہ فی النبوة والملك وصار

نبياً مملکاً بعد موت ابيه داؤد علیہما السلام فوراً ایا کا حجاز عن قیامہ مقامہ فیما ذکر بعد موتہ (روح مخضاج ۱۹ ج ۱) ۵۲ تحدیث بالنعمة کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرماتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات کے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ موضح قرآن و ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورہ صادیں اس چوٹی کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا ۱۲ مندرجہ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سب ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ مندرجہ و سب چیزیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی آگیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ مندرجہ۔

مراد بتا ہے یعنی بطور معجزہ کائنات الطیر تکلمہ معجزہ لہ کقصۃ الہدھد (مجرجہ) من کل شئی میں کل استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیاں جیسا کہ اوتیت من کل شئی میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوما یمہ علیہ السلام من امر الدنیا والاخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاج الیہ من آلات الحرب وغیرہا (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) پایہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرۃ ما اوتی کہا تقول فلان یعلم کل شئی ومثلہ واوتیت من کل شئی (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے

التمل ٢٤

۸۳۴

وقال لذين ١٩

السَّبِيلُ فَهُمْ لَا يَخْتَدُونِ ۚ (۲۳) إِلَّا يَسْجُدُ لِلَّهِ الَّذِي

رستہ سے سووہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو ملے جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ

نکالتا ہے: چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تَخْفُونَ وَمَا تَعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

جو بچھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ف اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ^{السَّجْدَةُ} (٢٦) قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ

پروردگار سخت بڑے کا ہے۔ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا

أَمْ كُنْتُمْ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾ إِذْ هَبْ بَكِيتِي هَذَا

یا تو جھوٹا ہے ۵۲۶ لے جا میرا یہ خط

فَالْقَهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّى عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

اور ڈال دے ان کی طرف! پھر ان کے پاس سے جٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَأْكُونُ إِنِّي أَتِلِّي الْقُرْآنَ

جواب دیئے ہیں کہ کہنے لگی ہے اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا

کتاب کریم (۲۹) اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ

ایک خط سرت کاف وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلا تَعْلَوْنَ عَلَىٰ وَاتِنِي

کے بغیر خدیجہ بہر بان ہدایت رام والا ہے کہ دور نہ کرو مجھے معاملہ میں اور چھو اومیر کے سامنے

مَسْلُومِينَ ﴿٢١﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرٍ
 علم ہر دار ہو کر وہ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں نہ

مذہب اسلام کو درست ہے کی رائے رکھتا ہوں۔

مَآلَنْت فَاطْعَةً أَمْرًا حَتَّى لَشَهْدُونَ ﴿٣٢﴾ قَالُوا
میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

2019	2020	2021	2022	2023	2024	2025	2026	2027	2028	2029	2030	2031	2032	2033	2034	2035	2036	2037	2038	2039	2040	2041	2042	2043	2044	2045	2046	2047	2048	2049	2050	2051	2052	2053	2054	2055	2056	2057	2058	2059	2060	2061	2062	2063	2064	2065	2066	2067	2068	2069	2070	2071	2072	2073	2074	2075	2076	2077	2078	2079	2080	2081	2082	2083	2084	2085	2086	2087	2088	2089	2090	2091	2092	2093	2094	2095	2096	2097	2098	2099	2100	2101	2102	2103	2104	2105	2106	2107	2108	2109	2110	2111	2112	2113	2114	2115	2116	2117	2118	2119	2120	2121	2122	2123	2124	2125	2126	2127	2128	2129	2130	2131	2132	2133	2134	2135	2136	2137	2138	2139	2140	2141	2142	2143	2144	2145	2146	2147	2148	2149	2150	2151	2152	2153	2154	2155	2156	2157	2158	2159	2160	2161	2162	2163	2164	2165	2166	2167	2168	2169	2170	2171	2172	2173	2174	2175	2176	2177	2178	2179	2180	2181	2182	2183	2184	2185	2186	2187	2188	2189	2190	2191	2192	2193	2194	2195	2196	2197	2198	2199	2200	2201	2202	2203	2204	2205	2206	2207	2208	2209	2210	2211	2212	2213	2214	2215	2216	2217	2218	2219	2220	2221	2222	2223	2224	2225	2226	2227	2228	2229	2230	2231	2232	2233	2234	2235	2236	2237	2238	2239	2240	2241	2242	2243	2244	2245	2246	2247	2248	2249	2250	2251	2252	2253	2254	2255	2256	2257	2258	2259	2260	2261	2262	2263	2264	2265	2266	2267	2268	2269	2270	2271	2272	2273	2274	2275	2276	2277	2278	2279	2280	2281	2282	2283	2284	2285	2286	2287	2288	2289	2290	2291	2292	2293	2294	2295	2296	2297	2298	2299	2300	2301	2302	2303	2304	2305	2306	2307	2308	2309	2310	2311	2312	2313	2314	2315	2316	2317	2318	2319	2320	2321	2322	2323	2324	2325	2326	2327	2328	2329	2330	2331	2332	2333	2334	2335	2336	2337	2338	2339	2340	2341	2342	2343	2344	2345	2346	2347	2348	2349	2350	2351	2352	2353	2354	2355	2356	2357	2358	2359	2360	2361	2362	2363	2364	2365	2366	2367	2368	2369	2370	2371	2372	2373	2374	2375	2376	2377	2378	2379	2380	2381	2382	2383	2384	2385	2386	2387	2388	2389	2390	2391	2392	2393	2394	2395	2396	2397	2398	2399	2400	2401	2402	2403	2404	2405	2406	2407	2408	2409	2410	2411	2412	2413	2414	2415	2416	2417	2418	2419	2420	2421	2422	2423	2424	2425	2426	2427</
------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	--------

منزلہ

اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چوٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اِنَّہٗ عَلَیہِ السَّلَام
لَمْ یَسْمَعْ صَوْتَ اَصْلًا وَاُفَاقِہُمْ مَا فِی نَفْسِ النَّبْلِ اَلِہَامًا مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی رُوحِہٖ اَوَّلُ کَلِمَہٗ وَزِیْعَتِیْ مِیْرَے پروردگار مجھے تو مفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعامات
کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چوٹی کے دل میں ڈال دیا اور چوٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام ہے
موضع قرآن **فَلْبُدْبُدِ** کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کر کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمتہ اللہ تعالیٰ **وَل** یعنی آپ کو
معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھا۔ ہڈی لے گیا جہاں بلقیس آگئی سو قی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمتہ اللہ تعالیٰ **وَل** کہتے ہیں سنہرے
کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمتہ اللہ تعالیٰ **وَل** ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رح۔

لَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُوا بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكُمْ

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَأَنْظِرْنِي مَاذَا أَنْظِرِينَ ۝۳۲ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی وہ بادشاہ جب

دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَظَ أَهْلِهَا

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کڑھالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

أَذَلَّةً ۝ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۝۳۳ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے و اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدْيَةٍ فَنُظِرُّهُ بِمَا يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝۳۴ فَلَمَّا

کچھ تحفہ ساتھ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے و پھر جب

جَاءَ مُسْلِمُونَ قَالَ أَتَسْتَدُونَ مِمَّا لَنَا اتَّبِعُوا اللَّهَ

پہنچا سلیمان کے پاس لے بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو ماں سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَيْرٌ مِمَّا أَتَيْتُكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيَتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝۳۵

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

إِرجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذَلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝۳۶ قَالَ

اور نکال دینگے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے و بولا

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَيْكُمْ يَا تَيْبِي بَعْرِشَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُوْنِي

اے دربار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسْلِمِينَ ۝۳۷ قَالَ عَفَرْتُكَ مِنَ الْجِنَّ أَنَا أَتَيْتُكَ

میرے پاس حکمران ہو کر و بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

مکمل ۵

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرہ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ ۱۳۷ اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پرتال کی تو ہڈ کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے ہڈ مجھے ہی نظر نہیں آ رہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ کہ عَدَى بَنَاتُ الْغُجَبِ معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی مقبول اور واضح دلیل پیش کرے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ۱۳۸ بس مقوڑی دیر کے بعد ہڈ واپس آ گیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کر کے آیا ہوں جن کا آپ کو علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہڈ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔

۱۳۷ یہ ہڈ کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُمُهَا وَ قَوْمُهَا النَّسَبَا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکہ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو اور غلا کر اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم ہوس تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انہم کا نوا جھوٹا یعبدن الانوار (مجموعہ ص ۷۸) کانت ہی وقومہا محوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ۶ ص ۵۵)۔

۱۳۸ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ قصداً ہمارے متعلق ہے ای قصداً ہم عن السبیل لئلا یسجدوا فخذف الحجاز رفع ان وادعت النون فی اللام (مدارک ج ۳ ص ۱۵۹) ہڈ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالق کائنات اور مالک ارض و سما کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور یہ ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خب السماء المطر وخب الارض النبات (معالم ج ۵ ص ۱۱) ہڈ کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ

زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کٹرے مکوروں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی کھالتا ہے۔ ۱۳۹ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہڈ نے یہ ٹمرا اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ۱۴۰ ہڈ موضع قرآن و یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کہیں گے ۱۴۱ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے، یا خوبصورت آدمی یا نادار سب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۴۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۴۳ منہ رحمہ و کافر جو اپنے امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۴۴ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن و سلیمان علیہ السلام خود اس کے بقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال اور ادراک فرماید تا اگر مناسب و اندہ نکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔

نے اس عجیب و غریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْ هَبْ يَكْتَأِي هَذِهِ النُّحْرُ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکہ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا اگر جب ہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہد نے ایک

الفضل ۲۷

۸۳۸

وقال للذين

بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ ۖ وَرَأَيْتُ عَلَيْهِ لَقَوِيَّ

پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں

أَمِينٌ ۚ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا

معتبر فی بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں

أَتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ

لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب بکھا اسکو

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۚ فَلْيَكُونِي

دھرا ہوا اپنے پاس مستقر کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جاننے کو

عَاشِرُكُمْ أَمْ أَكْفَرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَزْقِي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۚ قَالَ تَكَرُّوا لَهُ

اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا فل کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے

عَرْشَهَا ۖ نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ

آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو

لَا يَهْتَدُونَ ۚ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ

سمجھ نہیں دے پھر جب وہ آ پہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہونگے ہیں

مُسْلِمِينَ ۚ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ

حکم بردار فل اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے

اللَّهِ ۚ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۚ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي

سوائے اللہ کے البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل

منزل ۵

۱۹ ملکہ سبا سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جو اہل لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رح فل یعنی ظاہر کے اسباب سے موضع قرآن نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھیں کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رح فل روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑاؤ بلقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا فل یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

روشن دان سے داخل ہو کر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔ بلقیس نے بیدار ہو کر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہو گیا۔ مشیروں کو جمع کر کے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سر بہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن و رحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر و غرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔ کریم کے معنی سر بہر کے ہیں و قد فصل بن عباس وقتادۃ و زہیر بن محمد (الکریم) ہنا بآلمختوم روح ج ۱۹ ص ۱۶۱ الخ اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور رائے دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ کا متعلق صیغہ امر ہے یعنی استعینوا ببسم اللہ خاصۃ ولا تشہروا یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ جنات اور سناروں کی عبادت مت کرو ۱۷ خط کا مضمون اپنے وزیر اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کر کے کہا اے اہل اہل مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکہ سبا کے طرز حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوا الْخُنُوءُ لَوْ قُوَّةٌ لِّمُتَشِيرِیْنَ كَا جَوَابِ كُوْنِیْ دَانِسْمَدَانِہِیْنِ، اس سے خوشامد اور نیاز مندی کی بوا آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ ۱۹ بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت و سطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

الْقَرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقِيهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ

بنی ہند لیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ

بولی لے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی

صَلِحًا اَنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ فَاذْهَبْ فَرِیقَیْنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝۳۴

صلح کو کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر گئے بھگڑنے والے

قَالَ یَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

کہا اے میری قوم! کیوں جلدی مانتے ہو بُرائی کو پہلے بھلائی سے

لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۳۵ قَالُوا

کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اَظْلَمْنَا بِکَ وَمِنْ مَّعَکَ قَالَ طَیْرُکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو کہہ کیا تمہاری بڑی قسمت اللہ کے پاس ہے

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝۳۶ وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو وقت اور تھے اس شہر میں تیس گروہ شخص کہ حسد رانی کرتے

فِی الْاَرْضِ لَا یَصِلُوْنَ ۝۳۷ قَالُوا تَقٰسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَشِّرَنَّکَ وَ

ملک میں اور اس طرح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ بے شک تم کو جاؤ گے ہم اس پر

اَهْلَکُمْ ثُمَّ لَنَنْقُوْکَ لَوْلَیْہِ مَا شَہَدْنَا هٰذَا لَکَ اَهْلٌ وَاَنَا صٰدِقُوْنَ ۝۳۸

اس کے گھر پر پھر کہہ دینگے اسکے دعویٰ کو کہ ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر وہ ہم پر قسم کھاتے ہیں

منزل ۵

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ ۳۳۔ بلقیس نے امرار سے کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر میں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہئے۔ قالت لقومہا

ان کان ملکاً دنیویاً ارضاً المال و عملنا معہ

بحسب ذلک وان کان نسباً لم یرضہ المال

وینبغی ان نتبعہ علی دینہ (روح ج ۱ ص ۱۹۱) ۳۳

جب بلقیس کے اہل بی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ

السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم

مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے

ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و

دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری

دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔

تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے

تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں

میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ واما ارضی

منکم نیشئ ولا افرح بہ الا بالایمان و ترک

المجوسیۃ (مدارج ص ۳۳۷) ۳۳ حضرت سلیمان

علیہ السلام نے بلقیس کے اہل بیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ

تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امرار سلطنت سے کہہ

دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے

بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا

مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا

سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت

میں حذف و تقدیر ہے کہ نہ قیل ارجع الیہم فلیأتونی

مسلمین والا فلنأتینہما الخ (مدارج ص ۱۹ ص ۲۰)

۳۳ اس سے پہلے اندماج ہے جب بلقیس کے

فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو

وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں

اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام

کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج

کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا

اور پھر امرار سلطنت اور رؤسار ملک کو ساتھ لے کر

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا خنث یہاں آجائے

موضع قرآن سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں سو وہی صحیح ہے

حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی ہندلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہونی تھی یہ اثر اس کا تھا

وہ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے وہ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ۸۳۰ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجس برخواست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لاسکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زور و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَكَ اَنْتَ اَبْكُفْ لِي بِشَيْءٍ مِّنْ اَسْمَاءِ الْاَشْيَاءِ الَّتِي اَنْتَ بِهَا خَلْقُوتُ ۚ قَالَ الَّذِي عِنْدَكَ عِلْمٌ مِّمَّا تُخْفِي تَتْلُو عَلَيَّ سَمْعًا فَكَفُّوا عَنْهُ ۚ ثُمَّ تَمَدَّتْ رِجْلَاهُ سَاعِدَتَا الْحِجَابِ ۚ وَنَسِيَ ۚ اِنَّكَ لَآ تَذَكَّرُ ۚ

القل ۲۷

۸۳۰

وقال لذین ۱۹

وَمَكْرُوا مَكْرًا وَمَكْرُنا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ فَانْظُرْ

اور انہوں نے نہایا ایک فریب دہ اور ہم نے نہایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ۱۹

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۚ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُم اَجْمَعِينَ ۚ

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ ۚ اِنَّا نَظَّمْنَاهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰيَةً لِّقَوْمٍ

سو یہ بڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

يَعْلَمُونَ ۚ وَانْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۚ وَلَوْ اِذْ

جاتے ہیں ۱۹ اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے اور لوٹ کو جب

قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُونَ اِيْنَكُمْ لَتَاْتُونَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو کچھ کیا تم دور کرتے ہو

الرِّجَالَ شَمْوَةَ مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۚ

مردوں پر لہجہ کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمٍ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَخْرِجُوْا اِلْ لُّوْطُ مِّنْ

پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے تھے نکال دو لوٹ کے گھر کو

قَرْيَتِكُمْ اِنَّكُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ سَيِّطَهْرُونَ ۚ فَاَنْجَيْنَاهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں سحرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھرانوں کو

اَمْرًا ۚ وَقَدَّرْنَا مِنْهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ۚ وَامْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں اور برسایا ہم نے ان پر برسوا

فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی

پھر کیا بڑا برسوا تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ۱۹ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو شہ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰۤهُ ۚ اَللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يَشْرِكُونَ ۚ

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ۱۹

منزل ۵

پہلے لاسکتا ہوں۔ الَّذِي عِنْدَكَ عِلْمٌ مِّمَّا تُخْفِي تَتْلُو عَلَيَّ سَمْعًا فَكَفُّوا عَنْهُ ۚ ثُمَّ تَمَدَّتْ رِجْلَاهُ سَاعِدَتَا الْحِجَابِ ۚ وَنَسِيَ ۚ اِنَّكَ لَآ تَذَكَّرُ ۚ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عاقل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کہا گیا ہے اور اس صفت میں لانا حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کا اعتراف بالکتاب منہ لانہ ہوا النبی فکان صرف هذا اللفظ الی سلیمان علیہ السلام اولی (الثانی) ان احضار العرش فی ذلک الساعۃ اللطیفۃ درجۃ عالیۃ فلو حصلت لاصف دون سلیمان لاقتضى ذلک تفضیل اصف علی سلیمان علیہ السلام وانه عن یوحنا ش (کبیر ج ۴ ص ۵۳) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اَتَّبِعُکَ بِہ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا تجزہ ہوگا۔ امام نخعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک) حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جبلا

بہاؤی تفسیر

۱۹

بہاؤی تفسیر

عَلَّمَ مِّنَ الْكِتَابِ سَے کالاعلم نکالتے ہیں حالانکہ کالاعلم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ موضع قرآن دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ۱۹ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور لکے والوں میں حضرت صالح پر لو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے ان کو بچایا اور ان کو کھپایا، لکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا، جس رات حضرت نے ہجرت کی لکے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر باریں حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بتا دیا اور اسی میں کام بنا ۱۹ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کرنی لوگوں کو سکھا دی۔

ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشوونما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صدھا عن التقدم الى الاسلام عبادة الله و نشوؤها بين اظهـر الكفرة (مدارج ۳ ص ۱۲) یا صد کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں مآ کانت سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا و صدھا الله اوسلیمان عما کانت تعبد بتقدیر حرف الجار (کبیر ج ۶ ص ۵۶۸) حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر مانی کے جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں تخت چھوڑ دیئے۔ بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّكَ صَدَقْتَ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف و شفاف فرش ہے اور شیٹے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْنِنِي بِقُلُوبِ الْمَقْيُوسِ نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اُٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي اِنِّی یعنی جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیٹے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں

۲۰ امر خلق السموات ۸۴۲ الفصل ۲۷

يُشْرِكُونَ ۙ اَمَّنْ يَبْدُو الْخُلُقِ ثُمَّ يَعْبُدُ وَمَنْ
يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ عَالِهٌ مَعَ اللّٰهِ ط
قُلْ هَا تُوَابِرُهُمْ اَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ قُلْ
لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبُ اِلَّا اللّٰهُ ط
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّٰنَ يُّبْعَثُوْنَ ۙ بَلْ دُرُوْا عَلَيْهِمْ
فِي الْاٰخِرَةِ قَبْلُ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا قَبْلُ هُمْ فِيْهَا
عَمُوْنَ ۙ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِذَا الْكَاكِبَاتُ رَاٰوْا
اَبَاوُنَا اَيُّنَا لَمْ يُخْرِجُوْنَ ۙ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا اَلْحَنَ
وَاَبَاوُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۙ
قُلْ سِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُجْرِمِيْنَ ۙ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ
مِّنْهُمْ ۙ

منزل ۵

ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ لہذا حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے لِيُظْهِرَ اَنْتَ اَيُّنَا نَعُدُّ نَا اَنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اعراف ۱۰۶) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہوتا کہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرمادے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا موضح قرآن و یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متفرک کرنے کے لئے کہا کہ بلقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا عمل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ ۱۳۹ یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اَعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کار ساز نہیں۔ اعبدا اللہ ای وحد وہ ولا تشركوا به شيئا (خامن ۱۶) قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ ۱۴۰ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ دامعنی فاذا قوم صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ یختصمون فیقول کل فریق الحق معی الخ (مجادلہ ج ۳ ص ۱۶۳) اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ لہذا حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے لِيُظْهِرَ اَنْتَ اَيُّنَا نَعُدُّ نَا اَنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اعراف ۱۰۶) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہوتا کہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرمادے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا موضح قرآن و یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

یہاں پانی غلطی میں ہے
یہاں پانی غلطی میں ہے
یہاں پانی غلطی میں ہے
یہاں پانی غلطی میں ہے

عذاب وغضب کیوں مانگتے ہو؟ السیئة عذاب وعقوبت۔ احسنه توبہ واستغفار (روح) ۵۴۲ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذ باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین (صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار) ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ تشاء منابك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذبهم ففسبوه الى هجيئه (مدارک)

۵۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند الله ای السبب الذی منه یجئ خیرکم و شرکم عند الله وهو قضاء و قدر ان شاء رزقکم وان شاء احرکم (کبیر ج ۶ صفحہ ۵۴۴) حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فساد کی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قالوا اتقاسموا انھم ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توجید مان چکے تھے شیخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ اتقاسموا جہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قالوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہو گیا اس کے فاعل سے حال ہو گا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وهو قول الجہور وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدل من قالوا (او حالا من فاعله الخ) (سروح ج ۵ صفحہ ۵۴۵) قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم

الفضل ۲۷

۸۴۳

امن خلق السموات ۲

فَمَا يَشْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

ان کے فریب بنانے سے اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر

کُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدْفُكُمْ

تم سے سچے ہو تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر ہونے چکی ہو

بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنْ رَبُّكَ لَذُو

بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو سننے فضل

فَضْلٌ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝

رکھتا ہے لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے

وَإِنْ رَبُّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ

اور تیرا رب جانتا ہے سچے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کتب

مُبِينٍ ۝ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَفُصِّلُ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ

کتاب میں یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُدَىٰ وَ

بہت چیزیں جس میں وہ بھگڑ رہے ہیں اور بے شک وہ ہدایت پر اور

رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ

رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى

اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا سو تو بھروسہ کر اللہ پر شک تو ہے

الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ

سچے کھلے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا

مَنْزِل ۵

سارے سر اسٹوکی ۲۷
۲۷ دونوں دونوں
پہلے ایک ایک
دیں یہ بھی دیں
پہلے دیکھیں
بیان صاف ہے
صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲

کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ و مکرهم ما اخفوه من تدبير الفتك بصالح واهله ومكر الله اهل اكهم من حيث لا يشعرون (مجد ج ۵ صفحہ ۵۴۵) و مكرهم ما اخفوه من تدبير الفتك بصالح واهله ومكر الله اهل اكهم من حيث لا يشعرون (مجد ج ۵ صفحہ ۵۴۵) مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفضیم کے لئے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابلِ تسخیر منصوبہ بنایا۔ ۵۴۵ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدو ماشوں کو موعظ قرآن و بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہ ہی صحیح تھا۔

کو بلکہ ان کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ فَبَلَّاتْ بِبُيُوتِهِمْ خَاوِيَةً اَنْحَا ان کے گھر ویران پڑے ہیں یہ سزا ان کو ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے ملی۔ اس واقعہ میں علم و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ اَللّٰہ ایمان والوں اور کفر و شرک سے بچنے والوں کو ہم نے بچالیا۔ مشرکین اور مفسدین کو ہلاک بھی ہم نے کیا اور ایمان والوں کو بچایا بھی ہم نے اس میں صالح علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اَنْتَا دَکَّرْتُمْهُمْ اور اَنْجَيْنَا جَمْعِ مُتَكَلِّمِ کے صیغوں سے جو عظمت و جبروت ظاہر کرنے کے لئے ہیں معلوم ہوا کہ منکرین کو ہلاک کرنا اور حضرت صالح علیہ السلام اور

المثل ۲۷

۸۴۴

۱ من خلق السموات ۲۰

الصَّمَّ الدُّعَاءُ إِذَا أَوَّلُوْهُمُ دِرْبَيْنِ ۝ وَمَا أَنْتَ

بِهْدَى الْعَبْدِ عَنْ صَلَاتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ

عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

عَلَىٰ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ شَاحِدٌ مِّنْهُمْ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ وَلَآ يُغْنِي عَنْهُمْ كِبَارُهُمْ

مومنوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ اَللّٰہ یہ جو تھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو افعال فبیحہ سے منع کیا مگر قوم نے ان کی اطاعت نہ کی اور سرکشی پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اَتَا تُتُونَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ہر سے بصر قلب مراد ہے یعنی علم مطلب یہ ہے کہ تم اس بے حیائی کے فعل کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ سراسر بے حیائی ہے۔ من بصر القلب ای اتفعلونہا و الحال انتم تعدسون علم یقیناً کو نہا کذلک (روح ۱۶) یہ اس فاحشہ یعنی فعل فبیح کا بیان ہے۔ قَمَّا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اَنْحَا اس ناصحانہ تبلیغ کے جواب میں قوم نے کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو کیونکہ وہ بڑے پاک بنتے ہیں اور ہمارے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ قَا فَجَنَّةٌ وَاَهْلُکَ اَنْحَا آخر اس سرکش اور معاند قوم پر اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب نازل کر کے اسے ہلاک کر دیا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو بچالیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی چونکہ کافرہ تھی اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ قَا مَطْرُنَا عَلَیْہُمْ مَطَرٌ اَلْوَم لوط کی بستی کو تہ و بالا کر کے اس پر پتھروں کی بارش کی گئی جیسا کہ سورہ ہود میں فرمایا قَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیْہَا سَافِلْہَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْہَا حِجَابًا مِّنْ سِجِّیْلِ اَلْحَا فَاَنْجَبْنٰہُ اور اَمْطَرْنَا سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ ہی نے عذاب سے بچایا اور کافروں کو اسی ہی نے ہلاک کیا تو اس سے

سلا فلفلف ولفلف

سلا فلفلف ولفلف

سلا فلفلف ولفلف

منزل ۵

واضح ہو گیا کہ کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ اَللّٰہ یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کار سازی کا اَللّٰہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے۔ وَ سَلَامٌ عَلَیْ عِبَادِہِ اَلْحَا اللّٰہ کے برگزیدہ بندے صفات کار سازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اَللّٰہ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ موضع قرآن و قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کاچھے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچا ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو جدا کر دے گا نشان دے کر ولف یعنی ہر گناہ والے ایک جتھہ ہوں گے۔

اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور تمام حجت کے طور پر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تبکیت للمشرکین والزام الحجة علیہم بعد ہلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص ۱۲۸) اَمَّا لَيْسَ كَمَنْ فِي سَمَاءٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۚ فَمِثْقَلُ ذَرَّةٍ مِّنْ عَمَلٍ خَيْرٍ يَرَوْهُ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوِزْءِ ۚ الَّذِي يَصْلَىٰ عَلَىٰ سَبِيلٍ مَّا يَصْلَىٰ ۚ لَا يَخْلُفُ حَتَّىٰ يَكُونَ فِي الْوِزْءِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوِزْءِ ۚ الَّذِي يَصْلَىٰ عَلَىٰ سَبِيلٍ مَّا يَصْلَىٰ ۚ لَا يَخْلُفُ حَتَّىٰ يَكُونَ فِي الْوِزْءِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوِزْءِ ۚ

۲۴ الفصل ۸۴۵ امن خلق السموات ۲
الصور ففرع من في السموات ومن في الارض انما منشاء الله
صور کے لئے کھرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے
وکل اتوا دأخرین ۱۸ وتري الجبال تحسبها جامداً
اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے مٹا اور تو دیکھے پہاڑوں کو جیسے سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور
ہی تسممراً السحاب صنع الله الذي اتقن كل شيء ان الله
وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری کری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو
خیر بما تفعلون ۱۹ من جاء بالحسنة فله خير منها
خیر ہے جو تم کرتے ہو وہ جو کوئی لے کر آیا بھلائی لے کر اس کو ملے اس سے بہتر
وهم من فزع يومئذ امنون ۲۰ ومن جاء بالسبيئة
اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا مکہ برائی
فكبت وجوههم في النار هل تجزون الا ما كنتم تعملون ۲۱
سو اونہ ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے
انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذي حرّمها
مجھ کو بھی حکم ہے کہ بندگی کرو اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور
له كل شيء نوامرت ان اكون من المسلمين ۲۲ وان
اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں اور یہ کہ
اتلوا القرآن فمن هتد فائتد لنفسه ومن
سنادوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی
صل فقل انما انا من المنذرين ۲۳ وقل الحمد لله
بہ کار کا تو کہہ دے میں تو بھی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ کر تعریف ہے سب اللہ کو
سيركم ايتهم فتعرفونها وما ربك بغافل عما تعملون ۲۴
آگے دکھائے گا تم کو اپنے منہ تو ان کو پہچان لو گے اور تیرا رب لے لے خبر نہیں ان کاموں جو تم کرتے

۲۵ یہ خطاب مخصوص لوگوں سے نہیں بلکہ ساری
جنس مخلوق سے ہے ماکان لکم ای جمیع جنسکم
یعنی تمام جنس مخلوق کو یہ اختیار نہیں جیسا کہ بنی
اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ قُلْ لَّوْ أَنشَأْتُ مِثْلَكُمُ الْاِخْر
اور سورہ یسین (ع ۲) میں ہے وَمَا عَلَّمْتُمُ الْاِیْدِیَہُمْ
یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔ اَللّٰهُ مَعَ اللّٰہِ ہر
دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشرکین
کے لاجواب ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ دلیل میں جن
صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشرکین بھی مانتے تھے کہ وہ
اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور الٰہ وہی ہو
سکتا ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ اب مشرکین تو
سوال کیا گیا اَللّٰهُ مَعَ اللّٰہِ کیا یہ صفات اللہ کے سوا
کسی اور میں پائی جاتی ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور
کار ساز ہے بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعِدُونَ اس کا جواب
وہ خوب جانتے ہیں کہ نفی میں ہے لیکن سرکشی اور ضد و
عناد کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی
توحید سے اعراض کرتے ہیں یَعِدُونَ عَنِ الْحَقِّ الَّذِیْ
ہو التوحید (مدارک و روح) یا اس کے معنی برابر

کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکاریں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای یسآدون بہ غدیرہ تعالیٰ من الہ ہتہم (روح ج ۲ ص ۲۳۵)
یہ دوسری عقلی دلیل ہے جس نے زمین کو پرسکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور
دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بناؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور کار ساز ہے
جو یہ مذکورہ کام کر سکے۔ ۲۵ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصود دی ہے۔ یعنی جو بیچین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب
موضع قرآن کا ایک بار صورت چھونکے کا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا چھونکے کا توحی انھیں گے اس کے بعد جو چھونکے کا تو گھبرا دیں گے، اور چھونکے کا تو بیہوش ہو جاویں
گے، اور چھونکے کا تو ہشیار ہوں گے صورت چھونکنا بہت باری ہے وگاہ یہ ہوگا قیامت میں جیسے سورہ طہ میں فرمایا ہے۔

اس آیت میں صنعت احتساب ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لَیْسَ بِشَیْءٍ۔ والمشموران فی الابیۃ صنعة الاحتساب والنقدیر جعلنا اللیل مظلمًا لیسکنوا فیہ والنہار مبصرًا لیشروا فیہ (روح ج ۲ ص ۲۷)۔ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکرنا شیء من احوال یوم القیمۃ لیرتدع بسماعہا من اداد اللہ تعالیٰ ارتدادہ نبہہم علی ما ہود لیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بہما ہم لیشاہدوہ فی حال حیاتیہم وهو تقلیل اللیل والنہار (مخرج ۷ ص ۹)۔ یہ تحویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبراٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبور کھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام، کبیر، مدارک وغیرہ، نفحات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ رَزَقَ (زمزم) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قٰیْقٰرٌ یَّنظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفحات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت قُنْفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ اِلَیْہِمْ مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)،

۵۷۷ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جھے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنِعَ اللّٰہُ الَّذِیْ اَلْخِ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعاً (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے محکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ ۵۷۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزائے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ اِیْ بِالْکَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَہِی شَہَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ (معالم و خازن ج ۴ ص ۲۷) اِیْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ عِنْدَ الْجُمْہُورِ (مدارک ج ۳ ص ۲۷) وعن ابن عباس عن رضى الله عنہما الحسنۃ کلمۃ الشہادۃ (ابو السعود ج ۶ ص ۲۷) ۵۷۹ یہ تحویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسئیۃ وهو الشرک وبہ فسرة من فسرا الحسنۃ بشہادۃ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ (روح ج ۲ ص ۲۷) ۵۸۰ آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَکَلْتُکُمْ عَلٰی سَارِی کَانَاتِ کَامَالِکِ اور سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَ اَمَرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مَجْہُوبٌ عَلٰی سَارِی کَانَاتِ کَامَالِکِ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھانے رکھوں اِیْ اِذَا ظَبَّ عَلٰی قِرَآءَتِہِ عَلٰی النَّاسِ بِطَرِیْقِ تَکْرِیْرِ الدَّعْوَةِ وَتَشْنِیۃِ الْاَرشَادِ (روح ج ۲ ص ۲۷) ۵۸۱ میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و نشر مرتب۔ ۵۸۲ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کار سازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَیْرِیْکُمْ اَیْہِمْ اَنْہِمْ مُشْرِکِیْنَ سے فرمادیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لو گے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی تم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیر یہ ہما اللہ من آیاتہ فی الْاٰخِرَةِ فِی سِتِّیْنَ قِنُونٍ بِہَا وَقِیْلَ هُوَ نَشَقُّ الْقَمَرَ الدِّخَانِ وَمَا حَلَّجْہِمْ مِنْ نِّقَاطِ اللّٰہِ فِی الدُّنْیَا (مدارک ج ۲ ص ۲۷) ۵۸۳ یہ وعدہ و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔ کلام مسوق من جرئت سبحانہ بطریق التذیل مقدماً قبلہ متفہن للوعدہ والوعید (ابو السعود ج ۶ ص ۲۷)

سُورَةُ النَّمْلِ مِنْ آيَاتِ تَوْحِيدِ رَأْسِي خُصُوصِيَا

- ۱۔ یٰمُوسٰی اِنَّكَ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۔ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَكَرُ ۝ تَا ۝ لَا يَخَافُ كَذٰى اَنَّهُمْ يَسْلُوْنَ ۝ نفی علم غیب از موسی علیہ السلام۔
- ۳۔ لَا يَخْطِئُ بِكُمْ مُّسْلِمٌ وَجُنُودُكَ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (۲۶) نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام واصحاب سلیمان علیہ السلام۔
- ۴۔ اَلَا كَيْسٌ بِجَدِّ وَاِلٰهِ الَّذِي ۝ تَا ۝ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔
- ۵۔ قَالَ سَتَنْظُرُوْا مَدَقَاتٍ اَمْ كُنْتُمْ مِنَ الْكَٰذِبِيْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔
- ۶۔ اِنَّهُ مِنْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ تَا ۝ وَاَتُوْنِيْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ اللّٰهُ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔
- ۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى ثَمُوْدَ ۝ تَا ۝ فَاَذَاھُمْ قَرِيْنًا يَخْتَصِمُوْنَ ۝ (۴۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ تَا ۝ اللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (۵۶) تمام صفات کا رسانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔
- ۹۔ اَمَّنْ يَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۝ تَا ۝ قُلْ هَآءِ اَنْبِیَآءُكُمْ اَنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پلچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔
- ۱۰۔ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ۝ تَا ۝ اَنَّا نَبْعَثُوْنَ ۝ (۵۷) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۱۔ وَمَا رَبُّكَ لَيَعْلَمُ ۝ تَا ۝ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (۶۷) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۲۔ اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْوَعْدِی ۝ تَا ۝ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔
- ۱۳۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الْكِبٰلَ ۝ تَا ۝ لِقَوْمٍ لَّيُّوْا مِنْوْنَ ۝ (۷۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۴۔ اِنَّھُمْ اَمَرْتُ اَنْ اَعْبُدَ ۝ تَا ۝ وَاَمَرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

انقص کا انمل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ الفرقان، الشعر اور انمل میں عقل نقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات و ہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذاؤں دیتے تھے۔ اب انقص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اے رسول! مسئلہ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے سچے رسول ہیں آخر غلبہ آئی کو حاصل ہو گا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر تم نے ان کو اور ان کے تبعین کو سر بلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

خلاصہ یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تنذیغین اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علی سبیل الاعتراف من الخضم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا نمبر بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہل کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ نَتْلُو عَلَيْكَ - تا۔ مَا كُنْتُمْ بِأَعْدَاءَ دُونِهِ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى - تا۔ وَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُورِيْنَ (۴۶) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔
 امر اول۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰى فِى الْاَمْرِ ضَالٌّ فرعون بڑا سرکش تھا وہ مخلوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ مَوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَ جَاءَكَ الْهُدٰى مِنَ الْمَرْسَلِيْنَ ہ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلٰى فَاكُنْ لِّىْ ذِكْرًا مِّنْ اَعْدَائِىْ ہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوسٰى رَبِّ اِنِّىْ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَكَ بِالْهُدٰى (۴۷) قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہو گا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم وَ هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ (۴۸) اللہ کے سوا دعا اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَ لَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰى الخ پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر علیہ آپ کا ہو گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور حجلہ معترضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنْتُ بِحَاجِئِ لِعَذَابِنِي
 تا۔ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۵۷) یہ حجلہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے پیش آچکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو
 رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعہ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَكَوَلَا أَنْ نَصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ الْخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ
 یہ شکوی ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جاتی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ أَوْ كَمْ يَكْفُرُوا الْخ یہ جواب شکوی ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض ضد پر
 مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الْخ (۵۸) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ الْخ
 یہ پچھلی کتابوں کے عالموں سے دلیل نقلی ہے۔ انصاف پسند علماء اہل کتاب قرآن پر ایمان لاچکے ہیں یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ أُولَٰئِكَ يُقْوَنُونَ أَجْرَهُمُ الْخ مومنین
 اہل کتاب کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الْخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

[illegible]

پہلی عقلی دلیل دَرْجُکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ اُنح سارے جہاں کا خالق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا برکات و نہدہ اور پیکار کے لائق بھی وہی

ہے۔ دوسری عقلی دلیل۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ عالم الغیب بھی وہی ہے لہذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعاء ہے۔ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے۔ جب متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے تو غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ إِلَهًُا إِلَهًُا مِثْلَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ جس کے قبضے میں یہ سب کچھ ہے وہی پکار کے لائق ہے۔ پنجویں عقلی دلیل یہ کہ میں تیسری یہ سارا نظام مسمی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی نظام کا حصہ ہے۔ جس کے قبضے میں یہ سب کچھ ہے وہی پکار کے لائق ہے۔ پنجویں عقلی دلیل یہ کہ میں تیسری

اور چوتھی دلیلوں کا بالا جمال اعادہ ہے۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ جَعَلَ لَكُمُ الْآيَاتِ وَالنَّهَارَاتِ اللَّهُ تَعَالَى نے اپنی رحمت سے دن رات کو پیدا فرمایا رات تمہارے آرام کے لئے ہے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدا نے رحیم و مہربان کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ آلِهَائِي الَّذِينَ كَانُوا يُشْرِكُونَ ۝ آخر وہی ہے۔ اِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مَوْسَىٰ الَّذِي يَنْفَرُ ۝ یہ تحریف دنیوی ہے قارون کا حال دیکھو کتنا بڑا دولت مند اور کس قدر وسیع وسائل کا مالک تھا لیکن انکار توحید پر اللہ کے عذاب سے اسے کوئی چیز نہ بچا سکی۔

تِلْكَ الْأَمْثَلُ لِقَوْمٍ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (۹۶) یہاں سے ان چھ امور کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مذکور الصدر چھ امور پر متفرع ہیں لیکن بطور لف و نشر غیر مرتب۔ یہ امر اول پر متفرع ہے۔ فرعون مثلاً و سرکش تھا جسے دنیا ہی میں ہلاک کر دیا گیا اور یہاں فرمایا جو لوگ زمین پر سرکشی اور فساد نہیں کرتے بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں آخرت میں نیک انجام صرف انہی کا ہوگا۔ اِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ اَنۡ تَقْرٰهُ ۝

یہ امر دوم پر متفرع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس بھیجا اسی طرح وہ آخرت میں عظیم الشان ٹھکانے کی طرف یا بعد ہجرت

ملکہ کی طرف آپ کو واپس لوٹائے گا۔ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْحَقِّ ۝

یہ امر تیسری پر متفرع ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہدایت پر کون ہے اور نیک انجام کس کا ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی یہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو ۝

اِنَّ يَلْفِيْٓ اِلَيْكَ ۝ یہ امر سووم پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر پیغمبر ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کے خواب و

خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَلَا تَكُونُ تَحْتِ ظِلِّ الْكُفْرَيْنِ ۝ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں مجرموں سے نجاؤں نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا مِّثْلَ اللَّهِ ۝ یہ امر ششم پر متفرع اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متصرف و کار ساز، عالم الغیب اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ ۱۰۰ یہ تمہید متعین ہے یعنی یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں انہیں توجہ سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔ اَلْكِتَابُ الَّذِي مَوْحُوٌّ مِنْ سَمَوَاتٍ وَارِثٌ لِّعَالَمٍ ۝ اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں موضوع قرآن و لینی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلے میں و لینی بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پڑے یعنی بنی اسرائیل۔ و لانی ہامان وزیر

تمہید متعین

مذہب غشی

سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ فِي ثَلَاثِينَ آيَةً وَتَسْمَعُ فِيهَا

سورہ قصص ۱۰ کی ہے اور اس کی انتہائی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طَسَمَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ نَتْلُو عَلَيْكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی سہ ہم سناتے ہیں مجھ کو

مِنْ نَّبَا مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِاَحْقَ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

کچھ احوال موسیٰ سے اور فرعون کا تحقیقی ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلًا بِشِيْعًا

فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں اور کر رہا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے

يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ

کمزور کر رہا تھا ایک فرقہ کو ان میں سے ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيِ نِسَاءَهُمْ ۝ اِنَّهُمْ لَمُفْسِدِيْنَ ۝

اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو بے شک وہ تھا حسرتی ڈالنے والا

وَيُرِيدُ اَنْ يَّسْلُبَ عَلٰى الَّذِيْنَ اسْتَضْعَفُوْا فِي

اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں سے ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اُمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۝

ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام

وَسُكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنَرِي فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

اور جمادیں ان کو ملک میں اور دکھادیں فرعون اور ہامان کو

وَجُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝ اَوْحَيْنَا

اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا اور ہم نے حکم بھیجا

خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَلَا تَكُونُ تَحْتِ ظِلِّ الْكُفْرَيْنِ ۝ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں مجرموں سے نجاؤں نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا مِثْلَ اللَّهِ ۝ یہ امر ششم پر متفرع اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متصرف و کار ساز، عالم الغیب اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ ۱۰۰ یہ تمہید متعین ہے یعنی یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں انہیں توجہ سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔ اَلْكِتَابُ الَّذِي مَوْحُوٌّ مِنْ سَمَوَاتٍ وَارِثٌ لِّعَالَمٍ ۝ اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں موضوع قرآن و لینی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلے میں و لینی بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پڑے یعنی بنی اسرائیل۔ و لانی ہامان وزیر

اگر عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ۳۔ یہاں سے لے کر ماکائو ایجنڈہ ۱۹۴۷ء تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملہ ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔ بقول حارث بن عسکریؒ کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب و غریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوت تو حیدر پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اسے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں اور جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگین ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام پر ہمیشہ مصیبتیں آتی ہیں۔

القصر ص ۲۸

۸۵۲

۱ من خلق السموات ۲

إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَذَا أَخْفَتِ عَلَيْهِ فَالْقِيَهُ

موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو

فِي لَيْمٍ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا رَأَيْنَاهُ إِذْ هُوَ الْبَيْتُ وَ

دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور

جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵

یا وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وَهَذَا الْوَجْهُ هُوَ الْأَوَّلِيُّ بِالْقَبُولِ (کبیر ج ۲ ص ۱۳۳) اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مقہور لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدر بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی بہم فی الدین والدنیا علی مافی البحر روح ج ۲ ص ۱۳۳ ای قادی فی التخیل تفتی بہم وقیل دلالة صلوٰۃ (خا ذن ج ۵ ص ۱۳۳)

مآ کائنات یحکد رُؤنہ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا یعنی بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ کہ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں تھا یعنی ان مستضعفین کی سر بلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ اَوْحٰیْنَا مِیْن وَحٰی سَے الہام اور القاری فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو اگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ۸ فارضیہ ہے یعنی جب والدہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو بچے کو الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثناء میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لَیْسَ کُنْ کَہْمُ مِیْن لَام عَاقِبَتِ

ع
ی
ا

الرج

عَلٰی اٰهْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَہُمْ لَہٗ نَاصِحُوْنَ ۱۲

ایک گھروالے کہ وہ اس کو پال دیں ہمارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہوں

فَرَدَدْنٰہٗ اِلٰی اُمِّہٖ کِی تَقْرَ عَیْنُہَا وَا لَا تَحْزَنَ وَ

پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ مٹھدی ہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور

لِتَعْلَمَنَّ اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَلٰکِن اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۱۳

جانتے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے و

وَلَمَّا بَلَغَ اَشَدَّہٗ وَاَسْتَوٰی اَتٰیْنٰہُ حُكْمًا وَّعِلْمًا

اور جب پہنچ گیا شلہ اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ

وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۱۴ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر شلہ

عَلٰی حَبِیْنٍ غَفْلَةٍ مِّنْ اٰہْلِہَا فَوَجَدَ فِیْہَا رَجُلَیْنِ

جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد

یَقْتَتِلَنِ ہٰذَا مِنْ شِیْعَتِیْہٖ وَہٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ

لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں

فَاَسْتَغَاثَ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِیْہٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ

پھر فریاد کی اس سے اس نے جو سمجھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو سمجھا اس کے

عَدُوِّہٖ فَوَكَزَہٗ مُوسٰی فَقَضٰہُ عَلَیْہٖ قَالَ ہٰذَا

دشمنوں میں پھر ٹک مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا

مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۱۵ قَالَ

شیطان کے کام سے ہے بلکہ وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح کہ بولا

رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاغْفَرَ لَہٗ

میرے رب میں نے مجھ کو سب کچھ سوجھ کچھ اس کو بخش دیا

منزل ۵

کلبے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھالیا جو انجام کاران کا دشمن اور ان کے لئے غم و اندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خَطْمٌ مِّنْ کُفْرٍ وَّشُرْکٍ اور انکار موضع قرآن و فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو لے پالا تو دایاں ڈھونڈیں کسی کا ڈھونڈ انہوں نے نہ پایا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ و ل یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ یقین ہونے لگتے ہیں۔ و جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے اُنکے کفر سے اور اُن کیساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعون اس کو مارا تھا ادب دینے کو اس کی اہل آگئی بیچتا ہے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے۔

حق کی وجہ سے مجرم اور گنہگار تھے۔ ۹ فرعون کے دل میں خود بخود یا کسی کی توجہ دلانے سے یہ خیال پیدا ہوا ممکن ہے یہ وہی مولود ہو جس کے ہاتھ اس کی سلطنت کا زوال مقدر ہوا اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کی اور کہا یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے آپ اسے قتل نہ کرائیں ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچ جائے یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں گے کیونکہ ہمارے بیٹا بھی تو نہیں ہے۔ فرعون نے آسیہ کی بات مان لی۔ اور بچے کے قتل سے دستکش ہو گیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۵ یہ سب کچھ ہوا اگر ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی مولود ہے جس کے ہاتھ پر ان کا زوال و

القصاص

۸۵۴

۱ من خلق السموات ۲

ہلاک ہو گا۔ ای لا يشعرون انه الذي يفسد ملكهم على يديه قاله قتادة (مخرج ۷) قتادہ سے خالی۔ درود (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنت دعیانہ بنت یصہر بن لادی، کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صبح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر و استقلال سے خالی ہو گیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتادیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل معنی انہما کادت تظہرا صرہ من شدة الفرح بنجاستہ وتنبي فرعون آیا (روح ج ۲ ص ۳۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کر کے انہوں نے دیبا میں ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چھینیں نکل جاتیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لہما رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصين و تقول وابناہ وقيل لہما سمعت ان فرعون اخذ التابوت لہ تشک انه يقتله فکادت تقول وابناہ شفقة عليه (مدارک ج ۳ ص ۳۷) ۱۱ لیکن ہم نے والدہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگادی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کر کے مضبوط کر دیا لَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے ای من المصدقين وعد الله اياها۔ (خازن ج ۵ ص ۳۷) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی

اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۱۱ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ

بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا

عَلَيَّ فَلَئِنْ اَكُوْنَ ظَهِيرَ الْمُجْرِمِيْنَ ۱۲ فَاَصْبَحَ

مجھ پر شلہ پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف پھر صبح کو اٹھا

فِي الْمَدِيْنَةِ خَائِفًا تَرَقَّبُ فَاذَ الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ

اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد

بَارَا مَسَّ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ

راستی سمجھتی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے

مُبِينٌ ۱۳ فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

صریح ف پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو

عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ لِمُوسَى اَتُرِيدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا

دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِيدُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ

خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا ہی جی چاہتا ہے کہ

جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُضْلِحِيْنَ ۱۴

برہم دستی کرتا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلیح کرا دینے والا ف

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعَىٰ قَالَ لِمُوسَىٰ

اور آیا شہر کے پورے پورے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ

اِنَّ الْمَلَا يَأْتِيْرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِلَىٰ لَكَ

دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا

مِنَ النَّاصِحِيْنَ ۱۵ فَاخْرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

بھلا چاہنے والا ہوں ف پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا اللہ راہ دیکھتا

منزل ۵

قاله الشيخ رحمه الله تعالى - لَوَزَّكَ كَا جَوَابٍ مَّقْدَرٍ هِيَ اِي لَا بَدْتَ بِقَرِيْنَةٍ اِنْ كَا دَتْ لَتَبْدِيْ فِىْ يَدِهِ (روح) ۱۲ ماں کی مامتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی موضع قرآن مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے ہیں دیکھتے کس پر ثابت ہوا اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ فل ہاتھ ڈالتے چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جاناکہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کہا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ فل یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔ فتح الرحمن فل یعنی چون موسیٰ اور اعویٰ مفضل مبین گفت والنسب کہ غضب کردہ بر سر من فی آید ۱۲۔

موسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ حضرت مریم بنت عمران (مریم بنت عمران والدہ مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہیں) کو تفتیش احوال کے لئے فرعون کے گھر اس کے پیچھے بھیجتا کہ معلوم کرے کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور دور سے سب کچھ دیکھتی رہیں اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ تفتیش احوال کے لئے وہاں کھڑی ہیں۔ عَنْ جُنُبِ اٰی عَنِ بَعْدَ یَعْنٰی دُور سے دُجْر، ۳۱۵ تحریم منع سے کنایہ ہے۔ مراضع، مرفیع کی جمع ہے یعنی مریم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دایکوں کا دودھ پینے سے روک دیا۔ اب وہ سب پریشان تھے کہ کیا کریں کچھ کسی دایہ کا دودھ منہ سے بھی نہیں لگاتا۔ جب مریم نے یہ صورت حال دیکھی تو حیرت کر کے قریب چلی گئیں اور کہا اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیتے دیتی ہوں

شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ ۳۱۵ فارصیحہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اور ان کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس اس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ ۳۱۵ جب موسیٰ علیہ السلام سن نمونہ کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا اُمّی الفقہ والعقل والعلم فی الدین فعلم موسیٰ و حکم قبل ان یبعث نبیاً (معالرج ۵ ص ۳۱۵) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہوگی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں ملی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ ۳۱۵ ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک توان

القصص

۸۵۵

۱ من خلہ التیموت ۲۰

۲۵

قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۲۱ وَلَمَّا

بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب

تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي اَنْ يَّهْدِيَنِي

منہ کیا ۳۱۵ مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ

سیدھی راہ پر ف اور جب پہنچا ۳۱۵ مدین کے پانی پر پایا

عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۚ وَوَجَدَ مِنْ

وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ف اور پایا ان

دُونِهِمْ اَمْرًا بَيْنَ تَدْوَيْنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ

سے درے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتّٰی يُصْدَرَ الرَّعَاءُ فَسَكَتَ ۚ وَابُونَا شَيْخٌ

بولیں ہم نہیں پلاتی پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے

كَبِيرٌ ۚ فَسَقَطَ لَهَا ثَمَرٌ مِّنْ نَّوْلٍ اِلَى الْظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ

بڑی عمر کا ق بھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو ۳۱۵ پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب

اِنِّیْ لَمَّا اَنْزَلْتَ اِلَیْكَ مِنْ خَيْرٍ فَقَبِلْ ۚ فَجَاءَتْهُ

تو جو چیز اُنکے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں ۳۱۵ پھر آئی اس کے پاس

اِحْدَاهُمَا تَمْشِيْ اَعْلٰی اسْتَحْيَا ۚ قَالَتَا اِنَّ اَبٰی

ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ۳۱۵ بولی میرا باپ

يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرًا مَّا سَقَيْتَ لَنَا فَكَلَّمَا

بگھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حتیٰ اس کا کہ تولنے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب

جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۚ قَفْ

پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر ۳۱۵

منزلہ

کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ الٹا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم سے ظالم سے ظالم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا اور نہ عادت گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لاسکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم واضح قرار یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ ۳۱۵ مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ۳۱۵ وہ حیاتے کنارے موضع قرآن کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اور وہاں سے بچا پانی پلاتیاں ۳۱۵ عورتوں نے پہچاننا چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا، ٹھکا بھوکا جاگ رہا اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہونیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔

ہو گیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبار قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مر گیا۔ لایشکل ایضا علی القول بعصمتہم عن الکبار والصفاء مطلقا لجواز ان یکون علیہ السلام قد رای ان فی الوکز دفع الظالم عن مظلومیہ ففعله غیر قاصد بلہ القتل وانما وقع متوترا علیہ لا عن قصد (روح ج ۲ ص ۲۸) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبلی کی موت واقع ہو گئی تو بہت نادم ہوئے اور بول

القصص

۸۵۶

امن خلق السموات ۲۰

نَجَوْتُ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۱۵ قَالَتْ اِحْدِهِمَا

بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک

يَا بَتِ اسْتَاْجِرْهُ زَانٌ خَيْرٌ مِّنْ اسْتَاْجَرْتَ

اے باپ اس کو نوکر رکھ لے تلہ البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے

الْقَوِيُّ الرَّمِيْنُ ۝۱۶ قَالَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

جو زور آور ہو امانت دار کہہ میں چاہتا ہوں تلہ کہ بیاہ دوں تجھ کو

اِحْدٰى ابْنَتِيْ هَتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرْنِيْ فَمِنِيْ حَجِيْجٌ

ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس

فَاِنْ اَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ

پھر اگر تو پورے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ

اَشْقٰى عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۷

تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا تجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَيُّمَا الرّٰجِلَيْنِ فَضِيْتُ

بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جوںسی مدت ان دونوں میں پوری کر دوں

فَلَا عُدُوْا نِ عَلٰى ۙ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۝۱۸

سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں

فَلَمَّا قَضٰهُ مُوسٰى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ اُنْسٌ مِّنْ

پھر جب پوری کر چکا تلہ موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی

جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۙ قَالَ لِاَهْلِهٖ امْكُثُوْا اِنِّيْ

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے

اَنْسَمْتُ نَارًا ۙ اَلْعَلٰى اَتِيْكُمْ مِنْهَا بَخْرًا وَّوَحْدَةً

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

منزل ۵

اٹھے یہ تو ایک شیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے درغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ اِلٰہِیْ اس غیر ارادی لغزش پر اللہ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے معافی دیدی کیونکہ معاف کرنے والا اور مہربان حقیقت میں وہی ہے۔ تلہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ بِسْمَا اَنْعَمْتَ عَلٰی کے بعد فلا تہتفی مخذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا مَسَا میں بار قسمیہ ہے اور جواب قسم مخذوف ہے اور فَکُنْ اَکُوْنُ کچھ جواب پر معطوف ہے ای اقسر بانعامک علی امتنع عن مثل هذا الفعل الخ (روح ج ۲ ص ۲۸) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرمادی ہے (ایضا، اس پر امر خامس یعنی فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْکَافِرِیْنَ متفرع ہو گا۔ تلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید و بیم اور کشمکش میں گزار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبلی سے ختم گئے تھے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام ہی یہی ہے۔ فَاَنْتَا اَنْ اَرَادَ اَلْخ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبلی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ نیچے پکڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر و تشدد سے بڑا بننا چاہتا ہے۔ تلہ اسرائیلی کی گفتگو سے قبلی کے قتل کا معہ مل ہو گیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان دجو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے، شمعون یا حزقیل کو اس کی اطلاع ہو گئی وہ دوڑتا ہوا موضع قرآن فل زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے فل ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر موضع قرآن چاہتے اسی وقت شیعہ خانی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔

۳۶

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ

آگ کا تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اس کے پاس تہ آواز ہوئی
شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ

میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطہ میں
الشَّجَرَةِ أَنْ يُسْوَیَ رَأًی أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾

ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ جہان کا رب
وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُهَلِّكُ كَانَهَا جَانٌ

اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاکھی پھر جب دیکھا اس کو پھینھناتے جیسے سانپ کی شٹک
وَلَمْ يَدُبَّرْ أَوْ لَمْ يُعَقِّبْ يَمُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ

الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو
مِنَ الْأَمِينِ ﴿۳۱﴾ أَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ

کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تھ نکل آئے
بِضَاءٍ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمُ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ

سفید ہو کر نہ کہ کسی بُرائی سے اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو
مِنَ الرَّهْبِ فَإِنَّكَ بِرَهْأَنٍ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ڈر سے سو یہ دوسندس ہیں لے تیرے رب کی طرف سے فرعون
وَمَلَايَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ

اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ نافرمان و فاسق۔ بولالے رب۔ ۳۲
إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿۳۳﴾ وَ

میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو پڑتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور
أَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ مَعِيَ

میرا بھائی ہارون لے اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سوا اس کو بھیج میرے ساتھ

منزل ۵

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ ۳۱ موسیٰ علیہ السلام بلا توقف شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر رہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کر لیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف منوجہ ہو کر التجا کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں یعنی منتظر الطلب ہل یلحقہ فی خذہ شملجاری اللہ تعالیٰ علیمہ انہ لا ملجأ الا الیہ (خازن ج ۵ ص ۸۵) ۳۲ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی تھا اس لئے مدین کا رخ کیا۔ و مدین قریہ

شعیب علیہ السلام سمیت ہمد بن بنی اہیم ولم تکن فی سلطن فرعون و بینہا و بین مصر مسیرۃ ثمانیۃ ایام (مدار ج ۳ ص ۳۸) راستہ چونکہ صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چلے گئے کہ وہ اپنی مہربانی سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ ۳۳ خدا خدا کر کے مدین پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنویں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں دور پر سے اپنا یوڑ روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنا یوڑ اس طرح دوڑ کیوں روکے کھڑی ہو؟ انہوں نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ کیونکہ ہم خود کنویں سے پانی نہیں نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا ضعیف ہے وہ بھی اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کچھ پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا لیں گی۔ ان امرأتان لا نطیق ان نستقی ولا نستطیع ان نراحم الرجال فاذا اصدروا سقینا مواشینا ما افضلت مواشیهما فی الحوض (معالم ج ۵ ص ۸۵) مشہور قول یہ ہے کہ یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ اس قدر ضد تھی کہ انہوں نے انسانی مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت شعیب علیہ السلام کے بڑھاپے کا خیال کرتے نہ انکی بیٹیوں کے ضعف صغی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر

میں پلا کر چلے گئے۔
میں پلا کر چلے گئے۔

کنویں کا منہ بھی نہایت وزنی پتھر سے بند کر دیتے اور ڈول بھی اس قدر وزنی تھا جسے کئی طاقتور آدمی ہی کھینچ سکتے تھے۔ ۳۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر رحم آگیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی انہ فی القوم عن رأس البئر وسألہم دلوفا عطوہ دلوہم و قالوا استیق بہا و کانت لا ینزعہا الا اربعون فاستقی بہا و صبرہا فی الحوض الخ (مدار ج ۳ ص ۸۵) سائے میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے بھوک کی شکایت موضع قرآن و ملا ڈول سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

فتح الرحمن و مترجم گوید ہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ۱۲۔

کی کہ میرے مولیٰ! اس وقت جو بھی تو مجھے محفوظ رہا بہت کہیں سے بھجوا دے میں اس کا محتاج ہوں۔ ۵۲۔ اسی خیال ہی میں تھے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک آئی، اس کی چال ہی سے شرم و حیا اور شرافت نمایاں تھی، اس نے آکر کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کے احسان کا آپ کو بدلہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہوئے اور لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے اور دائیں بائیں مجھے راستہ بتاتی جاؤ روی انہ علیہ السلام اجاڑھا فقامو معها فقال لہا امشی خلفی وانعنی لی الطريق فانی اکرہ ان تصیب لریح ثیابک فتصف لی جسدک ففعلت الخ (روح ج ۲ ص ۶۱) جب انہوں

القصص

۸۵۸

۱۰ من خلق السموات

سَرَادُ اَيُّصَدِّقُنِي اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُكَذِّبُوْنِ ۳۴ قَالَ

مرد کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مُلْكًا سُلْطٰنًا

ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے تیرے اور دیں گے تم کو غلبہ

فَلَا يَصِلُوْنَ إِلَيْكُمَا ۚ بَايْتُنَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُنَا

پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو

الْغٰلِبُوْنَ ۳۵ فَلَمَّا جَاءَهُمُ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيَّنَّتْ قُلُوْبُهُمْ

غالب رہ گئے۔ پھر جب پہنچا ان کے پاس شہت موسیٰ نے کہ ہماری نشانیاں کھلی ہوئی ہوئے

مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرٌ وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا

اور کچھ نہیں یہ جادو ہے ہاندھا ہوا اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ

الْأَوَّلِينَ ۳۶ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّيْ أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدٰى

دادوں میں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات

مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۚ إِنَّهُ

اس کے پاس سے اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بے شک

لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۳۷ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلٰٓئِكَةُ

بھلا نہ ہو گا بے انصافوں کا اور بولا فرعون اے دربار والو

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرِيْ فَأَوْقِدْ لِّيْ يٰهَامٰنُ

مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سو سو آگ دے اے ہامان

عَلَى الطَّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْ أَطَّلِعُ إِلَى إِلٰهِ

میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ

مُوسَىٰ وَرَأَى الْكُذِبَ ۚ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۳۸ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ

کے رب کو اور میری شکل میں تو وہ جھوٹا ہے اور بڑائی کرنے لگا وہ

منزل ۵

معاقہ ۱۱ عند الملائکۃ ۱۲

نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سلام بجا دیا بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اب بے خوف ہو جاؤ یہاں فرعون کا کوئی تسلط نہیں اور اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور ظالموں سے تمہیں بچا لیا۔ ۵۳۔ دونوں بہنوں میں سے ایک بولی — اور یہ وہی تھی جو انہیں بلانے گئی تھی — اباجان! اس نوجوان کو آپ ملازم رکھ لیں جو رپوڑ کو چرانے، اسے پانی پلانے اور اس کی دیکھ بھال کا کام کیا کرے۔ کیونکہ آپ کو ملازم ایسا چاہئے جو طاقت ور بھی ہو اور نیک بھی اور اس نوجوان میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوت کا اندازہ اس نے اس سے لگایا کہ انہوں نے تنہا ڈول کھینچ لیا جو کئی آدمی مل کر کھینچ سکتے تھے۔ اور ان کی امانت اور نیکی کا اندازہ اس سے لگایا جب وہ انہیں ساتھ لیکر گھر آ رہی تھی تو انہوں نے اسے کہا خاتم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے۔ ۵۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو جب موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت و امانت کا علم ہو گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں اگر تو آٹھ برس میری نوکری کرے تو میں ایک بیٹی تیرے نکاح میں دے دوں۔ اگر تو آٹھ کے بجائے دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے احسان و بفضل ہو گا اور کام کاج میں میں تجھ پر سختی کرنے اور زیادہ مشقت ڈالنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔ اور انشاء اللہ تو مجھے اس معاملے میں اچھا پائیگا۔ قَالَ ذٰلِكَ بَيِّنَتِيْ وَبَيِّنَتُكَ الْخِمْرُ ۚ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو گیا کہ مجھے اختیار ہے آٹھ سال پورے کروں یا دس سال اور دس سال پورے کرنے کے سلسلے میں مجھ پر دباؤ نہ ڈالا جائے گا اور ہمارے اس معاہدے پر خدا گواہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ معاہدہ پختہ ہو چکا ہے ہم میں سے کوئی اپنے معاہدے سے پھر نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گزشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوجہ میں سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے والتزوج علی رعی الغنم جائز بلا اجماع لانہ من باب اقیام یا مراء الزوجیۃ (روح ج ۲ ص ۶۱) لیکن ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رعی خنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوہہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوہہ کی تعیین لا محالہ کرنی ہو گی۔ وھذہ مواعداۃ منہ ولم یکن ذلک عقد نکاح اذ لو کان عقداً لقابل قدا انکحتک (مدارک ج ۳ ص ۱۵۵) ۵۵۔ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد موضع قرآن فلا کرے کو آگ دے یعنی پکائی بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنادے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

۵۵۔ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد موضع قرآن فلا کرے کو آگ دے یعنی پکائی بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنادے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُوا أَنَّهُمُ الْبَاقُونَ

اور اس کے لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف

لَا يُرْجَعُونَ ۳۹) فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي

پھر کرنے آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اسے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھینک دیا ہم نے ان

الْيَمِّ فَأَنْظِرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۴۰) وَ

کو دریا میں سودیکھو لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور

جَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَدْخُلُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

کما ہم نے ان کو پیشوا کہ جلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن

لَا يُنصَرُونَ ۴۱) وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً

ان کو مدد نہ ملے گی اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۴۲) وَلَقَدْ آتَيْنَا

اور قیامت کے دن ان پر مبراہی ہے اور دی ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى

موسیٰ کو کتاب سنہ بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو

بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۴۳)

سمجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں و

وَمَا كُنْتَ بِمَجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ

اور تو نہ تھا اٹھ غریب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۴۴) وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا

اور نہ تھا تو دیکھنے والا و لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں تاکہ

تَتَأَوَّلَ عَنِّيَ الْعُرُومُ وَمَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ

پھر واپس نہ آئیں ان پر مدت اور تو نہ رہتا تھا اٹھ مدین والوں میں

منزلہ

کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیکر مصر کا رخ کیا تاکہ وہاں اپنی والدہ، ہمیشہ اور بھائی کی ملاقات کریں۔ ان کا خیال تھا کافی عرصہ گزر چکا ہے اب قبطی کے قتل کا معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوگا۔ راستے میں جب وادی طوی میں پہنچے جو کوہ طور کے دامن میں ہے تو راستہ بھول گئے۔ رات کا وقت تھا اور سردی بھی پڑ رہی تھی۔ اچانک کوہ طور کی جانب سے آگ دیکھی تو بیوی سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں، وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا یا کم از کم تمہارے تاپنے کے لئے وہاں سے آگ ہی لے آؤں گا۔ **قَالَ مِنْ شَأْنِ طَيْءٍ مَبْدَلٍ مِنْهُ** اور **مِنْ الشَّجَرَةِ** اس سے بدل ہے جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اس

بابرکت اور سرسبز و شاداب خطے میں وادی کے واپس کنارے کی جانب سے ایک درخت میں سے آواز آئی اے موسیٰ! میں اللہ ہوں یعنی ساری کائنات میں متصرف اور سارے جہاں کا مالک ہوں۔ **أَنْ يَسْمُوعِي** میں آج تفسیر یہ ہے جو نندار کی تفسیر کر رہا ہے۔ **وَأَنْ أَلْقَى عَصَاهُ** یہ **أَنْ يَسْمُوعِي** پر معطوف ہے **فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی کا بہت بڑا ڈھانچہ بن گیا ہے اور وہ سپولے کی مانند بڑی تیزی سے حرکت کر رہا ہے تو خوف سے پیچھے ہٹ کر بھاگے۔ **يُسْمِعِي** آج پھر آواز آئی اے موسیٰ! آگے بڑھو اور مت ڈرو اور اسے پکڑ لو تم پر خوف و خطر سے محفوظ ہو اس اثر دہا سے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اثر دہا اگرچہ بہت بڑا تھا لیکن چھوٹے سانپوں کی سی تیزی سے حرکت کر رہا تھا اس لئے اسے جانچ ڈھونڈنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ **كَأَنَّهُمَا جَاءَا فِي سُرْعَةٍ** حرکت مع غایۃ عظمیٰ جستمہ (ابو السعود ج ۴ ص ۵۵) سانپ کو دیکھ کر بقاضائے بشریت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور غیبیوں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ **قَالَ** یہ دوسرا معجزہ ہے **مَنْ عَصَا** یعنی ہاتھ کا سفید ہونا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہوگا۔ **وَأَصْمَحُ** الیٹ الخ یعنی اگر خوف وغیرہ ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ لیا کر اس سے خوف و ہراس جاتا رہے گا۔ خوف و ہراس کے وقت اگر آدمی ہاتھ سینے پر رکھے تو اس سے دل کو تقویت ملتی ہے اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔ **مِنْ الرُّهْبِ** ای من اجل المخافة..... ومن شاذل انسان اذا فعل ذلك في وقت فزع ان يقوى قلبه (روح ج ۲ ص ۵۵) یا یہ عدم خوف سے کنایہ ہے کیونکہ

ما لکھتہ آیت نمبر ۱۲

بیان ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پرندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں وہو ما خوذ من فعل لطا اثر عند الا من بعد الخوف وهو فی الاصل مستعار من فعل لطا اثر عند هذه الحالة الخ وروح **قَالَ** یہ دونوں معجزے عصا اور ید بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں۔ اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ **قَالَ** منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تابندہ حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قبطی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی کھرت موسیٰ قرآن و تورات کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ **وَلْ غَرِبَ** کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو تورات ملی۔

چاہتے تھے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ رسالت سے استغفار چاہتے ہیں۔ طلب من اللہ تعالیٰ ما یقویٰ قلبہ ویزیل خوفہ (کبیر ج ۲ ص ۲۸) والہذا الخ بر طلب الحفظ والتأیید لا بلاغ الرسالة علی اکمل وجه لا الاستغفاء من الارسال (روح ج ۲ ص ۲۰) یہ دوسری درخواست تھی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور قادر الکلام ہے اسے میرا معاون بنا کر میرے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ میری تائید کرے اور میری تقریر کو بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کر سکے اور کافروں کے مجادلے کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ ومعنی تصدیقہ موسیٰ اعانتہ ایسا کا زیادہ

البیان فی مظان الجدل ان احتاج الیہ لیثبت دعواہ (مدارک ج ۳ ص ۲۸) ۸۶۰ من خلق السموات ۲۰ القصص

تَشْلُوا عَلَيْهِمْ آيَتَنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۲۵

کہ ان کو سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الظُّورِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحِمَةً

تو نہ تھا تجھے طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے

مِّنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْهُمْ مِنْ نَّذِيرٍ

تیرے رب کا تاکہ تو ٹھوسا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرناؤں والا

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۶

تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اتنی بات سننے کے لئے کہیں

تُصِيبُهُمْ مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا

آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کھینے لگیں

رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ آيَتِكَ وَ

لے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کہنی کو پیغام دے کہ تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور

نَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۲۷

ہوتے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی آیت ان کو ٹھیک بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِيَ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ مُوسٰى

ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

اَوْ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَا اُوْتِيَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ قَالُوْا

کیا ابھی سنکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے

سِحْرٍ تَظٰهَرُ اَفْوَاقُوْا اِنَّا بِكُلِّ كَفْرٍ وَّاَنۡ قُلْ

دونوں جادوئیں آپس میں موافق ملا اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے وہ تو کہہ

فَاَتُوْا بِكُتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اٰهُدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ

اب تم لاؤ گے کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

منزل ۵

فَلْيَرْجِعْ اَعْيُنُكُمْ مِّنْ حَيْثُ بَايَعْتُمْ اِلٰى اللّٰهِ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ اَعْمٰی ۲۸

گیا۔ ۲۸ فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر پردہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے ازراہ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شرفار قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں موصیٰ قرآن واکے کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توریت کے علمائے اُس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جہنما برحق ہے اور اللہ کے نام پر فسح نہ ہو سوم دار ہے اور پھیری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔

فتح الرحمن فل یعنی توریت وقرآن ۱۲۔

ہو سکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَأَوْقِدْ لِي يَهَامُنْ عَلَى الظُّلَيْنِ الخ ارے ہامان فوراً بجھنے اینٹوں کی بھیڑ پڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون کانت عادته متى ظهرت حجة موسى ان يتعلق في دفع تلك الحجة بشبهة يروجها على اغمار قومه وذكر ههنا شبهتين

الاولى قوله ما علمت لكم من اية غيرى الشبهة

الثانية قوله فَأَوْقِدْ لِي يَهَامُنْ عَلَى الظُّلَيْنِ الخ

(کبیر ج ۶ ص ۵۷) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون

کے حکم کے مطابق ہامان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا

عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف

دفع الوقتی کے لئے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور

نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الا قرب انه كان اوهم لبناء

ولم يبن (کعبین) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے

ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے

بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا

کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یا ہامان ابن لی صرحاً

تعلیٰ الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تفریر ہے اور

اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو

کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ ۳۸ یہ فرعون اور اس کی

قوم کی سرکشی اور ان کے کبر و غرور کا بیان ہے فرعون

اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و

ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت و عظمت

انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں

کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی

کبر و نخوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی

تعظموا عن الایمان ولم ينقادوا للحق (خازن

ج ۵ ص ۱۴) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر

بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے

حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو

زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی

الکبریاء ردائی والعظمة اذاری فمن نازعنی

واحدا منهما القیتہ فی النار (سورہ ج ۲۰

ص ۸۳) ۳۹ فرعون، اس کے اصرار و بار بار

اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و

غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو کھڑ لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھ لو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جنت، نہ لاؤ لشکر و

وجعلناهم أممًا مبعوثًا إلى النار الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر و ضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید

سے گمراہ کرتے تھے۔ وَیَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ دنیا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ

موضع قرآن ولا یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے بخاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے نہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید یہودی پیش آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمکہ ہجرت کنند و نسخ یہودیت تصریح فرماید مقتدر قرآن بودند و میگفتند عرب را فرمان

قرآن لازم است واللہ اعلم ۳۲

القصص

۸۶۱

۱۰ من خلق السموات

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۴۹ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ

اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے

أَسْمَاءُ يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمِنْ أَصْلٍ حَسَنٍ ۵۰ اتَّبِعْ

کر وہ پلٹتے ہیں نرمی اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی

هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف

الظَّالِمِينَ ۵۱ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

لوگوں کو اور ہم نے درپے پیچھے رہے ہیں تاکہ ان کو اپنے کلام تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ۵۲ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ

دھیان میں لائیں جن کو ہم نے دی ہے کتاب قبلہ اس سے پہلے

هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ۵۳ وَإِذَا آيَيْنَاهُمُ قُلُوبًا أَمْنًا ۵۴

وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے تھے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر

إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۵۵

یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کی طرف سے ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار

أُولَئِكَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَابْتَغَوْنَ

وہ لوگ پائیں گے اپنا اپنا ثواب لہ دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے اور بھلائی

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَفِي مَارِزٍ قَنَهُمْ يُنْفِقُونَ ۵۶ وَإِذَا

کرتے ہیں بڑائی کے جواب میں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب

سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا

سنیں لہ بکھی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام

وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِيَ الْجَاهِلِينَ ۵۷

اور تم کو ہمارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ مل

منزل ۵

۲. امن خالق السموات

انتہی بکراہت میں اندہ بوجی من علامہ الغیوب لا محالہ (ابوالسعود ج ۶ ص ۷۷) یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غریب جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف دیکھ کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملۃ المحاضریں للوحی الیہ او الشاہدین علی موضح قرآن و حضرت نے اپنے حجاب کے واسطے سی کی کمرے وقت کلمہ ہی کہے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ و ل یہ یکے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو، یہی حرم کا ادب و ہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔

فتح الرحمن و ل یعنی مردمان اخراج کنند ۱۲۔

الوحي اليه عليه الصلوة والسلام وهم السبعون المختارون للبيقات (روح ج ۲، ص ۲۲) لیکن آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تو ہم نے کئی قرن پیدا کئے اور صدیوں زمانہ گزر گیا اس کے بعد ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طرح قَدْ طَاوَلَتْ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ کے بعد قَدْ سَلَّطْنَاكَ مقدر ہے بقرینہ وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۱۴۳ شاور کیا ای مقیمًا اسی طرح آپ اہل مدین یعنی قوم شعیب علیہ السلام میں بھی موجود نہ تھے اور نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھنے تھے۔ لیکن ہم نے آپ کو منصب رسالت عطا کیا اور ذریعہ وحی گذشتہ واقعات کی آپ کو خبر دی۔ وَلَكِنَّا ارْسَلْنَاكَ وَابْخَرْنَاكَ بِهَا وَعَلَّمْنَا كَيْفَ ارْصَادُكَ ج ۲، ص ۲۲ جب کوہ طور کے دامن میں ہم نے موسیٰ کو آواز دی اس وقت بھی آپ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو توحید کی دعوت دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی داعی نہیں آیا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں۔ فی زمان الفترۃ بینک و بین عیسیٰ وهو خمس مائۃ وخمسون سنة (مدار ج ۳، ص ۲۲) یہ تخویف دنیوی ہے۔ کو کا جواب آخر میں مقدر ہے ای لہما ارسلنا رسولاً اور قِيْلُوْا اَنْ تُصِیْبَهُمُ الْخُرُوفُ مفرغ ہے۔ مُصِیْبُهُ دنیوی عذاب۔ مَا كَذَّبَتْ اَيُّدِیْهِمْ اَعْمَالُ مُشْرِكَانِ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب ان پر کفر و شرک کی وجہ سے عذاب آجاتا تو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا جس کی ہم پیروی کرتے اور اس پر ایمان لاتے، تو ہم کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرکین کا عذر قطع کرنے کے لئے ہم نے آپ کو اور دوسرے رسولوں کو بھیجا۔ والمعنى لولا انهم قائلون اذ عوقبوا بما قد موامن الشرك والمعاصي هلا ارسلنا رسولاً محققين بذلك علينا مَا ارسلنا اليهم اى انما ارسلنا الرسول اذالة لهذا العذر بحجة كبرى ان تُصِیْبَهُمُ الْخُرُوفُ کی ضمیر غائب سے اہل مکہ مراد ہوں تو جواب مقدر کہ ما ارسلناك ہوگا۔ یا جواب مقدر لعذبنناهم ہے۔ یعنی ہم نے آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکہ کو ان کے شرک کی وجہ سے ہلاک اس لئے نہیں کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔ ورنہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کی وجہ سے وہ اس لائق تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۴۳ یہ شکوی ہے۔ پھر جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرآن ان کے پاس آگیا تو اب ایمان لانے کے بجائے ضد و عناد اور مجادلے پر اتر آئے اب کہتے ہیں یہ قرآن تورات کی طرح ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ سوال کرنے والے یا تو یہودی تھے یا مشرکین نے یہودیوں کے ایمان پر سوال کیا تھا اَوْ كَمْ يَكْفُرُوا لِهٰذَا جَوَابُ فَكُوْی ہے یعنی ان کا سوال محض ازراہ تعنت و عناد ہے، طلب حق کے لئے نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تورات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ تورات اور قرآن کے بارے میں وہ کہتے ہیں سَمَحَرَانِ تَظَاهَرَا یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ ایک قرأت میں سَاحِرَانِ ہے تو اس سے ان کا اشارہ حضرت رسول اکرم اور موسیٰ علیہما السلام کی طرف ہوگا۔ وَرَأَاكَ بِكُلِّ كَفْرٍ مِنْ اَخٍ يَّوْنُكُمُ یہ دونوں کتابیں جادو ہیں اور ان کے لانے والے جادو گر ہیں (عیاذ باللہ) اس لئے ہم دونوں ہی کو نہیں مانتے۔ ۱۴۳ اگر قرآن اور تورات جادو کی کتابیں ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب لاکر ہمیں دیدو جو ان دونوں سے زیادہ رُشد و ہدایت پر مشتمل ہو فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِیْبُوْكُمْ اَلْحُ اُخْرُوم ان سے بہتر کوئی کتاب نہ لاسکو اور نہ ان کی پیروی کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اور اپنی خواہشات نفسانیہ کے غلام ہو۔ اس طرح یہ آیت سمحران تَظَاهَرَا سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ اور وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی الْكِتٰبَ الْخَبْرَ سے متعلق ہے یعنی قرآن رُشد و ہدایت کی واضح اور بین کتاب ہے اور تورات بھی نور بصیرت اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ تھی اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں کتابیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں تو تم ان سے کوئی بہتر کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ۔ وَمَنْ اَصْلَحْ حَقِیْقَت یہ ہے کہ تم طالب ہدایت نہیں بلکہ خواہشات نفس کے غلام ہو اور جو شخص محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کو نہ مانے اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوتا اور پھر ایسے ضدی اور معاند لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اس لئے انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ ۱۴۳ یہ تخریب الی القرآن ہے۔ ہم نے کفار مکہ کے پاس پے پے اور مسلسل آیات بھیجیں اور مسئلہ توحید کو ہر طرح واضح کیا تاکہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں جن کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ تو مان ہی لیں گے۔ ۱۴۳ یہ پہلی کتابوں کے علماء سے نقلی دلیل ہے۔ علماء اہل کتاب میں جو انصاف پسند اور خدا ترس ہیں وہ تو اس قرآن پر ایمان لائے ہیں اور اس پر کماحقہ عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ یَسْأَلُونَكَ حَقَّ تِلْكَ اٰیَاتِهِ اَوْ لَیْلَکَ یَوْمَئِذٍ یُّؤْمِنُوْنَ بِہ (بقرہ ۱۳۶) ۱۴۳ یہ مؤمنین اہل کتاب کے اوصاف ہیں۔ جب وہ قرآن حکیم کی آیتیں سنتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں آمنا و صدقنا یہ قرآن سراپا حق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے ہم تو اس کے نزول سے پہلے ہی اللہ کی توحید پر قائم تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لائے تھے۔ ہمارے کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اِیْ مِنْ قَبْلِ الْقُرْآنِ مُسْلِمِیْنَ مُخَاصِلِیْنَ لِلّٰہِ بِالْحَقِّ مُؤْمِنِیْنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ اَنَّهُ نَبِیْ حَقٍّ (معالجہ ص ۱۱) اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِیْنَ لِمَا شَهِدَا وَ اذْکُرَہُ فِی الْكِتٰبِ لَمُتَقَدِّمَةِ وَاَنْہُمْ عَلَیْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ قَبْلَ نَزْلِ الْقُرْآنِ (روح ۱۰۱) ان لوگوں کو دونوں ہر اجر و ثواب ملے گا کیونکہ پہلے وہ اپنی کتاب پر ایمان لائے اور پھر قرآن پر ایمان لائے۔ بہما صبروا اپنے دونوں ایمانوں پر قائم رہے اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَیَذَرُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَاتُ لَمَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِہُمْ سَلَامٌ اَعْمَالِ بِالْحَقِّ جالاتے ہیں یا مشرکین کی تکلیف و ایذا کا حلم و عفو سے جواب دیتے ہیں۔ یدفعون بالطاعة المعصية وبالاحسان الاذى (مدار ج ۳، ص ۲۲) ۱۴۳ ہر بڑی اور فضول بات یا شرک جیسا کہ امام ضحاک نے فرمایا ہے۔ (روح) یعنی جب وہ مشرکین سے لغو، بیہودہ اور مشرکانہ باتیں سنتے ہیں تو ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ تمہیں سلام ہے تم ايسے نادانوں کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سلام متارکہ ہے نہ کہ سلام تحیہ۔ قال الزجاج سلام المتاركة لا سلام تحية (مخرج ۱، ص ۲۲) یہ

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الْخَيْرَ مِنْ مَعْلُومَاتِهِمْ فِي شَيْءٍ مِنْ دُونِ ذَلِكَ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الْخَيْرَ مِنْ مَعْلُومَاتِهِمْ فِي شَيْءٍ مِنْ دُونِ ذَلِكَ

القصص ۲۸

۸۶۴

من خلت السموات ۲۰

خَيْرٌ وَأَبْقَى أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۰ أَفَمِنْ وَعْدِنَا وَعَدْلًا

سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے

حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ لَهُ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ

اچھا وعدہ ہے سو وہ اس کو پالنے والا ہے برابر ہے اس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۱۱ وَيَوْمَ

زندگانی کا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ہے اور جس دن

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۱۲

ان کو پکارے گا تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ

بولے جن پر ثابت ہو چکی بات سنہ ص اے رب یہ لوگ ہیں جن کو

أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا

ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ص ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ

كَانُوا آبَائَنَا يَعْزُبُونَ ۱۳ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ

ہم کو نہ پوجتے تھے ص اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو اللہ

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۱۴

پھر پکاریں گے ان کو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۱۵ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ

کسی طرح وہ راہ پائے ہوئے ہوتے ص اور جس دن ان کو پکارے گا اللہ تو فرمائے گا

مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۱۶ فَعَبَّيْتُ عَلَيْهِمُ الرُّسُلَ ۱۷

کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۱۸ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ

اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ص سو جس نے توبہ کی اللہ اور یقین لایا

منزل ۵

یہ تحویف دنیوی ہے۔ بہت سے لوگ پہلے گزر چکے ہیں جو اہل مکہ کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اس امن و چین کی وجہ سے غور میں آگئے اور اکر گئے اور ہماری نعمتوں کا شکر نہ کیا بلکہ اللہ کا رزق کھا کر اور اس کی نعمتیں استعمال کر کے اس کی توحید کا انکار کیا اور غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ اسی اشرار و طغیان کا عطاء عا شوا فی البطرفا کلوا رزق اللہ و عبدوا الاصلنامہ معاملہ و خاذن جہ منہا تو ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ دیکھ لو یہ ان کی بستیاں ابھی تک ویران اور خیر آباد پڑی ہیں۔ قریہ سے اہل موح قرآن تھے وہ جواب نہ دیں گے کہ وہ رافضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ص یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو۔ فتح الرحمن ص یعنی در عذاب ۱۲ ص یعنی بغیر اگر ۱۳ ص یعنی جواب با صواب نیا بند ۱۴۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَحَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٩٤﴾

اور عمل کئے اچھے سو امید ہے کہ ہو وہ چھوٹنے والوں میں

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ

اور تیرا رب ملے پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں

الْخَيْرَةُ طَسُبْحَنَ اللَّهُ وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٥﴾

پسند کرنا اللہ نہ لالہ ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شرک بتلاتے ہیں

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٩٦﴾

اور تیرا رب جانتا ہے قلم جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کھلا کر رہے ہیں

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَ

اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور

الْآخِرَةِ نُوَلِّهِ الْأَحْكَامَ وَآلِيَهُ تَرْجِعُونَ ﴿٩٧﴾ قُلْ

آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے تو کہہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ

دیکھو تو کہ اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ ط

قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی

أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ

پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر

اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ

دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے

يَأْتِيكُمْ بِكُلِّ سَكُونٍ فِيهِ أَفَلَا تُبْهَرُونَ ﴿٩٩﴾

کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

منزل ۵

قریب مراد ہیں۔ ۹۴ ہمارے سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کما حقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ ۹۵ یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیا کی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستعار کی زینت و آرائش ہے اسے بقاء و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ہ

کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا نفع آور اور کونسا خسارے کا ہے۔ ۹۸ استفہام

انکاری ہے۔ ایک وہ مومن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولت

ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز

نہیں۔ ۹۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ شکر گاہ سے وہ تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کا ساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے

المراد بالشرکاء من عبد من دون الله تعالى من ملك ارجن او انس او كوكب او صنم او غیر ذلک

(روح ج ۲ ص ۱۲۸) بھرج ۷ ص ۱۲۸، قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ

تعالیٰ ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کار ساز سمجھا کرتے تھے

اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں تمہارے سفارشی ہیں۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں بچھڑاتے؟ آئینِ مآ

کنتم تعبدونہ و تجعلونہ شریکاً فی العبادۃ و ترعون انہ یشفع ابن ہولینصر کم و یخلصکم من ہذا الذی نزل بکم (کبیر ص ۲۶) ۱۰۰ موصول

سے کفر و شرک کے امام اور پیشوا مراد ہیں یعنی مشرک پیر جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور لھو لاء سے ان کے شرک پیر اور متبع راہ ہیں۔

گہا غوثنا قبل کے لئے ہمنہ علت ہے الذین حق علیہم القولی الشیاطین و ائمتہ الکفر رؤسہ (مجن

یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوا اِيَّاكَ يَعْبُدُونَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات

کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءھم و یطیعون شھواتھم (مدار ج ۳ ص ۱۵۸) ۱۰۱ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کار ساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شَطِیْبٌ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ محذوف ہے۔ (روح) یا لَوْ تَمَنَّى کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنا لو انھم کانوا مہتدین فلا یحتاج

۱۔ دعویٰ توحید

۲۔ دوسری عقلی دلیل

۳۔ تیسری عقلی دلیل

۴۔ چوتھی عقلی دلیل

الی الجواب (روح ج ۲ ص ۲۸) ۳۱ قیامت کے دن مشرکین سے یہ سوال بھی ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ کے رسولوں کو کیا جواب دیا اور ان سے کس طرح پیش آئے جو انہیں شرک سے روکتے اور توحید کی دعوت دیتے تھے۔ فَعِمِيتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ اَلَمْ دَهْشَتْ اور ہبیت کی وجہ سے انہیں سب کچھ بھول جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ ۳۲ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے۔ جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ۳۳ یہاں سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تک وہی دعوی دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے جس

کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر مصائب برداشت کئے اور جسے فرعون نے رد کیا اور مقابلے میں مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ کا دعویٰ کیا۔ اور جس دعویٰ کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور مشرکین مکہ نے اس کا انکار کیا۔ وہ دعویٰ یہ تھا وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْغَنِيُّ الْعَزِيزُ غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ الْاِنْجِ یہ دعویٰ مذکورہ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اور سارے جہاں میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی مخلوق میں سے کوئی مختار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اختیار و تصرف میں اس کا مزاحم ہو اور وہ مشرکین کے شرک سے برتر اور منزہ ہے۔ اِی تَنْزَہَ بِنَاتِہِ تَنْزَہَا خَاصًا بِہِ مِنْ اَنْ یَّنْزَعَہُ اَحَدٌ اَوْ یَزِاحِمَہُ اخْتِیَارَہُ (ابو السعود ج ۶ ص ۶) ۳۴ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْغَنِيُّ الْمَذْكُورُ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو لامحالہ حاجات و مشکلات میں پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ لَہُ الْحَمْدُ فِی الْاَوَّلِی الْاٰخِرِہِ دُنْیَا اٰخِرِہِ میں صفات کارسازی کا مالک وہی ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے پہلی دلیل دوسری کے لئے علت ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ ثبوت دعویٰ کا مدار چونکہ امر اول (پہلی دلیل) پر ہے اس لئے اگلی تین دلیلوں سے اسی کو ثابت کیا ہے۔ وَلَہُ الْحُکْمُ الْاٰخِرُ غائبانہ حکم یعنی قضا و قدر کا فیصلہ

دلیل عقلی

دلیل عقلی

دلیل عقلی

وَمِنْ رَحْمَتِہِ جَعَلَ لَکُمُ الْاَیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا

اور اپنی مہربانی سے ۳۵ بنا دینے ہمارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو

فِیہِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِہِ وَلَعَلَّکُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۳۶﴾

اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو

وَيَوْمَ یُنَادِیْہُمْ فِیْقُولُ اَیْنَ شُرَکَآءِی الَّذِیْنَ

اور جس دن ان کو پکارے گا کہ تم تو فرمائیے کہاں ہیں میرے شریک جن کا

کُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۳۷﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ

تم دعویٰ کرتے تھے اور ہر اکبر سے ہم ۳۸ ہر فرقہ میں سے

شَہِیْدًا اَفْکَلْنَا ہَا تُؤَابِرُہَا نَکُمْ فَعَلِمُوا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰہِ

ایک احوال بدلانے والا کہ وہ پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جان لیں گے کہ حق بات ہے اللہ کی

وَصَلَّٰہُ عَنْہُمْ مَّا کَانُوا یَفْتَرُونَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ قَارُونَ

اور کھوئی جائیں گی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ۴۰ قارون جو تھا لکے

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسٰی فَبَغٰی عَلَیْہِمْ ۝ وَاتَّيْنٰہُ مِنْ

سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر اور ہم نے دیئے تھے ہر

اَلْکُنُوزِ مَا اِنْ مَفَآئِجَہُ لَتَنْزِلُ اِلَآ الْعُصْبَۃُ اُولٰی

کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی مرد ۴۱ زور

اَلْقُوَّةُ اِذْ قَالَ لَہُ قَوْمُہُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ

آور جب کہا اس کو اس کی قوم نے اترامت اللہ کو

لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَابْتَغِ فِیْمَا اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ

نہیں بھلتے اترانے والے ۴۳ اور جو کچھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے کملے

اَلْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَآحْسِنِ

پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے ۴۴ اور بھلائی کر

منزلہ

موضع قرآن ۴۵ احوال بتانے والا پیغمبر یا اُن کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ ۴۶ قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا، جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا، اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰ سے منافق بن کر پیچھے عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا، ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا۔

فتح الرحمن ۴۷ یعنی ہر پیغمبری بر قوم خود گواہی دہد ۴۸ یعنی در دنیا عمل صالح بجا آر ۴۹

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ط

جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مست چاہ خرابی ڈالنی ملک میں

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ

اللَّهُ كَمَا بَحَثَنِي خِرَابِي دُنُوَالِي ط لولا کہ مال تو مجھ کو ملا ہے

عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي ط أَوْ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ

اِیك ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا ہے کہ اللہ غارت کر چکا ہے

مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور

أَكْثَرُ جَمْعًا ط وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝

زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ط قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

پھر نکلا ہے اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يَلِيتُ كُنَّا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

دنیا کی زندگی کافی ہے اے قارون ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی

كَذُوحَظِّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيُكَفِّرُ

بُڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ لے خرابی تمہاری

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا

اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے

إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا

دل میں پڑتی ہے جو پہننے والے ہیں وہ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو کہ اور اس کے گھر کو زمین میں پھنسا

كَانَ لَهُ مِنْ فِعْلِهِ يُنْصَرُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

منزلہ

بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کسی کا اس میں دخل نہیں۔ برکات دہندہ اور حاجت روائی کا فیصلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ ۵۶۶ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ یعنی یہ بات تم بھی جانتے اور مانتے ہو کہ دن رات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ قیامت تک رات ہی رہے اور دن کبھی نہ آئے تو کیا تمہارے معبودوں میں اللہ کے سوا کوئی ایسا کارساز ہے جو تمہیں دن کی روشنی مہیا کر سکے۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ التَّخَارُجَ فِي يَوْمٍ عَقْلِي دَلِيل

ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ اسی طرح اگر وہ قیامت تک دن کو طویل کر دے تو آرام و راحت کے لئے اللہ کے سوا کوئی رات لا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُونَ کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان لائل

میں غور و فکر کر کے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ ۵۶۷ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات

کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔ یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شکر

کرنا اور معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب سے بڑی ناشکری ہے۔ ۵۶۸ یہ تھوہیف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک

کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں

لے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع کر دیا۔ ۵۶۹ شہیدؑ سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی

امت کو دعوت پہنچادی اور جب اس نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی نبیہم لان الانبیاء

یشہدون بما كانوا عليه (مدارک ج ۳ ص ۱۸) کہ الشہید یشہد علی تلك الامۃ بما صد رصنہا وما اجابت به لما دعیت الی التوحید وانہ

قد بلغہم رسالۃ ربہم (بجرح ۱ ص ۱۳) کے مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جرائم و

معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا

حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

موضع قرآن و خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حق کے موافق کھا پیو اور زیادہ مال سے آخرت کمال ایک

ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گناہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ بڑا کام

کیوں کرتا ہے اس کی بُرائی نہیں سمجھتا۔ و ل یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر

گرتے ہیں، نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بری قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سوچو کہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھنا اور یہ نہیں دیکھنا کہ دنیا میں

آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے میں ہزاروں برس۔

فتح الرحمن ص ۱۷ یعنی در صورت لزوم پاداش مجال عذر نیست ۱۲۔

سمجھتے رہے۔ ان الحق اللہ فی الالوہیۃ لایشارکہ سبحانہ فیہا احد (روح ج ۲ ص ۲۸) غیر اللہ کو کار ساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو گا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ مآکانوا یفتنون من الوہیۃ غیر اللہ والشفاعۃ لہم (مدارک) اسے یہ تخیف دنیوی ہے اور وَمَا أُوتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِنْہ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام

القصص ۲۸

۸۶۸

امن خلق السموات ۲۰

مِنَ الْمُتَصَرِّينَ ۝۸۱ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَسَّوْا مَكَانَهُ

مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے

يَا أَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

بچھے رکھے اس کا سادہ ارے حسدابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ لَا آتُ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا خَسَفَ بَنَاتُ وَيَكَانَ اللَّهُ لَا يُفْلِحُ

ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے خرابی یہ تو بھٹکارہ نہیں

الْكَافِرُونَ ۝۸۲ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پانے منکر وہ کھر رکھے پھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ۝۸۳ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝۸۴ مِّنْ حَبَاءِ

بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی دل جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۝۸۵ وَمِنْ حَبَاءِ

بھلائی رکھے اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ

بڑائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۸۶ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے جس نے نہ حکم بھیجا

عَلَيْكَ الْقَسْرَ أَنْ لَّا تَأْذَنَ لَكَ إِلَىٰ مَعَادٍ قُلْ سَرَّيْ

مجھ پر قسرت آن کا وہ پھر لانے والا ہے مجھ کو پہلی جگہ تو کہہ دے میرا رب

منزلہ

جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کی میاں مراد لیا ہے۔ ارادہ علیہ بوجودہ المکاسب والتجارات (کبیر ج ۱ ص ۲۳۷) قال ابن المسیب علم الکیمیا (روح) ۸۶ یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش موضع قرآن صلا یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قیمت ہے بڑی قیمت یہ نہیں آخرت کا ملنا ہی بڑی قیمت ہے سو وہ ان کو ملے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے وہ نیکی پر وعدہ دینے کی کا وہ ملنا ہے مقرر اور بڑائی پر بڑائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا کہ کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی آخرت ۱۲۔

ع ۱۱

مرا بشارت اخروی ۱۲
مرا تخیف اخروی ۱۲

۲. امن خلق السموات

٨٧٩

القصص ٢٨

خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوچھ اور کون

پہڑا ہے صریح گمراہی میں اور آگے تو

توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے کچھ پر کتاب مگر

مہر بانی سے پیرے رب کی سو لو امت ہو گئے

ممد کار کافروں کا ف اور نہ ہو کہ وہ جھ کوروں کیں

۱۳

اور بلا اپنے رب کی طرف اور محبت ہو

شُرک والوں میں سے اور مت پرکار ہفہ اللہ کے سولے

دوسرا عالم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا کچھ

فَنُفِثَ بِهِمْ فِي مَا هُمْ فِيهَا

الْحُكْمُ وَاللَّهُ شَاحِنٌ

علم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے



منزلہ

وقف لازمہ
المسألة السادسة

میں ہے وہ جسے چاہے دولت مند بنائے اور جسے چاہے تنگدست کرے اور اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر دولت نہیں دی ورنہ ہم بھی قارون کی طرح سرکش اور خدا کے نافرمان اور باغی ہو جاتے اور ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو قارون کا ہوا۔ ۱۷؎ یہ بشارات اخروی ہے شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے دعوت تو حید کی خاطر بہت مصائب اٹھائے اسی طرح اسے پیغمبر آپ پر بھی اس دعوت کی وجہ سے مصائب

موضع قرآن ۱؎ پھر لاوے گا پہلی جگہ یہ آیت اتری: ہجرت کے وقت پھر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ ۲؎ یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ ۳؎ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن، گو کہ اپنے قریبی ہوں۔ ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہونی ہے کبھی ہو، مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ۔

سُورَةُ الْقَصَصِ مِیْن آیَاتِ تَوْحِیدِ وَرَاسِکِی خُصُوصِیَا

- ۱۔ قَالَتَا لَا تَسْقِي حَتَّى بُصِّدَ الرَّعَاءُ الْخ (۳۶) — خاندانِ شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بنا پر رکھی تھی۔
- ۲۔ تَمْشِي عَلَى أَسْنَنِ حَيَاءٍ۔ عورت کو ہر حال میں شرم و حیا سے رہنا چاہئے۔
- ۳۔ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكَ الْخ دس سال موسیٰ علیہ السلام کو اس خدمت کے ذریعہ تربیت دی گئی تاکہ وہ آئندہ مصائب برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔
- ۴۔ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا — تَا — كَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ (۳۶) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۵۔ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ہ سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔
- ۶۔ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَكُنَّ — تَا — إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ہ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعُرِّيِّ — تَا — كَعَلَّهْمُ يَتَذَكَّرُونَ (۷۶) نفی علم غیب و عافرو ناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸۔ وَكَيْفَ نُنَادِيهِمْ — تَا — كَوَأْتَهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ — تَا — وَكَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ہ نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ إِنَّ الَّذِي كَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ الْخ توحید کی خاطر مصائب برداشت کرنے کے بعد آخر غلبہ آپ ہی کو ملے گا۔
- ۱۱۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَى الْخ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ توحید کو ماننے کی توفیق دے تو مشرکین سے تعاون نہ کرنا چاہئے۔
- ۱۲۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ الْخ نفی شرک فی التصرف۔

آج بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۸۶ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۶ سبجے صبح
سورۃ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولی والاخرۃ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ الشافع المشفع بالساہرۃ وعلی آلہ وصحبہ المقترین بسنتہ الطاہرۃ

سُورَةُ غٰثِيَا

رابط | سورہ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورہ القصص کے ساتھ نافی ربط یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہو گیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید اللہ کے سوا کوئی کار ساز اور برکات دہندہ نہیں پسند احاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو، کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا۔ جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ باد و باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب و بلیات میں کام نہیں آسکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد اشعار میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ | سورہ عنکبوت کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لطف و نشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائل عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ — ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُلْهِئَهُمْ كُفْرًا - تَأْتِيهِمْ سَاعَةٌ يَنْفَكُونَ مِنْهَا وَلَا يُنْذِرُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْكَافِرِينَ - وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (٢٤) - تَأْتِيهِمْ سَاعَةٌ يَنْفَكُونَ مِنْهَا وَلَا يُنْذِرُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْكَافِرِينَ - وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (٢٤) - تَأْتِيهِمْ سَاعَةٌ يَنْفَكُونَ مِنْهَا وَلَا يُنْذِرُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْكَافِرِينَ -

دوسرا دعویٰ — مشترکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ السِّيَّاتِ اَنْ يَكْسِبُوْا الْاَلْحَ - اس دعوے پر چار قصے متفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعب علیہ السلام کا ہے۔ وَاِلٰی مَدْيَنَ اَنۡحَلَمۡ
شُعَبِيًّا - تا۔ فَاصْبِرْ جَوَّافٍ ۚ اِیۡسَ ھِمۡ جُنۡثَمٰیۡنَ (۴۶) دوسرا اور تیسرا قصہ عاد و ثمود و قوم ہود و صالح علیہما السلام کا ہے۔ وَعَادًا وَّثَمُوۡدًا
تَا۔ وَكَانُوۡا مُسْتَبۡصِرٰٓیۡنَ ۚ چوتھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وَكَانَ زُوۡنٌ وَّفِرْعَوۡنَ وَهَامٰنَ - تا۔ وَلٰكِنۡ كَانُوۡا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ۚ
ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق و فجور اور انکار و عصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ
وہ خدا کے ہاتھ نہیں آسکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے، لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر کپڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں
سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فَاصْبِرْ صَبْرًا وَّاسۡدِقِیۡنَ ۚ

مرکزی دعویٰ — اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلَافَ آلِهَةٍ — وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ اس کے بعد اس دعوے پر چار عقلی دلیلیں، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يَهْدِي غَلِيٌّ دَلِيلٌ ۝ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ، اس کی وحدانیت اور کار سازی کی دلیل ہے۔ اُنْشَأْ

مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ الْخَمْرُ ۝ یہ دلیل وحی ہے جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی جا رہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاقْبِرُوا الصَّلَواتِ ۝ یہ امر مصلح ہے مشرکین کی ایذا رافع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ فِي طَرِيقِ تَبْلِيغِ ۝ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَالَّذِينَ بَيْنَنا أَنْتُمْ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ ۝ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْأَلُونَ ۝ جملہ مترجمہ ہے برائے بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لکھنا پڑھنا جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعویٰ توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَكَأَلَوْا أَنْ نَزَّلَ عَلَیْهِ الْخَمْرُ ۝ یہ شکوی ہے مشرکین کہتے یہ پیغمبر ہمیں منہ مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا؟ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ ۝ اللہ کے جواب شکوہ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اَوْ لَوْ كُنْتُمْ عَلَیْكُمْ آيَاتٌ ۝ نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَكَيْفَ تُجَادِلُونَكَ بِالْعَدْلِ ۝ زجر مع تخیف دنیوی و اخروی۔ کیسے تجھ کو عدل کے اعادہ زجر مع تخیف دنیوی و اخروی۔

لُعِبَّادِي الَّذِينَ آمَنُوا ۝ یہ ابتداء سورت یعنی وَمَنْ جَاهِدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۝ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر

توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذا پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۝ بشارت اخروی۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبِلَةِ الْخَمْرِ ۝ یہ جواب سوال مفرد ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ بے زبان چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتے ہیں تمہیں بھی دے گا اس کی فکر نہ کرو۔

وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۝ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللَّهُ يُبَسِّطُ مَوْضِعَ قُرْآنٍ ۝ پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔

العنکبوت ۲۹

۸۷۳

امن خلق السموات ۲۰

سورة العنكبوت ۲۹

سورة عنکبوت ۲۹ میں نازل ہوئی اس کی اختصار آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَقْبَلُوا بِحَقِّ طَرِيقِ تَبْلِيغِ ۝

کہا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

أَمَّا وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ

ہم یقین لائے اور ان کو جائز نہ لیں گے ہم نے جانچا ہے ان کو جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ

ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكَذِبِينَ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کہا یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں

السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۝ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

برائیاں کہ ہم سے نفع جائیں بری بات طے کرتے ہیں و جو کوئی

كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ وَ

توقع رکھتا ہے کہ اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آ رہا ہے اور

هُوَ السَّابِقُ الْعَلِيمُ ۝ وَمَنْ جَاهِدْ فَإِنَّمَا

وہ ہے سب سے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو

يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ

اور جو لوگ ایمان لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے۔

منزل ۵

الْبَشَرُ قُلُوبٌ لِّشَيْءٍ الْخَيْرُ يَسِيرُ عَقْلِي دَلِيلُ بَيْتِ رِزْقِي الْفَرَاخُ أَوْ تَنْجِي اللَّهِ كَيْفَ فِيهِ أَمْتِيَارٌ فِي سَبِيلِ الْأَعْرَافِ مِنْ الْخَفْمِ مُشْرِكِينَ يَهْمُ بَيْتِ بَارِئِ سَمَانٍ سَبْرَ سَانَا أَوْ زَيْنِ فِي سَرْبَرِ شَدَابِ كَهَيْتِ أَكَا نَابِجِي
اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ قُلُوبُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْجَبُّ بِه سَبْ كَچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تمام صفاتِ کار سازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس کے سوا کوئی کار ساز اور دعار و پکار کے لائق نہیں۔

العنكبوت ۲۰

۸۷

۱ من خلق السموات ۲۰

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنْ يُجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ

ان ہر سے برائیاں ان کی اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر

وَصَبَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط

کاموں کا ط اور ہم نے تاکید کر دی تھی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے بھلائی

وَأَنْ جَاهِدَكَ لِلشِّرْكِ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط

اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی بھگت کو خبر نہیں

فَلَا تُطِعْهُمَا ط إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۙ

تو ان کا کہنا مت مان بھیجی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم

تَعْمَلُونَ ۙ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ط

کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے تھے اور بھلے کام کئے

لَنْدُخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۙ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ق اور ایک وہ لوگ ہیں جو کہ

يَقُولُ أَمَّا بِاللَّهِ فَاذًا أَوْ ذِي فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً

کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں

النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَبِّكَ ط

کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کے اور اگر آپہنچے مدد سے تیرے رب کی طرف سے

لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ط أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا

تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ

فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۙ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ

سینوں میں ہے جہان والوں کے اور البتہ اللہ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو

آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ۙ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ط

یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغا باز ہیں اور کہنے لگے منکر

منزل ۵

فَاذًا أَرَكِبُوا فِي الْفُلْكِ الْخ (س ۷) زجر ہر
مشرکین جب ان کی کشتیاں خطرات میں گھر جاتی ہیں تو وہ
سب کو چھوڑ چھاڑنا اللہ کو پکارنے میں جب اللہ ان
کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو پھر شرک
کرنے لگتے ہیں۔ اَوْ كَمْ يَرَوْنَ اَنَّا جَعَلْنَا الْاَنْدَالَ فِي بِي
غور و فکر کرو اور ہمارے احسانات کو بھی دیکھو اور ان
کا شکر بجالاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کے جوار میں بسا دیا
ہے اور امن و اطمینان کی زندگی عطا کی ہے۔ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِنَّنِ افْتَرَى الْخ زجر مع تخويف احسروى۔ و
الَّذِينَ جَاهَدُوا فَاَفْنَيْنَا الْخ یہ بھی ابتدائے سورت سے
متعلق ہے۔ مسئلہ توحید کی وجہ سے کفار کی طرف سے
مصائب آئیں گے جو لوگ مردانہ وار ان کا مقابلہ کریں گے
اور توحید کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے پر آمادہ ہو جائیں
ہم انہیں راہ توحید پر ثابت قدم رکھیں گے اور انہیں
سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا کریں گے۔ ط
سورت کا پہلا دعویٰ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کی
رضا مندی اور نعم جنت حاصل کرنے کے لئے دعویٰ توحید
کو صرف مان لینا ہی کافی ہے اور اس کے بعد وہ آزاد ہیں
اور آزمائشوں اور تکلیفوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا نہیں
جائے گا۔ استفہام انکاری ہے یعنی لوگوں کا یہ خیال صحیح
نہیں بلکہ دعویٰ توحید کی وجہ سے انہیں مشرکین کے ہاتھوں
مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا ہو گا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا
الْخ۔ جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کو بھی ایسا کرنا پڑا۔
جب انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید
پیش کی تو قوموں نے انہیں گونا گوں مصائب کا تختہ مشق
بنایا۔ اسی طرح ان کے قبیحین کو بھی آلام و مصائب میں
بتلا کیا گیا۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الْخ یہ ابتلا و امتحان کی
حکمت اور علت ہے۔ اور علم یہاں بمعنی اظہار و
تبیین ہے ومعنی لافیه فليظہرن الله الصادقين
من الکاذبین (خازن و معالجہ ص ۵۵) یعنی ہم ہجرت سے، مصائب و مشکلات سے اور اقامت فرائض و واجبات سے مسلمانوں کی آزمائش کریں گے تاکہ
مخلص اور منافق، راخ الایمان اور ضعیف الایمان میں امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے انہ تعالیٰ عمتحنہم بمشاق التکالیف
کالمہاجرة و المجداهدة و در فضل الشہوات و وظائف لطائف و فنون المصائب فی النفس و الاموال لیتمیز المخلص من المنافق و الراسخ فی
الایمان من المتزلزل فیہ فیجاءل کل ہما یقتضیہ و یجازیہ ہم سبحات بحسب مراتب اعمالہم (روح ج ۲ ص ۳۷) یہ دوسرا دعویٰ ہے مشرکین کا خیال
موضع قرآن و یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ و دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ
ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑیئے۔

را دغالبی ۱۳

مذات اخوی ۱۳

مذات اخوی ۱۳

باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ السَّيِّئَاتِ کُفْرٍ وَشُرْکٍ وَمَعَاصِی۔ السَّيِّئَاتِ ای الشَّرْکَ وَالْمَعَاصِی (مدارک ج ۳ ص ۱۹۱) فعل مضارع حدود و تنجید پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر و شرک اور فسق و فجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بد اعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ سکیں گے؟ سَاءَ مَا یَحْكُمُونَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ یہاں سے لیکر کوع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت و تنویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَن كَانَ یُرْجُوا الْآخِرَ مَسْئَلَهُ تَوْحِيدٍ

کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ انہیں کافروں کی ایذا سے ہجرت بھی کرنا ہوگی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب و آلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاهَدَ الْخِلَافَ جُو لُؤْکُ خُضِّ دِیْنِ حَقِّ کِی خَاطِرِ تَرْکِ وَطَنِ کِی مَشْکَلَاتِ اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس سے فائدہ انہی کا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرے انہیں اجر عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکہ ہے بلکہ جہاد سے ایذا کفار پر صبر کرنا مراد ہے (موضع) ای ومن جاهد فی الدین و صبر علی قتال الکفار و اعمال الطاعات فانما یسعی لنفسه ای ثوابہ لک کلہ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) یہ ان مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب و آلام پر صبر کیا۔ اَمِنُوا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الْخَيْرِ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن سب سے بہتر جزا دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَن جَاهَدْنَا نَحْنُ بِالْحُسْنَى فَكَأَنَّ عَشْرًا مِّثْلَ لَهَا ای حسن جزاء اعمالہم و الجزاء الحسن ان یجازی بحسنه حسنة واحسن الجزاء ان یجازی الحسنة الواحدة بالعشر زیادة (روح ج ۱ ص ۱۳۳) حضرت یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال

۸۷۵ من خلق السموات ۲ العنکبوت

لَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ
ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ
وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ
اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ
إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا
بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھالیں گے اپنے سارے بوجھ اور کتنے بوجھ
مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمَّا كَانُوا
ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھا ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ وہ
يَفْتَرُونَ ۱۳ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ
جھوٹ بناتے تھے اور ہم نے بھیجا سارے نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا
فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ
ان میں ہزار برس چکاس برس کم پھر پکڑا ان کو
الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۱۴ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ
طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور
السَّفِينَةَ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۱۵ وَإِذْ هَبَّتْ
جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے وسطیٰ اور ابراہیم کو
إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ
جب کہا اس نے اپنی قوم کو سارے بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ
خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۶ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو
مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ
اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تمہان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

منزل ۵

یہی ہجرت کی جزا دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہتر عمل کی پوری پوری جزا دیں گے اور مفہوم مخالف مراد موضع قرآن پر بھی ہے کہ رفاقت کر کر کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لیوے یہ ہونا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ اور اس بار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینہ کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدریں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فتح الرحمن و یعنی ہار گمراہ شدن و گمراہ کردن بردارند و بار نابھان از سر ایشان دفع کنند ۱۲۔

نہیں ہوگا یعنی یہ مفہوم مراد نہ ہوگا کہ جو عمل احسن نہ ہو بلکہ حسن ہو اس کی جزا نہیں ملے گی۔ اس کی جزا یا عدم جزا سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا۔ ۱۷۔ اے ایمان والو! مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر کئی آزمائشیں آئیں گی۔ یہ ایک نہایت اہم اور عظیم الشان دعویٰ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو ہم نے تمہیں حکم دیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ توحید پر قائم رہو۔ لیکن اگر تمہارے ماں باپ مشرک ہوں اور تمہیں شرک کرنے پر مجبور کریں اور تمہارے انکار پر تمہیں تکلیف و اذیت پہنچائیں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت ہرگز نہ کرنا اور ہر قسم کی تکلیف و اذیت کو استقلال سے برداشت کرنا۔ ۱۸۔ یہ بشارات اخروی ہے

العنکبوت ۲

۸۷۶

امن خلق السموات ۲

الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَبْلُغُونَ كُمْ

جن کو شے تم پر جتنے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری

رُزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَ

روزی کے سوا تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور

اشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۱۷ وَإِنْ تَكْذِبُوا

اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے شے

فَقَدْ كَذَبَ أَمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ

تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو

إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝۱۸ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ

بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر دکھانے نہیں بلکہ کیونکر شروع کرتا ہے اللہ

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝۱۹ قُلْ

پیدا کرنا کو پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر آسان ہے تو کہہ

يَسِيرٌ وَفِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ

ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدا کرنا کو پھر

اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اللہ اٹھائے گا پھر اٹھان بے شک اللہ ہر چیز پر

قَدِيرٌ ۝۲۰ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۚ

سکتا ہے دُکھ دے گا جس کو چاہے شہ اور رحم کرے گا جس پر چاہے

وَالِإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝۲۱ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ

اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا

اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ

منزلہ

جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور توحید کی راہ میں آئیوالی ہر مصیبت اور تکلیف میں ثابت قدم رہے ان کو ہم صالحین میں شمار کریں گے اور انہیں ان جیسی ہی جزا دیں گے۔ ای جعلاہم منہم ویدخلہم فی عدادہم کما یقال لفقیہ من العلماء (کبیر ج ۶ ص ۳۳) یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے الہیہ نزلت فی المنافقین (خطبی ج ۳ ص ۳۳) اوذی فی اللہ الخ یعنی اللہ کی توحید کی خاطر اور اس کی راہ میں ای لاجلہ عزوجل علی ان فی السببۃ او المراد فی سبیل اللہ بان عذبہم لمشرکون علی الایمان بلہ تعالیٰ (روح ج ۲ ص ۳۳) ایمان والوں کو توحید کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان منافقوں کی طرح کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہوگا جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کی خاطر مشرکین کی طرف سے ایذا پہنچی تو اسے اللہ کا عذاب سمجھ کر جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرنے لگے اور ایمان کو خیر ہا دیکھ دیا۔ ای نزلوا ما یصیبہم من اذیتہم منزلة عذابہ تعالیٰ فی الآخرة فجزعوا منذ ذلک ولم یصابروا علیہ واطاعوا الناس وکفروا باللہ (روح ج ۲ ص ۳۳) لیکن اگر مسلمانوں کو فتح و غنیمت حاصل ہو جائے تو مال کے لالچ میں ان سے کہتے ہیں کیا دین میں تم تمہارے ساتھی نہیں؟ اس لئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اَوَکَیْسَ اللہُ بِاَعْلَمُ الخ اللہ نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں کیا میں ان کے سینوں کی باتیں نہیں جانتا؟ جس طرح میں مؤمنوں کے اخلاص کو جانتا ہوں اسی طرح ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں۔ مَا فِی صَدْرِهِمْ لَآءٍ مِنَ النِّفَاقِ وَمَا فِی صَدْرِ

المؤمنین من الاخلاص (مدارک ج ۲ ص ۱۹۳)

۱۷۔ یہ مؤمنوں کے لئے بشارات اور منافقوں کے لئے تنخویف ہے اور علم سے مجازا مراد ہے۔ واللہ دبا لعلم المجازاۃ ای لیجزيہم بما لہم من الایمان والنفاق (روح) ۱۸۔ کفار پر شکوی اور تنخویف اخروی ہے۔ کافروں کی سرکشی اور بیباکی ملاحظہ ہو خود کفر و شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی ان کی راہ پر چلیں اور جس عذاب کا تمہیں خطرہ ہے اس کا بوجھ ہم اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ وَلَنَحْمِلُ اَسْبَعُوا پر معطوف ہے اور امر بمعنی خبر ہے۔ قول ابن عطیہ قوله ولنحمل خبر یعنی امرا ومعناہ الخبر (محر ج ۲ ص ۳۳) ۱۹۔ وہ دوسروں کا بوجھ کیا اٹھائیں گے موضع قرآن ۲۰۔ رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتے ہیں سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق ۲۱۔ موضع قرآن یعنی شروع تو دیکھتے ہو دہرانا اسی سے سمجھو۔

۲
۱۳

نَصِيرٌ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ

مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ

يَسْأَوْنَ مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ

نامید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا

حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

جلا دو پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں

لِقَوْمٍ مُّؤْمِنُونَ ۚ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ

ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں اللہ اور براہیم بولے منہ جو پھرتے ہیں تم سے

دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ کے سولے بتوں کے تھان سودوسی کر کر آپس میں دنیا کی زندگی میں

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَلَيَعَنُ

پھر دن قیامت کے دن منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ زُومَآءُ النَّارِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

ایک کو ایک اور ٹھکانا ہمارا آگ ہے اور کوئی نہیں ہمارا

نَصِيرِينَ ۚ ۚ فَمِنْ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ

مددگار و پھر مان لیا اس کو لوط نے منہ اور وہ بولایں تو وطن چھوڑتا ہوں

رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ ۚ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے رب برکت حکمت والا اور دیا ہم نے اس کو اسحق

وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَ

اور یعقوب علیہ اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

منزلہ

وہ تو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوں گے۔ ایک تو خود ان کے اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور کا بوجھ ہو گا اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور کفر و شرک پر اکسانے سے گناہ کا بوجھ اس پر مستزاد ہو گا۔ دنیا میں جو وہ افترا کرتے رہے اور جھوٹی باتیں بناتے رہے آخرت میں ان کے بارے میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ ۱۳۔ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کا پیغام دیا اور وہ توحید کی خاطر ساڑھے نو سو سال تکلیفیں اٹھاتے اور مشرکین کی ایذا میں برداشت کرتے رہے۔ اے ایمان والو! تم پر بھی مصائب آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں بلکہ ان پر صبر کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قوم میں ساڑھے نو سو برس رہنے کا ذکر صرف اس جگہ آیا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عرصہ دراز تک توحید کی خاطر مشرکین کے ہاتھوں مصائب برداشت کئے۔ وَآخَذَهُمُ الطُّوفَانُ النّٰحِيَةَ فَمِنَّا دُوسَرٌ دَعَا سَعَةَ مَتْلَقِي هٰٓؤُلَاءِ مَشْرِكِيْنٰ هِمَارٌ كُو سَاڑھے نو سو سال ستاتے اور شرک میں لگے رہے ان کا خیال تھا کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکے گا لیکن اللہ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا اور ان میں سے ایک بھی عذاب خداوندی سے بچ نہ سکا۔

فَاخْتَبٰٓهُ الْخٰلِجُ نُوْحٌ ۚ كُو اور اس پر ایمان لایا انہوں کو جو کشتی نوح میں سوار تھے ہم نے طوفان سے تو بچا لیا لیکن وہ ساڑھے نو سو سال مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ ۱۴۔ یہ دو مرقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی لیکن اس کی وجہ سے وقت کے بادشاہ نمرود، اپنی قوم اور خود اپنے باپ کے مسلسل مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے۔

مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَوْثَانًا۔ اَوْثَانًا، تَعْبُدُوْنَ کا مفعول اور ذوالحال مؤخر ہے اور مِنْ دُونِ اللّٰهِ حال مقدم ہے۔ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور عبادت میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور شرک کرنے میں اللہ سے ڈرو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ٹھاکری تو ہیں وہ کب الوہیت کے سزاوار ہیں تم انہیں کار ساز سمجھ کر ایک صریح غلط اور جھوٹا نظریہ پیش کرتے ہو۔ اے تکذبوں کذباً حیث تسمونھا الہمۃ وتدعون انہا شفعاؤ کم عند اللہ

سبحانہ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۷) ۱۵۔ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کا حصہ ہے۔ فرمایا اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے اور پکارتے ہو وہ تو تمہاری

سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کار ازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی ہی کے لئے بجالاؤ اور تمام حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا موضع قرآن و اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام ملا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ ملنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ و ل یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ تم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو، تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز کے وقت پر پھر گئے۔ و ل حضرت لوط بھی تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے نوکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

شکر ادا کرو۔ سب سے بڑا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ شکر نہ کرو۔ **۱۱** یہاں سے لے کر لہم عذاب آج آج تک یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا کلام چل رہا ہے یا یہ جملہ معترفہ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کا حال مذکور ہے۔ وھذا الایات فحتملة ان تكون من جملة قول ابراہیم علیہ السلام لقومہ وان تكون معترضة وقعت فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شان قریش (مدار لہم یعنی اگر تم میری تلمذ کر رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ پیغمبروں کا کام منوانا نہیں بلکہ پیغام الہی پہنچانا ہی ان کے ذمہ ہے۔ **۱۲** کیا وہ غور نہیں کرتے اللہ نے کس طرح اپنی

العنکوت ۲۹

۸۷۸

امین خلق السموات ۲۰

اتینہ اجرہ فی الدنیا وائتہ فی الآخرة لمن

دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ

الصلحین ۲۰ و لو طأذ قال لقومہ انکم

نیکوں سے ہے و اور بھیجا لو ط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کہ تم

لتأتون الفاحشة زما سبقکم بہا من احد

آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے

من العالمین ۲۱ ایتکم لتأتون الریحال و

جہاں میں کہا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور

تقطعون السبیل ۲۲ وتأتون فی نادیکم المنکر

راہ مارتے ہو جگہ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں مجرا کام

فما کان جواب قومہ الا ان قالوا التنا بعدا ب

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا منکر بھی کہ بولے لے آہم پھر عذاب

اللہ ان کنت من الصديقین ۲۳ قال رب انصرنی

اللہ کا اگر تو ہے سہا بولا لے رب میری مدد کر

على القوم المفسدین ۲۴ ولما جاءت رسلنا

ان شریر لوگوں پر اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے

ابراہیم بالبشری قالوا انا مملکوا اهل هذه

ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی

القریة ان اهلها کانوا ظالمین ۲۵ قال ان

والوں کو بے شک اس کے لوگ ہو رہے تھے گنہگار بولا اس

فیمہا لو ط ط قالوا نحن اعلم بمن فیہا زکینہ

میں تو لو ط بھی ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں زکیم بھالیں گے سکو

منزلہ

قدرت کاملہ سے مخلوق کو پہلی بار پیدا فرمایا اسی طرح وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، یہ کام تو اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ **۱۱** قُلْ یَسْیُرُوا الْاَرْضَ لَیْخَاطَبُ اَکْرَ حَضْرَتِ ابراہیم علیہ السلام سے ہو تو اس کے لئے **۱۲** وَ قُلْنَا لَکَ مَحْذُوفٌ ہو گا اور اگر خطاب حضور علیہ السلام سے ہو تو حذف کی ضرورت نہیں۔ یعنی زمین میں چل بھر کر اللہ کی گونا گوں مخلوق کو دیکھو۔ مخلوق کی انواع و اقسام کا کوئی حساب نہیں جنسیں اور قسمیں مختلف، شکلیں اور طبیعتیں مختلف، رنگ اور زبانیں مختلف۔ جس قادر و توانا اور حکیم و دانانے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہی انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی ہے۔ **۱۳** وہ قانون عدل کے تحت جسے چاہے سزا دے اور اپنی مہربانی سے جس پر چاہے رحمت فرمائے۔ تم سب میدان حشر میں اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ **۱۴** وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ تم زمین و آسمان میں کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے اپنے کو نہیں بچا سکتے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے جو تمہیں اس کے عذاب سے نجات دلا سکے۔ **۱۵** وَ اَکْذِبْنَ کَافِرُو الْاَلْیٰ خَوِیْفِ الْاُخْرٰی ہے۔ جو لوگ اللہ کی توحید، اس کے رسولوں اور حشر و نشر کا انکار کرتے ہیں وہ میری رحمت سے محروم ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ **۱۶** حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ کا جواب قوم نے یہ دیا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اس سے بھی زیادہ عبرتناک ایذا دو اور اسے آگ میں ڈال کر جلا دو۔ **۱۷** فَ اَنْجَبْہُ اللّٰهُ الْاَکْثَرُ مُشْرِکِیْنَ نے آخر انہیں آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ نے ان کو آگ سے بچا کر صحیح سلامت باہر نکال لیا۔ **۱۸** مَوْکَدًا مَفْعُول لہ ہے اور

یہاں افسوس متعلق بدعویٰ اولیٰ ۱۲

۳۸ ۱۵

مابعد کی طرف مضاف ہے، بین اسم ہے بمعنی وصلۃ (پیوستگی) یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا ہے تاکہ اس بنا پر تمہاری دنیا میں باہمی محبت و پیوستگی اور اتحاد باقی رہے اور مخالفت پیدا نہ ہو ای لیواد وایتواصلوا و یحکموا علی عبادتہا کما یحکم ناس علی مذہب فیقہ التحاب بینہم (مخرج ۷ مشکا ۱) یا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اسلاف کے ساتھ محبت و عقیدت کی وجہ سے ان کے ٹھکانے بنا کر رکھ لئے اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ ان الاوشان اول ما اتخذت بسبب المودة وذلک انہ موضع قرآن اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید ہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور چھیڑ کرتے ہوں گے۔

كان اناس صالحون فما اتوا واسف عليهم اهل زمانهم فصوروا احجارا بصورهم حبا لهم فكانوا يعظمونها في الجملة ولم يزل تعظيمها يزداد جيلا فجيلا حتى عبادت فالاية اشارة الى ذلك فالمعنى انما اتخذتم اسلافكم من دون الله اوثانا الخ (روح ج ۲۰ منہ) ۱۲۵ دنیا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔ یعنی معبود اپنے پیجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرا الاوثان من عابدیہا وتتبرا القادة من الاتباع ویلعن الاتباع القادة (خازن ومعالم ج ۵ منہ) ۱۲۵ اور تم سب جہنم میں جاؤ گے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وَمَا لَكُمْ مِّنْ تَصْرِيفٍ) یخلصکم منها کما خلصنی ربی من النار التي القیتم فی فیہا (ابوالسعود ج ۶ منہ) ۱۲۵ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہارن بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تامل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وَقَالَ إِنِّي مُهَيَّجُ الْخَلِیْ اِلٰی رَبِّیْ اِی الٰی الجہۃ الّٰی امرنی ربی بِالْهَجْرَةِ الیہا (روح ج ۲۰ منہ) یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہو گا وہاں جا رہا ہوں۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوئی سے تران اور پھر حران سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے (روح وغیرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے ارض شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی تیار رہو تمہیں بھی اپنے دین و ایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی ۱۲۵ ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کر دیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مختص کر دیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندہ جاوید بنادیا تمام اہل ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلم یبعث اللہ نبیا بعدا براہیم الا من صلبہ.... اہل ملل کلہا تدعیہ وبقول

العنکبوت

۸۷۹

امخلق السموات

وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ فَكَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۳۲

اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیِّئَ بِهِمْ وَ

اور جب پہنچے ۱۲۵ ہمارے بھیجے ہوئے لوط سے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور

ضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ

تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا

إِنَّا مُنْجُونَكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ

ہم بچائیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہے گی

مِنَ الْغَابِرِينَ ۳۳ إِنَّا مَنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ

رہ جانے والوں میں و ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر

الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ

یَفْسُقُونَ ۳۴ وَلَقَدْ شَرَكْنَا مِنْهَا آیَةً بَیِّنَةً

نافرمان ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان ۱۲۵ نظر آتا ہوا

لِقَوْمٍ یَّعْقِلُونَ ۳۵ وَإِلَىٰ مَدَیْنٍ آخَاهُمْ

سمجھ دار لوگوں کے واسطے اور بھیجا مدین کے پاس ۱۲۵ ان کے بھائی

شُعَبًا فَقَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا

شعب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو

الْیَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْتُوا فِی الْأَرْضِ مُمْسِدِیْنَ

پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے

فَكَذَّبُوهُ فَآخَذَ تَهُمُ الرِّجْفَةُ فَاصْبَحُوا

پھر اس کو جھٹلایا ۱۲۵ تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

منزلہ

ہو منہ... ان اہل کل دین یتولونہ (قوٹی ج ۳ منہ) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ ۱۲۴ یتیسر اقصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتداء اس قوم سے ہوئی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ شَیْءٍ کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ اِنَّكُمْ لَمَّا تَحُونُ الخ تم اس قدر بیباک ہو چکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقَطَّعُوا السَّبِيلَ بالقتل واخذ المال کہا ہو عمل قطاع الطريق وقیل عترضہم السابلة بالفاحشۃ (مدارک ج ۳ منہ) ۱۲۵ تمہاری بے موضع قرآن بھی دغا بازی کی دین لیں میں مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے۔

یہ لفظ تھوڑے متعلق
یہ لفظ تھوڑے متعلق

بے حیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ اے ایمان الرجال فی حبالہم سیری بعضهم بعضاً قالہ منصور و مجاہد والقاسم بن محمد وقتادة وابن زید (تجوید ص ۷۷) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پسند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِمْ أَنَّهُمْ لَا يَسْمَعُونَ۔ انہوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا تو یہ کہ ہم اس فعل کو تو چھوڑنے والے نہیں اگر تو سچ کہتا ہے کہ اس فعل کی وجہ سے ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا تو وہ عذاب لے آس میں دیر کیوں کر رہا ہے قَالَ رَبِّ انصُرْنِي الخ آخر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ ۱۷۷ البشیر ای سے یا تو بیٹے کے تولد کی بشارت مراد ہے یا قوم لوط کی ہلاکت اور لوط علیہ السلام کی نجات کی بشارت مراد ہے بالبشیر ای بالبشارة بالولد والنافلة (روح ج ۲۰ ص ۱۵۸) استنصر لوط علیہ السلام ربہ فبعث علیہم ملائکة لعدا بہم فجاءوا ابراہیم اولاً مبشرین بنصرة لوط علی قومہ (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۳۳) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ اِنَّ فِيْہَا لُوطًا اِنَّا بَرَّاسِمْ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا اس میں تو لوط بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو بچا رہے ہیں۔ ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرک ہے۔ قوم لوط دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ شرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط کانت فیہم ذنوب غیر الفاحشة... ومع هذا اکلہ کانوا یشترکون باللہ (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۳۳) جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے ڈر سے سخت آزر دہ خاطر ہوئے قَالُوا لَا تَخَفْ الخ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کا اندیشہ بھانپ لیا اور کہا آپ مت ڈریں اور نہ غم کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں۔ اِنَّا مِّنْ رُّسُلِ اللّٰہِ اور آپ کی قوم کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں۔ آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ ۱۷۸ ہم نے اس قوم کی ہلاکت و تباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل و بصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یا سیاہ پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا یا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دین حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضماند و سوا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سرکش اور فسق و فجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ ۱۷۹ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم و بے انصافی، بددیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم و بے انصافی سے زمین پر شر و فساد مت بپا کرو۔ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ اَخْشَوْا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَخَافُوْهُ (خازن ج ۲ ص ۱۷۷) وہ اپنی طاقت و قوت اور دولت و شوکت کے نشے میں بد مست تھے۔ شعیب علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ و تلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب و انکار پر اڑے رہے فَکَذَّبُوْهُ اِیْ اَصْرًا وَاَعْلٰی التَّکْذِیْبِ (قالہ الشیخ رحمہ اللہ) ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بالاتر ہیں فَآخَذَ تَهْمُ الرِّجْفَةِ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے الرِّجْفَةِ کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرماد یا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرِّجْفَةُ سے شدہ بدزلزلہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور غاراشگاف آواز مراد ہے۔ الرِّجْفَةُ الزَّلْزَلَةُ الشَّدِیْدَةُ (اصیحة جبریل علیہ السلام لان القلوب رجفت بہا) (مدار ج ۳ ص ۱۷۷)

۳۱۔ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین کہ! ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَزَيْنَ كَهْمُ الْخَمِ شَيْطَانُ نَسِيَ ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال قبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے

تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے

کام لیتے تو حق و باطل میں

امتیاز کر سکتے تھے۔ مستبصرین

ای عقلاء یکنہم التمییز

بین الحق والباطل

بالاستدلال والنظر

ولکنہم اغفلوا

لحمیت بدوا (روح

ج ۲۰ ص ۱۵۲، ۱۵۳

یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے

دعوے سے متعلق ہے۔ ان

کے پاس موسیٰ علیہ السلام

دلائل و بینات لیکر آئے یہ

لوگ دولت و حکومت کے

نشے میں چور ان کی بات کب

سننے والے تھے۔ انہوں نے

قبول حق سے استنکار کیا۔

ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی

گرفت سے نکل جائیں گے

اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں

گے لیکن ان میں سے کوئی

بھی بچ نہ سکا۔ فَكُلًّا

أَخَذْنَا بِذُنُبِهِمْ

سب کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں

کی دنیا میں بھی عبرتناک

سزا دی۔ ان چاروں قوموں

کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوا

سابقین اس سے معلوم ہو

گیا کہ یہ چار قصے آم حسیب

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ

أَنْ كَيْسَ يُقْنُونَ تعلق ہیں۔

العنکبوت

۸۸۱

۲۰ من خلق السموات

فِي دَارِهِمْ جِثْمِينَ ۳۷ وَعَادًا وَثَمُودًا ۳۸

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو ۳۷ اور

قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ قَفَّةٌ وَزَيْنَ ۳۹

تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور فریفتہ

لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ قَصَدَهُمْ عَنِ

کیا ان کو شیطان نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو

السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۳۸ وَقَارُونَ ۳۹

راہ سے اور تھے ہوشیار اور ہلاک کیا قارون

وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ تَفَدَّ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ

اور فرعون اور ہامان کو ۳۸ اور ان کے پاس پہنچا

مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۳۹ فَكُلًّا أَخَذْنَا

اور ہمیں تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے

بِذُنُبِهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ

اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پھر اُد

حَاصِبًا ۴۰ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۴۱

ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چٹکھارنے

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۴۲ وَمِنْهُمْ

اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا

مَّنْ أَغْرَقْنَا ۴۳ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ

کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

منزلہ

کسی قوم کو ماصب یعنی طوفان باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحه (جنگاڑ) سے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ الخ ان قوموں کو گونا گونا گوں عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استنکار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضع قرآن و یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

۳۳ یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعویٰ کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالابن کو اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بھاسکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھی سے۔ بعینہ ہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودان باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آسکتے۔ اس مثال میں مشرک

العنکبوت ۲۹

۸۸۲

۱ من خالق السموات

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۰﴾

پر تھے وہ اپنا آپ ہی جبراً کرتے

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

مثال ان لوگوں کی جیسے جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر

أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ

اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے

بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنكَبُوتِ كَوُكَاثِلُ يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوئی ف صا

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا

مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾

کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا

تِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ

یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور

مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۳۳﴾ خَلَقَ اللَّهُ

ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَلِكَ

آسمان اور زمین کے جیسے چاہتیں اس میں

لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۴﴾

نشانی ہے یقین والوں کے لئے

منزل ۵

کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے ہالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (اتَّخَذَتْ بَيْتًا) لنفسها نأدى اليه وان بيتهما في غاية الضعف والوهن لا يدفع عنها حرا ولا برد افكذلك الاولاد لا تملك لعباد يها نفعاً ولا ضرراً (معالم خازن ج ۵) ۳۳ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارتے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کوئی عقلمندی ہے۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ دے کر لوگوں کو مسئلہ توجید سمجھاتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرنے میں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔ ۳۴ یہ مرکزی دعویٰ توجید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہار حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بالحق) ای للحق و اظہار الحق (معالم خازن ج ۵) انہما مع اشتغالها على جميع ما يتعلق به معاشهم شواهد دالة على شئونه تعالى المتعلقة بذاته وصفاته (ابو السعدي ج ۱) ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے

یہ دعویٰ توجید پر پہلی عقلی دلیل ہے

موضع قرآن

ول یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالاکہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ ول یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک مکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں، بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک فلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں ای کو ہیں۔ ول یعنی اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو غفورے کاموں میں کون شریک ہونے کی کیا اختیار ج۔

فتح الرحمن ول حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ تنان پناہ بردہ اند و تنان اینج نفع نہ دہند چنانکہ خانہ عنکبوت اینج فائدہ نمیدہد ۱۲۔

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہئے۔ ۵۴۰ یہ دعویٰ توحید پر نقلی دلیل ہے مومنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لائے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هَؤُلَاءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ بِهٖ زَجْر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی

العنکبوت ۲۹

۸۸۴

اتل مَا اوحی ۲۱

اِذَا لَرُتَابِ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۳۸۰ بَلْ هُوَ اٰیٰتُ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے دل بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٍ فِیْ صُدُوْرَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ وَمَا

صاف سمجھ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

يَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَا اِلَّا الظَّالِمُوْنَ ۝۳۹۰ وَقَالُوْا لَوْلَا

منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں دل دلا اور کہتے ہیں کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ

اترے اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۴۰۰ اَوَلَمْ یَكْفِیْہُمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ ۚ اِنِّ

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَۃٌ وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ مُّؤْمِنُوْنَ ۝۴۱۰

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ بَیِّنٰی وَبَیِّنٰتُکُمْ شَہِیْدٌ ۚ اَعَلَمْ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۴۲۰

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی میں نقصان پانے والے دل

وَلَیْسَتْ عَجَلُوْنٰکَ بِالْعَذَابِ ۚ وَکُوْلًا اَجَلٌ مُّسَمًّیٌ

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

منزل ۵

وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ ۵۴۰ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعویٰ توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑے گا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے پیچھے رسول ہیں۔ قَالَ النَّحَاسُ دَلِیْلًا عَلٰی نُبُوْتِهٖ لِقَوْلِیْنِ لَا مَنَہٗ لَا یَقْرَءُ وَلَا یُکْتُبُ وَلَا یَخِیْلُ طَہْل اھل کتاب ولہ یکن بمکة اھل الکتاب فحباء ہم باخبار الانبیاء والامم وزالت الریبة والشک (قطبی ج ۱ ص ۱۳۸) اِذَا لَرُتَابِ الْمُبْطِلُوْنَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ ۵۴۱ یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا یَجْحَدُ بِہِمْ اِلٰہِہُمَا رِی آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکارہ میں حد سے گزر چکے ہیں۔ ۵۴۲ یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے اکسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں

۱۲ مشکوٰی

۱۳ اب شکوی

۱۴ نزول و بیضا

ع ۱

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ الْخَبِیْرَةُ جَوَابِ شَکْوٰی ہے یعنی معجزے لا نا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرمادیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ (۱۲) اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ یَنْزِلُ اِیْتِہَا شَآءُ وَلَسَتْ اَمَلًا ۚ وَلَا یَعْنٰی جگہ معنی شبہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ اسناد پاس بیٹھے تھے نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ وَلَا یعنی پیغمبر نے کسی سے موضوع قرآن نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا افزو دے۔ وَلَا اللہ کی گواہی یہی کہ چٹوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فتح الرحمن ۱۱ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از اَلَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ تنہا ذات حضرت پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ

نو آہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو

لَا يَشْعُرُونَ ۝۵۳ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَ

خبر نہ ہوگی ف جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور

إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝۵۴ يَوْمَ

دوزخ کھیر رہی ہے منکروں کو ف جس دن

يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے

أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۵۵

بچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف

يَعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةً فَإِيَّايَ

اے بندو میرے جو یقین لائے ہو تم میری زمین کشادہ ہے سو بھی

فَاعْبُدُونِ ۝۵۶ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قَدْ كُنْ

بندگی کرو جو بھی ہے سو چکھے گا موت پھر

إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝۵۷ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ہماری طرف پھر آؤ گے ف اور جو لوگ یقین لائے اور کئے

الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي

بھلے کام ۵۸ ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعَمًا أَجْرُ

بہشتی ہیں ان کے نہیں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا

الْعَمِلِينَ ۝۵۸ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

متر ۵

شیئاً منہا (مدار ۳ ص ۲۳) ۵۷۴ یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جویا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک و شبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حج واضح آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت و عبرت ہے وہ اس میں غور و فکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اے اولم یکفہم آیت مغنیۃ عن سائر الآیات ان کا نواظ البین للحق غیر متعنتین هذا القرآن

الذی تدوم تلاوته علیہم فی کل مکان و زمان فلا تزل معہم آیت ثابتۃ لا تزل ولا تقمحل الخ (بجرح، ص ۱۵) ۵۷۵ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل و براہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرمادیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ بَاطِل سے معبودان غیر اللہ مراد ہیں وہو ما یعبدن دون اللہ تعالیٰ (ابو السجود، ص ۲) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای بغیر اللہ عز وجل وهو شامل لنحو عیسیٰ و الملائکۃ علیہم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتہم الخ (روح ج ۳ ص ۲۱) ۵۷۶ یہ زجر مرجع تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ یہ معاذین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر و معین نہ ہوتا تو ابھی تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اسلئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آئے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وهو یوم القیامۃ او یوم بدر (مدار ۳ ص ۲۱) یستعجلونک الخ یہ زجر تذکرہ کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین و کفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزار ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۵۷۷ یہ پہلے

متر ۵

متر ۵

متر ۵

موضح قرآن و اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح کے میں کے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پہ اکھڑا ہوا۔ ف یعنی آخرت کا عذاب تو عبت مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ بُرے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی لو لے گا، جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف جب کافروں نے کے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا انہی تراسی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تا وطن پھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمن و لا یغیب میفرماید بر ہجرت حبشہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔

العنكبوت ۲۹

AA4

۲۱. اَتْلَ مَا اَوْحٰی ۲۱

بھروسہ رکھا ف اور کہتے: جا لہذا ہیں ۴۹ جو اٹھا ہنیں کہتے

اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور کم کو بھی اور وہی ہے

سننے والا جاننے والا ہے اور اگر نہ تو لوگوں سے پوچھے کہ

کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا

سورج اور چاند کو تو ہمیں اللہ نے پھر کہاں سے

الٹ جانے میں اللہ پھیلاتا ہے روزی افہ جس کے واسطے حاج

اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر

جن سے خبردار ہے فلا اور جو تو بوجھ ان سے ۵۲ کس نے اتارا

مِنْ السَّمَاءِ مَاءً فَاصْبَأْ بِهِ الْأَرْضَ

بعد مواعدها ليقولن الله في الحمد لله

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا نَالِ الْغَاثِ وَالْفَاسِ

پر بہت لوگ نہیں سمجھتے تھے اور ظلم یہ

منزل ۵

ملا دھری عقی
دلیس

یہ قسم کی باتیں ہیں۔

تا جو عقلی
ریل ۱۶

۲۱۲

وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ۲۵۔ یہ جو تھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الحضمہ مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حریف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی **موضح قرآن** یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر محروسہ نہیں کرنے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا، واپس کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ۲۶۔ یعنی بینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ مفلس سے دولت مند کر دے۔

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ اِلَّا لَهُمْ وَلَعِبٌ ۖ وَاِنَّ الدَّارَ

دنیا کا جینا تو بس جی بھلانا اور کھیلنا ہے اور پھلا گھر

الْآخِرَةُ لَهِیَ الْحَيٰوَانُ ۚ كُوْنَا نُوْعِلْمُوْنَ ۝۶۲

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی

فَاِذَا رَكِبُوْا فِیْ لُفْلُکٍ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَہُمْ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں کھدے بنکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّیْنِ ۚ فَلَمَّا كَمَتْہُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا ہُمْ یَشْرِكُوْنَ ۝۶۳

کمر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لَیْکُفِّرُوْا بِمَا اٰتٰیْنٰہُمْ ۚ وَلَیْسَ لَہُمْ دَفْعٌۭ لِّشَرِّ مَا

رہم کرتے رہیں ۵۶ ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے مگر

اَوْکُمْ یُرُوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّنَّا وَیَتَخَفُّ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ تم ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِہُمْ اَفِیْ الْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

یُکْفِرُوْنَ ۝۶۴ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ

مانتے مگر اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

کَذِبًا ۚ اَوْ کَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَ ۚ اَلِیْسَ فِیْ

جھوٹ ۵۷ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جہَنَّمَ مَثْوٰی لِّلْکٰفِرِیْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ جَآہِدُوْا فِیْنَا

بسنے کی جگہ نہیں ۵۸ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۵۹ محنت کی ہمارے

لِنَهْدِیْہُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۶۵

واسطے ہم بچھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیک والوں کے ۵۹

منزل ۵

ہے تو آپ اعلان فرمادیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں لیکن دلائل کے اس قدر وضوح و ظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ ۵۶ دنیا کی تحقیر و تقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز بدل بھلایا جاسکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ اے ماہی فی سرعت ذوالہما عن اہلہا و موتہم۔

الا کما یلعب الصبیان ساعۃ ثم یتفرقون (بحر ج ۷ ص ۵۸)

اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر

کبھی ترجیح نہ دیتے۔ ۵۷ یہ زجر ہے۔ مشرکین جب

کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی

کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفان باد میں گھر

جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ

ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مرمومہ مذکاروں

اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین

حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید

پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب

وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ

عذاب آگیا ہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ڈراتا

تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ

تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے

تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح

حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ ۵۸ دو دنوں

صیغوں میں لام بمعنی محی ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں

تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتخا دو

اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای شریکوں کو لیکو نو کافرین

بما اتیناھم من نعمۃ النجاة بسبب شرکھم لیتمتنعوا

باجتماعہم علی عبادۃ الاوثان و توادھم

علیہا (روح ج ۲ ص ۱۱۱) یاد دہانی میں لام امر کا ہے قرینہ

یہ ہے کہ ایک قرار میں وَلِیْتَمْتَعُوا کلام ساکن ہے

اور سکون لام امر ہی پر جائز ہے لام گئی پر جائز نہیں

اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ہما لام امر

معناہ التہدید والوعید۔۔۔۔۔ ومن قرأ ولیتمتعوا

باسکان اللام لم یجعلہا لام گئی لان لام کی

لا یجوز اسکا زہا (قرطبی ج ۳ ص ۳۶۳)

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اب کفران نعمت اور شرک

کریں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ ۵۹ اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور و تدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقام امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکہ والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو

ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال و جان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

موضع قرآن نہیں مانتے بل اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمن م۔ یعنی بددستی یکدیگر بسبب اجتماع بر شرک بہرہ مند شونہ ۱۲۔

اور اس میں آیات توحید

۱۔ أَحْسِبَ النَّاسَ - تا۔ وَلَيَعْلَمَنَّ الْعَالَمِينَ ۵ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)

۲۔ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ - تا۔ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۵ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)

۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ - تا۔ إِنَّمَا مَعَكُمْ بَعْضُ لَوْ كَأَيْسَ هِيَ تَوْحِيدُ كَافِرٍ سِی تَكْلِيفُ بَعْدُ بَرْدَاشَتِ نَهْیَس كَر سَكْتِ
اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)

۴۔ قَدْ جَاءَهُمْ وَالْمُحِبِّ السَّافِيَةِ وَجَعَلَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۵ مصائب و مشکلات میں کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ - تا۔ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۵ نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ - تا۔ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَصْرٍ ۵ (۳۶) نفی شرک فی التصرف

۷۔ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا - تا۔ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۵ (۴۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۸۔ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ - تا۔ كَوْكَبًا يُعْلَمُونَ ۵ نفی تصرف و اختیار از معبودان باطلہ۔

۹۔ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ - تا۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۵ نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ - تا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۵ نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ أَتَدْرِكُ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ (۵۵) قرآن کے ذریعے مسئلہ توحید بیان کرتے رہتے۔

۱۲۔ وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ - تا۔ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۵ (۶۴) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ - تا۔ كَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۵ (۷۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

آج بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ ۸ بجے صبح سورۃ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوۃ والسلام علی رسولہ الہادی الی اوجز المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدیۃ فی الظلمات الحوالک؛

دو نوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورہ عنکبوت میں فرمایا۔ اَحْسِبِ النَّاسَ أَنْ يُلْزَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ یعنی صرف زبان سے اَمَّا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورہ روم میں فرمایا وَیَوْمَئِذٍ یُفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ الَّذِیْ هُوَ یُخْرِجُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ دَارِ الْکُفْرِ وَیُخْرِجُ الْمُکْذِبِیْنَ مِنْ دَارِ الْاِیْمَانِ۔ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۶) سوم آخر میں۔ اِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ (۶۴)

ابتداءً سورۃ میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی وَیَوْمَہِذِ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ۔ جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یَعْلَمُونَ ظَآہِرًا مِّنَ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا سے لے کر بِلِقَائِ رَبِّہُمْ کَافِرُونَ۔ تک مشرکین پر زبریں ہیں۔ اَوَلَمْ یَسْبِرُوا فِی الْاَرْضِ لَیْلَہِ تَخْوِیفِ دِیُوۤی ہے اَللّٰہُ یَبْدَأُ الْخَلْقَ (۲۶) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جزات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ وَیَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ الْفَصِیْلُ انہم مؤمنین و کفار قَامَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْخَبَرَاتِ اٰخِرُوۤی۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْخَبَرَاتِ اٰخِرُوۤی۔

فَسُبْحَنَّ لِلّٰهِ حَيُّنَ مُمَسَّوْنَ الخ یہ ابتدائے سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ فَكَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ فَاقْتَرَحْكُمْ لَهَا اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کر کے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ فَاقْتَرَحْكُمْ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ الخ پھر ہفہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ فَاتَذَكَّرْ لِي الخ

پہلی عقلی دلیل۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ اِلٰه (۴) انسانوں کو مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ اِلٰه انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا۔ تیسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ اِلٰه آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَمِنْ آيَاتِهِ مَتَا هُمْ بِاَلْاٰلِ رَاَتِ اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاشِ رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيْكُمْ اَلْبَرْقِ اِلٰه یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے بارانِ رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ تَقُوْمَ السَّمٰوٰتِ آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ وَكَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ اِلٰه سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل۔ وَهُوَ الَّذِىۤ يَبْدُءُ اَلْاٰخِلٰقِ اِلٰه ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ وَكَهٗ اَلْمَثَلُ اَلْاَعْلٰی اِلٰه یہ ان تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دعا و پیکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد صَرَبَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ الْخ (ع ۴) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ بَلِ اتَّبِعِ الَّذِينَ خَلَقُوا الْخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کر رہے ہیں۔

فَاقْتُمْ وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْخَيْرِ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَإِذَا آمَنْتُمْ لِلنَّسَانِ الْخَيْرِ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوْ كَمْ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ الْخَيْرِ یہ توحید پر نوس عظمیٰ دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاتَّبِعُوا حَقَّ الْخَيْرِ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ الْخَيْرِ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزمع معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کار سازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ الْخَيْرِ (۵۶) تحویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری بپا ہے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ الْخَيْرِ تحویف دنیوی۔ فَاقْتُمْ وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْخَيْرِ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے جو جب بعد عہدِ من قبلِ اُن تبارِ انبیاءِ الخیرِ تحویف اخروی ہے۔ وَمَنْ يَمَلِكْ صَالِحًا الْخَيْرِ بشارت اخروی۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الْخَيْرِ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کار ساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَكَفَىٰ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الْخَيْرِ تحویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مومنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یہ ابتداء سورۃ میں مذکور وعدہ نصرت یعنی لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدًا۔ کا اعادہ ہے۔

اَللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ الْخَيْرِ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے ادھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سر نو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کار ساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمَكْحُوْلٌ اَلْمَوْتِ الْخَيْرِ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کر لے گا۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَٰكِنْ اَرْسَلْنَا رِجًا الْخَيْرِ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰی بِهٖ اَنْخَفَرَتْ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سن سکتے۔ مہرِ جباریت کی وجہ سے ان کے دل مردہ اور بے حس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ الْخَيْرِ (۶۴) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گزار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہذا کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ الْخَيْرِ تحویف اخروی ہے۔ وَكَفَىٰ ضَرْبًا لِلنَّاسِ الْخَيْرِ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصاً مسئلہ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذٰلِكَ يَظْبَعُ اللَّهُ الْخَيْرِ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہرِ جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ الْخَيْرِ (ع ۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدہ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ مِّنَ الْمُكَرَّمَاتِ اَتَتْ بِرِسَالَةٍ كَرِيمَةٍ

سورہ روم لے مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْمَلَأَ غَلَبَتِ الرُّومُ ۱۰ فِیْ اَدْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ

۱۔ مغلوب ہو گئے رومی تھے ملتے ہوئے ملک میں دے اور وہ

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۲۰ فِیْۤ اَضْعٰثِ سِنِیْنٍ ۝۲

اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے تھے چند برسوں میں

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْۢ قَبْلُ ۚ وَمِنْۢ بَعْدِ ۚ وَیَوْمَیْذِ یَفْرَحُ

اللہ کے ہاتھ میں سب کام پہلے اور پچھلے تھے اور اس دن خوش ہونے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۳ یَنْصُرُ اللّٰهُ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ

مسلمان تھے اللہ کی مدد سے اور کترتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے

الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۴ وَعَدَ اللّٰهُ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ

زبردست رحم والا ہے اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعَدَہٗ وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۵

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے تھے

یَعْلَمُوْنَ ظٰہِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَهُمْ

جانتے ہیں ظاہر سے دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ

عَنِ الْاٰخِرَةِ ۚ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا

آخرت کی خبر نہیں رکھتے کیا دھیان نہیں کرتے تھے

فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اپنے ہی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

منزل ۵

۳۔ رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بصری یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہو گئے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ فِیْ اَدْنٰی الْاَرْضِ یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارض مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ وَاَدْنٰی الْاَرْضِ اَقْرَبُهَا فَاَنْ کَانَتِ الْوَاقِعَةُ فِیْ اَذْرِعَاتِ فَمَیْ اَدْنٰی الْاَرْضِ بِالْاَنْظَرِ اِلٰی مَکَہَ (مخرج، ص ۳۳) وقد جاء من طرق عديدة ان الحروب وقع بين اذرعات و بصری وقال ابن عباس والسدي بالاردن في فلسطين (مروج ۳۱ ص ۳۱) یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ یصدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور ہُکْمُ ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتہم یا مصدر مبنی للمفعول ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور ہُکْمُ ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ رومی اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلبہ فارسیوں پر آیا ہوا ہے علیٰ انہ مصدر مضاف الی مفعولہ اذ الی نائب فاعلہ ان کان مصدر المجهول درجہ بعضہم موافقہ للنظم الجلیل (مروج ۳۱ ص ۳۱) یہ بضع عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آ جائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا لفظ بضع تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کر لو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

موضع قرآن و روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹا ڈالے تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہو گئے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ واکئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا اور روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بردار فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی۔ واکئی یعنی بغیر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ واکئی یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔ فتح الرحمن بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بقلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ کی از دلائل نبوت است ۱۲۔ واکئی یعنی در سرحد خود ۱۲۔

موضع قرآن و روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹا ڈالے تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہو گئے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ واکئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا اور روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بردار فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی۔ واکئی یعنی بغیر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ واکئی یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔ فتح الرحمن بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بقلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ کی از دلائل نبوت است ۱۲۔ واکئی یعنی در سرحد خود ۱۲۔

فتح الرحمن بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بقلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ کی از دلائل نبوت است ۱۲۔ واکئی یعنی در سرحد خود ۱۲۔

ابن بن خلف سے ملے اور سواونٹ شرط پر لگادئے اور مبعاد نو سال تک بڑھادی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ) یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس وقت ابن بن خلف مرجکا تھا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کا مال اس کے واٹوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابو بکر الخطر من ذریۃ ابی قتال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھذا آیۃ بیئۃ علی صحۃ نبوتہ وان القرآن من عند اللہ

اتل ما اوحی ۲۱ ۸۹۲ السورۃ ۲۰

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ وَإِنَّ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر ہے اور

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ۝

بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے و

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

کیا انہوں نے سیر نہیں کی تھ ملک کی جو دیکھیں انجام کیا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ

ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ

مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَأَنَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ

تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے

مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۚ

بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لئے کرکھلے حکم

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ

سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ

يُظْلِمُونَ ۚ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا

برا کرتے تھے پھر ہوا انجام بُرا کرنے والوں کا

السُّوٓءَ اٰیَ اَنْ كَذَّبُوْا بِآیٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا هٰیكِلًا مُّزٰوِنًا

برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے و

اللّٰهُ يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ ثُمَّ اِلَيْهِ

اللہ بناتا ہے پہلی بار تھ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف

يَرْجِعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت تھ آس توڑ کر دیا جائیگے

منزل ۵

لانہا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادة (مدارک ج ۳ ص ۳۲) اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مومنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ ۱۷ جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہوگی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فاریسوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظہورہم علی المشرکین یوم بدر وظہور اھل کتاب علی اھل الشرک (معالم مخازن ج ۵ ص ۱۲) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وضررہم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۲ ص ۱۲) ۱۷ مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعدہ اللہ وعدا (کبیر ج ۶ ص ۲۹) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور

فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرمادئے۔ ۱۷ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں ہیں۔ ۱۷ یعنی ہر چیز کی ایک ابتداء ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے ہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز کا موضح قرآن میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتداء انتہا تکمیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ۱۷ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ کہڑتا۔ ۱۷ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

ہیں۔ ان کی ساری تنگ و دوہل دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ ۹۔ یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظام عالم اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفحت، وسعت علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۱۰۔ یہ تحویف دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان عمارتوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلادیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

السرود ۳۰

۸۹۳

اٹل ما اوجی ۲۱

الدَّجْرُمُونَ ۱۲) وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَشْرُونَ

گناہ گار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے

شَفَعُوا وَكَانُوا بِشَرِّ مَا يَشْرُونَ كَافِرِينَ ۱۳) وَيَوْمَ

سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر ملے اور جن

تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِدُنِي تَفَرَّقُونَ ۱۴) فَاَمَّا

قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ملے سو جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي

لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ

رَوْضَةٍ يَجْبُرُونَ ۱۵) وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی اور جو منکر ہوئے اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ

جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پہلے گھر کا سو وہ

فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۱۶) فَسُبْحَنَ اللَّهُ حِينَ

عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو ملے

تَسْمُونَ وَحِينَ تَصْبِحُونَ ۱۷) وَلَهُ الْحَمْدُ

جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ

آسمان میں اور زمین میں اور پہلے وقت اور جب

تُظْهِرُونَ ۱۸) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

دوپہر ہوتا دکھاتا ہے زندہ کو مردہ سے ملے اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۱۹)

مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پہلے

منزل ۵

مخوفی غریبی

مخوفی غریبی

مخوفی غریبی

عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کار ساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَشْرُونَ شَرِّکَاز سے تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کار ساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ مَنْ شَرَّكَاءُ هُمْ مِنَ الَّذِينَ عِبَدُوا وَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ (مدالہ ج ۳ ص ۳۵۵) شفعاء مجبور و نہم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کَانُوا يَزْعُمُونَ (المسح ج ۶ ص ۱۳۷) امام مقاتل فرماتے ہیں شرکار سے ملا کہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وَقَالَ مُقَاتِلُ الْمَدَائِكَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (روح ۳ ص ۱۳۷) کے موضح قرآن و لا یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ و لا یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آچکیں اور پہلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمن و لا مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تنزیہ و ادرا زائل و اتصاف و بفضائل متجدد میگردد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر آگاہ ہو جائیں گے تو مہبودان باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشر کا ہم کا فرین ای بالہتمہم و بشر کہتمہم و قفوا علیٰ کتبہم (سورہ جہ ۲۱ ص ۲۱) یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام کی تفصیل ہے یَنْفَرُ قَوْمٌ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ ای یتیمز اہل الجنة من اہل النار (خازن و معالیم ج ۵ ص ۱۶۹) فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا بِبَشَارَاتِ الْاٰخِرَةِ هِيَ اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش و خرم رہیں گے۔ وَاَمَّا الَّذِينَ

الرَّصْمِ ۳

۸۹۴

۱۱۱ مآدھی ۲۱

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۱۹ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ

اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو بنایا

مِنْ شَرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۲۰

مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پر پھیلے پڑے اور

مِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے

لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً

کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے درمیان پیار اور مہربانی

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ۲۱ وَمِنْ

البتہ اس میں بہت چنے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں اور اس

اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَلْقُ

کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا مثلاً اور طرح طرح کی

السِّنِّتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ

بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں

لِّلْعٰلَمِيْنَ ۲۲ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ

سنبھنے والوں کو اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات اور

النَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت

لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّسْمِعُونَ ۲۳ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمْ

چتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ دکھاتا ہے تمکو

الْبَرْقَ خَوْقًا وَطَمَعًا وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً

بجلی ۱۱۱ اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

منزل ۵

۲۵

مذکورہ پر مبنی

مذکورہ پر مبنی

مذکورہ پر مبنی

مذکورہ پر مبنی

مذکورہ پر مبنی

کَفَرُوا وَالَّذِيْ يَتَخَوَّفُ الْاٰخِرَةِ هِيَ اس میں منکرینِ حید اور جامعینِ آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذابِ جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۱۱ فارغیہ ہے اور یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور بخوفتہ نمازوں میں اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اِگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اَمَّا لیکن معنی خبریہ ہے بقدرینہ وَكَلَهُ الْحَمْدُ اور مطلب یہ ہو گا کہ دلائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تشریہ و تقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ کہ الْحَمْدُ اِگرچہ لفظاً خبریہ لیکن معنی انشائیہ ہے کیونکہ اس زمین و آسمان کے باریوں کو اللہ کی حمد و ثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بثبت الحمد لہ تعالیٰ ووجوبہ علی المیزین من اهل السموات والارض فی معنی الاصر بہ علی ابلغ وجہ فکانہ قبیل فسبحوا اللہ تعالیٰ تسبیحہ اللائق بہ سبحانہ فی ہذاہ الاوقات واحمدوہ (سورہ جہ ۲۱ ص ۲۱) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفاق المفسرین علی ان الخمس داخلۃ فی ہذاہ الایۃ وعن ابن عباس ما ذکرک الخمس لافہا (مخرج ۱ ص ۱۶) حینَ تُمْسُونَ ہیں مغرب اور عشاء، حینَ تُصْبِحُونَ میں صبح، عِشَیًّا میں عصر اور حینَ تَظْہَرُونَ میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ (بحر، مدارک، روح وغیرہ) سورہ عنکبوت میں وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (ع ۵) فرمایا تمہان آیتوں میں اس کی تفصیل فرمادی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

موضع قرآن ہے انسان کو جو اقرار مقرر تھا یا اس میں نسل کے سوا انیسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تاجہان کی بستی ہو جو کوئی جو اقرار مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ۱۱۱ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ۱۱۱ دو حالتیں بدلتی ہیں سو یا تو چھری طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہو گا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہو گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فرقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہو گا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائل عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر ایمان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

حکمہ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ اَنْفُسَكُمْ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اى من شکل نَفْسِكُمْ وجنسہا مدارك ج ۳ ص ۲۷۱ یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتہ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ الْاٰیٰتٌ لِّمَنْ يَّعْقِلُ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت و الفة میں غور و فکر کرنے والوں کو

مرحمتی عقلی ہیں ۱۲

میں ساتویں عقلی
 وکیل^{۱۲}
 میں آٹھویں عقلی
 وکیل^{۱۳}

مَنْ يَمُتْ بِمَعْبُودٍ مَقْتُلٍ
أَوْ مَعْبُودٍ بَاطِلٍ ۱۲

اتل ما اوحی ۲۱

پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مر گئے کی بجائے

ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے بے یہ کہ کھڑا ہے آسمان نہ

اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین

میں سے اسی وقت تم میں پہنچو گے اور اسی کا ہے جو کہی ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾ خَرَبَ لَكُمْ مِثْلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ

هَلْ لَكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِن شُرَكَاءَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا سُلُوْلًا مِّنْهُنَّ لَّا يَدْعُوْنَ إِلَى الْحَقِّ وَلَا يَتَّقُونَ

جیسے خطہ رکھو ایسوں کا یوں کھول کہ بیان کہتے ہیں تم نشانہ ان کے

منزل ۵

منزل ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ ۱۸۔ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِمْ مَتَاعُ مَكَّةَ الْحَرَامِ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کار سازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہذا اس کا شکریہ ادا کرنا، اسی کو کار ساز وَلَا مَعْلُومٌ ہونا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرنے ہیں۔ وَلَا يَخَافُ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ پیویں، نہ حاجت بشری رکھیں مَوْضِعَ قَرَارٍ سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیزیں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ ان سے اور وہ پاک ذات ہے۔

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ ۱۹ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَطَمَعًا دونوں یُؤیِّکُم کے مفعول لہ ہیں ای لا لقاء الخوف و الطمیع یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوف من الصاعقة وطمعاً فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۳۷) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر، نجر اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے

اتل ما آوی ۲۱ ۸۹۶ الروم ۳

يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اسْتَبَعِ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَهْوَاءَهُمْ

جو سمجھتے ہیں وہ بلکہ چلتے ہیں اسلئے یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر

بَغِيْرَ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا

بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں

لَهُمْ مِّنْ مُّصْرِفٍ ﴿٢٩﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ

ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر

حَنِیْفًا فِطْرَتِ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا

ایک طرف کا ہو کر دہی تراشش اللہ کی جس پر تراشش لوگوں کو

لَا تَبْدِیْلَ لِّخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ وَلٰكِنْ

بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن

اَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَ

اکثر لوگ نہیں سمجھتے سب رجوع ہو کر اس کی طرف

اَتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿٣١﴾

اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو مشرک کرنے والوں میں

مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیْعًا كُلٌّ

جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر

حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فِرْحُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ

فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے اسلئے لوگوں کو

ضَرْدٌ عَوَارِیْہُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا اَقْبَهُمُ

کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو

مِّنْہٗ رَّحْمَةً اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ دُرِّہُمْ کَثِیْرًا کُوْنُ ﴿٣٣﴾

اپنی طرف سے کچھ ہرانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بتانے

منزلہ

کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ و المتفکر دن قلیلون و ادنیٰ منہ العالمون و ادنیٰ منہ الفہم مجتہد السماع و ادنیٰ منہ العقل و عدم المجنون کہا قال العارف الرومی رح

فکر آن باشد بکشاید رہے

راہ آن باشد کہ پیش آید شہمے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہو جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ ۲۰ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی مبعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل ۴ صویر بھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَ لَہٗ مَنِّ فِی السَّمٰوٰتِ الْاُخْرٰی سِتّٰوِیْنَ عَقْلِیْ دِلِیْلَہٗ زَمِیْنِ وَاَسْمٰنِ کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصتہً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قَاتِلُ شُرُکٍ مَّخْلُصُوْنَ (روح) کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قَاتِلُ شُرُکٍ قَاتِلُ شُرُکٍ

موضح قرآن

فل یعنی تم جھوٹے مالک ہو نوڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر سا جی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا سا جی گنتے ہو۔ فل یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی بُرا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ فل یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ فل یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہنچاتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمن فل حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا شریک اون نتوان گفت ۱۲۔

عبداللہ بنیہ تعالیٰ کہا قال الشاعره و فی کل شیء لہ ایتہ تدل علی افہ واحد **۱۱۱** یہ توحید پر انھوں نے عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداء اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کار ساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات و صفات میں متفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاہد المثل الاعلیٰ قول لا الہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیتہ (بحر ج ۲ ص ۱۷۱) عن قتادہ و مجاہد ان المثل الاعلیٰ لا الہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیتہ فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ بمعانہ (روح ج ۱ ص ۲۷۱) و هو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ **۱۱۲** یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمہیں تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلا) یتبین بہ بطلان الشریک (من انفسکم) ای منتزعا من احوالہا التی ہی اقرب الاحوال الیکم و اعرفہا (روح ج ۲ ص ۲۱) کخیفتم انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثلاً خیفتم من ہومن فوعلکم من الاحوال المسامین لکم (روح ج ۲ ص ۲۱) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہو جائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عہدید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کر لے یا اپنے بعض اختیارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلك لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار و العبیدان تم جعلوا بعض عبیدہ لہ شریکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) قال ابن عباس تخافونہم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضا فاذا لم تخافوا هذا من مما ینکم ولم ترضوا بذلك لانفسکم فکیف رضیتہم ان یتکون الہتکم الستی تعبدون فغاشکائی ہم عبیدی (معارف ج ۳ ص ۱۱۱) یہ انفل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا ہل یشترون (بحر ج ۲ ص ۱۷۱) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کر لی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لاسکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یہدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علی ہدایتہ احد ابوالسوء **۱۱۳** (۲۲ ص ۱۷۱) فارفصیحہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنی عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو شامل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتداء سورۃ میں مذکورہ وعدہ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بینات سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں منہمک ہیں حق واضح ہو چکا اور توحید دلائل سے ثابت ہو چکی لہذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذا تبیین الحق و ظہرت الوحدا یتیمہ فاقم الخ (نیساپوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلوا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قییم اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجہک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے کہنا ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ و الثبات علیہ (روح ج ۲ ص ۳۹) احنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استناد اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیمہ فرمایا اور سورۃ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیمہ (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقہم قابیلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) ای الزموا فطرۃ اللہ وہی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۱۵۷) لا تبدل الخلق الدن اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید باطل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہیں ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو و قیل ہونفی معنایہ النفی ای لا تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۲ ص ۱۷۱) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشریک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۱) **۱۱۴** یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای ساجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ و اخلاص العمل و قیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲ ص ۲۱) ولا تکتونوا من المشرکین یہ منببین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعا اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیما الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں ولا تکتونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ بتبدیل (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۷۱) یہ اعادہ بارگاہ کے ساتھ المشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنالیا اور پھر ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنائے ہیں لیکن اسے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ **۱۱۵** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پندرہ نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجریں ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودان باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتے اور خالص اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کرو گے تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آچڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

اتل ما اوحی ۲۱

لوگوں کے مال میں سو وہ ہیں، تَرْهَتَا اللہ کے یہاں اور جو

نور ملاحقہ کا ذکر ہے

منزلہ

موضع قرآن کا یعنی جس کو چاہیے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

اتَّيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ

جیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رمنامندی اللہ کی سویہ وہی ہیں

هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۳۹﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ

جن کے دولے ہوئے وہ اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر

رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُبْسِتُكُمْ ثُمَّ يُجْبِيكُمْ هَلْ مِنْ

تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے

شَرَكَا بِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحَنَ

تمہارے شریکوں میں جو کرے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نہ لائے

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ

اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے مسمہ خرابی جہنم

وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيَ النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

اور دریا میں لوگوں کے ناموں کی کمائی سے پلھانا چاہیے ان کو

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا أَلْعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ قُلْ

بجھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں وہ تو کہہ

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پھر اسلئے ملک میں تو دیکھو کیا ہوا انجام

الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِينَ ﴿۴۲﴾

پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے

فَاقِمُوا وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ

سو تو سیدھا رکھ لے اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آ پہنچے

يَوْمَ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصْدَقُونَ ﴿۴۳﴾

وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے

مذللہ

اسلئے یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بناؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کار ساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے معبود کار سازان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ و تعالیٰ الخ جب یہ مصفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کار سازی اور کمالات الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسلئے یہ تخویف دنیوی ہے۔

دنیا میں جو شر و فساد بپا ہوتا ہے اور مصائب و بلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بد اعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے (ما کسبت ایدی الناس) بسبب معاصیہ و شرک (مدارک ج ۳ ص ۲۱)۔

شرک و معاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک و عصیان سے باز آجائیں۔ اسلئے یہ تخویف دنیوی ہے۔ شرک و معاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت و تباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی شرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اسلئے یہ پہلے خاتمہ و جھٹکا الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لا محالہ آکر رہے گا اور کسی کے رکنے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان و یقین بے سود ہو گا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنة و فریق فی السعیر من کفر فعلیہ الخ یہ تخویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحا (الخ ۱)۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے

تمہارے شریکوں میں جو کرے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نہ لائے

بجھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں وہ تو کہہ

اندلا یجب الکافرین اس کی رضا و محبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر و مشرک اس کے غضب و سخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضع قرآن فلا یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا ہے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ فلا یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا لانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمن فلا مترجم گوید مالی را کہ بشرط زیادت میدہند رہانام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ص یعنی قحط و غرق و سائر مصائب جزا عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

۳۵ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا باد بانی کشتیوں کو ادھر سے ادھر لہجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شکر نہ کریں۔ ۳۶ یہ مشرکین کے لئے تحویف دہنوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت

ریوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ عناد و تکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء و رسل علیہم السلام دلائل و بینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا دکانِ حقا علینا نصر المؤمنین یہ وعدہ نصرت کا عادیہ ہے جس کا ابتدائے سورت میں وعدہ اللہ لا یخلف اللہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد و نصرت تو میں محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ ۳۷ یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لہجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے دان کا نوا۱۱۲۔ غفہ من المثلثہ ہے

اور اس کا اسمِ ضمیر شانِ مقدر ہے۔ حالانکہ

بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہوگی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مرجائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے گناہ ہے اسی من قبل ہذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار و اعادہ نہیں ہوگا۔

موضع قرآن و یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ و بیچ میں باؤ کا ذکر اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح موضع قرآن دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا تَنْفُسِهِمْ

جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ

يَهْدُونَ ۳۶ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے

الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۳۷

بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور

لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۳۸

اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ

اور ہم بھیج چکے ہیں سے پہلے کہتے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس

فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَأَنْتَقِمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۳۹ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی و اللہ ہے جو چاہے چلاتا ہے

الرِّيَّاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيُبْسِطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ

ہوائیں پھروں اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے

وَيَجْعَلُ كَسِفًا لِرَأْسِ لُؤْدِقٍ يَخْرُجُ مِنْ خَلِيلِهِ فَإِذَا

اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھ مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے پیچ میں سے پھر جب

تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تحقیق اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دورائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سننے

الروم: ۳

۹۰۲

اتل ما اوحی ۲۱

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ

السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۖ

قِيَامَتِ السَّاعَةِ قَسَمِينَ ۚ كَذَلِكَ هِيَ كَلِمَاتُ الْكَافِرِينَ ۚ

كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

وَإِلَّا يَمَانُ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ

الْبَعْثِ فَمَهَذَا أَيُّومُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

لَا تَعْلَمُونَ ۝ قِيَوْمَ يَذُنُّ لَكُمْ أَذْوَانًا فَتَوَقَّ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّهُمْ لَآ مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝

اللَّهُ كَاوَدُّكُمْ هُوَ أَدْنَىٰ إِلَٰهٍ إِلَٰهٍ ۚ وَنُفِخَ فِي

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِكِنْ جِئْتُم بِآيَةٍ لِّيقُولَنَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ أَنْتُمْ لَآ مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝

اللَّهُ كَاوَدُّكُمْ هُوَ أَدْنَىٰ إِلَٰهٍ إِلَٰهٍ ۚ وَنُفِخَ فِي

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِكِنْ جِئْتُم بِآيَةٍ لِّيقُولَنَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ أَنْتُمْ لَآ مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝

اللَّهُ كَاوَدُّكُمْ هُوَ أَدْنَىٰ إِلَٰهٍ إِلَٰهٍ ۚ وَنُفِخَ فِي

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِكِنْ جِئْتُم بِآيَةٍ لِّيقُولَنَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ أَنْتُمْ لَآ مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝

اللَّهُ كَاوَدُّكُمْ هُوَ أَدْنَىٰ إِلَٰهٍ إِلَٰهٍ ۚ وَنُفِخَ فِي

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِكِنْ جِئْتُم بِآيَةٍ لِّيقُولَنَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ أَنْتُمْ لَآ مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝

اللَّهُ كَاوَدُّكُمْ هُوَ أَدْنَىٰ إِلَٰهٍ إِلَٰهٍ ۚ وَنُفِخَ فِي

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِكِنْ جِئْتُم بِآيَةٍ لِّيقُولَنَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ أَنْتُمْ لَآ مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝

اللَّهُ كَاوَدُّكُمْ هُوَ أَدْنَىٰ إِلَٰهٍ إِلَٰهٍ ۚ وَنُفِخَ فِي

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِكِنْ جِئْتُم بِآيَةٍ لِّيقُولَنَّ

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

منزل ۵

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تحقیق اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دورائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سننے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث مجیدہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

نفی سماع موتی کے دلائل | نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا ہے۔ پہلی آیت

انك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا

مدبرین (نمل ع ۶) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے تیسری آیت ان الله يسمع

من يشاء وما انت بمسمع من في القبور (فاطر ع ۳۱)۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی

الله عنہا ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تفصیل آگے آ

رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہار و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور

مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے

ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے

اس بنا پر کہ کفار کو حق سنانا منع ہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر منطرح ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل

عبارت یہ ہے۔ فاعلموا ان سماع موتی لا یصح

سماعہم فانہ تعالیٰ شہد الکفار بالموتی لا فادۃ

تعدر سماعہم وهو فرض علی سماع الموتی فتح القدیر ص ۴۸۸ اور اسے منظور اس پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی ان کتاب هذا المجاز

هنا عند اکثر مشائخنا هو ان الميت لا يسمع عند هم... لا محالة (اليمين) تنعقد على ما بحيث يفهم والميت ليس كذلك لعدم السماع (فتح القدیر)

اور کتاب الایمان میں لکھتے ہیں فلو كلمه بعد موته لا یجوز لان المقصود منه الافهام والموت بنا فيه لا فادۃ لا یسمع فلا يفهم (فتح القدیر ص ۱۰۰)

قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں اسماع (سننے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ

موضع قرآن ولا یعنی قبر کا رہنا منظور معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فتح الرحمن ص ۱۱۱ یعنی چون عقوبات مخلدہ معاینہ کر دند دنیا را بمشابه ساعتی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیا را بمشابه غلظ خیال میکردند ۱۲۔

اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مردے زائر کا کلام سن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتی کے دلائل اور ان کا جواب | اقلین سماع موتی کی سب سے قوی دلیل قلب بدو والی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک دیران کنویں میں پھینکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا اے ایسے قد و جد تھو ما وعدہ ربکم حقا خانی قد و جدت ما وعدہ ربی حقا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اُٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما اختتم باسمع لما اقول منهم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلب بدو کے مردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب | اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بمسمع من فی القبور ا لے تم مردوں کو اپنی باتیں سنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت صدیقہ نے یہاں سماع کو علم پر محمول فرمایا ہے۔ اقول انما قال انهم الان لیسلمون ان ما کنت اقول لہم حق، (صحیح بخاری ص ۵۶) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آرہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتی عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو مراد من قال انہ من خصوصیات علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی من خواص العادۃ (روح ج ۲ ص ۵۶)۔

سوم حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلب بدو کے مردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوایا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتی پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابو قتادۃ احیاہم اللہ تعالیٰ یعنی اہل الطوی حتی اسمعہم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبیخا وتصغیرا ونقمة وحسرة وندما (صحیح بخاری ص ۵۶، روح ج ۲ ص ۵۶)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علی وجہ الموعظة للاحياء لا لفہام الموتی بما راوی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم و ارا قوم مومنین اما لساء کم فتلکنت و اما اموالکم فقسمت و اما دوسر کم فسلکنت فہذا خبرکم عندنا فاما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج ۲ ص ۱۲۰)۔

دوسری دلیل | اقلین سماع موتی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولى عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالہم اذا القفوا اذا اتاہ ملک ان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے بھی عموم احوال و اوقات میں سماع موتی کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتداءً دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہم الا ان یخصوا ذلک بادل الوضغ فی القبر مقدمة للسؤال جمعا بینہ و بین الایتین فافہما یقید ان تحقیق عدم سماعہم (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴)۔

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا لیسسم مضارع مجهول کا صیغہ ہے اور قرع نعالہم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جاسکتی ہے کہ منکر و نكير سوال کے لئے آجائے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل | بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہدار کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے وہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آکر انہیں سلام کیا کرو۔ فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیہم احدا لا مردوا علیہ لایوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

یہ ہے کہ حاکم قتابل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لا نسلم صحته وتصحيح الحاكم محكوم عليه بعدم الاعتبار (روح ج ۲ ص ۵)۔
پہلی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ما من احد يمسر بقبر اخيه المؤمن كان يحرفه في الدنيا يسلم عليه الا عرفه وصر عليه عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشبیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان المحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انه ضعیف بل منکر (ص ۲۷۹)
 جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے لیکن جن بعض احوال میں مردوں کے سننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال و موارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حسرتہ بہ عائشۃ فلا یكون دليلا على السماع فالظاهر عدم السماع وهو الاصح عندنا (اللوکب الدر می ج ۱)
 حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما هو عدم السماع لكن المستثنيات في هذا الباب كثيرة (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۹) قدوة المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا يلزم من وجود ذلك المتعلق والقول بوجود قوة السمع ونحوه فيها نفسها ان تسمع كل مسموع لما ان السماع مطلقا وكذا اسائر الاحساسات ليس الاتباعا للمشيئة فاشاء الله كان وما لم يشأ لم يكن فيقتصر على القول بسماع ما ورد السمع بسماع من السلام ونحوه وهذا الوجه هو الذي يترجم عندي (روح ج ۲ ص ۲۱) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کر کے قائلین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقا سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ سورہ بقرہ میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں۔ یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مردے کو سنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور مادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لاسکتے۔ الخ
 ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات چاہے اسے سنا دے ان یخلق الله عز وجل في بعض اجزاء الميعة قوة يسمع بهما متى شاء الله تعالى السلام ونحوه مما يشاء الله سبحانه لسماعه اياها (روح ج ۲ ص ۵۷)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر نہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح حدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع ذاتی جن حدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ تلبیس بدر وانی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علیین اور سجدین قبر کے پاس ہے یہ قبر سے دور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی اخصیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سجدین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علیین اور سجدین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب و جوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ سورہ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا۔ یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے ہمین کی جانب ارواح صلحہ ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیاء جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس اخصیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگان دین اور صلحہ امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جا کر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذرین دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے کفی باللہ شھیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ص ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکل بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من الميعة لا تسمع لها ولا يشعور ولا خرج ولا سس ورنی البرزخ (تحریرات ص ۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس و شعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ منکر و نکیر قبر میں آکر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح و سرور اور بدکاروں کو عذاب ہو رہا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہو گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ فعند الخنفية الجسد ميت لا يسمع قها وردد من وسعة القبر والاحلاس ومن عود الروح وسعة القبر وضرب المارزبة وسماع الاصوات هو امر يغاير المحسوسات نحو اسنا الظاهريۃ الخ (تحریرات مفت) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت و الم اور سرور و عذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماورائے ہے اسے تکلیف تو کمی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت و سرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھڑکیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے یہی وہ جسم ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت هذا المعبر بالجزء الباقي من البدن هو النفس هي شبهة بالروح مما زوجة ملازمة لها كالدخان للنفارض هي المتألمة المتلذذة واما الروح فلا تتألم اصلاً ولا تتلذذ بغیر ذکر وعز من یفرد بیہما (ایضاً مفت) ۱۴۱۰ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار و ادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت و ضعف، جوانی و بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دمار اور پکار کے لائق نہیں۔ ۱۴۱۱ یہ توحید دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْكَلُونَ جس طرح وہ قیامت میں صبح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون من الحق الى الباطل ومن الصدق الى الكذب (کبیر ج ۶ ص ۲۷) ۱۴۱۲ لیکن جو لوگ دنیا میں علم و ایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلَكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ الحق (روح ج ۲۱ ص ۲۱) ۱۴۱۳ قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر و بہانہ مفید ثابت نہ ہو گا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کر کے اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منہم الاعتاب وهو ازالة العتب یعنی التوبة التي تزيل آثار الجرمية لا تطلب منہم لانہا لا تقبل منہم (کبیر ج ۶ ص ۲۷) ۱۴۱۴ یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر و نشر کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھادیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو تم تمہاری بات نہیں مانتے۔ ۱۴۱۵ کاف بنی لام تعلیل ہے اور ذلک سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی ضد و عناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور ابوار و خرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھودیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یستحقون الحق بل یصرفون علی خرافات اعتقدوها وترہات ابتدعوها (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۷) ۱۴۱۶ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی ہے اور وعدہ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزر دہ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لا محالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا اور مقہور و مغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے متبعین کو بدریں ان پر فتح و غلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا یَسْتَنْخِضُکَ الْخِ ان منکرین توحید و رسالت اور جہادین بوٹ و نشور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بددعا کرنے کا باعث نہ بنے پائے کیونکہ اگر وہ اسی دگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آکر رہے گا۔ ای لا یحملنک هؤلاء الذین لا یوقنون بالآخرة علی الخفة والعجلة فی الدعاء علیہم ہر با لعذاب اولای حملنک علی الخفة والقلق جزعاً ما یقولون ویفعلون (مدارک ج ۳ ص ۲۷)

سُورَةُ رُومٍ میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ (۱۶) فتح و شکست اللہ کے اختیار میں ہے۔
 - ۲۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَاءٍ لَهُمْ شُفَعَاؤُهُمْ (۲۶) نفی شفاعت قہری۔
 - ۳۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ عَادَكُمْ فَجَعَلَكُمْ فِرْعَوْنَ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
 - ۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الْخ (۴۶) نفی تصرف و اختیار از معبودان باطلہ۔
 - ۵۔ قَا قُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا۔ تَا۔ كُلُّ شَيْءٍ بِمَا لَدَىٰ هُمْ قَرْحُونَ ۝ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔
 - ۶۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ عَادَكُمْ فَجَعَلَكُمْ فِرْعَوْنَ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
 - ۷۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ يُرْسِلَ الرِّيحَ۔ تَا۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
 - ۸۔ اَللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ۔ تَا۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
 - ۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الْخ جو لوگ حق واضح ہو جانے اور حجت خداوندی قائم ہو جانے کے بعد بھی محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر کے ان سے قبول حق کی توفیق و استعداد سلب کر لی جاتی ہے۔
- (آج تاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۱۷ء بروز جمعہ شنبہ قبل دوپہر سورہ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیّ العزیز۔)
- والسلام علی رسولہ دایماً ابدیاً سائر عبادہ الصالحین متوالیا سرمد۔

سورۃ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کرے گا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علیٰ وجہ الکمال ہوئی گویا یہ سورت سورۃ روم کے لئے بمنزلہ تہمتہ ہے۔

خلق السموات — تا — فی صندل مبین نفی شرک فی المتصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کر کے اپنی قدرت سے تمام رکھا ہے، یہ پہلا بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گونا گون نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔ مشرکین الشرکے سوا جن کو کار ساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کار ساز بھی نہیں ہو سکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔

الم ترون ان الله سخر الخ (۳۴) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں دمن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی و اذا قیل لہم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے دمن یسلم وجہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے دمن کفر الخ یہ تحویل اخروی متکلی ہے۔

دلث سالتھ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی اسبیل الاعتراف من الخصم جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سائے جہان میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازمی اللہ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للہ ما فی السموات والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

دو ان صافی الاحراض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور تمام سمندر سیاہی موحائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطہ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الم تر ان اللہ یولج الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کار ساز بھی وہی ہے ذلک بان اللہ هو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے یعنی دلائل بالا سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے دوسے مشرکین جن کو کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الم تر ان الفلک تجری الخ (۴۷) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنا سے لگاتا ہے وہی سب کا کار ساز ہے اذا غشیہم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خائف اللہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنا سے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

بقلم

سورہ لقن ۷۱ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مشروع اللہ کے نام سے جو: یحیٰ مہربان مہایت رحم والا ہے۔

یہ آیتیں ہیں بچی کتاب کی ہدایت ہے سہ اور مہربانی

نیکی کریموالوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نمازیں اور دیتے ہیں

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے۔ انہوں نے پائی ہے راہ کھلی

لے کر بک طرف سے اور دہی مراد کو پہنچے اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں

کما کرتا ہے کہ وہ ایک بھلا شخص ہے۔ اللہ کے واسطے کہ اسے سچے اور عظمیٰ میں اسی کو پہنچا

[illegible]

كَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا كَانَتْ فِي أذُنِي وَفَرَجَ فَبَشِّرْهُ بِعَدْلٍ أَلِيمٍ

۸
نَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝

يَا مَعْزُومُ اللَّهُ حَقَّ طَوْهُهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٩ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

منزل ۵

موضع قرآن ۛ ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہو اسلامی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ ۛ ناعج دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل راہ راست سے بھٹکتے ہیں۔ لہذا الحدیث کے بارے میں حضرت ع

موضع قرآن ۛ ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمن وایعنی مثل قصه رستم و اسفندیار ۱۲-

الغناء والانشاء یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے کے کل ماسخک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السمر والامحاجک والخرافات والغناء ونحوھا امام ضحاکؒ کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لہو الحدیث الشریک (الکل من الریح ج ۲ ص ۲۱) اسی طرح حضرت حسن بصریؒ سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا هو الکفر والشریک (قرطبی ج ۴ ص ۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو ولعب مثلاً سارنگی، طاؤس و رباب وغیرہ سب

حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ قتادہؒ نے تائید غائبہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲ ص ۶۵) امام ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، حماد بن ابی سلیمانؒ، ابراہیم نخعیؒ، امام شعبیؒ، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفہ یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلک مذهب اهل الکوفۃ سفیان وحماد وبراہیم والشعبی وغیرہم لا اختلاف بینہم فی ذلک ولا نعلم خلافہ بین اهل البصرۃ فی کراہۃ ذلک والمنع منہ انتہی وکان مرادہ بالکراہۃ المحرمۃ (روح ج ۲ ص ۶۹) امام مالکؒ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۴ ص ۵۵ و روح) امام شافعیؒ نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لہو مکروہ یشبہ الباطل (روح و قرطبی) امام احمد بن حنبلؒ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابا عن الغناء فقال ینبت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علماء امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراہۃ الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۴ ص ۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذا ن هذا السماع حرام باجماع اهل المحل والعقد من المسلمین انتہی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابت والظار والمعاذف والاقواق فحرام (قرطبی ج ۴ ص ۵۷)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شریکہ ڈال کر ان کو راہ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عسی اور وقرہ ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

۱۷ و اذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھنی جاتی ہیں تو وہ کبر و عنبر اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سننا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گی ای یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وایاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳)۔

۱۸ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کا باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے حوالہ محالہ پورا ہوگا۔

۱۹ خلق السموات الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستاروں کے بغیر ان کو مقام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈالوں نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کی عمارت اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمد تو دنیا۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آیتیں۔ ان تمید بکم جمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۴ ص ۵۷)

۹۔ ہذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرف و کار ساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لا محالہ سب کا کار ساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک سے لے کر کئی بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کار ساز ہونے کے لائق بھی نہیں مآذ خلق الذین من دونہ مسا اتخذتموہم شرکاء لہ سبحانہ فی العبادۃ حتی استحقوا بہ المعبودیۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۷) بل الظالمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بت

لقمن ۳۱

۹۱۰

اتل ما وحی ۲۱

بَغِيرِ عَمَلٍ تَرَوْنَهَا وَالْقِي فِي الْأَرْضِ رَوَاسِي أَنْ

بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ

تَمِيدُ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا

تم کو لئے کر چھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے

كَرِيمٍ ۝ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ

غلامیہ یہ سب کچھ بنا یا ہوا ہے اللہ کا ۹۱۰ اب دکھاؤ مجھ کو کیا بنا یا ہے

الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر ہے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ

اور ہم نے دی لقمان کو حکمت کہ حق مان اللہ کا اور جو کوی

يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے

حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِبْنِهِ وَهُوَ يُعْطِي يَبْنِي لَا

سب تعریفوں والا اور جب کہا لقمان نے لے اپنے بیٹے کو جب اس کو کچھ مانے لگا اے بیٹے

تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَصَّيْنَا

شریک نہ ٹھہراؤ اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری ہے انصاف ہے اور ہم نے تاکید کر دی

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفُصِّلَ

انسان کو ۱۲ اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر دیا اور دھیر

فِي عَمَلَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ۝

چھرا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر بھی تک آنا ہے و

منزل ۵

نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت و جہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں نہ دلفقد اتینا الخ یہ توحید پر نقل دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے چنانچہ لقمان جو محبین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پسند و نصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جبکہ مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرم اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے و علیٰ ہذا جمہور اہل التاویل انہ کان دلیا ولم یکن نبیا و قال بنیو قعد سمتہ والشعبی (قرطبی ج ۴ ص ۵۸) ان الشکر لی سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاكرین اذہو نعالی غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفر لا ینصرا (بہر ج ۷ ص ۱۸۶) لے واذ قال لقمن الخ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پسند و نصائح کا ذکر ہے۔ پسند و نصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعا اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشتراک فوضع المعبودیۃ فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

موضع قرآن کے حکم کے لئے یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

حجۃ الہدایہ ج ۱ ص ۱۲۷

وَأَنْ جَاهِدَكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اللہ اس بات پر کہ شرک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو

عَلِمُ فَلَا تَطْعَمُهَا وَصَاحِبُهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

معلوم نہیں۔ تو ان کا کھنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق

وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا

فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۵ يَبْنِي

پھر میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اور اے نبی

إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو

فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ

کسی پہنچے گا یا آسمانوں میں یا زمین پر لا حاضر کرے

بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝۱۶ يَبْنِي أَقْصِمَ

اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے نبی قائم رکھ

الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نماز لے اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور

اصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝۱۷

حمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام و

وَلَا تَصْعَرَ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْسِسْ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا

اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف نہ اور مت چل لے زمین پر اترنا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝۱۸ وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ

بیشک اللہ کو نہیں بھانا کوئی اترنا بڑیاں کر نیوالا اور چل لے پنج کی چال

منزل ۵

اصلاً (کبیر ج ۱ ص ۳۵) اللہ دو دھینا الخ یہ ادغال الہی ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کا حق ادا کرنے کی نصیحت کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ والدین کا اگر چہ بہت حق ہے انہوں نے تیری پرورش کی اور تیری خاطر بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس لئے ان کی اطاعت اور ان سے نیک سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن اگر وہ تجھ کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا۔ دھنا علی دھن کمزوری پر کمزوری یعنی جس قدر جنین نشوونما پاتا ہے اسی قدر والدہ کمزوری کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ پھر دو سال بچے کو دو دھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکر گزاری کی مستحق ہے ان اشکری الخ ان تفسیر اور یہ دھینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصیہ لکھنا لکھنا اختصاراً الخ اس فان تفسیر (روح ج ۲ ص ۲۱) اللہ دان جاہل الخ اگر ماں باپ تجھ پر زور ڈالیں اور تجھے شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی ہرگز اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے دوسرے حقوق ادا کرتا رہ اور اطاعت صرف اسی کی کر جو توحید پر قائم ہو اور شرک سے بیزار ہو۔ اے مرجع الی بالتوحید والاخلص بالطاعة (روح ج ۲ ص ۲۱) پھر قیامت کے دن تم سب میرے سامنے حاضر ہو گے تو وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائیگی

اللہ یبنی انما الخ یہ کلام لقمان ہے اس میں ایک طرف توحید و سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم غیب علی اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے انہما کی ضمیر سے حسنہ اور سیئہ مراد ہے یعنی نیکی (توحید وغیرہ) اور گناہ (شرک وغیرہ) اگر رائی کے برابر بھی ہوگا اور زمین و آسمان میں کہیں بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا اور اس پر جزا، و سزا دے گا کیونکہ وہ باریک سے باریک چیزوں کو جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ انما ای

الحسنة والسيئة ان كانت في الصغر مثل حبة خردل ... لا تخفى على الله (کبیر ج ۱ ص ۳۵) یبنی الخ بیان توحید کے بعد بیٹے کو امر مصلح یعنی نماز قائم کرنے کا حکم دیا جو توحید پر قائم رہنے اور اعمال صالحہ بجالانے میں مدد و معاون ہے دائر بالمعروف الخ اپنی تکمیل کے بعد ورنہ کی تکمیل کی طرف قدم اٹھاؤ توحید اور حسنات کی بطون

دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبرائیل قال دائر بالمعروف یعنی التوحید و انہ عن المنکر یعنی الشرک (روح ج ۲ ص ۲۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق میں اور تبلیغ و ارشاد پر مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند کلام افلاق میں سے ہے اللہ ولا تصعیر خدک الخ عبادا

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

موضع قرآن شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے گا نازک کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یعقول لا تکبر فتحق عباد اللہ وتعرض عنهم بوجهک اذا کلموک (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳) فاللعن اقبل علیهم متواضعا مؤنساً لنا (قرطبی ج ۳ ص ۱۳) لا تفتش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اتر کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ محبر کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف ماننے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تفسیل ہے ۱۵۰ واقتصد الخ چلنے میں میانہ روی

لقمن ۳۱

۹۱۲

اتل ما اوحی ۲۱

وَاعْصِ مِنْ صَوْتِكَ ۱۸ اِنَّ اَنْتَ الْاَصْوَاتِ

اور بچی کر آواز اپنی بے تنگ بڑی سے بڑی آواز

لصَوْتِ الْحَمِيرِ ۱۹ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے

لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ

تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں

عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۲۰ وَمِنَ

تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور چھپی اور لوگوں

النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِی اللّٰهِ یَغْیِرْ عِلْمًا وَّلَا هُدًی

میں ایسے ہیں کہ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ

وَلَا کِتَابٍ مُّبِیِّنٍ ۲۱ وَاِذَا قِیلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا

اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہتے ۲۱ چلو اس حکم پر جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے

عَلَيْهِ اَبَآءُنَا ۲۲ اَوْ لَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ

اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو

اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ۲۰ وَمَنْ یَّسْلَمْ وَجْهَهُ

دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۲۰

اِلٰی اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۲۰

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۲۱ وَاِلٰی اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ۲۲

مضبوط کڑی اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

منزل ۵

اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریمہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریمہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرہ کے خلاف ہے ان انکوار اصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تفسیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ واقتصد الخ صلیک اشارۃ الی الافعال واغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط

فی الافعال وعلی الاقوال من فضول الکلام (بحر ج ۱ ص ۱۸۹) ۱۸ اللہ تعالیٰ یہ توحید پر دوسری عقل دیں ہے جس سے نفی شرک فی التفرد مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بتمام وکمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۲۰ ومن الناس الخ یہ معاذین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسند توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضح کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے التا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحید عز وجل وصفاتہ جل شانہ کاملہ المنکرین وحدۃ سبحانہ وعموم قدرۃ جلالت قدرۃ وشمولہا للبعث (روح ج ۲ ص ۹۴) علم سے دلیل عقل ہدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۲۱ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشریک الی عذاب السعیر (البوسعود ج ۴ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۰ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہ محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشریک الی عذاب السعیر (البوسعود ج ۴ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۰ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہ محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

یہ تخلیف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعثت اور ایک جان کی پیدائش یا بعثت اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرورتاً دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء و سزا دے گا۔ ان اللہ سمیع بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اس کی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۵ اہم تر الخ یہ توحید پر چھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس و نا کس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم (نظام شمسی) اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات رات کے بعد دن، دن رات میں کی بیٹی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ایک کا ایک معین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لایحیالہ اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سائے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعا کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ ہاں کا متعلق محذوف ہے اسی ذلک البیان بالادقہ لتستیقنوا بان اللہ الخ یہ تمام دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذلک الذی ہو قادر علیٰ هذه الامشیاء التي ذكرت هو الحق المستحق للعبادة (وان ما يدعون من دونه الباطل) یعنی لا یستحق العبادة (وان اللہ هو العلی) یعنی فی صفاتہ لہ الصفات العلیا والاسما الحسنى (الکبیر) فی ذاتہ لانہ اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۸۲) ۳۰ اللہ تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندر میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر و شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنالے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیکن ہم من ای بعض دلائل الوہیتہ تعالیٰ و وحدتہ سبحانہ و قدرتہ جل شانہ و علمہ عزوجل (روح ج ۲۱ ص ۱۵۱ و ابوالسعود ج ۴ ص ۷۴) ۳۱ اللہ و اذا غشیہم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

اتل ما وحی ۲۱ ۹۱۴ لقمن ۳۱

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۲۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي

سب کچھ سنتا دیکھتا ہے تو نے نہیں دیکھا ۲۸ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

النَّهَارَ وَيُؤْرِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا سورج

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى وَاَنَّ اللّٰهَ

اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

بہر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو وہی اس لئے کہ اللہ وہی ہے سچ

وَاَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ

اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوا سب وہی بھوٹ ہے اور اللہ

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۳۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفَلَکَ يَجْرٰی

وہی ہے سب سے اوپر بڑا تو نے نہ دیکھا ۳۰ کہ جہاز چلتے ہیں

فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لَیْرِیْکُمْ مِنْ اٰیٰتِہٖ اِنَّ

سمندر میں اللہ کی نعمت ہے کہ تاکہ دکھائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں اللہ

فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ۳۱ وَاِذَا

اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے والے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب

غَشِیَہُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلُمِ دَعَا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ

سر پہ آئے لہ ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کے

لَہُ الدِّیْنَ ۳۲ فَلَمَّا نَجَّہُمْ اِلَی الْبَرِّ فَمِنْہُمْ

اسی کے لئے بندگی پھر جب پہچا دیان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں

مُقْتَصِدٌ وَّمَا یَجِدُ بِاٰیٰتِنَا اِلَّا کُلَّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ ۳۲

بچنے کی چال پر اور منکر دہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے بھولے ہیں حق نہ ماننے والے و

منزل ۵

مرا چھٹی عقلی دلیل ۱۲
۲۹ ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے
۳۰ اللہ تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے
۳۱ اللہ و اذا غشیہم الخ یہ زجر ہے

کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنالے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیکن ہم من ای بعض دلائل الوہیتہ تعالیٰ و وحدتہ سبحانہ و قدرتہ جل شانہ و علمہ عزوجل (روح ج ۲۱ ص ۱۵۱ و ابوالسعود ج ۴ ص ۷۴) ۳۱ اللہ و اذا غشیہم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

موضع قرآن نا ٹھیرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دورہ و کوفی ہے بچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر مہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔

سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں موحدین کہ لا یدعون لخللا صہم سواہ (قرطبی ج ۳ ص ۱۰۶) فلما انجھم الحجب اللہ تعالیٰ ان کو طوفان سے بچا کر کنائے لگا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ تورہ اعتدال اختیار کر لیتے ہیں اور حق یعنی توحید پر قائم ہو جاتے ہیں فمنہم مقیم علی التوحید (روح ج ۲ ص ۱۰۶) البتہ عہد شکنی اور ناشکری جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ ایسے واضح اور روشن دلائل سے بھی نہیں سمجھتے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے جھوٹا انکار پر ڈرتے بیٹھتے ہیں ۳۲ یا ایہا الناس الخ یہ تحویل اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس دن میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئیگا اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں

پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر رہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہو کر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں بھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمناؤں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے ۳۳ ان اللہ الخ یہ توحید پر اٹھوں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ ایک مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مقادیر الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عنده علم الساعة الا یتضحیح بخاری ص ۲۵۱ ج ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۲۵۱ ج ۲ ص ۲۶۳، یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورہ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما فاتم الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۵۱) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور

۹۱۵

۳۱ لقمن

۲۱ اتل ما اوحی

یَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشُوا

اے لوگو! ۳۲

یَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ

اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے

وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَارٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا

اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّبَكُمُ الْحَيَوةُ

بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی

الدُّنْيَا دِفْقَةً وَلَا يَغُرَّبَكُمُ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۳۳

زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

بے شک ۳۴ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور

يُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ

اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ عَذَابًا

اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا يَأْتِي أَرْضَ

اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں

تَمُوتُ ۳۵ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جانتے والا

خَبِيرٌ ۳۶

خبر دار ہے۔

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

کسی ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ هذه الخمسة لا یعلمہا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمہا ملک مقرب لا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئاً من هذه فقد کفر بالقرآن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۳ ص ۱۰۶) خازن ج ۵ ص ۱۰۶ حضرت مجاہد رحمہ فرماتے ہیں وہی مقتایم الغیب النبی قال اللہ تعالیٰ وعدہ ما فاتم الغیب لا یعلمہا الا هو (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵) امام قتادہ رحمہ فرماتے ہیں امشیاء استأثر اللہ بہن فلم موضع قرآن یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکا دے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

یطعم علیہن ملکاً مقرباً ولا نبیاً مرسل (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۵، روح ج ۲ ص ۱۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہو گیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد میں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد میں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحم سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ہوا اشارۃ الی ہذا العلوم الخمسة لا یعلمہا الا اللہ (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ و تابعین و عبارات مفسرین سے ثابت موانع ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فروغ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) یسئلونک عن الساعة ایان مرسلہا قتل انما علمہا عند ربی الذینہ (اعراف ۲۳)۔ (۲) ان الساعة آتیۃ اکاد اخفیہا (طہ ۱)۔ (۳) یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمہا عند اللہ الذینہ (احزاب ۴)۔ (۴) وما یدر ایک لعل الساعة قرب (شوری ۴)۔ (۵) البیہ یرد علم الساعة (ہم السجۃ ۶)۔ (۶) ویقولون متى هذا الوعد ان کنتم صدقین قل انما العلم عند اللہ (طہ ۲۴)۔ (۷) یسئلونک عن الساعة ایان مرسلہا فیما انت من ذکرہا ہا الی ربک منتہما (فازعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسعون عن الساعة وانما علمہا عند اللہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قزوۃ المفسرین، جبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدرہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ۱ ص ۳۵) حضرت قتادہ رحم فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من المملکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ۱ ص ۹۹) امام سدی کبیر سے منقول ہے کہ علم قیامت کسی قوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ۴ ص ۴۰) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمہا ولا یعلمہا الا هو (معالم ج ۲ ص ۲۶) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلمہ وقت ذلک علی التعیین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمہا عند اللہ لم یطعم علیہا ملک ولا نبیاً (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت امر ساء عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احد من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ۲ ص ۱۱) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں۔ قل انما علمہا عند اللہ لم یطعم علیہ احد (جامع البیان ص ۳) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الی یوم القیامۃ امام ابوالسعود فرماتے ہیں۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احد من ملک مقرب ولا نبی مرسل (ارشاد العقل سلیم برعاشیہ کبیر ج ۱ ص ۱۱) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطعم علیہ نبیاً ولا ملکاً (ایضاً ج ۶ ص ۲۰) خازن ج ۵ ص ۲۲ واللفظ لہ نیز مفسران رقمطراز ہیں۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمہا فلم یطعم علیہ احد (خازن ج ۲ ص ۲۶) علامہ سید محمود اوسسی حنفی فرماتے ہیں ہاں العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطعم علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ۲ ص ۲۹)۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ و تابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراف :- اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوہ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں ہذا مصرع فلاں غدا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹا پیدا ہو گا چنانچہ آپ نے ام الفضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا سرایت خیر اللہ فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ لا عینین الرأیۃ غداً اس جلا یفتح اللہ علی یدیدہ یحب اللہ ورسولہ (مکھوۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یا جوج و ما جوج کے بعد ایک عالمگیر بادشہ ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بادشہ ہوگی۔

جواب :- مفاتیح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراف میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطاء فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی حاصل ہو جاتے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانه به العلم الکامل باحوال کل علی التفصیل (روح ج ۲ ص ۱۱۱) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں کی خبر سے دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات و علامات کے ذریعہ بارش کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطوریکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جاتے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہوگی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ویس لمغیبات محصورة بهذه الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنہا (روح ج ۲ ص ۱۱۱) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :- ویست خرائن الغیب منحصرة فی الخمس لمذکور قبل کل مالم یوجد اولہ لیمظہر بعد (منظر ج ۳ ص ۲۷۷)۔

سُورَةُ لقمان میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات!

- ۱:- هذا خلق الله فاسروني ما ذا خلق الذين من دونه (۱۷) نفی شرک فی التقرب۔
- ۲:- یسبني لا تشرك بالله (۲۷) نفی شرک ہر قسم۔
- ۳:- وان جاهدك على ان تشرك (۲۷) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔
- ۴:- ولئن سألتهم من خلق السموات — تا — هو الغنى الحميد (۳۷) نفی شرک فی التقرب۔
- ۵:- ولو ان ما فی الارض — تا — ان الله عزیز حکیم ۵ نفی شرک فی العلم۔
- ۶:- ذلك بان الله هو الحق — تا — وان الله هو العلی الکبیر (۳۷) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔
- ۷:- ان الله عنده علم الساعة — تا — ان الله علیم خبیر (۳۷) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ) تین بجے بعد دوپہر سورہ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً علی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

سورہ طہ میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ اَرْضًا — تا — لَهٗ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۵ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا حاجات میں با فوقی الاسباب صرف اسی کو پکارو۔
- ۲۔ اِنۡسَخِ اَنۡاَ اللّٰهُ — تا — اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۵ نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ قَالِقٰہَا فَاِذَا هِیَ حَیۡۃٌ تَسۡعٰی — تا — سَنُعِیۡدُہَا سَیِّدَکَہَا اَلْاَوَّلٰی ۵ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۴۔ قَالَ رَبِّیۡنَا الَّذِیۡ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ — تا — وَ مِنْہَا نَخْرِجُکُمۡ تَارَۃً اُخۡرٰی ۵ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۵۔ فَاَوَجَّسَ فِیۡ نَفْسِہٖ خَیۡفَۃً مُّوَسَّیۡۃً ۵ قُلْنَا لَا تَخَفْ (۳۶) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۶۔ اَفَلَا یَرَوۡنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیۡہِمۡ قَوْلًا وَّ لَا یَمۡلِکُ لَہُمۡ ضَرَّ اَوْ نَفَعًا (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ اٰمَنَّا اِلَہُکُمۡ اللّٰهُ — تا — وَ سِعَ کُلِّ شَیْءٍ عِلۡمًا (۵) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ فَتَعَلَّی اللّٰهُ اَلۡمَلِکَ الْحَقُّ (۶) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔
- ۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔
- ۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مومنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔
- ۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔
- ۱۲۔ دولت دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمد اللہ تعالیٰ و عونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء بروز منگل سورہ طہ کی تفسیر ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)

یہ جواب شکوئی ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجالاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

۳۱ تنزیل الکتاب الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل دہان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتاب مبتدأ ۱۰ لاریب فنیہ جملہ معترضہ اور من رب العالمین جنہر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زحشری، البوحیان الذی اختاره ان یكون (تنزیل) مبتدأ ۱۰ لاریب فنیہ (اعتراض لاجل قیل من الاعراب) ومن رب العالمین (الخبر وصیغہ فنیہ) راجع لمضمون الجملة اعنی کونہ منزل من رب العالمین لا للتنزیل ولا للکتاب کاسنہ قبل: لاریب فی

ذلك ای فی کونہ منزل من رب العالمین وهذا ما اعتد علیہ الزحشری (روح ج ۲۱ ص ۱۱۱)

۳۱ امر یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک و شبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا افتراء کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کر کے (عیاذ باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بل ہو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پر داختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربك خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتندرس الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک و ضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

یہ شکوی ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربك خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتندرس الخ

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرين فمن لم یأتهم من عهد اسمعیل علیہ السلام من نبی منهم بل لم یسل الیہم نبی مطلقا وموسى و عيسى و غیرہما من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوۃ والسلام لم یبعثوا الیہم علی الاظهر (روح ج ۲۱ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلك فی الفترة التي كانت بین عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۳۳ قرطبی ج ۴ ص ۱۵۵)

سورة السجدة مکیہ وھی ثلاثون آیت وثلث رکوعات

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَارِيبَ فِیْهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اتارنا کتاب کا اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

۲ اَمْ یَقُولُوْنَ اَفْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ

کیا کہتے ہیں تم کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے کوئی نہیں وہ ٹیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈرانے

قَوْمًا مَّا اَنْتَ لَهُمْ مِنْ نَّذِیْرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ

تو ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِی

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے بیچ ہیں

سِتَّةَ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ مَا لَکُمْ مِنْ دُوْنِ

چھ دن کے اندر چھ پر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے دوا

۳ مِنْ وَّلٰیٍّ وَّ لَا شَفِیْعَ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ یٰۤاَیُّهَا

حاکمی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے آتا ہے

۵ اَلْاَمْرُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یُعْرَجُ اِلَیْہِ فِی

ہم آسمان سے ہے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِکَ

دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں وہ دن

۶ عَلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَةِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۶ الَّذِیْ اَحْسَرَ

جاننے والا چھپے ہے اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بتائی

۱ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر کا اثر قرآن تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چل وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبدالقادر جیلانی فتح الرحمن یعنی اگر مردمان نزول تدبیر و عروج او تصور یکنندہ در کم از ہزار سال خیال نمایند و آن ہمہ پیش خدا یتعالی در یک روز تمام میشود و غرض آنست کہ او ہام ایشان بقدرت او نمی رسند ۱۲

۱۷ اللہ الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر عملی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے۔ ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارے نظام عالم کی تدبیر اور عنان اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظام کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس کے کسی کو نہیں دیا۔ استغویٰ علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۳۶۲ وحاشیہ ص ۳۶۱ مالک من دونہ الخ یہ سورت کا مقصود یہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیار کسی کے سپرد نہیں کر رکھے توجس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کر سکے۔ اس لئے تم نے اپنے معبودان باطلہ کو کیوں شفاعت بنا رکھا ہے ای مالک اذا جاوز قعر صفا تعالیٰ احدینہ رحمہ وشفیع لکم و یجبرکم من بائسہ الخ (البقرہ ص ۶ ص ۴۹)

۱۸ یدبر الامر الخ نظام عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تئیں اجکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمال صالحہ اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا راستہ ہوگی۔ معناه واللہ اعلم ان امرہ یغزل من السلام علی عبادہ و تعرج الیہ اعمالہم الصالحۃ الصادرۃ علی موافقۃ ذلک الامر... ان نزول الامر و عروج العمل فی المسافۃ الف سنۃ مما تعدون وہ یوم فان بین السماء والارض مسیرۃ خمسۃ سنۃ فینزل فی مسیرۃ خمسۃ سنۃ و یعرج فی مسیرۃ خمسۃ سنۃ فهو مقدار الف سنۃ (کبرج ص ۵۵) ۱۷ ذلک علم الغیب الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی جن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خراب سے خالی نہیں ومعنی احسن حسن لامہ ما من شیء خلقہ الا وہو مرتب علی ما تقتضیہ الحکمۃ فالمخلوقات کلہا حسنة الخ (بحر ج ص ۱۹۹) ۱۸ وابدأ الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ تشجیل نسلہ الخ اس کے بعد لطف سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ خلاصہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور مٹی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا تشجیل نسلہ

السجدة ۳۲

۹۲۱

۱۸ ما اوحی ۲۱

كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ

جو چیز بنائی اور شروع کی وہ انسان کی پیدائش ایک گائے سے پھر

جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ

بنائی اس کی اولاد پھڑپھڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا

وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنادے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَقَالُوا ءَإِذَا ضَلَلْنَا

اور دل تم بہت بھولنا شروع کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مل گئے

فِي الْأَرْضِ ءَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَائِي

زمین میں کیا ہم کو نیا بنانا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب

رَبِّهِمْ كَفَرُونَ ۝ قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي

کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو وہ فرشتہ موت کا جو

وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ

تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جائے گا اور کبھی تو دیکھے نہ جس وقت کہ

الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو أَرْؤُسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا

منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے لے رہے ہیں دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَأَرْجِعْنَا فَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ

اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آگیا اور اگر

شِئْنَا لَا تَتَبْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي

ہم چاہتے تھے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑی میری بات کہ

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

منزل ۵

الخ رحمہ مادر میں لطفہ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجالاؤ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجالاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے واضح قرآن و اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا اس عبادی سوا انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذات پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ۳ یعنی تم آپ کو دھڑکتے ہو کہ خاک میں مل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ۱۲ منہ

سوا اوروں کو کار ساز اور شفعا بنارکھا ہے ۵۔ وقت لوالہ یہ شکوی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر و نشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل ہم بخلق الخ وہ نہ صرف بعث و نشر کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لہم حجود و قد رآ اللہ عن الاعادة لانہم یعترفون بعترتہ و لکنہم اعتقدوا ان لا حساب علیہم و انہم لا یلقون اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱ ص ۹۲) ۹۔ قل یتوفکم الخ یہ جواب

السجدة ۳۲

۹۲۲

۱۱۱ ما آتی ۲۱

فَذُوقُوا مَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ

سوا بچھوڑ دیا ہے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو، ہم نے بھی بھلا دیا تمکو

وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾

اور چھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری

يُؤْمِنُ بآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا

باتوں کو تلافی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر

وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾

اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جلاوتی ہیں تلافی

بِخُشُوعٍ ۚ إِنَّهُمْ يُخَافُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ

ان کی کروٹیں اپنے سولے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور

طَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

لا لایح سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں و سو کسی جی کو معلوم نہیں ۱۷

مَّا أَخْفَىٰ لَهُمْ مِنْ قُدْرَةِ أَعْلَىٰ ۚ خَزَائِمًا كَانُوا

جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدل اس کا جو

يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ

کرتے تھے بھلا ایک جو ہے تلافی ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے

لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ۱۸ اور کئے کام بھلے

فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ ۖ زُرُّوا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾

ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ كُلَّمَا أَرَادُوا

اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۱۹ سوان کا گھر ہے آگ جب چاہیں۔

منزل ۵

شکوی ہے تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "تم آپ کو محض دھڑا اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں رمل کر برابر ہو گئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے" (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اس طرح بیک وقت مختلف جگہوں میں حاضر ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتیٰ اذا جاء حکم الموت توفتہ رسولنا (الانعام ۱۶) اور لوتوی اذیتونی الذین کفروا واملتہ (انفال ۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ عزرائیل، مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ۱۷۔ ولسویری الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعثت و نشر ساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! اور کہہ رہے ہوں گے کہ بارے خدا یا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل و جان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر و نشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو ہو گیا ہے البصرنا البعث و ما وعدتنا بالہ و سمعنا قول الرسول ای سمعنا و سمع طاعة (روح ج ۲ ص ۱۲) ۱۸۔ و لوشئنا الخ یہ مشرکین کے قول فاسر جعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انھیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انھوں نے خدا اور عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے موضح قرآن و اللہ سے لاپرواہ نہیں نہ اس سے ڈرا اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈرا اور لایح

۱۱۱ ما آتی ۲۱

مبارک شاہ اخروی

۱۱۱ ما آتی ۲۱

دنیا کا ہوا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف درجاسے بندگی کرے تو ریاضے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنے کے لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جا کر راہ ہدایت اختیار کریں۔ فہموجب ذلك القول لم نشأ اعطاء الهدى على العموم بل منعناه من اتباع ابدیس الذين امتنعوا من جملتهم حيث صرفنا اختياركم الى الغي باعوان الله الخ السور ج ۶ ص ۵۵) ۱۲۵ من ذوقوا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توجید اور اعمال صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہذا اب اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۲۵ انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیات خداوندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں و سبجوا بحمد ربہم وہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام صفات کا سازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کا سازی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک و تمام صفات کا سازی سے متصف ہے لہذا اسارے عالم میں وہی متصرف و مختار اور کار ساز ہے ای نہ وہ و حمد وہ (قرطبی ج ۱ ص ۹۹) و ہر لایستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۲۷ تنجانی الخ یہ بھی ان مومنین کا ملین کی صفت ہے کہ وہ بیٹھی اور پڑھ کر نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التسل باللیل قالہ الجمہور من المفسرین و علیہ اکثر الناس (ایضاً ص ۱۰۱) یدعون ربہم الخ ان کا ملین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دہی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۲۸ فلا تعلم الخ یہ ان مومنین کا ملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آرام و آسائش کا جو سامان آخرت میں تیار کر رکھا ہے اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعم جنات کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۲۹ انمن کان الخ یہ لف و نش غیر مرتب کے طریق پر تخویف و بشارت

السجدة ۳۲

۹۲۳

اتل ما اوحی ۲۱

اَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا اَعِيدُوا فِيْهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُقُوا

کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹائے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو

عَذَابِ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۚ وَلَنْ يَقْنَنَ

آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم انکو

مِّنَ الْعَذَابِ الَّا دُنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ اَلَا كِبْرُ لَعْنِهِمْ

۱۲۵ عذاب اور سے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ۚ ۝۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ

پھر آئیں ۱۲۵ اور کون ہے انصاف زیادہ اس سے نہ جس کو سمجھایا گیا کہ رب کی باتوں کو

اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنتَقِمُوْنَ ۚ ۝۲۲ وَلَقَدْ

ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم

اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِ وَّ

نے دی ہے اے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رو دھوکے میں اس کے ملنے سے اور

جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرَآءِیْلَ ۚ ۝۲۳ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے ۱۲۳ اور کئے ہم نے ان میں ۱۲۵

اٰیٰتٍ يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَاَتٰ وَاٰتِنَا

پیشوا جو راہ چلانے تھے ہم نے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے بیماری باتوں پر

يُوقِنُوْنَ ۚ ۝۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یقین کرتے ۱۲۴ تیرا رب جو ہے ۱۲۵ وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۚ ۝۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا

جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوچھ نہ آئی ۱۲۵ اس سے کہھا کہ

مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِي

ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

منزل ۵

کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزا و آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانہ کے مستحق اور فاسق غضب خداوندی کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزا کی تفصیل مذکور ہے ۱۲۵ اما الذين امنوا الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے نسخ میں لما اتب الغرایقین بعد نفی استواءکھا (روح ج ۲ ص ۱۳۳) مومنین کا ملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ موضع قرآن وال یعنی دنیا میں لوٹ مار بند سے دیکھ لیں گے ۱۲۶ منہ و دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار ۱۲۷ یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوئی ۱۲۸ منہ

تعالیٰ انہیں آخرت میں جنت المآویٰ عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۱۸ واما الذین فسقوا الخ یہ تحذیف آخری ہے۔ لیکن فساق و کفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذاب جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم اوکا کرنا کرتے تھے ۱۹ ولندقیقہ ص ۱۸۸ یہ تحذیف دنیوی ہے عذاب اذی سے مصائب دنیا اور عذاب اکبر سے عذاب جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق و کفار کو مبتلا کرے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کر لیں۔ قال الحسن والبر العالیۃ والضخاک و

الاحزاب ۳۳

۹۲۴

اتل ما وحی ۲۱

ذٰلِكَ لَايَتُ افَلَا يَسْمَعُونَ ۲۱ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوقُ

بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے ۲۱ کہ ہم ان کی تہیں

الماء الى الارض لجرير فنخرج به زرعاً تا كل منه

پانی کو ایک زمین میں لے کر نکالتے ہیں اس سے پھرتے ہیں اس سے پھرتے ہیں اس سے پھرتے ہیں

انعامهم وانفسهم افلا يبصرون ۲۲ وَيَقُولُونَ

ان کے چہرے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں ۲۲

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۲۳ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کر فیصلہ دن ۲۳

لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۲۴

کام نہ آئے گا مسکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو دھیل ملے گی

فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنتَضِرُوْنَ ۲۵

سو تو خیال چھوڑ ان کا ۲۵ اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

سُوْرَةُ الْاٰحْزَابِ مِثْلُ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَتَسْعُ رُكُوْعًا

سورہ احزاب ۱۷ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بسم اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اے نبی اللہ سے ڈر اللہ سے سہ اور کھانہ مان منکروں کا اور دغا بازوں کا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۱ وَاَتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ

مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمت والا اور پل اسی پر سہ جو حکم آئے تجھ کو

مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۲ وَاَتَّبِعْ

تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

منزل ۵

اختیار کر لیں۔ قال الحسن والبر العالیۃ والضخاک و ابی بن کعب و ابراہیم الخفی العذاب الادنی مصائب الدنیا و اسقامها مما یبتلی بہ العبد حتی یتوب و قالہ ابن عباس و لا خلاف ان العذاب الاکبر عذاب جہنم الخ (قرطبی ج ۴ ص ۱۸۸) ۱۸ و من اظلم الخ زجر مع تحذیف دنیوی ایک وہ مومنین کا ملین ہیں جو آیات الہی سن کر سرسجود ہو جاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح و تمجید کرتے ہیں اور ایک وہ مجرمن ہیں جو آیات الہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض و انکار کا ضرور انتقام لیں گے ۱۹ لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بآیاتہ و بیدخالہ و وضعھا ثم بعد ذلک ترکھا و جمدها و اعراض عنھا و تناساھا کأنہ لا یعرفھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۲) مجرمن سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۸۸) ۲۰ و لقد اتینا الخ یہ توحید پر نقل دلیل ہے یعنی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کر سکے تو جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

تفسیر

۱۸۸

سورہ احزاب ۱۷ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے میں کوئی شک نہ کرے و لقا مصدر مضاف الی مفعولہ و فاعلہ موسیٰ ای من لقا موسی الکتاب او مضاف الی فاعلہ و مفعولہ موسیٰ ای من لقا الکتاب موسی و وصولہ الیہ (روح ج ۲ ص ۱۲۸) اور فلا تکون کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ و جعلتہ ہدی الخ جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا و جعلتہ ہدی لبنی اسرائیل ان لا یخذوا من دونی وکیلا یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب و حاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ بعینہ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۲۱ و جعلنا موضح قرآن کافر جانتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے داتا کون۔

منہج الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کئے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے ۲۳ ان ربك الخ مؤمنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فرقہ کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ ای یقنی و محکم بین المؤمنین و الکفار و فیجازی کلابہما لیستحق (تشریف جلد ۱، صفحہ ۱) ۲۴ اولم یجد لہم الخ یہ تخویف و نبوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرون کے تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گزرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوامِ متمدنہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے لیے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر و تدبیر سے کام لیا جائے ۲۵ اولم یسروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں مینہ برسانا اور کھیتیاں لگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے ۲۶ ویقولون الخ یہ شکوی ہے! ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو مانتے اور احوال قیامت اور عذابِ جہنم سے ڈرنے کے بجائے تمخراتے اور استہزا کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ ۲۷ قل یحیی الخ یہ جواب شکوی اور تخویف ہے ان استہزا کرنے والوں سے کہدیکھئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن کم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (المنتظر، دن، لا یمہلون لیتوبوا و یعتذروا) و خازن جلد ۵، صفحہ ۲۸، فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزا کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادثِ زمان اور مصائب دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (وانتظر) ای موعدی لك دانہم منتظرون) ای ینتظرون بیکم حوادث الزمان (قرطبی جلد ۱، صفحہ ۱۱۲) آخر جنگ بدر میں اللہ کا وعدہ نصرت پورا ہوا۔ کلمہ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا۔ مشرکین خائب و خاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد لله علی ذلک حمد اکثیراً۔



سُورَةُ سَجْدَةٍ کی خصوصیات

اور اسمیں

آیات توحید

- ۱۔ اللہ الذی خلق السموات والارض — تا — افلاتنذکرون ۵ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
- ۲۔ یدبر الامر من السماء — تا — العزیز الرحیم ۵ نفی شرک فی التقصیر والعلم۔
- ۳۔ اولم یروا اننا نسوق الماء — تا — افلا یبصرون ۵ نفی شرک فی التقصیر۔

سورۃ احزاب

رابطہ: سورۃ احزاب کو سورۃ سجدہ کے ساتھ نامی رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں فرمایا ماں کھڑی دوسرے من و دلی دلا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو۔ اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عیسائی کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں یعنی رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۃ احزاب میں مذکور ہو گا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیوں کہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودان باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۃ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دوسرے اصول خرابی تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فردی خرابیاں تھیں اولے وہ اپنی بیوی سے تمہارے بعد اسے بالکل مال کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے دوسرے اپنی متنی یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور تیسری کی وفات یا تطلق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدہ شریعتی شفاعت قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کا ذکر بطور نظریہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح تمہارے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنانے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا شروع میں دیکھا اللہ ہی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وما جعل ازدواجکم الخ میں نظیر اول مذکور ہے اور وما جعل ادعیاءکم ابناکم الخ میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے۔ پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینب کا نکاح آپ کے متبنی زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ خاوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے عمل سے اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دوا وج مطہرات کے لئے مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواج پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیمان کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے بخوفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی ادلی بالمؤمنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حشر نہ آنے پائے۔ واذلخذنا من النبیین الخ یہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کر سکیں جس سے ضرور آپ کی مخالفت کر نیچے لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و پیمان میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یا ایہ الذین امنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو ناسازگار کئی اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذاجاء تکم جنود (۲۶) سے وکان اللہ علی کل شیء قدير (۳۷) میں مذکور ہیں۔ یا ایہ الذین امنوا الخ (۳۷) یہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرمادیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زمین چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے جہالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یا نساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

ج پیغمبر! اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دو گنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوسرا اجر دوں گا۔ یٰٰنِسَاءَ النِّبِیِّ لَسْتُنَّ خَلْفَ اَزْوَاجٍ مَّطْهَرَاتٍ سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات منفقوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنی کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسوم جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر بہادار سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے۔ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (ع ۵) یہ یمنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مومن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

واذ تقول الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورت حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کر لیں لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کر نیچے کہ اپنے متبنی کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہ فرمائی اور آپ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ اَنْ یَّخْضَرَ صَلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اِلَّا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ سے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہذا آپ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحیت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

یٰٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (ع ۶) یہ یمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کر لو۔ یٰٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرمادیں کہ متبنی کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِیْعُوا الْکٰفِرِیْنَ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔ یٰٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ چھٹا حکم برائے مومنین۔ اگر تم غلو سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عذت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کر دیا کیونکہ وہ غیر مذخول بہا تھیں۔ یٰٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

یٰٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مومنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهُ الخ آٹھواں حکم برائے مومنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کر دیا ہے۔ اس لئے تم آپ پر صلوة و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْخَذُوْنَ اللّٰهُ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تحریف اخروی ہے۔

یٰٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لَا ذُوَ اَجَلَ الخ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مومن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لٰیۤ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ الخ یہ منافقین پر ناز و تحریف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیئے جائیں گے۔ یَسْئَلُكَ النَّاسُ الخ یہ تحریف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

یٰٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا الخ (ع ۹) یہ مومنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلاف شان بات آپ کی طرف منسوب کرے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَ الخ یہ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تحریف اور ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی۔

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ

بہرے رکھ دیا اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ہیں کسی مرد کے

مِنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جُوفِهِ ۝ وَمَا جَعَلَ أَرْوَاجَكُمْ أَرْوَحَ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جو روؤں کو کچھ جن کو

تُظَاهِرُونَ مِنْهُمْ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۝

ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے پالکوں کو بھائی بھائی

ذِكْرُكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۝ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے سچک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ أَدْعُوهُمْ إِلَىٰ بَاءِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ

سجھاتا ہے راہ صاف پکارو لے پالکوں کو ملے ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف

اللَّهُ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاُخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ ۝

اور رفیق ہیں غلط اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ

وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۝ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

پر وہ دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۝ وَأَرْوَاجُهُمْ

نہی سے جگا ہے اللہ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي

ان کی مائیں ہیں مادہ اور قرابت والے اللہ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اللہ

منزلہ

۳۳ یا ایہا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین و منافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو بُرائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا الرسول اقللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الہتنا وقل انہا تشفع وتنفع وندعک وربک فشق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین وہموا بقتلہم فنزلت (روح

جلد ۲۱ ص ۱۴۳) وکذا فی المعالم والحازن وغیرہا مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کر لیں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں یہ برابر کو تاہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وددوا لو تدھن فیدھنون (القلم) اور مادہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت ترکن الیہم شیاقلیلا اذ الاذنتک ضعف الحیوة وضعف المہامۃ الخ یہ آیتیں تین اوامر اور ایک نہی پر مشتمل ہیں ۱۔ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں دہم المقصود الدوام والثبات علیہا (روح ج ۲ ص ۱۴۳) ولا تقلم الکفرین الخ یہ نہی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور سکہ توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی روایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا وذل بقولہ ان اللہ کان علیہا حکیم علی انہ کان یحیل لہم استدعائہم الی الاسلام الی لوعلم اللہ عزوجل ان میلک لہم خیر منفعۃ لمانہاک عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۱ ص ۱۱۱) ۲۔ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے الشریکین سے آپ پر جو امور احکام دین وحی ہو رہے ہیں آپ ان کی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلح و تقویٰ کی راہیں سجھاتا ہے اور کفار و منافقین کے مکر و فریب سے باخبر کر دیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدک الی ما خیر صلاح حالک وانتظام امرک ویطیعک علی ما

۱۔ منافقین
۲۔ نظر اول
۳۔ تقویٰ
۴۔ خیر
۵۔ خیر

موضح قرآن د کفر کے وقت کوئی جو رو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ لیتا تو سچا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے جو رو کو ماں کہنا سوا قدس اللہ فیہ آویگا اور لے پاک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تفسیری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ۲۔ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشنے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلا لے کا بیٹا فلانا۔

فتح الرحمن ۱۔ کہ درین آیت رواست بر قول کافری کہ مراد دل وادہ اندر پنجہ اہل جاہلیت مقرر کردہ بودند کہ مظاہرہ مثل مادر حرام مؤید میشود و تلخیص است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت چون زینب را تزویج فرمود کہ زن پس خود را بزنی گرفت ۲۔ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ص ۱۳ یعنی در حرمت نکاح ۳

يعلمونه من المكاشد والمفاسد (البوسود ج ۶ ص ۷۳) ۷۵ دلوکل الخ یہ سیرا امر ہے آپ بلا خوف و خطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ و ناصر نہیں ۷۶ ما جعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے بطور تمثیل فرمایا جس طرح ایک جوف میں دودل جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع و ضار سمجھیں اور شرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایحی جمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالجمع لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (قرطبی ج ۷ ص ۱۱۱) یاد دودل ہونے سے دو رخ ہونا اوستہ کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی،

الاحزاب ۳۳

۹۳۰

اتل ما أوحی ۲۱

دودل بودن بجز بے حاصلی نیست ۷۷
یکے بین ویکے دان ویکے گو
یکے خواہ ویکے خوان ویکے جو

کہ و ملجلع اسن واجکھ الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانہ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

موضع قرآن و نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مالی اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان و مکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا سمجائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا دودو کو چھپے ان کے نالتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتہ مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاویں کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو حکم جاری رکھا یا تو ریت میں بھی یہی حکم ہو گا۔ ۷۸ اور پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف ورجان رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں انکو الغرم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ۷۹ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کر لیا اور منکروں کو سزا دے گا ۸۰ عیسیٰ سے چوتھے برس یہودی نبی نصیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورہ حشر میں آئیگا۔ ہر قوم میں پھر سے اور قریش کو اور فرارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کہ تھے، تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر لڑا اگر د

۱۷
خطبہ اول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

إِلَىٰ أُولِيكُمْ مَّعْرُوفًا ۖ كَانَ ذَلِكِ فِي الْكِتَابِ

اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں

مَسْطُورًا ۖ ۸۱ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

لکھا ہوا ۷ اور جب لیا ہم نے ۸۱ نبیوں سے ان کا اقرار اور پھر سے

وَمِنْ نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ

اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا

وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۖ ۸۲ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ

اور لیا ہم نے ان سے گا ۸۲ گھرا ۷ قرار ۷ تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ ۸۳ يَا أَيُّهَا

ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب ۷ اے

الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ

ایمان والو یاد کرو اہل احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھا آئیں تم پر

جُنُودًا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ

نوجوں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ نوجوں جو تم نے نہیں دیکھیں اور

كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۖ ۸۴ إِذْ جَاءَ وَكُم مِّنْ

۷ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ۷ جب چڑھا آئے تم پر ۷ اور

فَوْقَكُمْ وَمِنْ أَسْفَلِ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَ

کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور

بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا ۖ ۸۵

پہنچے دل گلوں تک اور ۸۵ گھٹنے لگے ۷ اللہ پر طرح طرح کی گھٹیں ۷

هَٰذَا لِكَيْ ابْتَليَ الْمُؤْمِنُونَ وَزَلْزَلُوا زَلًّا شَدِيدًا ۖ ۸۶

وہاں جانچنے کے ۷ ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

منزل ۵

خندق کھودی جب فوجیں آئیں دُور دُور سے لڑتے ۷ قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پُر و باؤ بھیجی تند کافروں کی آنکھیں بھجھ گئیں بھوکے ۷ اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا چار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی کٹی لڑائی لڑائی اور خندق کھودی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جادو کے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ۷۸ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرق طرف سے جو اونچی ہوا اور غرب طرف سے جو نیچی ہوا اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دستی خٹانے والے لگے آنکھیں چلنے اور دل پیچھے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کسی کسی آنکھیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچھ ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے فتح الرحمن صلا ارحام واجب است و توارث ہجرت و اسلام منسوخ شد توارث بقرابت و ارحام ۱۲ و ۳ مترجم گوید کفار و غزوہ احزاب بر مدینہ هجوم کردند و آنحضرت بخندق

۱۷
خطبہ اول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا

اور جب کہنے لگے منافق ۱۸ اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو

وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۱۲ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ

وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا اور جب کہنے لگی ایک جماعت

مِنْهُمْ يَا هَلْ يَظُرُّ لَكُمْ أَمُومًا فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ

ان میں سے یثرب والو! تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگتے لگا

فَرِيقٌ مِنْهُمْ النَّبِيُّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۚ

ایک فرقہ ان میں نبی سے کہتے تھے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ إِنَّ يُرِيدُونَ الْإِفْرَارَ ۚ ۱۳ وَلَوْ

اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا اور اگر

دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سَبَلُوا فَتَنَةً لَاتُوهَا

شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے پھر ان سے چلے دین سے بھلنا تو مان لیں

وَمَا تَلَبَّثُوا فِي الْإِسِيرِ ۚ ۱۴ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا

اور دیر نہ کریں اس میں مگر پھوڑی دل اور استرار کر چکے تھے

اللَّهُ مِنْ قَبْلُ لَا يُولُونَ الدِّبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ

اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ سے اور اللہ کے قرار کی

مَسْئُولًا ۱۵ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ إِنِ فَرَرْتُمْ مِنْ

پوچھ ہوتی ہے تو کہہ کچھ کام نہ آوگا تمہارے یہ بھاگنا اگر بھاگو گے

الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذْ لَا تَسْتَعِينُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۱۶ قُلْ

مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر پھوڑے دنوں تو کہہ

مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ

کون ہے کہہ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برا یا

منزل ۵

اپنے پاس نہ رکھتا اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کے مانند سمجھتا اسلام نے اس رسم جاہلیت کو اٹھایا اور کفارہ ظہار ادا کرنے کے بعد تعلقات زوجیت بحال رکھنے کا حکم دیا اس آیت میں ارشاد فرمایا تم اپنی بیویوں کو ظہار کے بعد اپنی ماں سمجھتے ہو تمہارے اس زعم سے تمہاری ماں نہیں بن جاتیں تمہاری ماں ہی بن جاتی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے یعنی اس طرح کسی کے کہنے اور سمجھنے سے معبودان باطل خدا کے یہاں شفیع غالب و نافع و ضار نہیں بن جاتے نافع و ضار وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و اختیار میں سارا نظام کائنات ہے ۱۵ و ما جعل ادعیاءکم الخ یہ دعویٰ سورت کی دوسری نظیر ہے اور ایک قدیم رواج بھی تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنالیا یہاں تک کہ آدمی اور اس کے متبنی کے درمیان وراثت بھی جاری ہوتی اور متبنی کی بیوی کو حقیقی بیوہ سمجھا جاتا یہاں تک کہ متبنی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا حرام سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رواج کے مطابق حضور علیہ السلام نے بعثت سے پہلے زید بن حارثہ کو اپنا متبنی بنالیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو بھی اٹھا دیا ابطال لما کان فی جاہلیۃ و صدر من الاسلام من انہ اذا تبنی الرجل ولد

غیرہ اجراء احکام السنۃ علیہ وقد تبنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ زید

بن حارثۃ (روح ج ۲ ص ۱۳۶) جس طرح کسی کے بیٹے کو بیٹا

بنالینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا اسی طرح زبان دعویٰ سے

معبودان باطل شفیع اور نافع و ضار نہیں بن جاتے۔ ۱۹

ذلکم قولکم الخ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں حقیقت انفس

الامر سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے سرو پا پاؤں

کی اجازت نہیں دیتا وہ تو حق بیان کرتا اور سیدھی راہ دکھاتا

ہے اس لئے ظہار اور متبنی کے بارے میں اللہ کے حق بات ظاہر

فرمادی اور اس بارے میں جو سیدھی راہ اور منصفانہ روش

تھی واضح کر دی نہ ادعوہم الخ جسے متبنی بنالیا جاتا

تھا اسے اس کے منہ بولے باپ کی منسوب کر کے پکارتے تھے

مثلاً زید بن محمد، سالم بن ابی حذیفہ، عامر بن خطاب وغیرہ حالانکہ

ان تینوں کے نسب باپ اور تھے۔ فرمایا ان کو ان کے اصل ماں

کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ

عدل و صدق کے مناسب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم

ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ انھیں اپنے بھائی کہہ کر

آواز دے لیا کرو غلطی سے جو پہلے ہوتا ہوا معاف ہے اب

آئندہ حکم واضح ہو جانے کے بعد اگر ان کو ان کے اصل باپوں کے

سوا منہ بولے باپوں کی طرف منسوب کرو گے تو یہ بہت بڑا جرم

اور گناہ ہو گا اللہ المنجی ادنیٰ الخ یہ مومنوں سے پہلے اخطا

ہے پیغمبر علیہ السلام کا ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ

حق ہے۔ اس لئے اسے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے رسم

جاہلیت ٹھوڑا ہے اب کفار و منافقین آپ کی مخالفت کریں گے

تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقت ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کر دینا اور آپ کی ازاج مطہرات کو اپنی ماؤں کی طرح قابلِ حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت و آبرو

منصہ قرآن

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔

۲۱۔

۲۲۔

۲۳۔

ما زید بن حارثہ
بنالینا
بارد ۱۲

مع

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقت ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کر دینا اور آپ کی ازاج مطہرات کو اپنی ماؤں کی طرح قابلِ حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت و آبرو

منصہ قرآن

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔

۲۱۔

۲۲۔

۲۳۔

۲۴۔

۲۵۔

۲۶۔

۲۷۔

۲۸۔

۲۹۔

۳۰۔

وا احترام اور حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلة الامهات في التحريم واستحقاق التعظيم واما فيما عدا ذلك فمن كالاجنبیات (ابو السعود ج ۴ ص ۱۷۷) ۱۷۷ واولوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی۔ دولہان آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کر لیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے لیکن جب نبی بنا تو وراثت ختم ہو گئی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہو گئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون يتوارثون

بالحجۃ وقیل انہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بین الناس فكان یؤاخی بین الرجلین فاذا مات احدهما ورثہ الآخر دون عصبۃ حتی نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) فی کتاب اللہ ای فیما فرض اللہ اور من المؤمنین الخ اولی کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مؤمنین و مہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ازواج مطہرات حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ۱۷۷ الا ان تفعلوا الخ ان تفعلوا بتاویل مصدر مبتدأ ہے اور اس کی خبر جابر بن عبد اللہ ہے ای الافعلکم معروفنا ای احسانا جابر الخ معروف سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مؤمنین اور مہاجرین مراد ہیں اس میں اجنبی مؤمنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی اجازت دی۔ اس راوی المعروف الوصیۃ وذلك ان الله لما نسخ التوارث بالحلف والحجۃ اباح ان یوصی الرجل لمن یتولاه بما احب من ثلثۃ (معالم ج ۵ ص ۱۹۲) ۱۹۲ واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا نہایت ہی نچتہ اور محکم عہد لے چکے ہیں ہم نے تمام نبیوں سے یہ عہد منور کیا ایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فرضینہ کا حقدار کرنا اور حق بیان کرنے میں نرمی یسستی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں کسی رواداری یا تساہل کو روا نہ رکھیں اور کفار و منافقین کے شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا فرضینہ انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ الميثاق العلیق الیہم باللہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ الله سبحانه من النبیین الميثاق بتبلیغ الرسالۃ والدعوتۃ الی الحق

مراد جابر بن عبد اللہ
ملا تو غیبی اتباع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لهم من دون الله ولیاً
چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی مددگار
ولا نصیراً ۱۷۷ قد یعلم الله السعوقین منکم والقائلین
اور نہ مددگاروں اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں سے اور کہتے ہیں
لاخوانهم هلم الینا ولا یأتون الباس الا قلیلاً ۱۷۸
اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہماری پاس اور ہڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی
اشخۃ علیکم فاذا جاء الخوف رایتهم یظرون
درنگ رکھتے ہیں تم سے مل کر پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھ انکو کہہ سکتے ہیں
الیک تدور اعینهم کالذی یغشی علیہ من السموت
تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے یہوش شدہ موت کی
فاذا ذهب الخوف سلقوکم بالسنۃ حداد اشخۃ
پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زباںوں سے گریں پڑتے ہیں
علی الخیر اولیک کم یؤمنوا فاحبط الله اعمالهم
مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے اعمال کو
وکان ذلک علی الله یسیراً ۱۷۹ یحسبون الاحزاب
اور یہ ہے اللہ پر آسان وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں کفار کی طرح
لم یذہبوا وان یأت الاحزاب یودوا والو
نہیں پھر گھسیں اور اگر آجائیں وہ انہیں تو آرزو کریں کہ
انہم بادون فی الاحزاب یسألون عن انباءکم
ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں
ولو کانوا فیکم ما قتلوا الا قلیلاً ۱۸۰ لقد کان
اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر محفوظ رہیں وہ سمجھتے ہیں کہ

منزل ۵

اکد بالیہم باللہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ روح ج ۲ ص ۱۵

موضع قرآن یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کر ڈالیں ۱۷۷ یعنی بڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مراد انکی جنتا ہے جس سب سے زیادہ اور غنیمت پڑھکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ۱۷۸ یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ انہیں کچھ نہیں اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتا دیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمن ۱۷۱ یعنی در معاونت شما ۱۷۲ یعنی از ہر آئندہ ورونہ ۱۷۳

لیسٹل لصد قین الخ یہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذیثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سرخشاں نبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۱۵ یا ایہا الذین آمنوا اذکروا الخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوہ احزاب میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوہ احزاب کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکین عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیرِ کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابوسفیان بن حرب، بنو اسد کا طلحہ، غطفان کا عیینہ بنو عامر کا غامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابوالدعور سلمیٰ، بنو نضیر کا جحش بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کر دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیراندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں کھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا عجب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوہ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۱۶ اذ جاء و کھال الخ یہ اذ جاء تک سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے پہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف محاصرہ کر لیا۔ واذ اغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آتے لگے و تظنون باللہ الظنون خطاب مخلص مومنین سے ہے باللہ ای فی حق اللہ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر مسیح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں فتح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہوگا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا هذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادہم الا ایمانا و تسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدہ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غروراً۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستأصلون و ظن المؤمنون انہم ینصرون (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۵) و کذا فی الروح وغیرہ ۱۷ ہنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کوڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دیے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدہ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چورائے میں پھوڑ دیا ۱۸ واذ یقول الخ یہ اذ اغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبہم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایر و صف کی وجہ سے ہے جو زمان بیکون المراد بہم المنافقین انفسہم و العطف لتغایر الوصف (روح ج ۲۱ ص ۱۵۸) غزوہ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور جھک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہؓ کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسری کے خزانوں پر قبا بض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضا کے لئے بھی باہر نہیں جاسکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شرانگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طعۃ بن ابیرق و معتب بن قنیر و جماعۃ غوامن سبعین رجلا قالوا یومہم الخندق کیف یعدنا کنوز کسری و قیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۵) غروراً ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذ باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غروراً ای وعدا صاحب غرور ای کذب۔ ۱۹ واذ قال الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہل یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دینِ شرک میں واپس آ جاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں تمہارا ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

لا مقام لکم فی حرمۃ القتال والممانعۃ فارجعوا الی بیوتکم و صنادیکم امر وہم بالعرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الاول
 واسلموہ الی اعداءہ (بجر ج ۷ ص ۲۱) ۵۲ دیتا ذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور ننگرے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت
 لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع
 پا کر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمائی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۵۳
 دلو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطاع ہا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنة سے
 مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فساد ی لوگ ان کے گھروں میں آگھیں، پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو
 فتنہ و فساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف و تأمل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں
 ہونے کا عذر مضجہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جا گھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ
 کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کر لیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۵۳۲ دلفقد کالوا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدانِ جہاد سے کبھی ہلچل نہیں بھیریں گے اور عہد و پیمان کو توڑنا ناقابلِ مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو چھپتاے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ رہیں گے اور نہ میدانِ جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قتال قتادة وذلک انھم غابوا عن بدر وراؤما اعطى اللہ اهل بدر من الکرامة والنصر فقالوا لئن اشهدنا اللہ قتالا لنقاتلن (قرطبى ج ۴ ص ۵۸)

۵۳۳ قلن ینفعکم الخ ان راہ فرار دھونڈنے والوں سے کہہ دیجئے کہ بھاگ کر نرم تقدیر الہی سے نہیں بچ سکتے موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے غھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لا محالہ آئے گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۱۲۷ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل حلفۃ تابتنا و ماء باروا اصل میں تھا۔ اور من ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکون اور ادبکم رحمۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۳)
اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار و مددگار نہیں جو تکلیف اور مصیبت کے کسی کو بچا سکے۔ ۱۲۸ فذلک یعلم اللہ الخ۔ ان منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو آپس میں جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں ہمارے پاس آجاؤ اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کر کے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ و نادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ علیکم اور جب بامجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم و جان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آئینہ آنے دیں اور ایک کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشحۃ علیکم ای بانیفسہم و ابدانہم (کبیر جلد ۶ ص ۱۶۷) ای بخلافہم علیکم بالنفقۃ والنصرۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۷)
۱۲۹ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف دیکھیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خون زائل ہو جائے تو مال غنیمت کے لالچ میں تندہی و تیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ اچی ہمیں بھی دو ناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جائے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص و آرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحۃ مسلکوا کے فاعل سے حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ۔ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں بعض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔ دکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ عذاب کی طرف ہے جو باقیل یعنی احبط اللہ اعمالہم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ عذاب ہے اور عذاب دنیا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۱۳۰ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین و کفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مائے خون کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای ہم من الجحیم والدہشتہ لم یذنبہم و خوفہم عجیب ہنم اللہ تعالیٰ الاحزاب فرحلوا و ہم یظنون انہم لم یرحلوا (روح ج ۲۱ ص ۱۶۷) حضرت شیخ فرماتے ہیں یحسبون کی تفسیر معوقین اور قائلین دونوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یأتی الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر باہری سے تمہاری خبریں پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے، مصیبت یا ہمارے؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

۲۸۔ لَقَدْ كَانَ الْحَاسِبِينَ اتَّبَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَرْغِيبِهِ بِغَيْرِ خَدِصٍ لَمْ يَخْشَ خُدُوعَهُ وَلَا كُفْرَهُ وَلَا مَقَابِلَهُ كَرِهَ فِي صَبْرٍ وَاسْتِقْلَالٍ وَأَوْسَكُونَ ثَبَاتٍ كَأَجْوَدِ بَهْرٍ عَمَلِيٍّ مُمُونَةٍ مَشِيٍّ فَرَمَا يَهْدِي مَسْلَمَاتُ كَوَاسٍ كِي بِرُوحِي كَرْنَا جَانِبِي تَقِي بِهَا مَخْلَصِينَ سَعَفَرَمَا يَجُوبُ تَقَا صَانِي بَشَرِيَّتِ كَا فُرُوسٍ كِي فُوجُوسٍ سَعَفُوفٍ زُودِ هُوكِي تَقِي تَقَا سَوَّةَ حَسَنَةِ خَصْلَةِ حَسَنَةِ حَقَّقَهَا إِنْ يُوتَسَى بِهَا كَالثَّبَاتِ فِي الصَّرَبِ وَمَقَاسَاةَ الشَّدَائِدِ (ابو السعد ج ۶ ص ۶۷) لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ يَهْدِي لَكُمْ سَبِيلَ

اگرچہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والایۃ دان سبقت للآقتد اوبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امور الحرب من الثبات ونحوہ منھی عامۃ فی کل افعالہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ا

لم یعلم انھا من خصوصیاتہ (روح ج ۲ ص ۱۶) هذه الآية الکرمیۃ اصل کبیری فی التا سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ و افعالہ و احوالہ ولہذا امرت بارت و لعلی الناس بلایسی

بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ و مصابرتہ و مرابطتہ و مجاہدتہ الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۶۹) ولما را المومنون الخ منافقین کے

نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و

مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھ آئی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے

دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے امر حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یا حکمتم

الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی گڑبی آزمائش آنے والی ہے نہ کہ من المومنین الخ ایمان والوں میں

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا ہے اور حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یا حکمتم الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے

مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی گڑبی آزمائش آنے والی ہے نہ کہ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

ہے اور حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یا حکمتم الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی گڑبی آزمائش آنے والی ہے نہ کہ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

ہے اور حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یا حکمتم الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی گڑبی آزمائش آنے والی ہے نہ کہ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

ہے اور حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یا حکمتم الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی گڑبی آزمائش آنے والی ہے نہ کہ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ

جس شخص نے اللہ کی پستی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا تھا

وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۚ وَلَمَّا رَأَى

اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت ساف اور جب دیکھی

الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ

مسلمانوں نے نہیں اٹھ بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور

رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا

اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا

إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۚ ۚ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا

یقین اور اطاعت کروات ایمان والوں میں تھے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا

مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَبِهِمْ مِنْ قَضِيَّةٍ خَبَرَهُ وَمِنْهُمْ

جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا پنا ذمہ داری اور کوئی ہے

مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۚ ۚ لِيَجْزِيَ اللَّهُ

ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ تا کہ بدلا دے اللہ

الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ

سچوں کو اللہ ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے

أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۚ ۚ

یا تو بدلا دے ان کے دل پر بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا

اور پھیر دیا اللہ نے ان کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی

خَيْرًا ط وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ط وَكَانَ اللَّهُ

کچھ بھلائی اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

منزل ۵

اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سورۃ اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ملے گا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

موضح قرآن و ابن رسول کو دیکھو ان تختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے کہ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد میں جان دے چکا جیسے شہداء نے بدر و احد اور دیگر جہاد میں اور اصحاب پر جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمن و یسین شہید شد ۱۲

کر سکتے ہیں۔ سو ہم جن یہودیوں نے غزوہ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کر لیا تو وہ مجبور ہو کر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے من اهل الكتاب۔ الذین کا بیان ہے اور من صیاصیہم انزل سے متعلق ہے۔ صیاصی۔ صیصۃ کی جمع ہے۔ یعنی قلعہ۔ چہاں وہ قذف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پنجم اللہ نے ان کی زمینوں۔ ان کے مکانوں اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا۔

اور ایک ایسا علاقہ بھی ان کو دیدیا جس پر ابھی تک انھوں نے پاؤں نہیں رکھے اس سے بعض نے ارض خبیر بعض نے ارض خنین اور بعض نے ارض مکہ مراد لی ہے واللہ اعلم غزوہ احزاب کے بعد حضورؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا اور یہودی قرنیہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا جنہوں نے مشرکین کی مدد کی تھی ۲۵، ۲۰ دن محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں یہودی مجبور ہو گئے اور ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کی ہیبت ڈال دی اور انھوں نے خود ہی قلعوں سے باہر آنی کی پیشکش کر دی اور حضرت سعد بن معاذؓ کا فیصلہ قبول کر لیا حضرت سعد قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کا حلیف تھا حضرت سعد بن معاذؓ نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے اموال و املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر عمل فرمایا روح وغیرہ یہاں تک غزوہ خندق کی تفصیلات مذکور ہوئیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بظاہر اسباب فتح مفقود تھے اور یہ ایک نہایت ہی کٹھن معرکہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح عطا فرمائی۔ اس لئے اسے ایمان والو! ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں اگر منافقین و مشرکین پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کریں تو تم پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور دشمن کی طاقت کو خاطر میں نہ لانا اللہ تمہاری مدد کرے گا ۳۳ یا ایہا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے اس میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر دنیا کی عیش اور نشان و شوکت چاہتی ہو تو یہ چیز تمہیں میرے گھر میں نہیں مل سکتی آؤ میں تمہیں طلاق دے کر اور جوڑا دے کر رخصت کر دیتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی عیش کو پسند کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں پیغمبر و انبیاؑ

الاجزاء الثلاثی والعشرون ۲۲

ومن یفنت ۲۲ ۹۳۷ الاحزاب ۳۳

وَمَنْ يَفْنَتْ مِنْكُمْ لَلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ

اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے

صَالِحًا تُؤْتَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

اچھے دیوس تم اس کا ثواب دو بار اور رکھی ہے تم نے اس کے واسطے بوزی

كَرِيمًا ۳۱ يَنْسَاءُ النَّبِيُّ لَسْتَنْ كَا حِدٍ مِنَ النِّسَاءِ

عزت کی و اے نبی کی عورتوں سے تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں

إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي

اگر تم ڈر رکھو سو تم وہ بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی

رَفَقَلَيْهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۳۲ وَقَرْنَ

جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول و اور تیار رہو

فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

اپنے گھروں میں رہو اور دکھلائی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جاہلیت کے وقت میں و

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَ

اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور

رَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں

أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا

اے نبی کے گھر والو اور ستر کر دے تم کو ایک سترائی سے و اور یاد کرو جو

يُشَلَّىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةُ إِنَّ اللَّهَ

پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقل مندی کی مقرر اللہ ہے

كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۳۴ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ

بھید جلنے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد ۳۴ اور مسلمان عورتیں اور

منزلہ

سے فرمایا کہ وہ رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دیں اور کفار و منافقین کی مخالفت کا مقابلہ کریں اور ہرگز نہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اب دلچ سپہرات کو تلقین فرمائی کہ تم بھی کفار و منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہو کر اس بات میں پیغمبر علیہ السلام کے خلاف لب کشائی نہ کرنا اور پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے، اپنی اپنی متبنی کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے اس میں آپ کی تائید کرنا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے

وضع قرآن و یہ بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور بُرائی کا عذاب دونا، پیغمبر کو بھی فرمایا لا ذنبا لا ضعف الحيوة و یہ ایک ادب سکھایا کہ کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو کہ جیسے ماں کہے بیٹوں کو و یعنی کفر کے وقت بے پردہ تھیں عورتیں و یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہؓ کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کے بارے میں میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں۔ باقی ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشہ مبینہ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ مینبغی ان تحمل الفاحشہ علی حقوق الزوج وفساد عشرته (مخرج، ۲۵) اے ازواجِ نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کریگی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے گی مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنی کی

الاحزاب ۳۳

۹۳۸

ومن یقنت ۲۲

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کر نیوالے مرد اور بندگی کر نیوالی عورتیں اور

الصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ

سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت بھیلنے والے مرد اور محنت بھیلنے والی عورتیں

وَالْحَشِيعِينَ وَالْحَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ

ورد بے رہنے والے مرد اور ردی رہنے والی عورتیں اور خیرات کر نیوالے مرد اور خیرات کر نیوالی عورتیں

وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کر نیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور

الْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ

حفاظت کر نیوالی عورتیں اور یاد کر نیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کر نیوالی عورتیں بھی ہے

اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۴۵ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

اللہ نے ان کے واسطے معافی اور بڑا ثواب اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا

وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ

اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کرے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو

لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝۴۶ وَإِذْ يَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ

سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر و اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر

اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ

اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا ۴۶ کہ اپنے پاس اپنی جوڑو کو اور

اتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى

دُر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا

منزل ۵

کی مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنی کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشہ مبینہ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی دگنی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دو گنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے ۳۵ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک و شبہ سے بالا رہے۔ اے ازواجِ نبی اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا اور فاحشہ مبینہ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنی کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم پالیسی کا منافقین کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہو گئی ہے دفن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۳۶ وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناؤٹ

سازگاری طاعت و تقویٰ و بندگی پر عمل کرنا

موضع قرآن و حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا ہر بات جدا کہنے کی حاجت نہیں و حضرت زینبؓ رسول پاک کی پھیلی کی بیٹی اور قوم میں شرافت حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے ظالم پکڑ لے گیا لڑکپن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پا کر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا۔ اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

فتح الرحمن ۱۔ درین آیت تعریفیں است بان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائی زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی مناسبت حال ایشان نبود ۱۲

فتح الرحمن ۱۔ درین آیت تعریفیں است بان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائی زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی مناسبت حال ایشان نبود ۱۲

خاصہ قال عکرمۃ من شام باہلتہ انھا نزلت فی شان نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم روح ج ۲ ص ۱۳۱
ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۳) قال عطاء وعکرمۃ وابن عباس ہمزو جۃ خاصۃ (قوٹی ج ۱ ص ۱۲۷) بعض لوگوں کو عنکم اور بیطہر کھل ضمیر مذکر سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ
یہ محاورات لغت سے ناواقف کی دلیل ہے لفظ اہل چونکہ مذکر ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو
یجمل ان بیکون خرج علی لفظ اہل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اہلک ای امراؤک ونساک فیکول ہم بخیر (قوٹی ج ۱ ص ۱۲۷) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے العجبین من امرا اللہ، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت (سورۃ ہود ع ۷) اسی
طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاہلہ امکنوا انی انست ذار العلی انیکم منھا بخیر اوجذوۃ من النار لعلکم تصطلون (القصص ج ۱)
اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں **حکم ۳۳۸** ان المسلمین الخ یہ مومنین کے لئے تیسرا حکم ہے اس
میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ تسلیم و رضا، اطاعت و اخلاص
اور صدق و صفا کو اپنا شعار بنائیں۔ ایمان و اطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ، صدقات دیا کریں، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت
اللہ کو یاد رکھیں **حکم ۳۳۹** واما کان الخ یہ ترک اطاعت پر تحویل و تہدید ہے مومن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کو فیصلہ کر دیں تو وہ اسے ماننے میں پس و پیش
کریں۔ متنبی کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد و عورت دل و جان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ
صریح گمراہ ہے **حکم ۳۴۰** اذ تقول الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرا خطاب ہے اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی بیوی کی بیٹی حضرت زینب
بنت جحش کا نکاح اپنے متنبی حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہو سکی اس لئے زید نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زید کو عتاب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زید کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا
کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزدہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کر لیں لیکن یہ بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا
ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ
کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیے۔ الذی النعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی
حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا۔ تمخض فی نفسک الخ اس کے تحت بعض
متاہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو۔ لیکن یہ سراسر غلط
اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی تمخضی الناس سے ظاہر فرمادیا
یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈر رہے ہیں۔ الظاہر ان اللہ تعالیٰ لما اراد سنخ تحريم زوجة المتنبی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام ان یقرح زینب اذا طلقھا زید فلم یأدر لہ صلی اللہ علیہ وسلم مخافة طعن الاعداء فعتوب علیہ وهو توجیہ
وجیہ قالہ الخفاجی (روح ج ۲ ص ۲۲)

حکم ۳۴۱ فلما قضی زید الخ دطر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما روى عن قتادة وهو کناية عن ذلك (روح) حضرت زینب کا مذکور ہونا ثابت
نہیں قالت (زینب) ما کنت امتنع منه عنیر ان اللہ منعنی منه وقیل انه مذ تزوجھا لم یتمکن من الاستمتاع بہا۔
(بحر ج ۲ ص ۲۳۷) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس رسم جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ متناؤں کی مطلقہ عورتوں کے
ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے وکان امر اللہ مفعولا اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا
ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہو کر رہا۔
حکم ۳۴۲ ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و مقرر فرمادیا ہے اس پر عمل
کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہیے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنت
جاری رہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام و اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلک من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج
جل شانہ علیہم الا فتاد امر علیہ ما احل لہم ووسع علیہم فی باب النکاح و عنیدہ (روح جلد ۲ ص ۲۲) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ
متنبی کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کر دیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کر لینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صف ہے
وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پروا کرتے تھے۔ وکفی باللہ حسیبا
اللہ تعالیٰ مخافت و خطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کا فیہا للمخادف (روح)

حکم ۳۴۳ ما کان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی
بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے تو اس میں کوئی بُرائی ہے اور اعتراض کا
کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے جس
کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سن بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرات ابراہیم، قاسم، طیب

اور طہر پہن میں ہی اللہ کو پیالے ہو چکے تھے۔ اور صرف آپ کی ساجزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں و لکن رسول اللہ یہ ماقبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی درمیان ابوت کا اثبات مقصور ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراک من نفي الابوة الحقيقية الشرعية التي يترتب عليها حرمة المصاهرة ونحوها الى اثبات الابوة المجازية اللغوية التي من شان الرسول عليه الصلوة والسلام وتقتضي التوقير من جانبهم والشفقة من جانبهم صلى الله تعالى عليه وسلم روح ج ۲۲ ص ۲۳) خاتم النبیین الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمال شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ ہے لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من النصیحة والبیان یستدرک من یاتی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واهدی لہم واعدی لولده الذی لیس لہ غیرہ من احد (کبیر ج ۶ ص ۷)

تحقیق لفظ خاتم النبیین

لفظ خاتم میں دو قرائتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے یعنی جس سے ہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جاسکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جاسکے والخاتم اسم آلہ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیین بہ ومآلہ اخر النبیین (روح ج ۲۲ ص ۲۳) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب آخر میں ہو۔ تو خاتم النبیین کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ والخاتم اخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای اخرہم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص ۸) وخاتم القوم وخاتمہم وخاتمہم (لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۲) دوسری قرائت کسرتا ہے یعنی بصیغہ اسم فاعل جس سے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ وقرء المجہور (وخاتم) بکسر التاء علی انہ اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد بہ اخرہم ایضا (روح ج ۲۲ ص ۲۳)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہو اور اس آیت کے ناقابل تاویل ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال و کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

احادیث نبویہ

۱۔ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک سیکون فی امتی کذا ابون ثلا ثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱) ۲۔ عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امتی کذا ابون دجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۴ ص ۴) سند احمد ج ۱ ص ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیشل جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال و کذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین و جمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی (یہ مثال نبوت کے محل کی ہے) اور اس میں خالی جگہ کو پُر کرینو! اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

۳۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنا فاحسن واجملہ الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس بطوفون به ویحبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانی خاتم النبیین (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۳، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹ واللفظ لہ)

ان حدیثوں میں خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرمادی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظنی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریعی یا غیر تشریعی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نص صریح ہے اسلئے علماء اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے

چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں ان الامة قد فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ایداً و عدم رسول بعده ایداً و انه ليس فيه تاويل و لا تخصيص فمنكر هذا الا يكون الامنكر الاجماع (کتاب الاعتقاد ص ۱۱) (ترجمہ) امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور امت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وكونه صلى الله عليه وسلم خاتماً للنبیین مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصر روح ج ۲۲ ص ۱۹۹) (ترجمہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن و حدیث نے واضح گواہ کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ علامہ قزلبی فرماتے ہیں۔ قال ابن عطية هذو الا لفاظ عند جماعة علماء الامة خلفا سلفا متلقاة على العموم التام مقتضية نصا انه لا نبی بعده صلى الله عليه وسلم (قزلبی ج ۴ ص ۱۹۹) (ترجمہ) ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف و خلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آ رہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام طبری فرماتے ہیں۔ ولكنه رسول الله وخاتم النبیین الذي ختم النبوة فطبع عليها فلا تقبل لاحد بعده الى قيام الساعة ويخو الذي قلنا قال اهل التاويل (ابن جریر ج ۲ ص ۲۲) (ترجمہ) "لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرهم الذی ختموا به (ابوالسعود ج ۶ ص ۶۸) مفسر البوحیان رقمطراز ہیں۔ وقرأ الجمهور وخاتم بكسر التاء بمعنى انه ختمهم اي جاء آخرهم (مخرج ص ۲۳۲)

بخطاب پنجم
بخطبات مکیہ
جلد دوم ص ۱۲-۱۱

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وقد اخبر الله تبارك وتعالى

في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السنة عنه انه لا نبی بعده ليعلموا ان كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب اذ انك دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتى بالواع السحر والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص ۶۹) علامہ خازن فرماتے ہیں ختم اللہ بہ النبوة فلا نبوة بعده (خازن ج ۵ ص ۲۱۸) یا ایہا الذین آمنوا الخ یہ مومنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

ومن یقتل ۲۲ ۹۴۲ الاحزاب ۳۳

بُكَرَةً وَاصِيلًا ۲۲) هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اس کی صبح اور شام دعا ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے

لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ

تاکر نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيمًا ۲۳) تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ

مہربان دعا انکی ملا ہے جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے

أَجْرًا كَرِيمًا ۲۴) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

ثواب عزت کا دل اے نبی تم نے تمہارے پیغمبر کو بھیجا بتانے والا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۲۵) وَدَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَ

اور خوشخبری سنائی والا اور ڈرانے والا اور بلائے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

سِرَاجًا مُّنِيرًا ۲۶) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنْ

پچھلکا ہوا چراغ اور خوشخبری سنائے ایمان والوں کو کہ ان کے لئے ہے

اللَّهُ فَضْلًا كَبِيرًا ۲۷) وَلَا تُطِيعُ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ

خدا کی طرف سے بڑی بزرگی ملے اور کبامت مان منکروں کا اور دغا بازوں کا

وَدَعَا أَذْهَمُ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۲۸)

اور بھڑوسے انکاستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا أَنْتَحَمُوا الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ

اے ایمان والو! جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر

طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سوان پر تم کو حق نہیں

مِنْ عَدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا فَمِنْ عَوْنِهَا وَسَوْحُوهِنَّ سَرَاحًا

عدت میں بھٹلانا کہ گنتی پوری کراؤ سوان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے

منزل ۵

في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السنة عنه انه لا نبی بعده ليعلموا ان كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب اذ انك دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتى بالواع السحر والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص ۶۹) علامہ خازن فرماتے ہیں ختم اللہ بہ النبوة فلا نبوة بعده (خازن ج ۵ ص ۲۱۸) یا ایہا الذین آمنوا الخ یہ مومنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

موضع قرآن و یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ منہ و سب امتوں سے برتر یہی امت ہے۔

فتح الرحمن و یعنی از جانب خداوند شریک گان ۱۲۔

جَمِيلًا ۱۹ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

سے و اے نبی ۱۹ ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

اَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ

میر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگائے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَ

مل اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ زَوَامِرًا مَّؤْمِنَةً

تیری خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو تو اگر نبی چاہے اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے کہ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۲۰

تو نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان و مہربان

تُرْجَى مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤَى إِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ وَ

پچھے رکھ دئے تو اہ جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ

جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو نکال دے یا بھٹکا تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

أَدْنَى أَنْ تَقْرَأَ عَيْنَهُنَّ وَلَا تَحْزَنَ وَبِرَّضَيْنَ بِمَا

قریب ہے ۲۰ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

منزل ۵

اپنے متنبی کی مطلقہ سے نکاح کر لینے کے بارے میں اگر تمہارے دل میں کوئی شک یا بدگمانی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کرو۔ تاکہ تمہارا یہ تصور معاف ہو جائے ذکر کثیر میں زبانی ذکر کے علاوہ ہر نیکی و طاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ کسی حال میں اس سے غافل نہ رہو کل طاعة وكل خير من جملة الذکرا (کشاف) قال ابن عباس الذکرا الکثیر ان لایسی جل شانہ وروی ذلک عن مجاهد ایضاً (روح ج ۲ ص ۲۲) ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲

الاحزاب و مكافحة الكفرة (قرطبي ج ۳ ص ۱۳) سراجا صبر ای ہا دیا من ظلم الصلابة (ایضاً ص ۲) کلمہ و بشر المؤمنین الخ جو مؤمنین آپ کے لئے ہوئے احکام شریعت بلاچوں و چہرہ مانتے ہیں اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں آپ کے ساتھ ہیں انھیں اللہ کی طرف سے اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیں و لا تقطع الکفرین الخ یہ ابتداء سورت کے مضمون کا اعادہ ہے اور کفار و منافقین کی بات ہرگز نہ مانتی وہ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ توحید میں نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی نرم رویہ اختیار کر لیں منہی عن مداراتہم فی امر الدعوة ولین الجانب فی التبلیغ والمساخۃ فی الاذکار (روح ج ۲ ص ۲۲) و ابوالسعود ج ۶ ص ۹۷ و دع اذہم الخ

الاحزاب ۳۳

۹۴۴

ومن یقنت ۲۲

اتیتھن کلھن واللہ یعلم ما فی قلوبکم وکان اللہ

تومنے دیا ان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

علیما حلیمًا ۵۱ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ

سب کچھ جاننے والا حلیم الاول ملال نہیں تجھ کو ۵۱ عورتیں اس کے بعد مل اور نہ یہ کہ

تَبْدُلَ بَیْہِنَ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَجْنَحَ حُسْنُہُنَّ إِلَّا مَا

ان کے بدلے کر لے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو

مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۵۲ یٰۤاَیُّهَا

مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان و قائل اے

الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُیُوتَ النَّبِیِّ إِلَّا أَنْ یُؤْذَنَ

ایمان والو ۵۲ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم

لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرِ نَظَرٍ اِنَّہٗ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ

ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے کھنے کی لیکن جب تم کو بلائے

فَادْخُلُوا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مَسْتَأْنِسِیْنَ

تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو

لِحَدِیْثٍ اِنْ ذَلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فِیْسَتْخٰی مِنْکُمْ

باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے

وَاللّٰهُ لَا یَسْتَخِیْ مِنْ الْحَقِّ وَاِذَا سَأَلَ تَمْوٰہُنَّ مَتَاعًا

اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگے جاؤ تمہیں سے ۵۵ کچھ چیز کا کہ

فَسْئَلُوہُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذَلِکُمْ اَطْہَرُ لِقُلُوْبِکُمْ

تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب بھڑائی ہے تمہارے دل کو

وَقُلُوْبُہُنَّ ۚ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنْ

اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۵۵ اللہ کے رسول کو اور

منزل ۵

آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۵ تنہی الخ آپ

صحیح قرآن و کسی مرد کو جو کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دین راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہؓ کو ۱۳ منہ فل یعنی طینی قمیص کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم شہور ہیں یا تین ایک ماریہؓ کے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیمؓ ایک ریحانہؓ یا شمعونہؓ یا دونوں حضرت عائشہؓ نے فرمایا بیخ آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں ۵۶ فتم الرحمن فل یعنی بعد ازین دو صفت قریشیہ مہاجرہ مہیرہ یا مہیرہ نفس غیر مہیرہ ۱۲ فل یعنی این آیت نا سخ آیت سابقہ

تبلیغ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے، آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہے۔ ۵۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا الخ یہ مومنوں سے چھٹا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب منعد (قمیص اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو۔ وہ جہاں چاہیں نکاح کر لیں حضرت شیخ قدس سرہؒ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گزارنا اگر چہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور اقبل سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلکہ الحیران میں حضرت شیخ قدس سرہؒ کی طہری غدت کی نسبت قصور تعبیر سے ناشی ہے ۵۹ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اول التي اُتیت اجودھن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا مہر ادا کر چکے ہیں وہ قریشیہ ہوں یا غیر قریشیہ سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم و ما ملکت یمنینک الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم و بنت عمتک الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ حبیبتہ کر چکی ہیں۔ چہاں کہ وہ ایمان والی عورت ہو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پسین کر دے۔ حالانکہ لک اللہ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۵۷ فتد علمنا الخ بیویوں اور باندیوں کے بارے میں ایمان والوں کے کتاب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۵ تنہی الخ آپ

لَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا ۖ إِنَّ

نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ

ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝۵۲

یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو بھلا یا

تُخَفُّوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۵۳

اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا اول گناہ نہیں بھلا

عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ وَلَا أَبْنَاءِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ وَلَا

ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور

لَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِمْ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِمْ وَلَا نِسَاءَهُمْ

نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے

وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اپنے عورتوں سے بے شک اللہ

كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝۵۴

کے سامنے ہے ہر چیز کا اور بے شک اللہ ہے اور اس کے فرشتے

يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۵۵

اور سلام بھیجو سلام کہہ کر قل اللہ کو اور اس کے رسول کو

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے عذاب

مُهِينًا ۝۵۶

کا عذاب اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اللہ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

منزل ۵

اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں۔ اور جن کو آپ نے اپنے سے دور کر رکھا تھا، ان کو پھر طلب کر لیں تو بھی آپ پر گناہ نہیں جس طرح عام مسلمانوں پر اپنی متعدد بیویوں کے درمیان وقت کی تقسیم لازم ہے۔ حضور علیہ السلام پر یہ پابندی بھی نہ تھی۔ ہذا الآية تدل علی ان القسم بینہن لم یکن واجباً علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانہ کان مخیراً فی القسم لمن شاء منہن وترك من شاء منہن (جصاص) ۵۲ ذلک الخ حقوق زوجیت کے بارے میں جو پابندیاں عام مسلمانوں پر عائد ہیں وہ حضور علیہ السلام پر عائد نہیں ہیں۔ اور آپ کی بیویوں کو ان امور میں آپ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی مرضی اور مصلحت پر ہے۔ آپ

اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب زوج کا آپ تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزرہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کرینگی لانہن اذا علمن ان هذا التفویض من عند اللہ اطمأنت نفوسہن وذهب التغایر وحصل الرضاء (مدارک) واللہ یعلم الخ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے لیکن کمال علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ۵۳ لا یجل لک الخ مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے ای من بعد الاصناف التي سمیت قال ابی بن کعب وعکرمہ وابورزین وهو اختیار محمد بن جریر (قرطبی ج ۳ ص ۲۸) شاہ عبدالقادر دہلوی ج ۱ فرماتے ہیں۔ جتنی قسمیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ اور دوسرے کئی علمائے سنی آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں

لا یجل لک النساء من بعد ہؤلاء التسع ۱ لاتی اخترنک ای لقد حرم علیک تزوج غیرہن (روح ج ۲ ص ۲۳) الا ما ملکت الخ یہ ماقبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تبدیل آپ کے لئے جائز ہے۔ وکان اللہ علی کل شیء شہیداً ۱۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام و حدود سے سختی و نرمی مت کرو۔ ۵۴

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۱۔ ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر قل اللہ کو اور اس کے رسول کو لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۱۔ اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اللہ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے کچھ حقوق و آداب تسلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو انہیں پھیلانے کا موقع نہ ملتا تھا کہ انہیں آگے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

موضع قرآن ۱۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرمادیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پڑے کا کہ مرد حضرت کے ازدواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے ۱۲ منہ ۱۔ اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورہ نور میں ۱۱ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں سلام علیک یا نبی اللہم صل علی محمد اللہ سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور اس

عورتیں اور باندیاں و اتقین اللہ۔ اس میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے۔ فرمایا تم بھی اللہ سے ڈرتی رہو اور اللہ کے اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا ۵۹۱ ان اللہ الخ یہ ایمان والوں سے آٹھواں خطاب ہے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں اور رسوم جاہلیت کو توڑنے میں پوری ہمت و جرأت اور کامل ثبات و استقلال سے کام لیا۔ اور حق تبلیغ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح و ثناء اور عظمت کا اظہار فرمایا اور آپ کی قدر و منزلت سے بندوں کو بھی آگاہ کیا۔ تاکہ وہ بھی آپ کی قدر و منزلت کو پہچانیں اور آپ کو خراج تحسین پیش کریں والمقصود من هذه الآية ان الله سبحانه وتعالى اخبر عباده بمنزلة عبده ونبيه في الملاء الاعلى بانہ يثني عليه عند الملائكة المقربين وان الملائكة تصلي عليه مشر اهرتعالی اهل العالم السفلي بالصلوة والتسليم عليه ليجتمع الشناء عليه من اهل العالمين العلوي والسفلي (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۸) ہی (الصلوة عند عز وجل ثناء عليه عند ملائكة وتعظيمه ررواه البخاری عن ابی العالیة وعنه عن الربیع بن النضر وجری عليه الخلیفی فی شعب الایمان (روح جلد ۲ ص ۲۷) فصلوة الله ثناء عليه عند ملائكة (خازن جلد ۵ ص ۲۲) قال البخاری قال ابو العالیة صلوة الله تعلق ثناء عليه عند الملائكة وصلوة الملائكة الدعاء ولاوی مثله عن الربیع ایضاً (ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۸) بعض قاصرین نے جنہیں اعتراض کرنے کا شوق ہوتا ہے حضرت شیخ کے کلام کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ صلوة کا یہ معنی صحیح نہیں حالانکہ متعدد بزرگوں سے منقول ہے جیسا کہ حوالہ بالا سے ظاہر ہے کہ امام ابو العالیہ ربیع بن النضر اور حلی نے یہی معنی مراد لئے ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طے کرتے ہیں کہ صلوة اللہ کی طرف سے رحمت و خوشنودی، فرشتوں کی طرف سے دعا و استغفار اور بندوں کی طرف سے دعا و تعظیم ہے والصلوة من الله رحمة ورضوانه ومن الملائكة الدعاء والاستغفار ومن الامة الدعاء والتعظیم لا مہرہ (قرطبی جلد ۴ ص ۲۳) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت اور رفیع درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت و برکت کی دعا مانگا کرو اور آپ کی مدح و ثناء کیا کرو ۵۹۲ ان الذين الخ یہ کفار و منافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تحریف اللہ اور اس کے رسول کی ایذا سے مراد ہے کہ ان کے احکام کی مخالفت کی جائے اور ان کے ناپسندیدہ افعال و اعمال کا ارتکاب کیا جائے عبر بایذاء الله ورسوله عن فعل ما لا یرضی به الله ورسوله کالکفر (مدارک) (امید بالایذاء) ارتکاب ما لا یرضی الله من الکفر وکباثر المعاصی مجازاً لانہ سبب اولادہ (روح جلد ۲ ص ۲۷) لعنهم الله الخ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و آخرت میں اپنی رحمت و برکت سے محروم کر دے گا اور ان کو آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا اللہ کی ایذا سے شرک کرنا اور حضور علیہ السلام کی ایذا سے آپ کو ساحر و مجنون وغیرہ کہنا مراد ہے قال الجمهور معناه (ایذاء الله) بالکفر ونسبة الصحابة والولد والشرک الیه ووصفه بالایلیق به الخ (قرطبی ج ۴ ص ۱۴) ۵۹۱ والذين یؤذون الخ یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کی مذمت فرمائی۔ جو لوگ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ اور بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ اور صریح جرم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام اور مومنین و مومنات پر ناحق اور ناکردہ گناہ کا اتہام دھرتے ہیں وہ صریح گناہ کرتے ہیں ای ینسبون الیہم ما هم بمرءاء منه لم یفعلوه ولم یعملوه (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۸) ۵۹۲ یا ایہا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتواں خطاب ہے۔ نزول حجاب سے قبل جب مسلمان عورتیں رات کو قضاے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو منافقین انہیں تنگ کرتے اور آوازیں دیتے جب ان سے کہا جاتا تھا کیا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہم نے بھجیا یہ فلاں عورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ مسلمان عورتیں جب باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد اور شریف عورت ہے کانت المرأة من نساء المومنین قبل نزول هذه الآية تنبذ للحاجة فیتعرض لها بعض الفجار یظن انها امة فتصیبه به فیزهق فاشکوا ذلك الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونزلت الآية بسبب ذلك (قرطبی ج ۴ ص ۲۳) اے پیغمبر اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دو کہ وہ چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلا کریں۔ اس طرح ان میں اور باندیوں میں تمیاز ہو جائے گا اور منافقین و فجار ان کی ایذا کے درپے نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ عام طور پر لونڈیوں سے تعرض کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بکتیک فرمایا ہے لفظ بنتا جو بنت کی جمع ہے اس کو ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اس طرح قرآن کی نص صریح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا تعدد ثابت ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپ کی صرف ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ ایک سے زیادہ تھیں۔ اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے اس لئے قرآن سے حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی تعداد کم از کم تین ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کم نہیں اور تاریخ و مستند روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں سستی اور شیعہ مؤرخین و محدثین کا اس پر اتفاق ہے خود شیعہ مصنفین نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لطن سے تھیں چنانچہ علامہ یعقوب کلبی شیعہ محدث نے لکھا ہے وتزوج حذیجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقیة وزینب وام کلثوم وولد له بعد المبعث الطیب والطاهر وفاطمة علیہا السلام۔ کافی کلبی اصول ج ۱ ص ۳۱ طبع طہران)۔ (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے کچھ اور بیسیں سال کی عمر میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو ان کے لطن سے قبل از نبوت قاسم۔ ورقیہ۔ زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از نبوت طیب، طاهر اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ اور باقاعدہ قرطبی شیعہ لکھتے ہیں درقرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ منولد شد ند طاهر و قاسم وفاطمة وام کلثوم ورقیہ وزینب احوال القلوب ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ طہران) بعض روافض کہتے ہیں بنات سے یہاں امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ امت کی عورتوں کا بعد میں بصراحت ذکر موجود ہے و نساء المومنین اس لئے لفظ بنات کو اس پر محمول کرنا غلط ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ نبات سے امت کی عورتیں مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اور حقیقی معنی صلیبی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا متعذر ہو۔ لیکن یہاں حقیقی معنی متعذر نہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات موجود تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو شہرہ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا شہرہ میں انتقال ہوا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حضور علیہ السلام کے بعد وفات ہوئی۔ یہ آیت شہرہ سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے نبات سے یہاں حضور علیہ السلام کی صلیبی بیٹیاں ہی مراد ہیں۔ نہ کہ روحانی۔ سَلَامٌ لِّمَن لَّمْ يَلْمِ الْفُجْرَاءَ مِنَّا فَجْرًا وَنُخَوِّفُ دُنُوزِي

الاحزاب ۳۳

۹۴۸

ومن یقنت ۲۲

لُكْفِرِينَ وَاعْدَلَهُمْ سَعِيرًا ۖ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ

مفکروں کو اور رکھیں ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اسی میں ہمیشہ

لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۖ يَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهُهُمْ

نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے اٹھنے سے

فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا اطْعْنَا اللَّهَ وَاطْعْنَا الرَّسُولَ ۖ

آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّنَا

اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے بھلا دیا

السَّبِيلَ ۖ رَبَّنَا ارْتَحِمُ ضَعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ الْعَظِيمِ ۖ

راہ سے اے رب ان کو دے دو گنا عذاب اور پھشکارا کو

لَعْنَا كَبِيرًا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

بڑی پھشکارا اے ایمان والو! تم مت ہوا جیسے جنہوں نے

أَذَا مُوسَىٰ فَبَرَّاهُ اللَّهُ مَسَاقِلُ أَوَامِرٍ وَكَانَ عِنْدَ

ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلایا اس کو اللہ نے اپنے کلمے سے اور مٹا اللہ کے

اللَّهُ وَجِهًا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا

یہاں آبرو والا ملے اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِيدًا ۖ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

بات سیدھی کہ سنو ارے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشے تم کو

ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

عَظِيمًا ۖ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مراد ہم نے دکھلائی تھی امانت آسمانوں کو اور زمین کو

وَالْجِبَالِ فَأَمَّا السَّمَاوَاتُ فَكَانَتْ نَاقِضَةً لِّلْأَمَانَةِ

اور آسمانوں کو تو ٹھیکہ کرنے سے انکار کرتی تھی امانت کو

وَالْأَرْضُ كَانَتْ تَوَارِيضًا ۖ وَالْجِبَالُ كَانَتْ خَائِفَةً

اور زمین کو تو بے وقار اور ڈرتی تھی پہاڑ

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهَ خُرُوجًا مِّمَّا يَكْسِبُ كُلَّ يَوْمٍ

جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے نکالے گا اس کے لئے جس کا وہ ہر روز کماتا ہے

مِمَّا يَكْسِبُ كُلَّ يَوْمٍ ذُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

اس کے لئے جس کا وہ ہر روز کماتا ہے غریبوں اور یتیموں اور یتیموں

وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں

وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں

وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں

ساختہ ہے غمناک
موتیوں کی
ساختہ ہے غمناک
موتیوں کی

ہے۔ والذین فی قلوبہم مرض سے بدکار اور فحشا مراد ہیں جن کے دلوں میں بدکاری کے خیالات کی بیماری تھی۔ والمرجفون فی المدینۃ۔ یہودی مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصاً مسلمان عورتوں کے ہائے میں غلط افواہیں اٹاتے تھے تاکہ ان کے فطرت بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیہو المجاورین لہما عما ہم علیہ من نشر اخبارا سوء عن سرايا المسلمين وغير ذلك من الاسرار جیف المملقة المستتعة للاذیة سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبہم مرض فقال ہم اصحاب الفواحش وعن عطاء انہ فسرہم بذلك ایضاً (روح ج ۲۲ ص ۹) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تہدید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین و فجار کا یہ عذر تو باطل ہو گیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرابی شرلوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ لئلا یغریبکم ہم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط و اختیار دیدینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب و جوار سے جلا وطن کرنے کے احکام صادر کر دیں گے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہو جائیں گے اور آپ کے قرب و جوار میں نہیں رہ سکیں گے الا قلیلاً صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکیں گے جتنی دیر سامان اور اہل و عیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک

موضع قرآن

آنے تک نہ شریک یاست نہ رہیں پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مراد ہوں۔ اور کہتوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خضیہ بھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا۔ حضرت موسیٰ عرصے کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے کھڑا ہو گیا۔ سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب پھر اس پتھر کو کوئی عصا مانے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن
وہ مترجم گوید یعنی موسیٰ وقت غسل ستر میگرد۔ جہاں بنی اسرائیل گفتند اوردہ است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارہ آب غسل میگرد و جاہلہ خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدا تعالیٰ آن سنگ رواں شد و موسیٰ عقب سنگ دوید تا آنکہ جماعہ از بنی اسرائیل عریاں دیدند و گفتند اوردہ ندارد و اوردہ انتفاخ خضیدہ را گویند۔ واللہ اعلم۔
وہ یعنی استعداد تکلیف را با و امر و نواہی۔ ۱۳۔

منزل ۵

وقت مراد ہے ملعونین یہ لایجا ورونك کے فاعل سے حال ہے یعنی جو حقوڑا سا وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپ کے حسن سلوک سے مطرود ہی رہیں گے اور جب جلاوطن کر دئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلك الوقت الذی یجا ورونك فیہ یكونون ملعونین مطرودین من باب الله وبابك واذ اخرجوا لا ینفکون عن المذلة ولا یجدون ملجأ بل انما یكونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبر ج ۶ ص ۹۹) ۱۷ سنہ اللہ الخ شر پسند اور فساد انگیز عناصر اور باغیوں کے ہائے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی یہی دستور ہے۔ اب کوئی نیا طریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔

۱۷ یسئلک الناس الخ یہ خوفناک خبر ہے۔ مشرکین ازراہ طرز و استہزا سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۱۷ ان اللہ الخ قیامت جب بھی آئے، آئے گی ضرور۔ اس نے کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچائے۔ یومہ تغلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حشر و ندامت سے کہیں گے۔ کاش! ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بطور معذرت کہیں گے۔ ربنا اننا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علماء دین اور پیشوایان مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کر دیا اور شرک کفر کی راہ پر لگا دیا۔ سادۃ اور کبراء سے علماء رسول و پیشوایان دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بہم العلماء الذین لقنواہم الکفر وزینواہم لہم وعن قتادة رؤساؤہم فی الشر والشک ورج ج ۲۲ ص ۹) والاظہر العموم فی القادة والرؤساء فی الشرک والضلالة ای اطعناہم فی معصیتک وما دعونا الیہ فاضلونا السبیل ای اطعناہم فی معصیتک وهو التوحید (قرطبی ج ۴ ص ۲۴) ربنا انہم الخ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کر دیا۔ اس لئے

سبام ۳

۹۴۹

ومن یقنت ۲۲

وَالْجِبَالُ فَابِیْنِ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا نہ کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اسکو

الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝۶۱ لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ۶۱ تاکہ عذاب کرے اللہ

الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیۡتِ وَالْمُشْرِکِیۡنَ وَالْمُشْرِکِیۡتِ وَیَتُوْبَ

منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور مشرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور مشرک کرے

اللّٰہُ عَلٰی الْمُؤْمِنِیۡنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا

اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا

رَحِیْمًا ۝۶۲

سُوْرَةُ سَبَا مِکِّيَّةٌ وَھِیَ اَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰیَةً وَسِتُّ وُحُوْدٌ

سورہ سبہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چوں آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ

سب خدائی اللہ کے ہے جس کا ہے جو کچھ کہے آسمانوں اور زمین میں اور

لَہٗ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ۝ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۱ یَعْلَمُ مَا

اسی کی تعریف ہے کہ آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جانتے والا اور جانتا ہے جو کچھ

یَلِیْقُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ

اندر گستا ہے کہ زمین کے اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور

مَا یَعْرَجُ فِیْہَا ۝ وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِیۡنَ

جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا اور کہتے تھے

منزل ۵

موضح قرآن یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرانی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں یلے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھر نا زمین کی خواہش بٹھ کر انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرانی چیز کو برخلاف اپنے ہی کے تھا منابر اور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصیدہ پر کپڑا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلہ لے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلہ لائیں ۱۲ منہ ۱۷ دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سوا کسی کی طرف سے۔ ۱۲ منہ ۱۷ زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کیڑے اور میوہ نکلتا ہے۔ سبزہ کھیتی آسمان سے اترتا ہے میوہ قرآن نقد چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مرے کی۔ اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے۔

فَلَمَّ الرَّحْمٰنُ : یعنی بالفعل عدالت و علم ندارد و قابلیت آہنہ دارد۔

انہیں دگنا عذاب ہے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کوسوں دور فرمائے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور فجار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچائی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی نہمت لگا کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمراہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی نہمت لگا کر انہیں ایذا دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کرے گا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا یہ حکم سب کے لئے یکساں ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسر عام اقرار کرے کہ (عیاذ باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمع عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا سچ بتاؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر کسایا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برأت ظاہر ہو گئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضهم قارون قسر مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بني اسرائيل ان موسى زنى بي فلما جمع قارون القوم المرأة حاضرة النقي الله في قلبها انهم صدقت ولم تقل ما لقنت (کبرج ص ۶۷) قال ابو العالیة هو ان قارون استاجر مومسة اى زانية لتقذف موسى بنفسها على رأس الملائكة فصعبها الله تعالى وبرأ موسى من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معه (السراج المنير ج ۳ ص ۲۵) وهم قارون وقومه اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروها لتقذفه بنفسها (فبرأها الله مما قالوا) باقرادها انهما استاجروها لهذا القذف فخسف الله بهما الارض (مہاش ج ۲ ص ۱۵) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور انتہا تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صبیق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ یصلح لکم اعمالکم بالقبول والاثابة علیہا علی ماروی عن ابن عباس ومقاتل (روح ج ۲ ص ۹۱) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ﴿انا عرضنا﴾ الخ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسب حال جو احکام مقرر کئے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها۔ قالت اتيننا طائعين (حم السجدة ع ۱) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکام الہی اور تکالیف شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس یعنی بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲) قال مجاهد الامانة الفرائض وحدود الدين وقال ابو العالیة ما امر وابه ونهوه عنه (معالم ج ۵ ص ۲۲) والامانة تعم جميع وظائف الدين على الصحيح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ۳ ص ۱۳۵) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تلوینی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ﴿نکھ فابین﴾ الخ ابن کی ضمیر جمع مومنات سموت، ارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں ان یحملن، حمل سے ہے جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالى فابین ان یحملنہا واشفقن منها وحملها الانسان ای یجنہا وخانها الانسان ونص الازهری عرفنا تعالیٰ انہا لم یحملہا ای ادنہا وکل من خان الامانة فقد حملها (تاج العروس ج ۲ ص ۲۲) وحمل الامانة ومحتمل لها یرید انه لا یؤدیہا الی صاحبہا الخ (برج ج ۲ ص ۲۵) یرید بالامانة الطاعة لله ومحمل الامانة الخيانة یقال فلان حامل للامانة ومحتمل لها ای لا یؤدیہا الی صاحبہا حتی نزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر بارِ امانت پیش کیا۔ زمین و آسمان او پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھائے ہوئے عہد کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کریں گے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کریں گے۔ اور مغمومہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منها یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھالیا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملها الانسان) ای خان فیہا و ابی ان یؤدیہا (انه کان ظلوماً) لکونه تارکاً لاداء الامانة (جہولا) لاخطائه ما یسعدہ مع تمکنہ منه وهو اداءها وقال الزجاج الکافر والمنافق حملاً الامانة ای خاناً ولم یطیعها ومن اطاع من الانبياء والسمو منین فلا یقال کان ظلوماً جہولاً (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ لکھ لیعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا ہی ہے۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

سورۃ احزاب میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

- ۱۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ (۱۶) آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ اور ان کے مرسومہ معبودوں سے شفاعت قہری کی نفی کرتے رہیں۔
- ۲۔ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمْ تَأْتِيكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ (۱۶) جن بیویوں سے تم نے ظہار کیا ہے، وہ تمہاری مائیں نہیں بن سکتیں۔ اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بن سکتے ہیں۔ اسی طرح زبانی دعویٰ سے تمہارے مرسومہ معبود شفیع غالب نہیں بن سکتے۔
- ۳۔ اس سورت میں متبنی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھنے کی جاہلانہ رسم کو موقوف کیا گیا ہے۔